پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے علاوہ مولانا روم، سید علی ہمدانی اور دیگر مشاہیرِ اسلام کے فکر، فن، فلسفے اور اردو و فارسی زبان و ادب کے مختلف موضوعات پر متعدد کتب اور مقالات و مضامین تحریر کیے۔ یہ کتاب غیر اقبالیاتی ادب میں ان کی خدمات اور اس سے متعلق کتب اور مقالات و مضامین کے خلاصے، تعارف اور تحقیقی و تنقیدی جائزے و تبصرے پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمود علی انجم

نورِ ذات پبلشرز، لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنف کتاب ھذا محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات
تحقیق و تصنیف:۔ ڈاکٹر محمود علی انجم (نائب صدر بزم فکرِ اقبال پاکستان)
نظر ثانی:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (بانی و صدر بزمِ فکرِ اقبال، پاکستان)
پروفیسر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی سکالر، ماہر فارسی زبان و ادب)
حافظ محمد دلاور (مذہبی سکالر)
کمپوزنگ:۔ حافظ محمد نصیب علی قادری، محمد آصف مغل
طابع:۔ نورِ ذات پبلشرز (شعبہ نشر و اشاعت: بزم فکرِ اقبال، پاکستان)
فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔0321-6672557
ای میل:۔Anjum560@gmail.com
Anjum560@outlook.com
سنِ اشاعت:۔ ۲۰۲۳ء
تعداد:۔ ۵۰۰
قیمت:۔ ۲۴۰۰ روپے
ملنے کا پتہ:۔ ورلڈ ویو پبلشرز، دکان نمبر 11، الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون نمبر:۔ 0333-3585426
وٹس ایپ نمبر:۔ 0333-3585426
لینڈ لائن:۔ 042-37236426
ای میل:۔ worldviewforum786@gmail.com

اظہارِ تشکر

وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ٥

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تا کہ تم شکر بجالاؤ٥

زیرِ نظر کتاب ''ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات'' راقم الحروف کے پی ایچ ڈی کے مقالے کا حصہ دوم ہے جس کی تصنیف و تالیف کی سعادت حاصل ہونے پر میں ربِ قدیر اور اپنے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد وانتہا شکر گزار ہوں۔ میں اپنے روحانی، علمی وادبی محسنین اور کرم فرماؤں خصوصاً سلطان الفقر اقبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، پیرو مرشد حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نہایت واجب الاحترام والد محترم حاجی محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں جن کی تعلیمات، دعاؤں، توجہ اور شفقت کی بدولت اس کارِ سعادت کی توفیق عطا ہوئی۔ میرے کرم فرما اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور (پی ایچ ڈی اردو)، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال (پی ایچ ڈی اقبالیات) نے اس کتاب کا بغور مطالعہ فرما کر اسے بہتر بنانے میں مدد فرمائی۔ میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم) نے میرے حصہ کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر، ہر طرح سے میری ضروریات کا خیال رکھ کر مجھے ذہنی و قلبی فراغت کے لمحات حاصل کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی اس علمی، ادبی و روحانی کاوش کو ان سے منسوب کرتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا گو ہوں۔

احقر العباد
طالب دعا و منتظرِ آرا
ڈاکٹر محمود علی انجم
پرنسپل چشتیہ کالج، فیصل آباد
Email: Anjum560@gmail.com
Mobile: 0321-6672557/0323-6672557
Whats App No: 0321-6672557

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلۡفَ اَلۡفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ ط

انتساب

سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیا ورسل، امہات المومنین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک، پنجتن پاک، آئمہ مطہرین، معصومین، تمام صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، تمام مومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ودیگر تمام سلاسلِ حق کے پیرانِ عظام واہلِ سلسلہ، ساتوں سلطان الفقراء خصوصاً حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مرشدِ من حضرت قبلہ فقیر عبد الحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد مسعود احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، سرکار میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گوہر عبد الغفار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل وعیال، حضرت میاں علی شیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں فریاد احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، پروفیسر ڈاکٹر مظفر کاشمیری، پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام معین الدین نظامی، ڈاکٹر محمد شفیق، ڈاکٹر محمد اصغر، پروفیسر سلیم صدیقی، استادِ محترم پروفیسر عبد اللہ بھٹی، بندہ عاجز اور اِس کی اہلیہ کے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم یٰسین، میاں لطیف احمد وبیگم میاں لطیف احمد)، بندہ عاجز کی اہلیہ (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (میاں اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد)، بیٹوں (حامد علی انجم، احمد علی انجم)، پوتے (محمد علی انجم)، پوتی (ماہ نور فاطمہ)، بہنوں (مسز یاسمین اختر، مسماۃ ناہید اختر)، برادران (میاں ارشد محمود، میاں مقصود علی چشتی نصیری، میاں سجاد احمد قادری، میاں فیاض احمد، میاں شہباز احمد، میاں اعجاز احمد، میاں خرم یٰسین، میاں عاصم یٰسین، میاں افتخار احمد، میاں ابرار احمد، میاں عمران احمد، میاں نسیم اختر) اوران کے اہل وعیال، مسٹر ومسز نصیر واہلِ خانہ، مس شمائلہ مشتاق، خالد محمود (پروپرائٹر: خالد بک ڈپو، لاہور)، کاشف حسین گوہر (پروپرائٹر: ہمدرد کتب خانہ)، الطاف حسین

گوہر (پروپرائٹر: گوہر سنز پبلی کیشنز)، تمام مسلمان آباؤ اجداد، بہن بھائیوں، بیٹوں، بیٹیوں، دامادوں، بہوؤں، نسلِ نو، احباب، رفقا، اساتذہ، تلامذہ، ظاہری و باطنی بلاواسطہ و بالواسطہ محسنین، علمی نسبی، روحانی تعلق رکھنے والے تمام احباب، بندہ عاجز کے چاہنے والوں اور ان سب کو جن سے بندہ عاجز کو محبت ہے، تاابدالآباد اس کا ثواب ایصال ہو۔ بندہ عاجز سے جانے انجانے کسی بھی صورت میں ایسے تمام افراد جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سرزد ہوئی انھیں بھی اس کارِ خیر کا ثواب ایصال ہو اور ذاتِ باری تعالیٰ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے صدقے اپنے فضل و کرم سے اسے بطور قضا و کفارہ شمار فرما کر اُن سب کی اور بندہ عاجز کی مغفرت فرما دے۔ (آمین)

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ۝ الحشر [59:10]

فہرست ابواب

باب اول:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات

باب دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو زبان و ادب میں خدمات

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان و ادب میں خدمات

باب پنجم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر

باب ششم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات: حاصل تحقیق

خلاصہ

کتابیات

ضمیمہ جات

ابواب بندی

تفصیل مضامین	صفحہ نمبر
اظہارِ تشکر	۰۰۳
انتساب	۰۰۴
فہرست ابواب	۰۰۶
ابواب بندی	۰۰۷تا۰۱۰
حرفِ آغاز	۰۱۱تا۰۱۶
1۔ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات	۰۱۷تا۱۲۰
(ا۔ بحیثیت مصنف، مؤلف، مترجم اور مبصر کے خدمات	۰۱۸
تصانیف، تالیفات اور تراجم	۰۳۴
☆ اردو تصانیف و تالیفات	۰۳۴
☆ فارسی تصانیف و تالیفات	۰۳۵
☆ تراجم پر مشتمل کتب	۰۳۶
اردو مقالات و مضامین، تراجم اور تبصرے	۰۳۷تا۰۴۸
☆ تراجم پر مشتمل مقالات و مضامین	۰۴۹
فارسی سے اردو تراجم	۰۴۹
انگریزی سے اردو تراجم	۰۵۰
اردو سے فارسی تراجم	۰۵۰
☆ تبصروں پر مشتمل مقالات و مضامین	۰۵۱تا۰۵۲
☆ فارسی مقالات و مضامین	۰۵۳
☆ انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے	۰۵۵
غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین	۰۵۶

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے	۰۵۶
ب۔ بحیثیت ماہرِ تعلیم، نصاب سازی کی خدمات	۰۵۷تا۰۷۲
ڈاکٹر محمد ریاض کے مرتب کردہ نصاب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۰۵۷
ج۔ بحیثیت نگران مقالات خدمات	۰۷۲تا۰۷۹
زیرِ نگرانی تکمیل پانے والے مقالات کا فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۰۷۲
د۔ کانفرنسز، سیمینارز اور اجتماعات میں شرکت	۰۸۰
ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں تاثرات (انٹرویوز)	۰۸۵تا۱۱۷
رفقائے کار اور دوستوں کے تاثرات	۰۸۵تا۰۹۸
☆ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال صدیقی	۰۸۵
☆ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران	۰۸۷
☆ ڈاکٹر محمد اکرم	۰۹۰
☆ ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام	۰۹۳
☆ طارق جاوید قریشی	۰۹۵
☆ سید مرتضٰی موسوی	۰۹۷
ریسرچ سکالرز کے تاثرات	۰۹۹تا۱۰۶
☆ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان	۰۹۹
☆ ڈاکٹر مسرت پروین نیلم	۱۰۱
☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال	۱۰۲
☆ پروفیسر منیر احمد یزدانی	۱۰۴
اولاد کے تاثرات	۱۰۷تا۱۱۷
حوالہ جات وحواشی	۱۱۸تا۱۲۰
2۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو میں خدمات	۱۲۱تا۱۹۷
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو تصانیف وتالیفات	۱۲۲
۱۔ ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر	۱۲۳
۲۔ ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل)	۱۲۶

۳۔حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)	۱۲۹
۴۔رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)	۱۳۶
۵۔سفرنامہ روم، مصر، شام	۱۳۸
۶۔فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ	۱۴۲
۷۔مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے	۱۵۰
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین	۱۵۳
حوالہ جات و حواشی	۱۹۱ تا ۱۹۷
3۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان و ادب میں خدمات	۱۹۸ تا ۲۵۶
(ا۔فارسی میں مستقل کتب و آثار	۱۹۹
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف و تالیفات	۲۰۰
۱۔احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی]	۲۰۰
۲۔کتاب الفتوّۃ (فارسی)	۲۰۵
۳۔کلیات فارسی شبلی نعمانی	۲۰۹
ب۔فارسی میں مقالات و مضامین	۲۱۳
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر مقالات و مضامین	۲۱۸
☆ فارسی کتب اور مقالات و مضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۲۴۶
حوالہ جات و حواشی	۲۴۹۔۲۵۶
4۔ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان و ادب میں خدمات	۲۵۷ تا ۲۶۵
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین	۲۵۹
☆ غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے	۲۶۳
حوالہ جات و حواشی	۲۶۵
5۔ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر	۲۶۶ تا ۴۴۹
(ا۔بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات	۲۶۷
ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۷۷
☆ غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم	۲۷۷

۱۔ تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	۲۷۷
۲۔ مکتوبات و خطبات رومی (ترجمہ از عربی/ فارسی)	۲۹۱
☆ غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم	۳۰۱
۳۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی	۳۰۱
ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین کا فکری و فنی اور تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۳۰۵
ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین کا موضوعاتی تجزیہ	۳۰۵
ب۔ بحیثیت مبصر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات	۳۳۰
☆ غیر اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرے	۳۳۸
حوالہ جات و حواشی	۴۳۴۔۴۴۹
6۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات: حاصل تحقیق	۴۵۰۔۴۷۹
ا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو، فارسی اور انگریزی زبان و ادب میں مقام و مرتبہ	۴۵۰
ب۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ	۴۵۲
ج۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ	۴۵۹
د۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی خدمات کے تعلیمی و سماجی ثمرات	۴۶۷
ہ۔ تجاویز	۴۷۰
حوالہ جات و حواشی	۴۷۸
کتابیات	۴۷۹۔۵۳۱
ضمیمہ	۵۳۲
ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیف اور تراجم پر تبصرات	۵۳۷
ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر تبصرات	۵۸۶
نذرِ ریاض	۶۰۱
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کا خود نوشت سوانحی خاکہ اور تعلیمی دستاویزات	۶۷۷

حرفِ آغاز

راقم الحروف نے ''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات (مطالعاتِ اقبال کے خصوصی حوالے سے تحقیقی وتنقیدی جائزہ)'' کے عنوان پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کا ریسرچ ورک مکمل کیا تھا جس پر یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی تھی۔اس مقالے میں موضوعاتی مطالعے کے لیے معروف اقبال شناس ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام آثار کو دو بڑے حصوں ''اقبالیاتی ادب'' اور غیر اقبالیاتی ادب'' میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہ مقالہ درج ذیل ابواب پر مشتمل تھا اور ۲۰۲۱ء میں 'ریاضِ اقبال' کے نام سے ''نورِذات پبلشرز، لاہور نے شائع کیا تھا:

باب اول:۔ ڈاکٹر محمد ریاض------احوال وآثار

باب دوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب سوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر

باب چہارم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

باب پنجم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

مذکورہ ادارے نے ہی ۲۰۲۳ء میں اس تحقیقی مقالے میں مذکور ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی ادب سے متعلق علمی وادبی خدمات کو''ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس'' کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب میں درج ذیل ابواب کے تحت تحقیقات پیش کی گئی ہیں:

باب اول:۔ ڈاکٹر محمد ریاض------احوال وآثار

باب دوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس

باب سوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر

باب چہارم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

باب پنجم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: حاصل تحقیق

آپ کے پیشِ نظر کتاب ''ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات'' میں درج ذیل ابواب کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے:

باب اول:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات

باب دوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو زبان وادب میں خدمات

باب سوم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

باب چہارم:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان وادب میں خدمات

باب پنجم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر

باب ششم:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات: حاصل تحقیق

باب اول،''ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی خدمات کا مختصر سا تعارف پیش کیا گیا ہے۔اسی تعارف کی بنیاد پر بعد والے ابواب میں ان کی علمی و ادبی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب دوم،''ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو زبان وادب میں خدمات'' میں اُن کی غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق مستقل اردو کتب، تالیفات، تراجم، مقالات ومضامین پر تفصیلی، موضوعاتی جائزہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم،''ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات اور غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق فارسی میں لکھی گئی ان کی کتب، مقالات، مضامین اور تراجم پر تبصرہ وجائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم،'' ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان وادب میں خدمات'' میں اُن کے غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق انگریزی مقالات ومضامین پر تفصیلی، موضوعاتی جائزہ اور تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

باب پنجم،''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق، اردو تراجم اور تبصروں پر فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب ششم،''ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی خدمات: تحقیق وتوضیح'' میں تمام پیش کردہ تحقیقات کی بنا پر، اساتذہ کی آرا کی روشنی میں ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں مقام و مرتبہ متعین کیا گیا ہے اور ان کی علمی و ادبی خدمات کے تعلیمی و سماجی ثمرات بیان کیے گئے ہیں۔مقالے کے آخر پر حاصلِ تحقیق پیش کیا گیا ہے۔

موضوعاتی مطالعے کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام آثار پر درج ذیل عنوانات کے تحت تبصرہ وجائزہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ ”مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان کے موضوعات پر مشتمل کتب اور مقالات ومضامین)

۳۔ ادبیات (اردو و فارسی زبان وادب سے متعلق کتب اور مقالات ومضامین)

۲۔ شخصیات (اسلامی شخصیات، اردو و فارسی شعرا، ادبا اور علما سے متعلق کتب، مقالات ومضامین)

مذکورہ بالا تینوں عنوانات کے تحت مزید ذیلی عنوانات بھی دیے گئے ہیں۔ ہر ایک باب میں زیرِ مطالعہ تصانیف، مقالات، مضامین، تراجم اور تبصروں کی الف بائی فہرست، زمانی ترتیب کے لحاظ سے فہرست اور موضوعاتی فہرست دینے کے بعد موضوعاتی اور تحقیقی وتنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد اس مطالعے کی بنا پر شماریاتی اور لسانیاتی تجزیہ پیش کیا گیا اور حتمی نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔شماریاتی و لسانیاتی تجزیے کے لیے استعمال کیے گئے جدول کا نمونہ یہ ہے:

موضوعات	تعداد	شرح%
افکار وتصورات	۰۸	%۳۲
ادبیات (زبان وادب)	۰۷	%۲۸
شخصیات	۰۱	%۰۴
حاصل جمع	۱۶	%۶۴

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیفات، مقالات ومضامین اور تراجم وتبصروں پر تحقیقی جائزہ پیش کرتے وقت راقم الحروف نے درج ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

۱۔ زیرِ تبصرہ ترجمے، مقالے یا مضمون کا جامع تعارف، (تصنیف کی صورت میں) فہرست عنوانات، خلاصہ اور مفہوم، اہم مندرجات، متنی اغلاط (Text Errors)، منطقی اغلاط (Logical Errors)، طباعتی اغلاط (Printing Errors)، کتابت اور کمپوزنگ کی اغلاط (Composing Errors) کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

۲۔ حواشی واشاریہ کی موجودگی کو بہتر قرار دیا ہے اور ان کی افادیت اور اہمیت کی نشاندہی کی گئی ہے۔حواشی، تعلیقات اور اشاریہ وغیرہ کی کمی کو واضح کیا گیا ہے۔

۳۔ زیرِ جائزہ کتاب یا مقالے کی افادیت اور اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم وتبصروں پر تحقیقی جائزے کے وقت زیرِ تبصرہ کتاب، مقالہ یا مضمون سے متعلق دیگر تمام تراجم اور تبصروں کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے اور تقابل وموازنہ کے لیے ان سے اقتباسات دے کر تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ تبصرہ تصنیف، تالیف، ترجمہ وتبصرہ کے موضوع پر مزید تحقیق طلب امور کی نشاندہی کے علاوہ اس موضوع سے متعلق مزید مطالعے کے لیے دیگر منابع اور اس موضوع پر ایم فل، پی ایچ ڈی کی سطح پر ہونے والے تحقیقی کام کی نشاندہی بھی کر دی گئی ہے۔

۵۔ عام قارئین اور محققین کو ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ تبصرہ کتب کے مندرجات سے آگاہ کرنے کے لیے ہر ایک کتاب پر تبصرہ سے قبل فہرست مضامین بھی دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے وہ بآسانی مطلوبہ موضوع اور متن تک رسائی حاصل کر سکیں۔

۶۔ دورانِ تحقیق، راقم الحروف نے تحقیق طلب موضوعات کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ ان موضوعات سے متعلق بآسانی نہ ملنے والی کتب کے منابع کی بھی نشاندہی کر دی ہے تاکہ اہلِ تحقیق آسانی سے یہ کتابیں حاصل کر سکیں۔

۷۔ جائزہ پیش کرتے وقت اس امر کو مدنظر رکھا ہے کہ اس کی مدد سے قارئین (ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے افراد) ان تصانیف ومقالات سے بھرپور استفادہ کر سکیں اور ان کی تدوین وتصحیح اور تحشیہ کا کام بھی بآسانی سرانجام دیا جا سکے۔

۸۔ راقم الحروف نے اس مقالے کی ترتیب وتحقیق کے سلسلے میں معیاری تحقیق کے مروجہ اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تاریخی، دستاویزی اور تجزیاتی طریقہ تحقیق اختیار کرتے ہوئے تحقیقی نتائج اخذ کیے ہیں۔

۹۔ تصانیف ومقالات پر جائزہ ان کی علمی وادبی اہمیت کے پیشِ نظر تحریر کیا گیا ہے۔ دیگر تصانیف سے تقابل وجائزہ کی وجہ سے ان میں یکساں طوالت قائم نہیں کی جا سکی۔ (۴)

ایم فل اقبالیات کے بعد پی ایچ ڈی اقبالیات میں بھی داخلہ، تعلیم، کورس ورک میں کامیابی اور اس مقالے کی کامیابی سے تکمیل کے سلسلے میں میری طرف سے شکریہ کے سب سے زیادہ حق دار میرے استادِ محترم، صدر شعبہ اقبالیات، ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران ہیں جن کی شفقت و رہنمائی کی بدولت میں اس ادھیڑ عمری میں بھی سلسلۂ تعلیم جاری رکھ سکا اور اپنا یہ کام مکمل کر پایا۔

ڈاکٹر اکرم صاحب اور شعبہ اقبالیات کے اسٹاف نے بھی بھرپور تعاون سے حوصلہ افزائی کی اور ہر ممکن مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرے نگران پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی نے تحقیق کی اس پُر خار وادی میں ہر قدم پر میری بھرپور رہنمائی اور مدد فرمائی۔ آپ نے راقم الحروف میں تحقیقی وتنقیدی شعور پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور شبانہ روز محنت سے اس مقالے کو زیادہ بہتر اور قابلِ قبول بنایا۔ اس ضمن میں اپنے محترم استاد ڈاکٹر پروفیسر شاہد اقبال کامران کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مجھے اس قدر باریک بین، عالم فاضل اور اتنے اعلیٰ درجے کے محقق ونقاد کی سرپرستی میں مقالہ تحریر کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی سے جب بھی رابطہ ہوا تو انھوں نے مجھے بروقت مقالہ مکمل کرنے کی تاکید فرمائی اور نہایت اچھے الفاظ اور اچھے انداز سے مدد، رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ (آمین)

پیشِ نظر مقالے کی تیاری کے دوران بہت سے علم دوست، مہربان اور مشفق اساتذہ، سکالرز، ڈاکٹر محمد ریاض کے رفقائے کار، احباب، اعزہ واقربا نے بھرپور تعاون کیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر افضال احمد انور، پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر طاہرہ انجم، ڈاکٹر مسرت پروین نیلم، ڈاکٹر خالد اقبال یاسر، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر پروفیسر مظفر علی کشمیری، پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر (یونیورسٹی آف تہران) مس شکیلہ رفیق، پروفیسر منیر احمد یزدانی، جناب طارق جاوید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے فرزندان (حاجی محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد ستی، پرتاب احمد)، ان کی دختر نوشین افتخار، نواسے عثمان افتخار، پوتی کرن آفتاب

اپنے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم ثریا یٰسین) کا خصوصاً شکر گزار ہوں جن کی محبت، شفقت، دعاؤں اور تعلیم وتربیت کی بدولت علم وادب کے راستے پر چلنے اور تحقیق کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق اور سعادت حاصل ہوئی۔

میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹی (عروج فاطمہ) نے دورانِ تحقیق میرے آرام وسکون کا خصوصی خیال رکھا اور میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر مجھے فرصت کے لمحات حاصل کرنے میں مدد دی جن میں، میں یہ کام

مکمل کر پایا۔ اللہ تعالیٰ انھیں شاد و آباد رکھے۔

بندہ عاجز نہایت انکساری سے یہ تحقیقی مقالہ اہلِ علم اور علم دوست حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور اپنی مزید اصلاح کے لیے ان کی قیمتی آرا اور رہنمائی کا منتظر اور طالبِ دعا ہے۔

5 جنوری 2022ء

ڈاکٹر محمود علی انجم
پی ایچ ڈی اقبالیات

باب اول:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات

ا۔ بحیثیت مصنف، مؤلف، مترجم اور مبصر کے خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض کے بارے میں لکھی گئی تحریروں اور خود ان کی اپنی مطبوعات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خود ان کو حتمی طور پر اپنی تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں کی تعداد کا علم نہیں تھا۔ جب کبھی ضرورت پیش آتی وہ اندازے سے ان کی تعداد بتا دیتے تھے۔ اس لیے ان کی زندگی میں اور اس کے بعد بھی ان کی علمی و ادبی خدمات پر کئی مضامین لکھے گئے جن میں ہر کوئی اپنی دید و شنید اور اندازے و قیاس سے ان کی تصانیف کی تعداد اور ان کے کوائف بیان کرتا رہا۔ تحقیق کی رو سے ایسی تمام روایات کلی طور پر درست نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی سوانح اور آثار پر لکھی گئی ایسی تمام تحریروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینا ضروری تھا تاکہ ان کے سوانح اور آثار کے بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے اور ان سے متعلق گزشتہ تحریروں و آرا میں رطب و یابس کی نشاندہی کی جا سکے۔ زیرِ تحقیق موضوع کے تقاضوں کے پیشِ نظر راقم الحروف نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر لکھے گئے ایسے تمام مقالات و مضامین اور تبصروں تک رسائی حاصل کی جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست بترتیب حروفِ تہجی)

نمبر	موضوع/عنوان	مبصر/نقاد	مجلّہ/کتاب	تاریخ
01-	ڈاکٹر محمد ریاض	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	علم کی دستک	1997ء
02-	ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ			
	جہت اقبال شناس	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	ماہنامہ قومی زبان	مئی 1997ء
03-	ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ			
	جہت اقبال شناس	ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	پیغام آشنا	جولائی تا ستمبر 2015ء
04-	محمد ریاض خان	محمد حسین تسبیحی	فارسیِ پاکستان.	1977ء
05-	محمد ریاض خان	رسولی	دانشنامۂ ادب فارسی	2001ء
06-	مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض	ہارون الرشید تبسم	نوائے وقت	25 اپریل 1992ء
07-	وائس چانسلر کا تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	نوائے وقت	28 دسمبر 1994ء
08-	وائس چانسلر اور دیگر افراد کا			
	تبصرہ	پروفیسر جاوید اقبال	پاکستان	28 دسمبر 1994ء

(فہرست بترتیب زمانی)

تاریخ	مجلّہ/ کتاب	مبصر/نقاد/مرتب	موضوع/عنوان	نمبر
1977ء	فارسیِ پاکستان.	محمد حسین تسبیحی	محمد ریاض خان	-01
25اپریل1992ء	نوائے وقت	ہارون الرشید تبسم	مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض	-02
28دسمبر1994ء	نوائے وقت	پروفیسر جاوید اقبال	وائس چانسلر کا تبصرہ	-03
			وائس چانسلر اور دیگر افراد کا	-04
28دسمبر1994ء	پاکستان	پروفیسر جاوید اقبال	تبصرہ	
			ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ	-05
مئی1997ء	ماہنامہ قومی زبان	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	جہت اقبال شناس	
1997ء	علم کی دستک	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	ڈاکٹر محمد ریاض	-06
2001ء	دانشنامۂ ادب فارسی	رسولی	محمد ریاض خان	-07
			ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ	-08
جولائی تا ستمبر2015ء	پیغام آشنا	ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	جہت اقبال شناس	

۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر **محمد حسین تسبیحی رہا** نے **''محمد ریاض خان''** کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو کتاب فارسیِ پاکستان کی جلد ۲ میں شائع ہوا۔ اس میں محمد حسین تسبیحی رہا نے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا ہے:

۰۱۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کے مطابق، ڈاکٹر محمد ریاض نہایت فعال علمی و ادبی شخصیت اور محقق تھے۔ وہ مذہب، تاریخ اور اسلامی تہذیب و تمدن کے مضامین میں خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ اپنی علمی و ادبی دریافتوں اور حاصل مطالعہ و حاصل تحقیق سے دوسروں کو بھی آگاہ کرنے کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے جس کے لیے وہ تحقیقی مقالات لکھتے رہتے تھے۔ اپنے ذوقِ تعلیم و تحقیق کی وجہ سے ایران میں قیام کے دوران بھی انھوں نے وہاں کے تاریخی، مذہبی اور قدیم مقامات و آثار کی زیارت کی اور ان پر کئی مقالے لکھے جو اس وقت کے مقامی مجلّات و جرائد میں شائع ہوئے۔

۰۲۔ ۱۹۷۷ء تک ڈاکٹر محمد ریاض ۲۰۰ کے قریب مقالات لکھ چکے تھے۔

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کی سطح پر ''احوال و آثار میر سید علی ہمدانی'' کے موضوع پر مقالہ لکھا۔انھوں نے اس مقالہ میں تصحیح و تحشیہ کے ساتھ میر سید علی ہمدانی کا فتوت نامہ بھی شامل کیا تھا۔ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔

۰۴۔ انھوں نے فتوت نامہ کا اردو میں ترجمہ کیا جو ۱۹۷۱ء میں محکمہ اوقاف لاہور نے شائع کیا۔

۰۵۔ ان کا ایک مجموعہ مقالات ''اقبال و نظریہ حریّتِ پاکستان'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

۰۶۔ ان کا دوسرا مجموعہ مقالات ''اقبال و شاعران فارسی'' چھپنے کو تیار ہے۔

۰۷۔ انھوں نے ۲۰۰۵ شاہنشاہی کے جشن کی مناسبت سے مقالات لکھے ہیں جن کے نام یہ ہیں:
''ایران نامہ'' طبع لاہور، ''سبد گل'' طبع پشاور، ''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' طبع لاہور، ''ایران کبیر و ایران صغیر'' طبع لاہور۔(۱)

راقم الحروف کی تحقیقات کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے ''احوال و آثار و اشعار سید علی ہمدانی مع چھ رسائل فتوتیہ'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ ''اقبال اور فارسی شعراء'' ۱۹۷۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے شائع کی تھی۔ مذکورہ بالا کتاب '' ''اقبال و شاعران فارسی'' کا مکمل نام ''اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی'' ہے۔ یہ کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' کا فارسی ترجمہ ہے۔ اسے مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا تھا اور اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا۔ کتاب ''ایران کبیر و ایران صغیر'' ۱۹۷۱ء میں لاہور سے نہیں بلکہ مظفرآباد، آزاد کشمیر سے شائع ہوئی تھی۔ ''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' ڈاکٹر محمد ریاض کی نہیں بلکہ جعفر قاسمی کی تالیف ہے۔ یہ کتاب ادارہ اوقاف لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کی تھی۔ اس کا موضوع تصوف ہے۔ یہ کتاب نمل لائبریری اسلام آباد میں موجود ہے۔ یہ کتاب پی ڈی ایف فارمیٹ میں آن لائن (www.eliterature.com پر) موجود ہے۔ ''سبد گل'' ایک اردو شاعر ''لکھنوی'' کی اردو نظموں کا مجموعہ ہے۔ اسے ''انجمن ترقی اردو، ہند'' نے نظامی پریس لکھنو سے شائع کروایا تھا۔ یہ کتاب بھی آن لائن (www.rekhta.org پر) موجود ہے۔ ''ایران نامہ'' سید ظل الرحمن کا سفر نامہ ایران ہے۔ انھوں نے طب کی ریسرچ کے سلسلے میں اپنے رفقا کے ہمراہ ایران کا سفر کیا تھا۔ ان کا یہ سفر نامہ ۱۹۹۸ء میں علی گڑھ انڈیا سے شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب بھی آن لائن (www.rekhta.org پر) موجود ہے۔ راقم

الحروف کی تحقیق کے مطابق ''ایران نامہ'' طبع لاہور، ''سبد گل'' طبع پشاور، ''تاثیر معنوی ایران در پاکستان'' طبع لاہور، ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف نہیں ہیں۔ ان کتب کا محمد حسین تسبیحی کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود یا ان کے حوالے سے لکھنے والے کسی اور محقق نے ذکر نہیں کیا ہے۔ ان کتب کا ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی ہوئی کتب یا مضامین میں کہیں بھی تذکرہ موجود نہیں ہے۔

۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو روزنامہ نوائے وقت میں **''مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض''** کے عنوان سے **ہارون الرشید تبسم** کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تحقیقات کی ابتداء ۱۹۵۶ء میں مقالہ نگاری سے کی۔ اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی تینوں زبانوں میں تحقیقی مقالے لکھے۔ وہ ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بھی آٹھ سو سے زائد مقالے لکھ چکے ہیں۔''(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کے خودنوشت سوانحی خاکے اور راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ان کا پہلا مطبوعہ تحقیقی مقالہ "Baba Faghani's Influence on Iqbal's Poetry" کے موضوع پر تھا جو جرنل آف دی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی کے اکتوبر ۱۹۶۸ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ان کی پہلی کتاب شاہِ ہمدان کا رسالہ فتوتیہ تھا جسے ''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف، حکومتِ پنجاب نے ۱۹۷۱ء میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کی تدوین، تصحیح اور تحشیہ کا فریضہ سرانجام دیا تھا اور اس کا مقدمہ بھی تحریر کیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کو ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (با شش رسالہ از وی)'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھنے پر ۱۹۶۸ء میں ڈگری دی گئی تھی اور ان کا یہ مقالہ پہلی بار ۱۹۸۵ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران، اسلام آباد سے شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تعلیمی کیریئر کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے ۱۹۵۹ء میں ایف اے کیا تھا۔ ۱۹۵۶ء تک وہ اس قابل نہیں ہوئے تھے کہ کوئی تحقیقی مقالہ لکھ سکیں۔ مزید یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود کبھی بھی آٹھ سو مقالات لکھنے کا ذکر نہیں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض پر لکھنے والے حضرات میں سے بھی کسی نے ان کے اتنی زیادہ تعداد میں لکھے گئے مقالات کا ذکر نہیں کیا۔ یہ مضمون ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء کو ڈاکٹر محمد ریاض کی زندگی میں ہی شائع ہوا تھا۔ ہارون الرشید تبسم ڈاکٹر محمد ریاض کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی ''اقبال بحیثیت ادبی نقاد'' کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم فل کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ہارون الرشید تبسم کی طرح

۱۹۹۳ء میں ہی ریسرچ سکالر محمد حمید کھوکھر نے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور و منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' کے عنوان سے ایم فل اقبالیات کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے ہارون الرشید تبسم کی نگارشات کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پچاس کے قریب کتابیں لکھیں اور آٹھ سو کے قریب مقالات لکھے۔ ریسرچ سکالر، محمد حمید کھوکھر نے اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی چند تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں۔ اس ضمن میں ان کی مہیا کردہ معلومات بھی نامکمل ہیں اور انھیں مکمل طور پر درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ہارون الرشید تبسم کے مضمون اور حمید کھوکھر کے مقالے میں کہیں بھی ذکر نہیں ہوا کہ انھیں آٹھ سو مقالات کے بارے میں کہاں سے اور کس سے علم ہوا۔ غالباً ان سے لکھنے میں غلطی ہوگئی؛ نادانستہ طور پر ایسا لکھا گیا یا پھر سہوِ کاتب سے بات کیا سے کیا ہوگئی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے کئی مقالات و مضامین ایک ہی نام سے یا مختلف ناموں سے مختلف مجلّات و جرائد میں شائع ہوئے تھے۔ اگر ان سب کو مکرر اشاعت کے ساتھ شمار کیا جائے تو ان کی تعداد آٹھ سو کے قریب قرینِ قیاس ہے۔ راقم الحروف نے تمام ممکن وسائل بروئے کار لانے کے بعد اور بھرپور کوشش کی بدولت، بفضلِ تعالیٰ ڈاکٹر محمد ریاض کے چار سو کے قریب مقالات و مضامین دریافت کیے ہیں۔ ان میں ایسے مقالات و مضامین جو ایک سے زیادہ بار اور مختلف مجلّات میں شائع ہوئے ہیں، ان کی مکرر اشاعت کو شمار نہیں کیا گیا۔ تاہم، اس ضمن میں مزید تلاش جاری ہے، اگرچہ مزید مقالات و مضامین ملنے کا بہت کم امکان ہے۔

ہارون الرشید تبسم نے اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی ہوئی درج ذیل ستائیس (۲۷) اردو و فارسی کتب اور سات (۷) تراجم کا ذکر کیا ہے:

فہرست اردو و کتب (تصانیف و تالیفات)

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار سید علی ہمدانی مع چھ رسائل
۰۲۔ افاداتِ اقبال
۰۳۔ اقبال اور ابن حلاج
۰۴۔ اقبال اور اتحادِ مسلمین
۰۵۔ اقبال اور احترامِ انسانیت
۰۶۔ اقبال اور آئینِ جوانمردی
۰۷۔ اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی
۰۸۔ اقبال اور تصوف
۰۹۔ اقبال اور تقدیرِ امم
۱۰۔ اقبال اور شاہ ہمدان

۱۱۔ اقبال اور فارسی شعراء
۱۲۔ اقبال اور معارفِ اسلامی
۱۳۔ اقبال کے تعلیمی نظریات
۱۴۔ آفاقِ اقبال
۱۵۔ برکات اقبال
۱۶۔ تعلیمات اقبال جاوید نامہ میں
۱۷۔ تفسیرِ اقبال
۱۸۔ جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)
۱۹۔ جہاتِ اقبال
۲۰۔ حضرت سید علی ہمدانی شاہ ہمدان
۲۱۔ خطبات و مواعظ رومی
۲۲۔ دیوان فارسی علامہ شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)
۲۳۔ رسالہ فتوتیہ از سید علی ہمدانی
۲۴۔ ریاض مقالات
۲۵۔ سفر نامہ روم و مصر و شام شبلی
۲۶۔ فارسی ادب کی مختصر تاریخ
۲۷۔ کشف الابیات فارسی اقبال

فہرست تراجم

۰۱۔ افکار اقبال (علامہ اقبال کی تحریروں کا اردو ترجمہ)
۰۲۔ اقبال اور ابن حلاج مع کتاب الطّواسین (اردو ترجمہ)
۰۳۔ بالِ جبریل و ارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ)
۰۴۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے دو فتوت نامے مع اردو ترجمہ
۰۵۔ شہپر جبرئیل'' (ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا اردو ترجمہ)
۰۶۔ ہم اور اقبال'' (ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا اردو ترجمہ)
۰۷۔ یادداشت ہائے پراگندہ'' (علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا فارسی ترجمہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کی مذکورہ بالا ستائیس کتب اور سات تراجم میں سے درج ذیل چار کتب اور دو تراجم شائع نہیں ہوئے:

طبع نہ ہونے والی کتب کی فہرست

۰۱۔ اقبال اور آئینِ جوانمردی
۰۲۔ اقبال اور تصوف
۰۳۔ اقبال اور معارفِ اسلامی
۰۴۔ ریاضِ مقالات

طبع نہ ہونے والے تراجم کی فہرست

۰۱۔ بالِ جبریل وارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ)

۰۲۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کے دو فتوت نامے مع اردو ترجمہ

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''اقبال اور آئینِ جوانمرداں'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو اُن کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''تفسیرِ اقبال'' میں شامل ہے۔اس عنوان سے ان کی کوئی طبع شدہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ڈاکٹر صابر کلوروی نے ''تاریخِ تصوّف'' کے عنوان سے علامہ اقبال کی ایک کتاب مدوّن کی تھی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کا ''پیش گفتار'' تحریر کیا تھا۔ ''اقبال اور تصوف'' کے عنوان سے ان کا نہ تو کوئی مضمون ملا ہے اور نہ ہی کوئی کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''تفسیرِ اقبال'' کے آخر میں ان کی فہرست کتب میں دو کتب ''اقبال اور معارفِ اسلام'' اور ''اقبال واتحادِ مسلمین'' کا ذکر کیا ہے۔بہت زیادہ تلاش کے بعد بھی یہ کتب دریافت نہیں ہوئیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی مرتب کردہ فہرست میں چند ایک ایسی کتب کا بھی ذکر کیا تھا جو زیرِ طبع تھیں یا کسی پبلشر نے یہ کتابیں طبع کرنے کے لیے آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ان کتابوں کے ممکنہ پبلشرز سے رابطہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ انھوں نے یہ کتابیں شائع نہیں کی ہیں۔اسی طرح انھوں نے چند ایک مضامین کے نام کتابوں کے ضمن میں درج کیے ہیں۔ایسے مضامین اور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔''اقبال اور معارفِ اسلام'' ان میں سے ایک ہے۔

۰۱۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی (زیرِ طبع)

۰۲۔ اقبال اور آئینِ جوانمرداں

۰۳۔ اقبال اور تصوّف (زیرِ طبع)

۰۴۔ اقبال اور معارف اسلام (مضامین)

۰۵۔ بالِ جبریل وارمغانِ حجاز (فارسی ترجمہ) (زیرِ طبع)

۰۶۔ پروفیسر اکبر منیر اور علامہ اقبال کی مراسلت

۰۷۔ جہاتِ اقبال (مضامین) (زیرِ آمادگی)

۰۸۔ ریاضِ اقبال (مضامین) (زیرِ آمادگی)

۰۹۔ مضامینِ اقبال (زیرِ طبع)

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کے ضمن میں لکھے گئے تمام مقالات ومضامین میں

بعض کتابوں کے نام درست نہیں لکھے گئے۔ ہارون الرشید تبسم کے مضمون میں بھی ان کی مذکورہ کتب میں سے درج ذیل کتب کے نام درست نہیں ہیں:

فہرست اردو کتب (تصانیف و تالیفات)

۰۱۔ اقبال اور تقدیر امم

۰۲۔ اقبال اور شاہ ہمدان

۰۳۔ تعلیمات اقبال جاوید نامہ میں

۰۴۔ حضرت سید علی ہمدانی شاہ ہمدان

۰۵۔ خطبات و مواعظ رومی

۰۶۔ دیوان فارسی علامہ شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)

۰۷۔ کشف الابیات فارسی اقبال

مندرجہ بالا کتب کے درست نام درج ذیل ہیں:

۰۱۔ تقدیرِ امم اور اقبال

۰۲۔ حضرت شاہِ ہمدان اور علامہ اقبال

۰۳۔ تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)

۰۴۔ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان

۰۵۔ مکتوبات و خطباتِ رومی

۰۶۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)

۰۷۔ کشف الابیاتِ اقبال

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال پر لکھی گئی 365 کتب کے جائزے پر مبنی اپنی کتاب ''خورشیدِ اقبال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل تصانیف، تالیفات اور تراجم پر تبصرہ شامل کیا ہے:

۰۱۔ افاداتِ اقبال

۰۲۔ افکارِ اقبال

۰۳۔ اقبال اور احترامِ انسانیت

۰۴۔ اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی

۰۵۔ اقبال اور فارسی شعراء

۰۶۔ آفاقِ اقبال

۰۷۔ برکاتِ اقبال (مجموعہ مقالات)

۰۸۔ تفسیرِ اقبال

۰۹۔ جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)

ان میں ڈاکٹر محمد ریاض سے منسوب مندرجہ بالا وہ کتب جو راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ابھی تک شائع نہیں ہوئیں، شامل نہیں ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہارون الرشید تبسم نے اپنے مضمون میں بغیر تحقیق و تصدیق اور دریافت کے، ان کتب کے نام تحریر کر دیے تھے۔

مئی ۱۹۹۷ء کو ماہنامہ قومی زبان اور سہ ماہی علم کی دستک میں **''ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس''** کے عنوان سے **پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی** کا مضمون شائع ہوا۔ اس میں پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> ''..... راقم کے نام ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء کے خط میں انھوں نے بتایا کہ وہ ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کا فارسی نثر میں ترجمہ کر چکے ہیں اور اب اس کا مسودہ اشاعت کے لیے وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کے پاس زیرِ غور ہے۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا سلیس ترجمہ بھی ان کے پیش نظر تھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء کے مکتوب میں انھوں نے لکھا:
>
> ''یہ کام میری دلچسپی کا ہے اور شاید میں بہتر کرلوں گا مگر آپ کو طباعت کا بندوبست کرنا ہوگا اور ایک تعارف بھی لکھیں گے۔''
>
> خدا معلوم، مرحوم یہ ترجمہ مکمل کر پائے یا نہیں؟.....'' (۳)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مکتوب میں ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کے فارسی نثر میں ترجمے کا ذکر کیا ہے۔ افسوس کہ یہ ترجمہ طبع نہ ہوا اور اس کا مسودہ بھی دریافت نہ ہو سکا۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا سلیس ترجمہ بھی ان کے پیشِ نظر تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض حیاتِ دنیوی کے آخری بارہ سال علیل رہے۔ ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۴ء تک، تاوقتِ وفات وہ شدید علیل رہے۔ اس عرصے کے ان کے زیرِ تکمیل کئی کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔ ان کاموں میں سے ''بالِ جبریل'' و ''ارمغانِ حجاز'' اور ''جاوید نامہ'' کے تراجم ہیں۔ انھیں کوئی لائق جانشین نہ مل سکا جو ان کے اس قیمتی علمی اثاثے کو محفوظ رکھتا اور پایہ تکمیل تک پہنچاتا۔ آپ کے زیرِ مطالعہ تحقیقی مقالہ (ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی

خدمات) ان کی علمی وادبی تخلیقات کی دریافت، حفاظت اور ترویج کی ایک کوشش ہے جس کے نتیجے میں ان کی بہت سی تصانیف (کتب، تالیفات وتراجم) اور مقالات ومضامین دریافت ہو چکے ہیں اوران کی حفاظت، اشاعت اور ترویج کی کوشش ہورہی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، سابق صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد نے اپنے مضمون **''آثارِ ریاض''** میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل ۱۶ تصانیف، ۳ تالیفات اور ۸ تراجم کا ذکر کیا ہے:

ا۔ تصانیف

(۱) اقبال اور فارسی شعراء، ۱۹۷۷ء

(۲) اقبال اور ابن حلاج، کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ، ۱۹۷۷ء

(۳) اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی، ۱۹۷۸ء

(۴) تعلیماتِ اقبال، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں، ۱۹۷۸ء

(۵) برکاتِ اقبال، ۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۶) افاداتِ اقبال، ۱۹۸۳ء (مجموعہ مضامین)

(۷) تقدیر امم اور اقبال، ۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۸) حضرت شاہ ہمدان اور اقبال، ۱۹۸۵ء

(۹) آفاقِ اقبال، ۱۹۸۷ء (مجموعہ مضامین)

(۱۰) کتاب شناسی اقبال (فارسی)، ۱۹۸۶ء

(۱۱) تفسیرِ اقبال، ۱۹۸۸ء (مجموعہ مضامین)

(۱۲) ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ، ۱۹۸۸ء (کتابچہ)

(۱۳) جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)، ۱۹۸۸ء

(۱۴) اقبال اور احترامِ انسانیت، ۱۹۸۹ء (مجموعہ مضامین)

(۱۵) رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین، ۱۹۹۰ء (مجموعہ مضامین)

(۱۶) فارسی ادب کی مختصر تاریخ باشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، ۱۹۷۴ء

۲۔ تدوین وترتیب

(۱) کشف الابیات فارسی اقبال باشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، ۱۹۷۷ء

(۲) سفرنامہ روم ومصر وشام شبلی نعمانی، ۱۹۸۸ء
(۳) کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی

۲۔ تراجم

انگریزی سے اردو میں تراجم

(۱) Gabriel's Wing کا ''شہپرِ جبریل'' کے نام سے ترجمہ
(۲) ''افکارِ اقبال،، (علامہ اقبال کے چھوٹے بڑے ۱۶انگریزی مقالات کا اردو ترجمہ)، ۱۹۹۰ء

فارسی سے اردو میں تراجم

(۱) اقبال اور ابنِ حلاج (مع اردو ترجمہ کتاب الطوٰاسین)
(۲) تمدنِ انسانی پر انبیاءؑ کے اثرات اردو ترجمہ (نقش پیغامبران در تمدنِ جہاں مولفہ فخرالدین حجازی)، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) مفکرِ اسلام علامہ اقبال (ترجمہ مولفہ ڈاکٹر علی شریعتی) خانہ فرہنگ ایران، راولپنڈی، ۱۹۸۲ء
(۴) مثنوی ''پس چہ باید کرد'' اردو ترجمہ مع حواشی، علی شریعتی فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۸۲ء

انگریزی سے فارسی جدید میں ترجمہ

(۱) علامہ اقبال کی کتاب Stray Reflections کا ''یادداشتہای پراگندہ،، کے نام سے فارسی میں ترجمہ، ۱۹۸۹ء

اردو سے فارسی میں تراجم

(۱) بالِ جبریل
(۲) ارمغان حجاز (حصہ اردو)

یہ دونوں فارسی تراجم مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد کے زیر اشاعت ہیں۔

☆ مقالے ''اقبال اور اتحادِ عالم اسلامی'' پر حکومتِ ایران نے ۱۹۸۳ء میں عمرے کا واپسی ٹکٹ دیا۔
☆ ایران میں تیار ہونے والے انسائیکلو پیڈیا جلد دوم کے لئے فارسی میں تین مقالے لکھے۔(۴)

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے سمیت درج ذیل کتب، تالیفات اور تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا:

01- احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ از وی] 1985ء، 1999ء
02- اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)، 1992ء
03- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے، 1984ء
04- اقبال کے تعلیمی نظریات، 1989ء
05- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)، 1977ء
06- تسہیل خطباتِ اقبال، 1997ء
07- تقاریر بیادِ اقبال، 1999ء
08- حرفِ اقبال، 1984ء
09- حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان، 1988ء
10- شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی، 1995ء
11- کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)، 1992ء
12- مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)، 1985ء
13- مکتوبات وخطباتِ رومی، 1988ء

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مقالہ میں جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح) کا سن اشاعت ۱۹۸۸ء لکھا گیا ہے جب کہ درست سن اشاعت ۱۹۸۵ء ہے۔ اس میں کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی کا سنِ اشاعت نہیں دیا گیا جو کہ راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ۱۹۷۷ء ہے۔

دانشنامۂ ادب فارسی، جلد چہارم، بار اول، میں **رسولی** نام کے محقق، سابقہ کتبِ تحقیق کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پچاس کے قریب کتب لکھیں اور تراجم کیے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

فہرست کتب

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی بہ انضمام شش رسالۂ وی (اسلام آباد ۱۹۸۵م، ۱۹۹۰م)
۰۲۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی گوی بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۳۵۶ش/ ۱۹۷۷م و ۱۹۸۶م)
۰۳۔ تاریخ ادبیات فارسی (لاہور، ۱۹۷۶م، ۱۹۸۶م)
۰۴۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق و بررسی) (لاہور، ۱۹۸۸م)

۰۵۔ فتوت نامۂ میر سید علی ہمدانی، تدوین وتحشیہ (لاہور،۱۹۷۱م)
۰۶۔ کتاب شناسی اقبال بہ فارسی (۱۹۸۴م)
۰۷۔ کشف الابیات اقبال بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۹۷۷م)
۰۸۔ کلیات فارسی اقبال باہمراھی دواستاد (تدوین وتصحیح) (۱۹۹۰م)
۰۹۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی بہ فارسی، تدوین وتحشیہ (اسلام آباد، ۱۹۸۴م)
۱۰۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی (لاہور، ۱۹۸۵)

فہرست تراجم

۰۱۔ پس چہ باید کرد اقبال، فارسی مثنوی (ترجمہ) (لاہور، ۱۹۹۲م)
۰۲۔ پیام مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ وتعلیقات) (لاہور، ۱۹۹۳م)
۰۳۔ ماواقبال از علی شریعتی (فارسی سے اردو ترجمہ) (راولپنڈی، ۱۹۹۲م)
۰۴۔ نقش پیغامبران در تمدن جھاں از فخر الدین حجازی (فارسی سے اردو ترجمہ) (لاہور، ۱۹۸۹م)
۰۵۔ یادداشت ھای پراگندۂ علامہ اقبال (انگریزی سے فارسی ترجمہ) (۱۹۸۹م)
۰۶۔ یک صدوچھل وپنج مکتوب ودہ خطابۂ مولوی (فارسی سے اردو ترجمہ) (۱۹۸۸م)

فاضل محقق جناب 'رسولی' نے ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف سولہ کتب وتراجم کے نام تحریر کیے ہیں۔ انھوں نے درج ذیل منابع کی مدد سے ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اوران کی علمی وادبی خدمات پر یہ مضمون تحریر کیا ہے:

۱۔ فارسی آموختگان، ۱۷۵۔۱۷۶
۲۔ فارسی پاکستانی ومطالب پاکستانی شناسی ۔۲/ ۱۲۰۔۱۲۲
۳۔ گنج شایگان، ۱۲۴۔۱۲۵
۴۔ مجموعہ سخنرانیھای نخستین سیمنار پیوستگیھای فرھنگی ایران وشبہ قارہ، ۳۸۲۔۳۸۳
۵۔ نقد شعر فارسی در پاکستان ۔۱۱۲۔۱۱۳۔ (۵)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی(۶) نے ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا کی فارسیِ پاکستانی ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) اور دانشنامۂ ادب فارسی مرتبہ رسولی میں بیان کردہ معلومات کی بنا پر اپنے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل انیس اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی تصانیف کا ذکر کیا ہے:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف و تراجم

۰۱۔ افاداتِ اقبال
۰۲۔ اقبال اور ابن حلاج
۰۳۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی زبان
۰۴۔ اقبال کے تعلیمی نظریات
۰۵۔ آفاقِ اقبال
۰۶۔ برکاتِ اقبال
۰۷۔ پیامِ مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات)
۰۸۔ تفسیرِ اقبال
۰۹۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق و بررسی)
۱۰۔ کتاب شناسی اقبال
۱۱۔ کشف الابیات اقبال
۱۲۔ کلیات فارسی اقبال (تدوین و تصحیح مع دو استاد)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف و تراجم

۰۱۔ احوال و آثار میر سید علی ہمدانی
۰۲۔ ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ، مشکلات اور حل
۰۳۔ تاریخ ادبیات فارسی
۰۴۔ فتوت نامہ میر سید علی ہمدانی (تدوین و تحشیہ)
۰۵۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و تحشیہ)
۰۶۔ مثنوی پس چہ باید کرد اقبال (ترجمہ و بررسی)
۰۷۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی مندرجہ فہرست میں شامل درج ذیل کتب کے بارے میں کوئی ایسے آثار نہیں مل سکے جن کے مطابق انھیں ڈاکٹر محمد ریاض کی تخلیقات تسلیم کیا جا سکے:

۰۱۔ پیامِ مشرق اقبال (تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات)
۰۲۔ کلیات فارسی اقبال (تدوین و تصحیح مع دو استاد)

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف وتراجم کی مندرجہ بالا فہرست میں درج ذیل کتب کے نام درست نہیں دیے گئے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف وتراجم (دیے گئے نام درست نہیں ہیں)

۰۱۔ اقبال اور ابن حلاج

۰۲۔ اقبال ودیگر شعرای فارسی زبان

۰۳۔ جاوید نامہ اقبال (تحقیق وبررسی)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف وتراجم (دیے گئے نام درست نہیں ہیں)

۰۱۔ احوال وآثار میر سید علی ہمدانی

۰۲۔ تاریخ ادبیات فارسی

۰۳۔ فتوت نامہ میر سید علی ہمدانی (تدوین وتحشیہ)

۰۴۔ مثنوی پس چہ باید کرد اقبال (ترجمہ وبررسی)

۰۵۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی

مذکورہ بالا کتب کے درست نام درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی تصانیف وتراجم (درست نام)

۰۱۔ اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'

۰۲۔ اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوئی

۰۳۔ جاوید نامہ (تحقیق وبررسی)

ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی تصانیف وتراجم (درست نام)

۰۱۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ وی]

۰۲۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۰۳۔ کتاب الفتوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)

۰۴۔ پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (مثنوی پس چہ باید کرد کا اردو ترجمہ)

۰۵۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی نے اپنے مقالے میں دانشنامہ ادب فارسی سے ایک اقتباس کا ترجمہ

دیا ہے جس میں ذکر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچ صد کے قریب مقالات لکھے تھے جو پاکستان وایران کے مختلف مجلّات وجرائداور کتب میں شائع ہوئے۔اس کے ساتھ ہی ایسے ستائیس مجلّات وجرائد کے نام لکھے ہیں جن میں یہ مقالات شائع ہوئے۔وہ مترجمہ اقتباس درج ذیل ہے۔راقم الحروف کی تحقیقات کے مطابق اس اقتباس میں دی گئی معلومات کافی حد تک ٹھیک ہیں:

''ڈاکٹر محمد ریاض کے تقریباً پانچ سو کے قریب مقالے جو کہ مختلف جگہوں میں ایران اور پاکستان میں چھپ چکے ہیں۔ان کے نام یہ ہیں: مجلّہ دانشکدۂ ادبیات تہران، مجلّہ دانشکدۂ ادبیات مشہد، وحید، دانش، ہنرومردم، ہفت رنگ، معارف اسلامی، ہلال، سروش، پاکستان مصور، فکر ونظر، اقبال، اقبال ریویو، اقبالیات، بصیر، فاران، سیارہ، المعارف، ادبی دنیا، پاکستان ریویو، الحق، بینات، البلاغ، انوارالاولیاء، سھر وردیہ، مجلّہ ادارۂ تحقیقات پاکستان، مجلّہ انجمن تاریخ شناسی، اردو، قومی زبان وغیرہ''۔(ترجمہ)(۷)

مندرجہ بالا تمام گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اوراحوال وآثار سے متعلق لکھے گئے تمام مضامین میں ان کی لکھی گئی کتب اور مقالات ومضامین کی تعداد میں تضاد ہے۔اسی طرح ان کی بعض کتب کے نام بھی درست نہیں دیے گئے۔ایسے مقالات ومضامین کو مکمل طور پر مستند قرار نہیں دیا جاسکتا۔

راقم الحروف نے ہر ممکن ذریعے سے ڈاکٹر محمد ریاض کی مطبوعہ کتب حاصل کیں اور مقالات ومضامین اکٹھے کیے۔ان کے بغور مطالعے کے بعد ان سے متعلق کوائف اوران کے مندرجات کے حوالے سے تحقیقی وتنقیدی نوٹس قلم بند کیے ہیں۔

تصانیف،تالیفات اور تراجم

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل کتب، مقالات ومضامین اور تراجم وتبصرے تحریر کیے ہیں:

(اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے۔

01- آفاق اقبال (بارہ مطبوعہ مضامین)
02- افاداتِ اقبال (اکیس مطبوعہ مضامین)
03- اقبال اور احترامِ انسانیت (مجموعہ 15 مقالات)
04- اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی
05- اقبال اور سیرت انبیائے کرام (مجموعہ 10 مقالات)
06- اقبال اور فارسی شعراء (اردو)
07- اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے
08- برکاتِ اقبال (مضامین) (مجموعہ 19 مقالات)
09- تسہیل خطباتِ اقبال
10- تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)
11- تفسیرِ اقبال (مجموعہ 10 مقالات)
12- تقدیر امم اور اقبال (سات مطبوعہ مضامین)
13- جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)

(اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تالیفات)

01- تقاریر بیادِ اقبال
02- حرفِ اقبال

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد سات (۷) ہے۔

(غیر اقبالیاتی ادب سے متعلق اردو تصانیف و تالیفات)

01- ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر
02- ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل
03- حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان
04- رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (مجموعہ 15 مقالات)
05- سفرنامہ روم و مصر و شام شبلی (تدوین و توضیح)
06- فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ
07- مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)

(اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات)

اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد چار (۴) ہے۔

01- توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان
02- حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)
03- کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی، فارسی نثر)
04- کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)

(غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف و تالیفات)

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف و تالیفات کی تعداد تین (۳) ہے۔

01- احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]
02- کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح و حواشی)
03- کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)

(تراجم پر مشتمل کتب)

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

01- اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'

02- پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (پس چہ باید کرد کا ترجمہ)

03- علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

04- اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

05- افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)

06- شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

07- یادداشتہائے پراگندہ (انگریزی سے فارسی ترجمہ)

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

08- تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات

09- مکتوبات وخطباتِ رومی

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

10- شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی

اردو مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے

بعد از تحقیق ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب میں لکھے ہوئے قریباً ۲۵۰ کے قریب اردو مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں جن کی فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
001۔	ابنِ سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
002۔	ابنِ ماجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
003۔	ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ابیاتِ اقبال کے معانی	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
004۔	اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)	تسہیل خطبات	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
005۔	ادب کا اسلامی تصور	الحق (م)	اکوڑہ	دار العلوم حقانیہ
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
006۔	ارمغانِ حجاز	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
007۔	اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں	بصائر	کراچی	دائرہ معین..
008۔	اسلام اور دورِ جدید، پندرھویں صدی ہجری میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
009۔	اسلام اور رواداری، احترامِ زندگی اور اسلام	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
010۔	اشرف جہانگیر سمنانی	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
011۔	اصناف سخن میں اقبال کی جدتیں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
	اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں	اقبال بحیثیت شاعر	علی گڑھ	ایجوکیشنل بک
012۔	افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
013۔	اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
014۔	اقبال اور ابنِ حلاج	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
015۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
016۔	اقبال اور افغانستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
017۔	اقبال اور آئینِ جوانمردی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
018۔	اقبال اور بابا فغانی	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارع..
019۔	اقبال اور بیدل	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
020۔	اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی	فکرونظر	لاہور	
021۔	اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
022۔	اقبال اور تقدیرِ امم	مقالات	لاہور	اقبال کانگرس
023۔	اقبال اور تلمیحات فرہاد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
024۔	اقبال اور توحید و رسالت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
025۔	اقبال اور جدید علم کلام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
026۔	اقبال اور جوہر کے روابط	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور جوہر کے روابط	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
027۔	اقبال اور جہانِ اسلام	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
028۔	اقبال اور خوشحال	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
029۔	اقبال اور دنیائے اسلام	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
	اقبال اور دنیائے اسلام	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
030۔	اقبال اور سعدی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
031۔	اقبال اور سعید حلیم پاشا	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور سعید حلیم پاشا	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
032۔	اقبال اور سید جمال الدین افغانی	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
033۔	اقبال اور سیرت انبیاء کرام	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
034۔	اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
035۔	اقبال اور شاہ ہمدان	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	اقبال اور شاہ ہمدان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور شاہِ ہمدان	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
036۔	اقبال اور شبلی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
	اقبال اور شبلی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
037۔	اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل
038۔	اقبال اور عالمِ اسلام	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
039۔	اقبال اور عبادات و شعائرِ اسلامی	فکر و نظر	اسلام آباد	
040۔	اقبال اور عقائد توحید و رسالت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
041۔	اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
042۔	اقبال اور قوموں کا عروج و زوال	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
043۔	اقبال اور کبوترانِ حرم (ڈاکٹر محمد ریاض)	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
044۔	اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
045۔	اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
046۔	اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
047۔	اقبال اور معاشرتی انصاف	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
048۔	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
049۔	اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
050۔	اقبال اور میراثِ کشمیر	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
051۔	اقبال اور نژادِ نو	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
052۔	اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
053۔	اقبال اور نظریہ پاکستان	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
054۔	اقبال اور نوجوان	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان
055۔	اقبال اور نئی نسل، جاوید نامی کا ضمیمہ 'خطاب بہ..'	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
056۔	اقبال اور وحدتِ ملی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال اور وحدتِ ملی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
057۔	اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
058۔	اقبال اور عالمِ اسلام	فکر و نظر	اسلام آباد	
059۔	اقبال ایران کی درسی کتب میں	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
		اقبال ریویو	لاہور	اقبال اکیڈمی
060۔	اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
061۔	اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
062۔	اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور	نقوش	لاہور	فروغِ اردو
063۔	اقبال کا اسلوبِ شعر	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
064۔	اقبال کا ایک شعر اور.....	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
065۔	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند ''زمزمہ انجم''	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
	اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
066۔	اقبال کا تصورِ ابلیس	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
067۔	اقبال کا تصورِ تعلیم	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
068۔	اقبال کا تصورِ توحید	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	اقبال کا تصورِ توحید	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
069۔	اقبال کا تصورِ ثقافت	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
070۔	اقبال کا تصورِ علم و تعلیم	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا تصورِ علم و تعلم	تعلیمات (م)	لاہور	ادارہ تعلیم و تحقیق
071۔	اقبال کا تصورِ قلندری	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
072۔	اقبال کا تفکرِ حریت	اقبالیات	لاہور	
073۔	اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
074۔	اقبال کا نظریہ ثقافت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
075۔	اقبال کا نظریہ عشق	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کا نظریہ عشق	ماہِ نو	لاہور	
076۔	اقبال کی ادبی تراکیب	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
077۔	اقبال کی بصیرت نفس	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
078۔	اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال..
079۔	اقبال کی تلقینِ یقین	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
	اقبال کی تلقینِ یقین	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
080۔	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
081۔	اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
082۔	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
	اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
083۔	اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
084۔	اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبا)	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
085۔	اقبال کی مخالفتِ استبداد	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
086۔	اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
087۔	اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
088۔	اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
089۔	اقبال کے اردو کلام میں فارسیت	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
		قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
090۔	اقبال کے تراجم اور ماخوذات	تفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
091۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
092۔	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال شناسی...	لاہور	بزمِ اقبال
	اقبال کے چند تراجم وماخوذات: تقابلی نمونے	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
093۔	اقبال کے خطوط ایک نظر میں	ادبیات	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
094۔	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	
	اقبال کے ساقی نامے	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ساقی نامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
095۔	اقبال کے مترادف اشعار	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
096۔	اقبال میدانِ سیاست واقتصاد میں	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
097۔	اقبال، نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
098۔	اقبال، شاعرِ حکمت	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
	اقبال، شاعرِ حیات	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
099۔	اقبال۔ اسلامی تصورِادب کا عظیم ترجمان	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
100۔	اقبال۔ خودآموز مفکرین کے زمرے میں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
101۔	امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
102۔	امیر سید علی ہمدانی اوران کا رسالہ 'دہ قاعدہ'	ایران کبیر وایران صغیر	لاہور	آئینہ ادب
103۔	ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط	ایران کبیر وایران صغیر	لاہور	آئینہ ادب
104۔	ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال			
	پر فارسی کتب اور تراجم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
105۔	ایران کے جمہوری واسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
106۔	ایران میں اقبال پر تازہ کام	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
107۔	ایران میں مطالعہ اقبال	فکرونظر	اسلام آباد	
108۔	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
109۔	آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
110۔	آئین جوانمرداں اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
111۔	بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
112۔	برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
113۔	بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات	فکروخیال	کراچی	بورڈ آف......
114۔	بیدل فکروفن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
115۔	بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
116۔	پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
117۔	پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
118۔	پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
119۔	پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
120۔	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
121۔	تحقیقاتِ اسلامی	فکرونظر	اسلام آباد	
122۔	ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
123۔	تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
124۔	تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
125۔	تصور ریاست اسلامی	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
126۔	تصوّرِ فقر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
127۔	تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)	اسلامی تعلیم	لاہور	آل پاکستان...
128۔	تقدیرِ امم اور اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	تقدیرِ امم اور اقبال	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
129۔	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	اقبال (اقبال نمبر)	لاہور	بزمِ اقبال
	تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
130۔	تلمیحاتِ فرہاد کلامِ اقبال میں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
131۔	جاوید نامہ	ثقافت (سہ ماہی)	اسلام آباد	نیشنل کونسل
132۔	جاوید نامہ کا فلکِ مشتری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..
133۔	جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
134۔	جاوید نامہ میں درسِ رواداری	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..
135۔	جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)	ادبی دنیا	لاہور	69۔شارعِ..
136۔	جاوید نامہ، اصلی کردار	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
137۔	جاوید نامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل...
138۔	جاوید نامے کے اصلی کردار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
139۔	جگن ناتھ کی اقبال شناسی	تقاریر بیادِ اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
140۔	جمال الدین افغانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
		اقبال ریویو	حیدرآباد	اقبال اکیڈمی
141۔	چند دیگر حصے (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
142۔	چوہدری محمد حسین مرحوم: اقبال دوست اور اقبال شناس	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
143۔	حافظ اور گوئٹے	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو
144۔	حرفِ چند بیادِ مہر	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
145۔	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
146۔	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	فکرونظر	اسلام آباد	
	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
147۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
148۔	حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
149۔	حضرت میر سید محمد ہمدانی	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
150۔	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں	تقدیرِ امم اور اقبال	لاہور	سنگِ میل..
151۔	خطباتِ اقبال (تعارف)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
152۔	خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلاعلوم وفنون			
	کی سرپرستی کے آئینے میں)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
153۔	دانائے راز	اظہار	کراچی	
154۔	درسِ رواداری (جاویدنامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
155۔	ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی	اقبال اور احترام..	لاہور	نذیر سنز
156۔	ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
157۔	''ذخیرۃ الملوک'' مئولفہ: سید علی ہمدانی...			
158۔	رحمت اللعالمین	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
159۔	روضات الجنان و جنات الجنان	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
160۔	رومی اور اقبال	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
161۔	رومی کا تصورِ فقر	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
162۔	رومی: شروح مثنوی شریف	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
163۔	سعدی کی مومنانہ فراست	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
164۔	سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)	فاران	کراچی	دفتر فاران
	سعید حلیم پاشا	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
165۔	سلطان کشمیر کا علمی ذوق	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
166۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
167۔	سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
168۔	سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری	فکرونظر	اسلام آباد	
169۔	سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات	فکرونظر	اسلام آباد	
170۔	سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
171۔	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزم اقبال
172۔	شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
173۔	شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
174۔	شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
175۔	شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
176۔	شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
177۔	شیخ یعقوب صرفی	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
178۔	صائبین اور ان کے دو گروہ	العلم (سہ)	کراچی	ایجوکیشنل
179۔	صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
180۔	عباداللہ اختر مرحوم	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
181۔	علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
182۔	علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام	جرنل آف دی ریسرچ		
183۔	علامہ اقبال اور حسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
184۔	علامہ اقبال اور علم کلام کے نئے مسائل	علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
185۔	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	اقبال ۸۵	لاہور	اقبال اکادمی
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	فکرونظر	اسلام آباد	
186۔	علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح...	نذرِ ریاض	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
187۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		علم کی دستک	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
188۔	علامہ اقبال اور مسلم خواتین	العلم (سہ ماہی)	کراچی	آل پاکستان..
189۔	علامہ اقبال اور زوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ	فکرونظر	اسلام آباد	
190۔	علامہ اقبال کا ترانہ ملی	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
191۔	علامہ اقبال کا جاوید نامہ (روایاتِ معراج کی..)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
192۔	علامہ اقبال کا خطبہ الہ آباد پس منظر اور پیش منظر	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
193۔	علامہ اقبال کا عسکری آہنگ	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
		تقاریر بیاد اقبال	اسلام آباد	علامہ اقبال اوپن..
194۔	علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
195۔	علامہ اقبال کی تنقید ادب	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
196۔	علامہ اقبال کی دعائیں	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
197۔	علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
198۔	علامہ تفضّل حسین کشمیری	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
199۔	علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
200۔	غالب اقبال کے عظیم پیشرو	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
201۔	غالب اور تقلید عرفی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
202۔	غالب کی قصیدہ گوئی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
203۔	فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
204۔	فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوب بیان	اقبالیات کے سوسال	لاہور	اقبال اکادمی
205۔	فارسی شاعری میں اقبال کا مقام	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
206۔	فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
207۔	فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر	فکر ونظر	اسلام آباد	
208۔	فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
209۔	فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و			
	رفاہی نظام (قسط نمبر 1)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
	فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و			
	رفاہی نظام (قسط نمبر 2)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
210۔	فرہنگستان زبان ایران	مشرقی ممالک میں قومی	اسلام آباد	مقتدرہ قومی...
211۔	فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
212۔	فلک مشتری (جاوید نامہ)	برکاتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
213۔	قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
214۔	قرآن مجید اور چند فارسی امثال	فکر ونظر	اسلام آباد	
215۔	قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
216۔	قلب اور اس کی اقسام	بینات	کراچی	نیوٹاؤن
217۔	قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
218۔	کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
219۔	کلامِ اقبال میں تغزل	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
220۔	کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس	فکر ونظر	اسلام آباد	
	کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
221۔	کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال	فکر ونظر	اسلام آباد	
222۔	گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال	افاداتِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
	گلِ لالہ کی ادبی روایات	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو
223۔	مثنوی شریف (فروزانفر) کی شرح کے مقدمات	اقبال ریویو	لاہور	اقبال اکادمی
224۔	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
	مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال	آفاقِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
225۔	محمد احمد مہدی سوڈانی اور اقبال	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
226۔	مرزا بیدل: فکر وفن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
227۔	مرزا بیدل کی تلقین ایثار وجوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
228۔	مسجد قرطبہ	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
229۔	مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام	فکر ونظر	اسلام آباد	
230۔	مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
231۔	مسلمانوں کی وحدت کا داعی	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
232۔	معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیماتِ..)	البلاغ	کراچی	
233۔	معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
234۔	مقدمہ سرودِ اقبال	نفسیرِ اقبال	لاہور	مقبول اکیڈمی
235۔	مکاتیب	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
236۔	مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
237۔	ملا صدرا کے الٰہیاتی افکار	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
238۔	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	مولانا رومی اور علامہ اقبال	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
239۔	مولانا عبدالرحمٰن جامی...	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
240۔	مولانائے روم کے مکاتیب	فکرونظر	اسلام آباد	
241۔	میر سید علی ہمدانی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	میر سید علی ہمدانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
242۔	میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
243۔	نظام فتوّت کے آداب ورسوم اور اصطلاحات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
244۔	نظام فتوّت	اقبال	لاہور	بزم اقبال
	نظامِ جوانمردی (فتوّت)	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	نظامِ فتوّت، چودہ سوسالہ تاریخ اسلام میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
245۔	نعتِ نبوی فارسی شاعری میں	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
246۔	نکتہ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
247۔	وسطی ایشیا اور اقبال (آخری مطبوعہ مضمون)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

ان میں سے قریباً ۷۵ مقالات ومضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔قریباً ۱۷۵ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے۔

تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

(فارسی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
001۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف	رومی کا تصوّرِ فقر
002۔	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا	بینات
003۔	اقبال اوران کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام	افاداتِ اقبال
	اقبال اوران کی فارسی شاعری	"	قومی زبان
004۔	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج	اقبال ریویو
005۔	اقبال پرایک فکرانگیز فارسی کتاب ''سروداقبال کا مقدمہ	فخرالدین حجازی	اقبال
		"	نفسیرِ اقبال
006۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	پروفیسر مجتبیٰ عینوی	اقبال اوراحترام..
007۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی	ماہِ نو
008۔	اقبال۔۔قرآن اوراہلبیت	علامہ امینی	فجر
009۔	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی	صحیفہ
		"	ایران میں اقبال..
010۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی	ایران میں اقبال
011۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں	بینات
012۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
013۔	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
		"	رومی کا تصوّرِ فقر
014۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	فکرونظر
015۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔ا	سید علی ہمدانی	الحق (م)
	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی	الحق (م)
016۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی	الحق (م)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
		"	اسلامی تعلیم
		"	برکاتِ اقبال
017۔	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو	اردو (سہ ماہی)
	لفظ ادب کے معنی کا ارتقا	"	علم کی دستک
		"	رومی کا تصورِ فقر
018۔	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی	الولی
019۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم السخر	المعارف

(انگریزی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ / کتاب
001۔	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شیمل	فکر و نظر
002۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال	ادبیات (سہ)
003۔	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ	المعارف
004۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شیمل	اظہار
005۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل)	ڈاکٹر این میری شیمل	اظہار
006۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	المعارف
	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیا الکن	العلم (سہ ماہی)

(اردو سے فارسی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
001۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	ڈاکٹر محمد علامہ اقبال	اقبال ریویو
002۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	ڈاکٹر این میری شیمل	اقبال اور گوئٹے

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ، مذکورہ بالا ۲۷ مقالات و مضامین میں سے ۱۳ مقالات و مضامین اقبالیاتی ادب پر اور ۱۴ مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

تبصروں پر مشتمل مقالات و مضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم و بیش پینتیس اردو کتب پر تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ ان تبصروں کی الف بائی ترتیب پر مشتمل فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
01-	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)
02-	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات
03-	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات
04-	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال
05-	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)
06-	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)
07-	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)
08-	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)
09-	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)
10-	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر	ادبیات (سہ)
11-	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ
12-	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	بصائر
13-	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)
14-	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)
15-	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا
	دانائے راز		اظہار
	دانائے راز		برکاتِ اقبال
16-	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)
17-	سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمن	ادبیات (سہ)
18-	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
	سبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ "حسن ودل"		رومی کا تصوّرِ فقر
19-	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)
20-	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)
21-	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا
22-	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار
23-	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر
24-	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال
25-	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)
26-	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)
27-	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات
28-	گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم	بصائر
29-	مثمر	خان آرزو	ادبیات
30-	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)
31-	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات
32-	مکتوبات ومواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)
33-	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)
34-	وامق وعذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا

چونتیس (۳۴) تبصروں میں سے ۱۳ تبصرے اقبالیاتی ادب پر اور ۲۱ تبصرے غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

فارسی مقالات ومضامین

(بلحاظ ترتیب الف بائی)

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان میں مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے درج ذیل مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں:

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب
-01	ابتکارات مسعود سعد سلمان	ہلال
-02	ابوسعید سحابی استر آبادی	ہلال
-03	اقبال شناسی در ایران	ہلال
-04	اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی	ہلال
-05	اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ۔	کاوہ
-06	انعکاسات بیدل در اشعار اقبال	اقبالیات
-07	آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی	معارف اسلامی
-08	برگزاری مراسم روز اقبال	ہلال
-09	بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر	ہلال
-10	بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)	دانش
-11	بیدل شناسی (مروری بہ کتاب "فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)	دانش
-12	پیرامون فتوت یا جوانمردی	ہلال
-13	تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان	اقبالیات
-14	تاثیر تفکر اسلامی در اروپا	ہلال
-15	تاثیر خواجہ حافظ درھنر واندیشئہ علامہ اقبال	دانش
-16	تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری	ہلال
-17	تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال	اقبالیات
-18	تتبعاتی از زبور عجم	ہلال
-19	تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری	وحید
-20	ذخیرۃ الملوک مئولفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق	دانش
-21	روز استقلال پاکستان	ہلال

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب
22-	سحابی استر آبادی	معارف اسلامی
23-	سرزمین ومردم کشمیر	ہلال
24-	سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ	معارف اسلامی
25-	سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)	دانش
26-	شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی	معارف اسلامی
27-	شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی	دانش
28-	علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی	معارف اسلامی
29-	عیاری وشطاری	معارف اسلامی
30-	فتوت	معارف اسلامی
31-	فردوسی حکیم	اقبالیات
32-	فقید سعید سعیدی اقبال شناس	اقبالیات
33-	قلندریہ	معارف اسلامی
34-	متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی	دانشکدہ ادبیات
35-	مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ این فارض مصری)	فرھنگ ایران...
36-	مقام غالب در سبک شناسی فارسی	ہلال
37-	منابع اوّلیہ تحقیق دربارہ حضرت میر سید علی ھمدانی	دانش
38-	مئوسس پاکستان	ہلال
39-	نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارہ مؤلف مقالات اربعین	دانشکدہ ادبیات
40-	نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان	معارف اسلامی
41-	نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ	چشم انداز
42-	ھنر لازوال چغتائی وغالب	ہلال
43-	یاد از مقام ونبوغ مولوی	ہلال

ان میں سے ۱۱ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۲ فارسی مقالات ومضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات ومضامین اور تبصرے لکھے۔ان میں سے ۱۴ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب، ۵ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب،۲ مقالات ومضامین اقبالیاتی تبصروں اور ۴ مقالات ومضامین غیراقبالیاتی تبصروں پر مشتمل ہیں۔

اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

English Articles on Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume
01.	A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry	Iqbal Review	20:1
02.	Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture	Iqbal Review	30:1
03.	Allam Iqbal's Views on the Significance of Manifestation of Tauhid	Iqbal	30:1
04.	Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian	Iqbal Review	29:1
05.	Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking	Iqbal	29:3-4
06.	Arbery and Translation of Iqbal's Works	Iqbal	31:1
07.	Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama	Iqbal Review	18:4
08.	Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal	Journal of the P.H.S	XVI Part IV
09.	Iqbal Studies in Persian: A New Perspective	Iqbal	24:4
10.	Iqbal on the Renaissance of Islam	Journal of the P.H.S	II
11.	Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets	Iqbal Review	27:1
12.	Iqbal's Idea of 'Tauhid'	Iqbal	21:1
13.	Muslim Society and Modern Change	Iqbal Review	33:1
14.	Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry	Iqbal Review	30-31:3-1

اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume
01.	Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy"	Iqbal Review	35:3
02.	Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid)	Iqbal Review	20:1

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume
01.	An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry	Iqbal	23:3
02.	Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'	Journal of the P.H.S	XVIII Part III
03.	Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services	Iqbal	22:1
04.	Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi	Iqbal	25:3
05.	Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs	Iqbal	26:1

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

No.	Title	Journal	Volume
01.	Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid	Iqbal Review	20:1
02.	Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi	Iqbal Review	30:1
03.	Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.	Iqbal	42:1
04.	Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)	Iqbal Review	20:3

ب۔ بحیثیت ماہرِ تعلیم نصاب سازی کی خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب کی نصاب سازی میں نہایت کلیدی کردار ادا کیا۔ انھوں نے انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے اور ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز مرتب کیے۔ کم و بیش تیس سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کورسز میں کوئی ردوبدل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور اقبالیاتی زبان و ادب پر نہ صرف عبور رکھتے تھے بلکہ وہ ان کی تعلیم و تدریس اور ترویج سے متعلقہ حال و مستقبل کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کا طویل عرصے پر مبنی تجربہ رکھتے تھے۔ اپنے نہایت گہرے اور وسیع تدبر، تفکر، مطالعہ، تعلیمی و تدریسی اور تصنیفی و تالیفی تجربے کی بدولت وہ نصاب سازی کی خصوصی قابلیت کے حامل تھے جس کا بین ثبوت ان کی نصاب سازی کی خدمات ہیں۔

انھوں نے انٹرمیڈیٹ تا ایم فل کی سطح پر بطور مصنف و شریک مصنف درج ذیل کورسز مدون کیے۔ یہ تمام کورسز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں پڑھائے جا رہے ہیں۔

کورس	کوڈ	سطح	یونٹ	صفحات	کارکردگی
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	ا تا ۱۸	۵۷۳	تدوین و تحریر
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	۳	۷۹ تا ۱۴۸	شریک مصنف
اقبالیات	۳۰۳	انٹرمیڈیٹ	۶	۲۰۹ تا ۲۲۶	شریک مصنف
اقبالیات	۴۰۵	بی اے	ا تا ۱۸	۵۲۳	تدوین و تحریر
علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ	۱۵۰۶	ایم اے	۱۳	۶۶ تا ۱۳۰	مصنف
اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا۔۱	۵۷۵۱	ایم فل	ا تا ۹	۳ تا ۳۹	مصنف
اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا۔۲	۵۷۵۲	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۰ تا ۵۳	مصنف
علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات۔۱	۵۷۵۵	ایم فل	ا تا ۹	ا تا ۴۵	مصنف
علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات۔۲	۵۷۵۶	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۶ تا ۶۵	مصنف
علامہ اقبال کی تحریروں کا متن۔۱	۵۷۵۷	ایم فل	ا تا ۹	ا تا ۴۲	مصنف
علامہ اقبال کی تحریروں کا متن۔۲	۵۷۵۸	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۴۳ تا ۷۹	مصنف
اصولِ تحقیق۔۱	۵۷۵۳	ایم فل	ا تا ۹	۳ تا ۷۲	مصنف
اصولِ تحقیق۔۲	۵۷۵۴	ایم فل	۱۰ تا ۱۸	۷۳ تا ۱۳۸	مصنف

اقبالیات (انٹرمیڈیٹ) کورس، کوڈ ۳۰۳

اقبالیات، انٹرمیڈیٹ، کورس کوڈ ۳۰۳، اٹھارہ ابواب (یونٹ ۱ تا ۱۸) اور ۳۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کورس ٹیم کے چیئرمین کی حیثیت سے یہ کورس مدون کیا تھا۔ انھوں نے اس کی نظرثانی کا فریضہ بھی سرانجام دیا تھا۔ کورس ٹیم درج ذیل فاضل محققین اور ماہرینِ تعلیم اساتذہ پر مشتمل تھی:

کورس ٹیم، کورس کوڈ ۳۰۳

چیئرمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر صدیق جاوید	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر توصیف تبسم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، راولپنڈی
پروفیسر ڈاکٹر انور محمود خالد	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر مرزا رفیق بیگ	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج اصغر مال، راولپنڈی
پروفیسر محمد جہانگیر عالم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، جھنگ
پروفیسر حسن سجاد سید	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ۱، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر نظیر صدیقی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
نظرثانی ایڈیشن اول	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
	پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
نظرثانی ایڈیشن چہارم	ڈاکٹر محمد اکرم شعبہ اقبالیات

تدوین	بشیر محمود اختر
	سلیمان مسعود اختر
ٹی وی پروگرام	امر جلیل قاضی
ریڈیو پروگرام	خلیل انصاری
کورس رابطہ کار:	ڈاکٹر محمد اکرم شعبہ اقبالیات (۸)

اقبالیات (کورس کوڈ۳۰۳) کی فہرست ابواب درج ذیل ہے:

یونٹ نمبر	ابواب	تحریر
	کورس کا تعارف	
1-2	سوانح اقبال	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار
3	تصانیف اقبال	ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق
4-5	خطوطِ اقبال بنام قائدِ اعظم	محمد جہانگیر عالم
6	منظوم مکالمے (ایک پرندہ اور جگنو۔ چاند اور تارے)	ڈاکٹر محمد ریاض، حسن سجاد
7	اقبال اور نئی نسل (خطاب بہ جوانان اسلام)	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
8	عشقِ رسول ﷺ (بلالؓ۔ صدیقؓ)	ڈاکٹر توصیف تبسم
9	اسلام، ماضی اور مستقبل (صقلیہ۔ فاطمہ بنت عبداللہ)	ڈاکٹر توصیف تبسم
10	فرد اور ملت (بزمِ انجم۔ پیوستہ رہ شجر سے)	مرزا رفیق بیگ
11-12	نثرِ اقبال	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
13	ترانہ ہندی اور ترانہ ملی	ڈاکٹر انور محمود خالد
14	شکوہ	ڈاکٹر انور محمود خالد
15	جواب شکوہ	ڈاکٹر انور محمود خالد
16	غزلیات اقبال	نظیر صدیقی
17-18	افکارِ اقبال (۹)	نظیر صدیقی

''کورس کا تعارف'' پیش کرنے کے بعد یکساں ترتیب کے تحت لکھے گئے ابواب دیے گئے

ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کورس کے دو ابواب بطور شریک مصنف تحریر کیے ہیں۔ان میں سے پہلے باب (یونٹ ۳) کا موضوع ''تصانیفِ اقبال'' ہے جو انھوں نے ڈاکٹر صدیق جاوید کی شراکت سے تحریر کیا ہے۔دوسرے باب (یونٹ ۷) کا موضوع ''منظوم مکالمے (ایک پرندہ اور جگنو، چانداور تارے)'' ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ باب پروفیسر حسن سجاد سید کی شراکت سے تحریر کیا ہے۔

یونٹ ۳ (تصانیفِ اقبال) کے شروع میں فہرست عنوانات دی گئی ہے۔ یہ یونٹ ۶۷ صفحات (صفحہ ۸۱ تا ۱۴۸) پر مشتمل ہے۔اس میں علامہ محمد اقبال کی منظوم اردو تصانیف (بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز حصہ اردو) کا تعارف قدرے تفصیل سے کرایا گیا ہے۔ یہ تعارف قریباً ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ فارسی تصانیف، خطوط کے مجموعات، تقاریر، بیانات اور ملفوظات کا تعارف کافی مختصر بلکہ برائے نام ہے۔ یہ صرف ۷ صفحات (صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۶) پر مشتمل ہے اور انٹرمیڈیٹ کی سطح پر یہ تعارف تسلی بخش نظر نہیں آتا۔اس یونٹ میں چار مشقیں (خود آزمائی نمبر ۱ تا ۴) دی گئی ہیں۔ پہلی تین مشقوں میں سے ہر ایک مشق میں مختصر طرز کے سوالات اور صحیح جملوں کی نشاندہی کے لیے کچھ جملے دیے گئے ہیں۔آخری مشق میں دیگر مشقوں کی طرح مختصر طرز کے سوالات، صحیح جملوں کی نشاندہی اور خالی جگہ پر کرنے کے سوالات دیے گئے ہیں۔اس یونٹ کے شروع میں توضیحات کے عنوان کے تحت مشکل الفاظ کے معانی دیے گئے ہیں۔اسی طرح بعض صفحات کے پاورق میں مشکل الفاظ کے معانی اور مختصر سی توضیحات دی گئی ہیں۔ یونٹ کے آخر پر تمام مشقوں کے جوابات دیے گئے ہیں۔ یونٹ ۶ کا عنوان ''منظر نگاری سے مقصدی شاعری تک منظوم مکالمے (نظمیں) ۱۔ایک پرندہ اور جگنو ۲۔ چانداور تارے'' ہے۔ یہ عنوان فہرست ابواب میں دیے گئے عنوان سے قدرے مختلف ہے۔اس باب میں مختصر سے ''تعارف'' اور ''مقاصد'' کا ذکر کرنے کے بعد ''علامہ اقبال کی شاعری کا ارتقا'' کے عنوان کے تحت اقبال کی شاعری کے تین ادوار پر مختصر سا تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔اس کے بعد نظم ''ایک پرندہ اور جگنو'' کا تعارف، اس کا متن، توضیحات اور تشریحات دی گئی ہیں۔اسی طرح دوسری نظم ''چانداور تارے'' کا تعارف، متن، اس سے متعلقہ توضیحات اور اس کی تشریحات دی گئی ہیں۔اس یونٹ کی خود آزمائی میں مختصر طرز کے سوالات، صحیح جملوں کی نشاندہی کے لیے کچھ جملوں کے ساتھ، کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions) بھی دیے گئے ہیں اور الفاظ کے معانی بھی پوچھے گئے ہیں۔اس

یونٹ کے مطالعے سے دونوں نظموں کا مفہوم اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔انٹرمیڈیٹ کی تعلیمی سطح کے مطابق اس باب کا متن تسلی بخش ہے۔تاہم ،اس کتاب کے قریباً تمام ابواب میں حوالہ جات مفقود ہیں۔یہاں تک کہ قرآنی آیاتِ مقدسہ کے حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔تمام ابواب میں ''حواشی'' کا التزام بھی نہیں ہے۔خود آزمائی کی تمام مشقیں بھی یکساں طرز کے سوالات پر مشتمل نہیں ہیں۔کورس کافی حد تک تسلی بخش ہے۔پھر بھی اس میں مزید بہتری کی گنجائش نظر آتی ہے۔

دسمبر ۱۹۷۷ء میں اوپن یونیورسٹی کو مفکرِ اسلام ،شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال کے نام سے منسوب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔اپریل ۱۹۷۹ء میں اقبالیات کا انٹرمیڈیٹ کورس شروع کیا گیا۔یہ کورس طلبہ میں بہت مقبول ہوا۔علمی حلقوں میں اس کوشش کو بہت سراہا گیا۔انھی خطوط پر بی اے اقبالیات کا کورس پیش کیا گیا۔

اقبالیات (بی اے) کورس، کوڈ ۴۰۵

اقبالیات کا بی اے کا کورس (کورس کوڈ ۴۰۵)، اٹھارہ ابواب (یونٹ ۱ تا ۱۸) اور پانچ صد اٹھائیس (I تا V+۱ تا ۵۲۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے کورس ٹیم کے چیئر مین کی حیثیت سے یہ کورس تشکیل دیا تھا۔اس کی پہلی اشاعت پر انھوں نے اور پروفیسر ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین نے نظر ثانی کی تھی۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران صدر شعبہ اقبالیات نے اس کے بار ہفتم اور دیگر اشاعتوں کی نظر ثانی کا فریضہ سرانجام دیا اور وہ اس کورس کے رابطہ کار بھی ہیں۔ بی اے اقبالیات کی کورس ٹیم میں درج ذیل فاضل محققین اور ماہرین تعلیم شامل ہیں:

کورس ٹیم، کورس کوڈ ۴۰۵

چیئر مین:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم اختر	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، لاہور
پروفیسر سید افتخار حسین شاہ	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج ملتان
پروفیسر ڈاکٹر انور محمود خالد	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
پروفیسر محمد جہانگیر عالم	ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج، جھنگ
پروفیسر احسان اکبر	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گونمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
پروفیسر حسن سجاد سید	ریٹائرڈ پروفیسر فیڈرل گونمنٹ کالج نمبر ۱، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر نثار احمد قریشی	ریٹائرڈ پروفیسر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	سابق پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	سابق پروفیسر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

نظر ثانی ایڈیشن طبع اول	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
	پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
نظر ثانی ایڈیشن طبع ہفتم	پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات
تدوین	بشیر محمود اختر
	سلیمان مسعود اختر
ٹی وی پروگرام	امر جلیل قاضی
ریڈیو پروگرام	خلیل انصاری
کورس رابطہ کار:	ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، شعبہ اقبالیات (۱۰)

اقبالیات بی اے (کورس کوڈ ۴۰۵) کی فہرست ابواب درج ذیل ہے:

یونٹ نمبر	ابواب	تحریر
	پیش لفظ	
	کورس کا تعارف	
2-1	اقبال کا ذہنی ارتقاء	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار
3	اقبال کی اردو تصانیف	ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا
4	اقبال اور پاکستان	محمد جہانگیر عالم
5	اقبال شناسی	ڈاکٹر سلیم اختر
6	تصویرِ درد	سید افتخار حسین شاہ
7	خضرِ راہ	ڈاکٹر ریاض مجید
8	طلوعِ اسلام	حسن سجاد حیدر
10-9	تصانیفِ اقبال (فارسی، انگریزی)	ڈاکٹر محمد ریاض
11	افکارِ پریشان	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
12	ذوق و شوق	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
13	ضربِ کلیم کی نظمیں	ڈاکٹر انور محمود خالد
14	غزلیاتِ اقبال	نثار احمد قریشی
15	ابلیس کی مجلس شوریٰ	احسان اکبر

16	نثر اقبال	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
17	تسخیرِ فطرت	ڈاکٹر سید محمد اکرم
18	افکارِ اقبال (II)	ڈاکٹر محمد ریاض

''پیش لفظ'' اور ''کورس کا تعارف'' پیش کرنے کے بعد یکساں ترتیب کے تحت لکھے گئے ابواب دیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کورس کے تین ابواب تحریر کیے ہیں۔ ان میں سے پہلے باب یونٹ ۹۔۱۰ کا موضوع ''تصانیف اقبال (فارسی، انگریزی)'' ہے۔ دوسرے باب یونٹ ۱۸ کا موضوع ''افکارِ اقبال'' ہے۔ یونٹ ۹۔۱۰ میں ''یونٹ کے مقاصد''، ''فہرست'' اور ''تعارف'' کے بعد علامہ اقبال کے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالے، ان کی فارسی منظوم تصانیف اور سات انگریزی لیکچروں (خطبات) کے اہم مضامین اور افکار کا تعارف پیش کیا گیا اور ان کتابوں کی اسلام اور پاکستان کے حوالے سے قدر و قیمت بیان کی گئی ہے۔ یہ یونٹ آسان، سلیس اور عام فہم زبان میں تحریر کیا گیا ہے اور اس کے بغور مطالعہ کے بعد طلبہ بآسانی ان کتب سے متعلق اہم باتیں دوسروں کو اپنے الفاظ میں سمجھا سکتے ہیں۔ اس یونٹ کے بعض صفحات کے پاورق میں حوالہ جات اور حواشی دیے گئے ہیں۔ اس یونٹ میں خود آزمائی کی آٹھ مشقیں اور ان کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ تمام مشقوں میں مختصر طرز کے سوالات، بعض مشقوں میں کثیر الانتخابی سوالات، صحیح غلط بیانات کی نشاندہی یا ہاں/ناں کے جواب پر مشتمل سوالات دیے گئے ہیں۔ تمام مشقوں میں یکساں طرز کے سوالات دیے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

اس کتاب کا آخری یونٹ (یونٹ ۱۸: افکارِ اقبال) قریباً ستائیس صفحات (صفحہ ۴۹۷ تا ۵۲۳) پر مشتمل ہے۔ اس یونٹ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے فلسفۂ خودی کا مفہوم، اس کے فضائل، خودی کے مراحل، خودی کے فضائل (تخلیقی مقاصد)، عشق، انسانی عظمت، جبر و اختیار، سخت کوشی، تسخیر فطرت، خودی کے رذائل (سوال، حرص و خوف، قناعت وانکساری)، بے خودی، بے خودی کے عوامل (توحید، رسالت محمدی ﷺ) بیان کیے ہیں۔ اس یونٹ میں خود آزمائی کی دو مشقیں اور ان کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ اس یونٹ کے مطالعے سے خودی اور بے خودی کے تصورات کے بارے میں ضروری باتیں اچھی طرح سمجھ آجاتی ہیں۔ یونٹ کے اختتام پر منابع اور توضیحات کے عنوان سے حوالہ جات اور حواشی کی مختصر سی فہرست دی گئی ہے۔ متن میں کئی مقامات پر مزید حوالہ جات اور توضیحات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I (ایم اے) کورس، کوڈ ۵۶۱۳

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم اے اردو کے نصاب میں ''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I'' کے عنوان سے شامل کورس (کوڈ ۵۶۱۳) ۹ یونٹ (یونٹ ۱ تا ۹) پر مشتمل ہے۔اس کی کورس ٹیم کے چیئرمین ڈاکٹر نثار احمد قریشی ہیں جبکہ کورس تحریر کرنے والے چودہ اصحاب اور ایک خاتون رائٹر کا نام دیا گیا ہے۔کورس ٹیم کی فہرست درج ذیل ہے:

کورس ٹیم (کوڈ ۵۶۱۳)

چیئرمین

ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی
پروفیسر ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی	ڈاکٹر اسلم انصاری
ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی	ڈاکٹر صابر کلوروی
مولانا غلام رسول مہر	پروفیسر احسان اکبر
پروفیسر عبدالرشید فاضل	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض	نورینہ تحریم بابر
ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
ڈاکٹر محمد احسان الحق	
فاصلاتی تشکیل	ڈاکٹر نثار احمد قریشی
	نورینہ تحریم بابر
	عبدالعزیز ساحر
تدوین	شعبہ اردو
کورس رابطہ کار	نورینہ تحریم بابر

پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا غلام رسول مہر اور پروفیسر عبدالرشید فاضل کی تحریریں

۔تشریحات کلام اقبال کے ضمن میں بطور تدریسی مواد شامل کی گئی ہیں۔(۱۲)

کورس رائٹر کی فہرست میں پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کا نام بھی دیا گیا ہے جبکہ کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا لکھا ہوا کوئی بھی یونٹ اس کتاب میں شامل نہیں ہے۔ اس کتاب کے آٹھ یونٹ میں سے پروفیسر احسان اکبر، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر نے ۲،۲ یونٹ جبکہ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری اور پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے ۱،۱ یونٹ تحریر کیا ہے۔ فہرست میں دیگر رائٹرز کے نام دینے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ اس طرح پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا نام کورس رائٹرز کی فہرست میں شامل ہے مگر فہرست مضامین میں ان کا نام نہیں دیا گیا۔

علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II (ایم اے) کورس، کوڈ ۵۶۱۴

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ایم اے اردو کے نصاب میں ’’علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II‘‘ کے عنوان سے شامل کورس (کوڈ ۵۶۱۴) ۹ یونٹ (یونٹ ۱ تا ۹) پر مشتمل ہے۔ اس کی کورس ٹیم کے چیئرمین ڈاکٹر نثار احمد قریشی ہیں۔ کورس ٹیم میں شامل دیگر افراد کے نام درج ذیل ہیں:

کورس ٹیم (کوڈ ۵۶۱۴)

چیئرمین

ڈاکٹر نثار احمد قریشی

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری	پروفیسر ڈاکٹر یوسف سلیم چشتی	ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
مولانا غلام رسول مہر	پروفیسر عبدالرشید فاضل	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا	ڈاکٹر محمد احسان الحق	ڈاکٹر اکبر حسین قریشی
ڈاکٹر اسلم انصاری	ڈاکٹر صابر کلوروی	پروفیسر احسان اکبر
ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	نورینہ تحریم بابر	ڈاکٹر زاہد منیر عامر
فاصلاتی تشکیل	ڈاکٹر نثار احمد قریشی	
	نورینہ تحریم بابر	
	عبدالعزیز ساحر	
تدوین	شعبہ اردو	
کورس رابطہ کار	نورینہ تحریم بابر	

پروفیسر یوسف سلیم چشتی، مولانا غلام رسول مہر اور پروفیسر عبدالرشید فاضل کی تحریریں‘ تشریحات کلام اقبال کے ضمن میں بطور تدریسی مواد شامل کی گئی ہیں۔ (۱۳)

کورس کوڈ (۵۶۱۴) پر مشتمل کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری، ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان اور ڈاکٹر زاہد منیر عامر کی کوئی بھی تحریر اس کورس میں

شامل نہیں۔ پروفیسر حسن سجاد سید کا نام یونٹ نمبر ۸۔۷ لکھنے والے افراد کے ناموں میں شامل ہے مگر کورس ٹیم میں ان کا نام نہیں دیا جاسکا۔ اس کتاب کا یونٹ نمبر ۴ تصانیفِ اقبال (فارسی، انگریزی) ڈاکٹر محمد ریاض کا تحریر کردہ ہے۔ یہ یونٹ قریباً ۶۵ صفحات (صفحہ ۶۵ تا ۱۳۰) پر مشتمل ہے۔اقبالیات (بی اے) کے کورس میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے تحریر کردہ یونٹ ۹۔۱۰ ''تصانیف اقبال (فارسی، انگریزی)'' کو ہی ایم اے کے زیرِ تبصرہ کورس کوڈ کے یونٹ ۴ کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ اقبالیات (بی اے) کے کورس میں اس یونٹ میں حوالہ جات اور خود آزمائی کی آٹھ مشقیں دی گئی ہیں جبکہ ایم اے اردو کے اس کورس میں تمام حوالہ جات اور معروضی طرز کے سوالات پر مشتمل یہ تمام خود آزمائی مشقیں حذف کر دی گئی ہیں اور یونٹ کے آخر پر بیانیہ طرز کے پانچ سوالات پر مبنی خود آزمائی دی گئی ہے۔ حوالہ جات اور مختصر و معروضی طرز کے سوالات پر مبنی خود آزمائی کی مشقیں حذف کرنے کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیونکہ عصرِ حاضر میں قریباً تمام امتحانات میں، GAT-General ,GAT-Subject ,PSC اور CSS کے امتحانات اور عالمی سطح کے امتحانات میں مختصر و معروضی طرز کے سوالات کو کافی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

ایم فل اقبالیات کے کورسز:۔

ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیات کے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح کے کورسز کے علاوہ ایم فل اقبالیات کے پروگرام کے بھی بانی ہیں۔ ایم فل اقبالیات پروگرام کا ۱۹۸۷ء میں اجرا ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اردو و فارسی زبان وادب پر عبور رکھتے تھے۔ وہ علامہ اقبال کے افکار و تصورات اور ان کی تمام تصانیف کے بارے میں وسیع اور عمیق علم رکھتے تھے۔ وہ اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب پر سینکڑوں مقالات ومضامین اور بہت سی کتب لکھ چکے تھے۔ انھیں علامہ اقبال کا زیادہ تر کلام زبانی یاد تھا۔ وہ اپنی تحریروں میں علامہ اقبال اور دیگر شعرا کے مشہور اشعار اپنی یادداشت کے سہارے ہی رقم کرتے تھے اور اس ضمن میں انھیں اپنی یادداشت اور صحتِ لفظی کی صلاحیت پر اس قدر اعتماد تھا کہ کلیات و مصادر سے ان کے متن کی درستگی کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی یہ خود اعتمادی بے جا نہیں تھی۔ انھوں نے ایم فل اقبالیات کے تمام کورسز موجودہ صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کو زبانی تحریر کرائے تھے۔ ایم فل اقبالیات کے کورسز ان کے تبحرِ علمی اور خداداد صلاحیتوں اور خصوصیات (تیز یادداشت، عمیق فہم و تدبر، اعلیٰ ذوقِ تحقیق و ذوقِ تنقید اور وسیع و عمیق مطالعہ) کا بین ثبوت ہیں۔

ایم فل اقبالیات کا پروگرام درج ذیل چار کورسز پر مشتمل ہے:

نمبر شمار	کورسز کا عنوان	کورس کوڈ	یونٹس	صفحات
01۔	اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا	701	1 تا 18	۸۳
02۔	علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات	702	1 تا 18	٦۵
03۔	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن	703	1 تا 18	۷۹
04۔	اصولِ تحقیق	704	1 تا 18	۱۳۸

مندرجہ بالا چاروں کورسز کے مطالعاتی رہنما ۱۹۸۷ء میں ٹائپ کمپوزنگ میں اشاعت پذیر ہوئے تھے۔ مئی ۲۰۰۴ء میں پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد قریشی، سابق صدر شعبہ اقبالیات کی نگرانی میں یہ مطالعاتی رہنما کمپیوٹر کمپوزنگ اور نئے ٹائٹل کے ساتھ پیش کیے گئے اور ہر یونٹ کے آخر میں متعلقہ موضوع سے متعلق شائع ہونے والی نئی کتاب کا اضافہ بھی کر دیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے پہلے دو کورسز (کوڈ ۷۰۱ اور ۷۰۲) انفرادی حیثیت میں اور تیسرا کورس (کوڈ ۷۰۳) پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق شبلی کی شراکت سے تحریر کیا تھا۔ چوتھا کورس (کوڈ ۷۰۴) ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش نے تحریر کیا تھا۔ صدر شعبہ اقبالیات پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران ۲۰۰۵ء سے ان کورسز کے رابطہ کار کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہائر ایجوکیشن کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے مطابق مندرجہ بالا چاروں کورسز میں سے ہر ایک کورس کو مساوی تقسیم سے دو، دو کورسز میں تقسیم کر دیا گیا اور ان کے کوڈ نمبر بھی تبدیل کر دیے گئے اور درج ذیل ترتیب و تقسیم سے ان کی تدریس کا آغاز کر دیا گیا۔ ہر ایک کورس 3 کریڈٹ کا ہے اور ایک مکمل سمسٹر 12 کریڈٹ فی گھنٹہ پر مشتمل ہے:

پہلا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر
01۔	701	اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا (حصہ اول)	1 تا 9	5751
02۔	701	اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا (حصہ دوم)	10 تا 18	5752
03۔	704	اصولِ تحقیق (حصہ اول)	1 تا 9	5753
04۔	704	اصولِ تحقیق (حصہ دوم)	10 تا 18	5754

دوسرا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر
05۔	702	علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات (حصہ اول)	1 تا 9	5755
06۔	702	علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات (حصہ دوم)	10 تا 18	5756
07۔	703	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن (حصہ اول)	1 تا 9	5757
08۔	703	علامہ اقبال کی تحریروں کا متن (حصہ دوم)	10 تا 18	5758

تیسرا سمسٹر

نمبر شمار	پرانا کورس کوڈ	کورس کتاب / گائیڈ	یونٹ	نیا کوڈ نمبر
☆		تحقیقی مقالہ		5759

پہلے تینوں کورسز (کوڈ 701 تا 703) میں کورس کا متن درج ذیل یکساں ترتیب سے پیش کیا گیا ہے:

۱۔ کورس کا تعارف

۲۔ کورس کے مقاصد

۳۔ کورس کی تفصیلات

☆ ۱۔۳ امتحانی مشقیں اور آخری امتحان

۴۔ تفصیلی رہنمائی (یونٹ ۱ تا ۱۸ مع سوالات)

۵۔ مزید کتب کے حوالہ جات و مراجع (۱۴)

تیسرے کورس کے اختتام پر ضمیمہ بھی دیا گیا ہے۔ ضمیمے میں پروفیسر محمد عثمان کا قریباً بیس صفحات پر مشتمل مقالہ ''اقبال کی عظیم نثر'' دیا گیا ہے۔

انٹر تا ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز کے اجرا اور ان کورسز کی مقبولیت کے پیشِ نظر ۱۹۹۷ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ اقبالیات کے تحت پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ یہ کورس پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے خاص رفیق کار، پروفیسر ڈاکٹر صدیق شبلی نے مدون کیا تھا۔ پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس ورک کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔ پہلے دو سمسٹرز میں سے ہر

ایک کورس 3 کریڈٹ آرز اور مکمل سمسٹر 9 کریڈٹ آرز پر مشتمل ہے۔:

پہلا سمسٹر

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر
01۔	اقبال کے اردو شعری متون (ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز، حصہ اردو)	1 تا 9	6701
02۔	اقبال کے منتخب فارسی متون	1 تا 9	6702
03۔	اقبال کے سیاسی افکار	1 تا 9	6703

دوسرا سمسٹر

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر
04۔	اقبال کے دینی افکار	1 تا 9	6704
05۔	خطباتِ اقبال	1 تا 9	6705
06۔	تحقیق اور تدوینِ متن: اقبال کے خصوصی حوالے سے	1 تا 9	6706

ریسرچ ورک

نمبر شمار	کورسز	یونٹ	کوڈ نمبر
	تحقیقی مقالہ		700

پی ایچ ڈی کورس ورک کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل کتب اور تراجم مجوزہ کتب اور تراجم میں شامل ہیں:

۱۔ افکارِ اقبال ۲۔ جاوید نامہ: تحقیق وتوضیح ۳۔ اقبال اور فارسی شعرا

۴۔ شہپر جبریل

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق ۱۹۹۰ء تا ۲۰۱۷ تک ۳۴۳ طلبہ اس ادارہ سے ایم فل اقبالیات کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں۔ اسی طرح ۲۰۰۰ء تا ۲۰۱۷ء تک ۲۴ سکالرز پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور مختلف اعلیٰ درجے کے تعلیمی اداروں، کالجز اور یونیورسٹیز میں علمی وادبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کی سطح پر بہت سے سکالرز مصروفِ تحقیق ہیں۔ کمیت، کیفیت اور معیار کے لحاظ

سے قومی و بین الاقوامی سطح پر اقبالیات میں سب سے زیادہ تحقیقی کام علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت ہی پایۂ تکمیل کو پہنچا ہے۔ ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے اکثر مقالہ جات زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور تمام تحقیقی مقالات فکرِ اقبال کی تفہیم و ترویج کے ضمن میں شعبہ اقبالیات کی نہایت اعلیٰ اور گراں قدر خدمات کا بین ثبوت ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس شعبہ کے قیام میں اور فکر اقبال کی تفہیم، تعلیم اور تدریس میں نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں جن پر انھیں جتنا بھی زیادہ خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

ج۔ بحیثیت نگران مقالات خدمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۴ء کے اواخر تک ایم فل اقبالیات کے درج ذیل بارہ مقالات پایہ تکمیل کو پہنچے:

نمبر شمار	مقالہ نگار	عنوان	سال تکمیل	صفحات
01-	ارشاد احمد شاکر اعوان	اقبال اور دو قومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں	1990ء	309
02-	اے۔ کیو۔ نوید کیانی	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ	1994ء	205
03-	خالد اقبال یاسر	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	1992ء	
04-	شمیم اختر	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	1993ء	399
05-	ظہور احمد	اقبال اور سیاسیات کشمیر	1995ء	145
06-	گل زرینہ آفتاب	بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات	1993ء	302
07-	محمد اکرم	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں)	1993ء	232
08-	محمد حمید کھوکھر	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور و منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ	1993ء	257
09-	محمد عرفان	اقبال اور کشمیر	1992ء	307
10-	مسرت پروین نیلم	اردو شعراء اور اقبال	1994ء	344
11-	منیر احمد یزدانی	ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات	1994ء	280
12-	ہارون الرشید تبسم	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	1993ء	290

ان میں سے ۷ مقالات کا ادبیات (زبان و ادب) سے، ۴ مقالات کا علامہ محمد اقبال کے مذہبی و سیاسی افکار و تصورات سے اور صرف ایک مقالے کا تعلق اقبال شناس شخصیت (ڈاکٹر سید عبداللہ) سے ہے۔

تمام مقالات موضوعات و مندرجات اور معیارِ تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ، گراں قدر اور کافی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں اور مقالہ نگاروں کے علاوہ نگرانِ مقالہ کی نہایت اعلیٰ فکری و فنی مہارت،

قابلیت اور علم وادب سے گہری وابستگی کا مظہر ہیں۔

تمام مقالات کی ہیئت (سرورق کے اندر کے اندراجات، فہرست عنوانات، حوالہ جات و حواشی، ماحصل (حرفِ آخر، نتائجِ تحقیق)، کتابیات، طرزِ تحریر، تدوین وپیشکش) کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ان مقالات کی ہیئت میں یکسانیت نہیں ہے۔ یہ تمام مقالات یکساں اصولِ ہیئت کے تحت ضبطِ تحریر میں نہیں لائے گئے۔ تمام مقالات میں حوالہ جات وحواشی یکساں مقام پر نہیں دیے گئے۔ زیادہ تر مقالات میں حوالہ جات وحواشی پاورق میں دیے گئے ہیں۔ بعض مقالات میں حوالہ جات وحواشی متعلقہ باب یا موضوع کے آخر پر دیے گئے ہیں۔ چھ مقالات میں حوالہ جات وحواشی مصنف وار اور پانچ مقالات میں مضمون وار دیے گئے ہیں۔ ایک مقالے (پیامِ مشرق کے اردو وانگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ) میں زیادہ تر حوالہ جات متن کے ساتھ ہی قوسین میں دیے گئے ہیں جبکہ بعض مضامین کے آخر پر بھی کچھ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں جو نامکمل ہیں۔ مثلاً باب اول کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات میں سے دو تین حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۳۔ ''روزگارِ فقیر''۔ جلد اول، صفحہ نمبر ۱۷۵۔

۱۳۔ یوسف سلیم چشتی، شرح زبورِ عجم، صفحہ ۲۳۵۔

۱۵۔ نذیر نیازی سید، اقبال کے حضور میں، صفحہ ۱۷۷۔ (۱۵)

مندرجہ بالا حوالہ جات میں مقام اشاعت اور پبلشر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ''روزگارِ فقیر'' کے مؤلف کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس مقالے کی ''کتابیات'' میں صرف آٹھ کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حوالہ جات وحواشی کی مذکورہ بالا کتب، روزگارِ فقیر، شرح زبورِ عجم اور اقبال کے حضور میں کے علاوہ بہت سی دیگر کتب اور منابع ومصادر کا کتابیات میں ذکر نہیں کیا گیا۔

یہ مقالہ ۲۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے دائرہ تحقیق میں پیامِ مشرق کے منثور ومنظوم اردو تراجم ہیں۔ مگر نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز بات ہے کہ پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی ''پیامِ مشرق'' کی شرح کو منثور اردو تراجم کے تحت شمار کر کے اس پر قریباً ۴۵ صفحات تحریر کر دیے گئے جن میں اس میں مذکورہ مفاہیم پر تبصرہ کر دیا گیا۔ پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے شرح پیامِ مشرق میں اشعار کا لفظی یا بامحاورہ ترجمہ نہیں دیا ہے۔ انھوں نے اشعار کا مفہوم بیان کرنے کے بعد ان کی شرح بیان کر دی ہے۔ ان کی اس شرح کو جبراً منثور اردو تراجم میں شامل کیا گیا ہے۔

اس مقالے کے باب چہارم ''تقابل منثور تراجم۔ منظوم تراجم'' میں مقالے میں مذکورہ پیامِ

مشرق کے ۳ منثور اردو تراجم اور ۳ منظوم اردو تراجم کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ تقابلی جائزے میں چند ایک اشعار کے منثور و منظوم تراجم بغیر کسی تبصرے اور تجزیے کے تحریر کر دیے گئے ہیں اور منظوم انگریزی تراجم کا تقابل و موازنہ پیش نہیں کیا گیا۔

زیرِ تبصرہ ۱۲ مقالات میں سے درج ذیل مقالات میں ماحصل (حاصلِ تحقیق، حرفِ آخر، نتائجِ تحقیق) نہیں دیے گئے:

۱۔ پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ

۲۔ بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات

۳۔ پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور و منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ

۴۔ اردو شعراء اور اقبال

مقالے ''اقبال اور کشمیر'' کا ماحصل (نتیجہ بحث) بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ ''نتیجہ بحث'' مقالے کے تمام ابواب اور اس کے مندرجات کی مکمل ترجمانی نہیں کرتا۔

مقالے ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر'' کے اردو اور انگریزی میں حوالہ جات و کتابیات کا اندراج نامکمل اور غیر تسلی بخش ہے۔ اس میں مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے ترجمہ از ڈاکٹر سعادت سعید و پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض پر تبصرہ میں حیرت انگیز اور ناقابلِ تسلیم امر کا اظہار کیا گیا ہے۔ فاضل محقق نے ڈاکٹر سعادت سعید کو فرضی کردار اور مترجم قرار دیا ہے اور اپنی اس علمی دریافت اور تحقیق کے جواز میں کوئی ثبوت بھی پیش نہیں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''اب پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کے اردو ترجمے کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ اس مثنوی کا چوتھا اور تازہ ترین منثور اردو ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمے کا کام ڈاکٹر سعادت سعید کے تعاون سے انجام دیا گیا ہے۔ حال آنکہ اس نام کے شخص کا کوئی وجود نہیں۔ یہ ایک فرضی نام ہے۔ ترجمہ دراصل پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ہی کیا ہے، یوں لگتا ہے کہ اقبال اور اقبالیات کا گہرا مطالعہ کرنے کا آپ پر یہ اثر مرتب ہوا ہے کہ جس طرح علامہ نے محراب گل افغان اور مرد شوریدہ کے کردار وضع کیے تھے، اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے بھی کیا ہے۔'' (۱۶)

فاضل مقالہ نگار محمد حمید کھوکھر کی یہ نکتہ آفرینی بغیر کسی ثبوت اور جواز کے اور ناقابلِ فہم ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اس مقالے کے نگران تھے۔ان کے ساتھ بالمشافہ رابطہ ہونے کے باوجود قیاس آرائی کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کے ترجمے'' پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو'' کے پبلشر آغا شوکت علی چیئرمین اقبال شریعتی فاؤنڈیشن نے اس ترجمے کے'' حرفِ اول'' میں اس کے مترجمین کا برملا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر سعادت سعید نے بڑی کاوش اور محنت سے اس ترجمے کا پہلا متن تیار کیا۔اس پر ڈاکٹر محمد ریاض نے نظر ثانی کی اور اپنی تحقیقی بصیرت کو بروئے کار لاکر مناسب حواشی اور تفاصیل کے ذریعے اسے مزید وسعت عطا کی۔''(۱۷)

پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید جی سی یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ اردو میں سینئر پروفیسر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔یہ معروف سکالر پروفیسر ڈاکٹر اے۔ڈی نسیم کے فرزند ہیں۔ان کی ویب سائٹ (www.saadatsaeed.com) پر دی گئی ان کی فہرست کتب میں ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق'' کا مذکورہ بالا ترجمہ بھی شامل ہے۔اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تدریس کا ۴۰ سال سے زیادہ کا تجربہ رکھتے ہیں۔مقالہ نگار محمد حمید کھوکھر کا انھیں فرضی کردار تصور کرنا ناقابلِ فہم امر ہے۔راقم الحروف نے پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید سے براہِ راست رابطہ کر کے اس امر کی تصدیق کر لی ہے کہ'' پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو'' انھی کا ترجمہ ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کی تصحیح کا فریضہ سرانجام دیا تھا۔اندریں صورت، اس ضمن میں فاضل محقق 'محمد حمید کھوکھر' کی قیاس آرائی قابلِ تردید ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی تکمیل پانے والے مقالات ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۴ء کے دورانیے میں لکھے گئے تھے۔ان میں سے پانچ مقالات کی تحریر ٹائپنگ پر، ۲ مقالات کی تحریر کتابت پر، ۴ مقالات کی تحریر ہاتھ کی لکھی ہوئی اور ایک مقالے کی تحریر کمپیوٹر کمپوزنگ پر مشتمل ہے۔ارشاد احمد شاکر اعوان کے مقالے'' اقبال اور دوقومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں'' کی تحریر مرصع، دلنشین اور رواں ہے۔خوبصورت مگر مشکل الفاظ کے استعمال کی وجہ سے دورانِ مطالعہ بعض مقامات پر قدرے توقف اور غور وفکر وتدبر کے بعد متن کا مفہوم سمجھ آتا ہے۔دیگر مقالات کی عبارت سلیس، آسان، عام فہم اور رواں ہے۔ڈاکٹر محمد اکرم کا مقالہ'' علامہ اقبال اور تحریک اتحادِ اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں) دیگر مقالات کی نسبت زیادہ جامع نظر آتا ہے۔اس کا'' حرفِ آخر'' نہایت فکر انگیز اور جامع ہے۔انھوں نے چند ایک صفحات میں نہایت خوبصورتی سے اختصار اور جامعیت کے ساتھ حاصلِ تحقیق پیش کیا ہے۔

درج ذیل جدول، ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نگرانی تکمیل پانے والے تمام مقالات کے مختلف حصوں کے معیار کی نشاندہی کرتا ہے۔اس جدول میں اختصار کے پیشِ نظر بعض مقالات کے عنوانات آخر کے چند الفاظ کے حذف سے تحریر کیے گئے ہیں۔ان میں سے تمام مقالات کا مقدمہ و تعارف اور ابواب بندی تسلی بخش ہیں۔مقالے ''اردو شعراء اور اقبال'' کا مقدمہ و تعارف نامکمل ہیں۔

نمبر شمار	عنوان	حوالہ جات و حواشی
		مقام/ہیئت/درجہ
-01	اقبال اور دو قومی نظریہ،متون اقبال کی روشنی میں	پاورق/ مضمون وار/ مکمل
-02	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم...	نامکمل
-03	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	پاورق/ مضمون وار/ مکمل
-04	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	پاورق/ مضمون وار/ مکمل
-05	اقبال اور سیاسیات کشمیر	باب کا اختتام/مصنف وار/ مکمل
-06	بانگِ درا حصہ اول: حواشی و تعلیقات	پاورق/ مصنف وار/ مکمل
-07	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی...	پاورق/ مصنف وار/ تسلی بخش
-08	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر...	پاورق/ مضمون وار/عدم یکسانیت
-09	اقبال اور کشمیر	پاورق/ مضمون وار/ نامکمل
-10	اردو شعراء اور اقبال	موضوع کا اختتام/ مصنف وار
-11	ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات	باب کا اختتام/مصنف وار/ مکمل
-12	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	مصنف وار/ مکمل

نمبر شمار	عنوان	کتابیات	معیارِ متن
		ہیئت/درجہ	
-01	اقبال اور دو قومی نظریہ،متون اقبال کی روشنی میں	مضمون وار/ مکمل	اعلیٰ مگر مشکل
-02	پیامِ مشرق کے اردو و انگریزی تراجم...	غیر تسلی بخش/ مختصر	سلیس،عام فہم
-03	معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال	مضمون وار/ مکمل	سلیس،عام فہم
-04	ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی	مصنف وار/ مکمل	سلیس،عام فہم
-05	اقبال اور سیاسیات کشمیر	مصنف وار/ مکمل	سلیس،عام فہم

نمبر شمار	عنوان	کتابیات	معیارِ متن
		ہیئت / درجہ	
-06	بانگِ درا حصہ اول: حواشی وتعلیقات	مصنف وار / تسلی بخش	سلیس، عام فہم
-07	علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی...	مصنف وار / تسلی بخش	سلیس، عام فہم
-08	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر...	مضمون وار / نامکمل	سلیس، عام فہم
-09	اقبال اور کشمیر	مضمون وار / مکمل	سلیس، عام فہم
-10	اردو شعراء اور اقبال	مصنف وار / مکمل	سلیس، عام فہم
-11	ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی وتعلیقات	مصنف وار / مکمل	سلیس، عام فہم
-12	اقبال بحیثیت ادبی نقاد	مصنف وار / مکمل	سلیس، عام فہم

ڈاکٹر محمد ریاض کے قریباً تمام مقالات ومضامین اور ان کی تصانیف وتالیفات اور تراجم کے بغور جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حوالہ جات وحواشی اور کتابیات کی تحریر کے معاملے میں کافی آزاد طرزِ عمل رکھتے تھے۔ ان کی زیر نگرانی تکمیل پانے والے مقالات میں بھی یہی روش روا رکھی گئی ہے۔ تقریباً تمام مقالات تسلی بخش تحقیقی مواد پر مشتمل ہیں۔ دو تین مقالات میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں۔ مندرجہ بالا جدول کے شماریاتی تجزیے کی رو سے ان کی نگرانی میں تکمیل پانے والے مقالات کے حوالہ جات وحواشی، کتابیات اور نتائج تحقیق کے کچھ اصلاح طلب پہلوؤں کے پیش نظران مقالات کو قریباً 80% کی حد تک معیاری قرار دیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم نے انٹرویو کے دوران، ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام کے سلسلے میں اپنی یادداشتوں کے حوالے سے بتایا کہ ڈاکٹر محمد ریاض ریسرچ سکالرز کو باقاعدگی سے وقت دیتے تھے۔ ریسرچ سکالرز جب چاہتے بلا روک ٹوک ان کے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ وہ دیگر مصروفیات ترک کر کے فوراً ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ضروری رہنمائی فراہم کر دیتے تھے۔ طلبہ کے ساتھ ان کا رویہ نہایت مشفقانہ اور حوصلہ افزا ہوتا تھا۔ انھوں نے میرے ریسرچ ورک میں بھرپور دلچسپی لی۔ انھوں نے بروقت اور درست رہنمائی کی۔ میں نے مقالہ ہاتھ سے لکھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالہ دیکھ کر کہا کہ تحریر میں آپ سے ''میم'' ٹھیک نہیں بنتی اس لیے اسے ٹائپ کروالیں۔ انھوں نے مقالے میں تحریر کیے گئے عیسوی سنین کو محض یادداشت کے حوالے سے ہجری تقویم میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں جب میں نے عیسوی وہجری تقویم سے مدد لے کر تبدیلیوں کا جائزہ لیا تو ان کی کی ہوئی تمام

تبدیلیاں درست نکلیں۔ وہ نہایت ذہین، محنتی اور زبردست یادداشت کے مالک تھے۔

مشہور نقاد، محقق، ادیب اور شاعر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان بیان کرتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت عاجز اور منکسر المزاج سکالر، محقق اور نقاد تھے۔ وہ انسان دوست تھے۔ ہر آدمی سے محبت کرتے تھے۔ شاگردوں پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ ان کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے اور ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ ان سے ملاقات کے لیے کوئی انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ اہلِ علم کے قدردان تھے۔ اپنے طلبہ کی کسی اہم علمی بات یا نمایاں کارکردگی پر ان کی بہت تعریف بھی کرتے اور ہر ایک سے اس بات کا ذکر بھی کرتے تھے۔ میرے ہاتھ کے لکھے مقالے کی تعریف بھی کی اور بغیر ٹائپ کیے جمع کرنے کا حکم بھی دیا۔ یوں بھی وہ مجھے پسند کرتے تھے۔ صدر شعبہ اقبالیات، پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران کی زبانی اپنے حق میں ان کی تعریفیں سن کر خود پر فخر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مسرت پروین نیلم بیان کرتی ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت نرم طبیعت کے مالک، مرنجاں مرنج انسان تھے۔ وہ اپنے طلبہ سے بھرپور تعاون کی کوشش کرتے تھے۔ وہ محنتی اور قابل طلبہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ ان کی تمام دلچسپیوں کا محور و مرکز طلبہ، تعلیم، تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل تھے۔

ڈاکٹر محمد قمر اقبال بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد ریاض ہر کسی سے ملاقات کر لیتے تھے۔ بات توجہ سے سنتے تھے۔ ضروری امور میں رہنمائی بھی فراہم کرتے تھے۔ وہ اقبالیات کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھیں اردو و فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ خشک مزاج نہیں تھے بلکہ شگفتہ مزاج تھے۔ بات کرتے وقت حفظِ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔

پروفیسر منیر احمد یزدانی بیان کرتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام میں میرے نگران تھے۔ وہ بہت بڑے سکالر تھے۔ انھیں فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ گائیڈ بہت اچھا کرتے تھے۔ ہر کوئی ان سے بلا روک ٹوک ملاقات کر سکتا تھا۔ تحقیق کے دوران جب بھی ضرورت محسوس ہوتی تو میں ان سے فون پر رابطہ کرتا۔ وہ پہلی فرصت میں ملاقات کر لیتے اور گائیڈ کر دیتے تھے۔ ان کا رائے دینے کا انداز بہت اچھا تھا۔ وہ مختصر سا جملہ کہتے یا لکھ دیتے تھے جس میں ساری بات آ جاتی تھی۔ دورانِ تحقیق ان کا رویہ مربیانہ، مشفقانہ اور حوصلہ افزا رہا۔

د۔ کانفرنسز، سیمینارز اور اجتماعات میں شرکت

ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال، مولانا رومی اور شاہ ہمدان کے سلسلے میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک منعقد ہونے والی کانفرنسوں، سیمینارز اور اجتماعات میں اکثر شرکت کرتے اور گاہ بگاہ خطاب بھی کرتے تھے۔

۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۷ء سے اپنے آخری علالت کے آغاز تک پاکستان میں منعقد ہونے والی اکثر قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ۴ جون سے لے کر ۸ جون ۱۹۹۴ء تک امام خمینی کانفرنس منعقدہ لاہور میں شرکت کی۔ یہ سفر ان کے آخری سفر کی تمہید بن گیا۔ لاہور میں ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اور انھیں اسٹریچر پر لٹا کر بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی لایا گیا۔(۱۸)

دسمبر ۱۹۷۷ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کی بین الاقوامی اقبال کانگرس میں شمولیت اختیار کی۔ اس موقع پر پروفیسر رفیع الدین ہاشمی سے ان کی پہلی بار ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ان سے تاحیات رابطہ رہا۔(۱۹)

نومبر ۱۹۹۱ء میں، لاہور میں منعقدہ سپین کانفرنس میں شرکت کی۔

ایران میں عظیم جمہوری اسلامی انقلاب فروری ۱۹۷۹ء میں برپا ہوا۔ اس سے قبل دو میعادوں (نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ڈاکٹر محمد ریاض اس ملک میں مقیم رہے۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء)، حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہفتے یا دو ہفتے تک انھیں یہاں رہنے اور علماء وادبا اور محققین سے تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالات ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم'' (مطبوعہ سرما ۱۹۹۲ء) اور ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی'' میں ایران کے اپنے سفروں، کتب اقبال شناسی کے اکثر مصنفین اور مترجمین

سے ملاقاتوں اور ان میں سے بعض کے ساتھ مکاتبت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان مقالات میں علامہ اقبال کے بارے میں لکھی جانے والی کتب، ان کے کلام کی تدوین و توضیح، منتخباتِ کلام کی اشاعت اور بعض کتب اقبالیات کے فارسی تراجم وغیرہ کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ (۲۰)

بدیع الزمان فروزانفر، ایران کے ایک نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم و فنونِ اسلامیہ میں متبحر شخصیت تھے۔ انھوں نے یونیورسٹی آف تہران کے دانش کدہ ادبیات و علومِ انسانی میں بطور استاد اور دانش کدہ معقول و منقول کے سربراہ کے طور پر کم و بیش ۳۵ سال خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ وہ ۶۵ برس کی عمر میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اپنے گھر پر اور یونیورسٹی آف تہران میں رضاکارانہ طور پر تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ایران میں سوا تین سالہ قیام (نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء) کے دوران ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کی کئی مجالس میں حاضر ہو کر ان سے استفادہ کیا۔ استاد فروزانفر پاکستان اور علامہ اقبال سے خاص انس رکھتے تھے۔ یومِ اقبال کے موقع پر انھوں نے متعدد مقالے پڑھے اور تقاریر کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **''بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم''** میں ان کی شخصیت اور افکار کا تعارف پیش کیا ہے اور ان کی تصانیف کا بھی تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے استاد فروزانفر کی ایک معنی خیز تقریر کا فارسی متن (ملخصاً) ''اقبال ریویو'' کراچی کی اشاعت اپریل ۱۹۶۹ء میں شائع کرایا تھا۔ انھوں نے اس طرح ایران کی بہت سی شخصیات کی علمی و ادبی خدمات پر مقالات و مضامین تحریر کیے اور اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات میں دلچسپی رکھنے والے اہلِ ذوق افراد کو رہنمائی مہیا کی۔ (۲۱)

۳۔ ۱۹۸۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھارت میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کی۔ اس سفر میں پروفیسر نظیر صدیقی، سابق صدر شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ان کے ہمراہ تھے۔ یہ سیمینار ۱۵ فروری تا ۱۸ فروری ۱۹۸۷ء کے دوران منعقد ہوا تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی'' میں سیمینار کے شرکاء اور ان کے مقالات کے حوالے سے ان کے افکار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ اس میں انھوں نے آگرہ کی سیر اور تاج محل دیکھنے اور پاکستانی مصنفین کی بھارت میں شائع

ہونے والی کتب کا بھی ذکر کیا ہے۔ان کا یہ سفر ۲۱ فروری ۱۹۸۷ء کو اختتام پذیر ہوا تھا۔اس مضمون میں انھوں نے ستمبر ۱۹۷۸ء میں اپنے بھارت کے سفر اور تاج محل دیکھنے کا بھی ذکر کیا ہے۔انھوں نے ۱۹۸۷ء کے سفرِ علی گڑھ کے دوران وہاں سے ''تفسیر اقبال'' کے نام کی ایک کتاب خریدی تھی جس میں پاکستانی مجلّات سے منتخبہ مقالات شائع کیے گئے تھے۔ ان مقالات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مقالات ''اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ'' اور ''اقبال کے ساقی نامے'' بھی شامل تھے۔اس کتاب سے متاثر ہو کر ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مطبوعہ وغیر مطبوعہ مقالات پر مشتمل کتاب ''تفسیرِ اقبال'' مرتب کی جو مقبول اکیڈمی لاہور سے شائع ہوئی۔انھوں نے سیمینار میں علامہ اقبال کے فارسی شاعری کے اسلوب پر ایک انگریزی مقالہ پڑھا تھا جو "Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian" کے عنوان سے اقبال ریویو جلد ۲۹، شمارہ ۱، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔(۲۲)

۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے چار بار افغانستان کی مختصر الایام سیاحت کی اور کئی افغان مشاہیر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔انھوں نے اپنے مضمون ''اقبال اور افغانستان''، مشمولہ: ''آفاقِ اقبال'' میں افغانستان کے اپنے ان سفروں کا مختصراً ذکر کیا ہے اور افغانستان سے علامہ اقبال کے فکری و عملی روابط اور افغانستان میں اقبال شناس سے متعلق ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔تہران میں نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء اور ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء کے دورانیے میں قیام کے علاوہ بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو کئی بار ایران جانے کا موقع ملا۔اس دوران وہ افغانستان اور ایران میں اقبال پر شائع ہونے والے فارسی مقالات اور کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے۔انھوں نے بعض اہم تر مقالوں کا اردو میں ترجمہ بھی کیا۔انھوں نے اپنے مقالہ ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ ''افاداتِ اقبال'' میں افغانستان اور ایران میں اقبالیات پر شائع ہونے والے تمام اہم مقالات اور کتب کی فہرست دی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے دونوں ممالک میں اقبال شناسی کے معیار کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔(۲۳)

۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بطور ماہر تعلیم، اقبالیات کے مختلف کورسز تحریر کیے۔انھوں نے ۱۹۷۹ء میں انٹرمیڈیٹ اقبالیات کا کورس (کوڈ ۳۰۳)، ۱۹۸۰ء میں بی اے اقبالیات کا کورس

(کوڈ ۴۰۵)، ۱۹۸۵ء میں اقبال کی فارسی شاعری اور اقبال کی اردو نثر کے کورسز، ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کے کورسز (کوڈ ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳) ، ۱۹۹۳ء میں ایف اے کے لیے فارسی کورس (کوڈ ۳۶۱) پیش کیے۔ ہر سال باقاعدگی سے ایم فل اقبالیات کی ورکشاپ کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا جس میں وہ خود بھی لیکچر دیتے تھے اور دوسرے ماہرینِ اقبال کو بھی مدعو کرتے تھے جو طلبہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

۶۔ انھوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّہ ''علم کی دستک'' کی ادارت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی معاونت سے یونیورسٹی کے مجلّے ''علم کی دستک'' کا اقبال نمبر نکالا۔

۷۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام شعبہ اقبالیات کی طرف سے ہر سال قومی سطح پر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں اقبال پر ذہنی آزمائشوں کے ریڈیائی پروگرام اور مضمون نویسی کے مقابلے منعقد کرائے۔

۸۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے شعبۂ اقبالیات کے تحت اردو اور انگریزی کے علاوہ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں علامہ اقبال پر تحقیقی کام کرنے والوں کو پہلی بار انعامات دلوائے۔ حکومتِ پاکستان کو یہ سلسلہ پسند آیا اور صدرِ پاکستان کے احکامات کے تحت وفاقی وزارتِ تعلیم کی طرف سے انعامات دیے جانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کوششوں کی بدولت علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں علامہ اقبال سے متعلق نادر اشیاء، تحریریں اور عکسی نقول رکھنے کے لیے ''گوشۂ اقبال'' قائم کیا گیا۔

۱۰۔ انھوں نے ہر سال یونیورسٹی میں یومِ اقبال (اقبال ڈے) دھوم دھام سے منانے کا اہتمام کیا۔ یومِ اقبال کے موقع پر نامور ماہرینِ اقبالیات کو اقبالیات کے حوالے سے اظہارِ رائے کی دعوت دی جاتی تھی۔ علامہ اقبال سے محبت اور عقیدت کی وجہ سے ڈاکٹر محمد ریاض اہم مواقع پر مزارِ اقبال پر بھی حاضری دیتے اور پھولوں کی چادر چڑھاتے تھے۔

۱۱۔ انھوں نے پی ایچ ڈی اقبالیات کے تحقیقی پروگرام کے اصول وضوابط پر اجلاس منعقد کرائے۔ انھی اصول وضوابط کے تحت ان کے بعد صدر شعبہ اقبالیات ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے اس پروگرام کا اجرا کیا۔

۱۲۔ اسلام آباد کی تنظیموں ''دائرہ'' اور آئینہ'' کے زیرِ انتظام ادبی محفلوں میں شریک ہوتے رہے۔ اسی طرح جہاں کہیں ادبی محفل ہوتی، شرکت کی کوشش کرتے تھے۔ آپ زیادہ تر ایسی محافل میں اقبالیات کے موضوع پر اظہار رائے کرتے تھے۔

۱۳۔ پیشہ وارانہ مہارت میں اضافے کے لیے ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں ریڈیو پر براڈ کاسٹ کے لیے سکرپٹ لکھنے اور فاصلاتی نظام کے تحت ٹی وی پروگرام لکھنے کی تربیت حاصل کی۔ سٹاف ٹریننگ پروگرام کے سلسلے میں انگلینڈ گئے جہاں او ڈی اے پروگرام کے تحت لندن یونیورسٹی یو کے میں Distance Teaching in Under Development Countries پروگرام کے تحت ٹریننگ حاصل کی۔ ٹریننگ کورس کے سلسلے میں ۶/اپریل ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۸/اگست ۱۹۸۳ء تک انگلینڈ میں مقیم رہے۔(۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں رفقائے کار اور دوستوں کے تاثرات

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی

(انٹرویو، ۴ جنوری ۲۰۱۷ء بروز بدھ وار)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ انھوں نے یونیورسٹی آف پنجاب سے ایم اے انگلش کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۸۳ء میں بطور لیکچرر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی عملی کیریئر کا آغاز کیا۔ قریباً تین سال بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ چلے گئے اور یونیورسٹی آف مانچسٹر سے (۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۷ء کے دورانیے میں) ایم ایڈ (TESOL) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد یونیورسٹی آف ٹورنٹو، کینیڈا سے (۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۵ء کے دورانیے میں) تعلیم مکمل ہونے پر لینگو ئج ایجوکیشن میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر آغا خان یونیورسٹی میں تین سال (۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۹ء) اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور میں دو سال (۲۰۰۴ ء تا ۲۰۰۶ء) تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد بطور پروفیسر لاہور سکول آف اکنامکس میں آٹھ سال (۲۰۰۶ء تا ۲۰۱۴ء) خدمات سرانجام دیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال صدیقی کے سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور لسانی مسائل سے متعلق تحقیقی مقالات قومی اخبارات میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی درج ذیل تصانیف زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں:

1. Rethinking Education in Pakistan: Perceptions, Practices, and Possibilities, was published in 2007
2. Urdu novel, Adhe Adhoore Khawab, published in 2009
3. The Politics of Representation and Hegemony in South

Asia, published in 2014.

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی کو نمایاں خدمات کی بنا پر بین الاقوامی سطح پر درج ذیل ایوارڈ زمل چکے ہیں:

1. US Embassy scholarship (Vermont)
2. Canadian Commonwealth award (Toronto)
3. Charles Wallace award (Oxford)
4. British Council award (Manchester)
5. Social Sciences Research Council award (Sri Lanka, India)
6. MTCP award (Malaysia)

وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی سے وی سی آفس، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں انٹرویو کا موقع ملا۔ انھوں نے نہایت محبت اور عقیدت سے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور آثار کے بارے میں درج ذیل امور کا ذکر کیا:

۱۹۸۳ء میں میری علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بطور لیکچرر تقرری ہوئی۔ یہاں اولین ملاقات رحیم بخش شاہین سے ہوئی۔ ان کے توسط سے ڈاکٹر محمد ریاض سے ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات میں یہ تاثر ملا کہ وہ عاجز اور منکسر المزاج شخص ہیں۔ انھیں نام ونمود کی خواہش نہیں اور نہ ہی کسی کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ بہت بعد میں ان کے علمی اور ادبی کاموں کا پتہ چلا۔ وہ بہت متاثر کن شخصیت تھے۔ انھیں پہلی نظر دیکھنے والا کہہ نہیں سکتا تھا کہ ایک بہت بڑے ناقد اور محقق سے ملاقات ہو رہی ہے۔ ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں سے شناسائی ہوئی۔ ان کی وجہ سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ اقبالیات قائم ہوا اور یونیورسٹی کو ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر اقبالیات کے کورسز کے اجرا کا اعزاز حاصل ہوا۔ انھوں نے بانی وصدرِ شعبہ اقبالیات کے طور پر نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ ترجمہ، تحقیق اور تنقید میں بہت خاص مقام رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سے لوگوں کو تعلیم وتدریس کی طرف راغب کیا۔ بہت سے لوگوں کی شخصیت کی تکمیل اور پہچان میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ انھیں سوالات پوچھنے اور دوسروں کے افکار سے آگاہ ہونے میں عار محسوس نہیں ہوتا تھا۔ انھوں نے ذہن بند نہیں کیا تھا۔ میں سکالرشپ پر باہر چلا گیا۔ ہم کوئی بات کرتے تو انجوائے کرتے تھے۔ مرتبے کا فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔ ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ وہ درویش مزاج تھے۔ ہر ایک کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ یہ ہمارے لیے بہت اعزاز تھا کہ اتنے عظیم انسان سے رفاقت کا موقع ملا۔

صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران

(انٹرویو، ۳ جنوری ۲۰۱۷ء بروز منگل)

استادِ محترم، جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، اقبالیاتی ذوق رکھنے والے طلباء و طالبات کو فکرِ اقبال کے بے پایاں سمندر میں شناوری کے علم و ہنر سے آراستہ کر رہے ہیں۔ آپ کی نگرانی و رہنمائی میں سینکڑوں طلبہ ایم فل و پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم مکمل کر کے مختلف ملکی و بین الاقوامی، علمی و ادبی اداروں میں اقبالیات کی تعلیم و تدریس اور ترویج کے سلسلے میں نہایت اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں کے فارغ التحصیل سکالرز کئی یونیورسٹیز میں بطور رئیسِ ادارہ اور مختلف شعبہ جات (اردو، فارسی، ایجوکیشن، تاریخ، فلسفہ، وغیرہ) میں بطور صدرِ شعبہ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ اپنے والدین کے اصرار پر، استعفیٰ دے کر واپس اپنے آبائی گھر فیصل آباد واپس آ گئے۔ آپ نے پنجاب گورنمنٹ کے تحت محکمہ تعلیم کو اپنی خدمات سونپ دیں اور بطور لیکچرر تدریسی ذمہ داریاں ادا کرنے لگے۔ ۱۹۹۵ء کو آپ ڈیپوٹیشن پر بطور اسسٹنٹ پروفیسر اقبال سٹڈیز تعینات ہوئے۔ ۱۹۹۶ء کو آپ کی مستقل بنیادوں پر تقرری ہوگئی۔

۱۹۸۷ء میں شعبہ اقبالیات میں ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔ آپ کو ایم فل اقبالیات کے پہلے طالب علم کے طور پر ۱۹۹۰ء میں تعلیم مکمل کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ کے ایم فل کے مقالے کا عنوان ''اقبالیات درسیات پاکستان میں: تحقیقی مطالعہ'' تھا۔ آپ کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔ ''اقبالیات درسیاتِ پاکستان میں: تحقیقی مطالعہ'' ۱۹۹۳ء میں شائع ہوئی تھی۔ آپ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰۰۳ء میں ''پاکستان میں اردو زبان وادب کی درسیات و نصابات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' کے موضوع پر

تحقیقی مقالہ مکمل کر کے جمع کرایا جس پر آپ کو مارچ ۲۰۰۵ء میں پی ایچ ڈی اردو کی ڈگری ملی۔اس مقالے کے بیرونی ممتحن پروفیسر ڈاکٹر قاضی افضال حسین، صدر شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا اور پروفیسر ڈاکٹر قمر رئیس، دلی یونیورسٹی، انڈیا تھے۔اس کے علاوہ آپ کی درج ذیل تین کتب شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ ملتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ (۱۹۸۹ء)
۲۔ اقبال کا تصورِ قومیت (۱۹۸۹ء)
۳۔ اقبال دوستی (۲۰۰۹ء)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے قریبی رفیق تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران فرماتے ہیں:

''جب میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے جاب چھوڑ کر فیصل آباد آ گیا تو میری عدم موجودگی میں انھوں نے میرے ایم فل کے مقالے پر نظر ثانی کی۔اسے چھپوایا اور گھر بیٹھے مجھے مطبوعہ کتاب کے ۱۰۰ نسخے اور تین ہزار روپے رائلٹی بھیجی۔اس دور میں سترہویں گریڈ کی تنخواہ 2900/- روپے ہوتی تھی۔ یہ ان کی بڑائی ہے کہ انھوں نے بہت محبت اور شفقت سے، میری لاعلمی میں میرے لیے یہ سب کچھ کیا۔

وہ آفس میں آنے کے بعد مسلسل کام میں مصروف رہتے تھے۔قلم ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ ہر وقت علمی کاموں میں مشغول رہتے تھے۔مقالے، مضامین اور کتب لکھ کر بھیجتے رہتے تھے۔ ان کی رائلٹی و معاوضہ کے چیک آتے رہتے تھے۔ ہر وقت ان کی پائپ لائن میں کتابیں، مقالات اور مضامین موجود رہتے تھے۔چیکوں کے ذریعے اچانک ملنے والی رقم کو وہ ''Surprise Money'' قرار دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمہ کرنے کی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔وہ عبارت پڑھ کر فوراً دوسری زبانوں میں ترجمہ کر دیتے تھے۔وہ فارسی زبان بھی، اہلِ زبان، فارسی دان حضرات کی طرح روانی سے بول لیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ایوب صابر، ایم فل میں میرے ہم جماعت تھے۔ وہ اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ لینا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر محمد ریاض شروع میں اس تحقیق پر آمادہ نہیں تھے۔ان کا موقف تھا کہ

جن چیزوں پر تاریخ نے گرد ڈال دی ہے انہیں پھر سے اجاگر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بعد میں وہ ڈاکٹر محمد ایوب صابر کے اصرار پر اس موضوع پر تحقیق کرانے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کھانے اور کھلانے کے بہت شوقین تھے۔ سب سے بے تکلف نہیں ہوتے تھے۔ جن سے بے تکلفی ہوتی تھی ان سے ہنسی مزاح کرتے رہتے تھے۔ پشاور موڑ سے اورنگ زیب سے چکن تکے منگواتے تھے۔ اکثر ان کے پاس تازہ پھل ہوتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض شعبہ اقبالیات کے چیئر مین تھے جب کہ ڈاکٹر صدیق شبلی شعبہ اردو کے چیئر مین تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی سے زیادہ فاضل تھے۔ سینارٹی کے لحاظ سے انھیں بطور پروفیسر ترقی ملنی چاہیے تھی مگر ڈاکٹر صدیق شبلی اثر ورسوخ استعمال کر کے پروفیسر بن گئے۔ اس مسئلے پر ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر صدیق شبلی کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور باہمی بول چال بند ہوگئی۔ میں نے دونوں میں اچھی باتیں شیئر کر کے ان کی کشیدگی کم کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض بسیار نویس تھے۔ وہ اپنا لکھا ہوا شاید دوبارہ نہیں پڑھتے تھے۔ نئی دلچسپی کا سامان نظر آنے پر وہ پچھلا کام ادھورا چھوڑ کر نیا کام شروع کر دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کام کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ خاص ذوقِ عمل رکھتے تھے۔ وہ شدید بیماری کی حالت میں بھی مصروفِ عمل رہے۔ جن دنوں وہ راولپنڈی کے سول ہسپتال (بے نظیر بھٹو ہسپتال) میں داخل تھے تو میں ان کی تیمارداری کے لیے گیا۔ وہ کمرے میں اپنے بستر پر نیم دراز تھے۔ ان کے دائیں بائیں پرچے بکھرے ہوئے تھے اور وہ مارکنگ کر رہے تھے۔ انھوں نے نہایت گرم جوشی سے میرا استقبال کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض اردو وفارسی زبان وادب اور اقبال شناسی پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ ان کی قوتِ حافظہ بھی بہت تیز تھی۔ انھوں نے ایم فل اقبالیات کی سٹڈی گائیڈز مجھے زبانی لکھوائیں تھیں۔ وہ بغیر کسی کتاب سے استفادہ کیے لکھواتے جا رہے تھے اور میں لکھتا جا رہا تھا۔

انھوں نے 'اقبالیات' کو ملکی و بین الاقوامی سطح پر ایک شاندار ضابطہ تعلیم کے طور پر متعارف کرایا۔ دنیا کی کسی بھی یونیورسٹی میں آج تک کمیت و کیفیت کے لحاظ سے ایم فل و پی ایچ ڈی کی سطح پر اتنا اعلیٰ، وسیع اور عمیق کام نہیں ہوسکا۔ انھوں نے اقبالیات اور فارسی و اردو زبان وادب کی تعلیم و ترویج اور تسہیل و تفہیم کے لیے نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

ڈاکٹر محمد اکرم اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبالیات

(انٹرویو، محررہ ۴ اپریل ۲۰۱۷ء بروز بدھ وار)

ڈاکٹر محمد اکرم نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے ریسرچ سنٹر میں ۱۹۸۴ء میں ملازمت اختیار کی۔ وہ اور ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہی بس میں یونیورسٹی آتے جاتے تھے۔ انھوں نے ۱۹۹۴ء میں شعبہ اقبالیات میں بطور ریسرچ اسسٹنٹ تعینات ہونے کے لیے درخواست دی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے وہ درخواست سفارش کے ساتھ وائس چانسلر کو بھیج دی جو منظور کر لی گئی اور ۱۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کو شعبہ اقبالیات میں ان کا گریڈ ۹ میں بطور لیکچرر تقرر ہوا۔ ۲۰۱۷ء کے آغاز میں ترقی پا کر اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہو گئے اور گریڈ ۱۹ میں ترقی مل گئی۔ انھوں نے ایم فل اقبالیات اور پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورسز بھی شعبہ اقبالیات سے ہی مکمل کیے تھے۔ انھوں نے ۱۹۸۹ء میں ایم فل اقبالیات میں داخلہ لیا۔ کورس ورک اور ریسرچ ورک کی تکمیل پر انھیں جنوری ۱۹۹۴ء کو ایم فل کی ڈگری مل گئی۔ ایم فل کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متون اقبال کی روشنی میں)'' تھا اور ان کے نگران ڈاکٹر محمد ریاض تھے۔ شعبہ اقبالیات میں ۱۹۹۸ء میں پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں، انھوں نے پی ایچ ڈی اقبالیات میں داخلہ لے لیا۔ پی ایچ ڈی اقبالیات کے تحقیقی مقالے کا عنوان ''کلام اقبال میں تاریخی شخصیات اور ان کے ساتھ اقبال کے ذہنی روابط کا جائزہ'' تھا اور ان کے نگران ڈاکٹر محمد صدیق شبلی تھے۔ پی ایچ ڈی کورس ورک اور ریسرچ ورک کی تکمیل پر انھیں ۲۰۰۵ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔

ڈاکٹر محمد اکرم، ڈاکٹر محمد ریاض کے ساتھ اپنی دیرینہ رفاقت کے حوالے سے ان کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات کے بارے میں کہتے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض بہت با اخلاق، محبت کرنے والے، نہایت اعلیٰ علمی وادبی ذوق رکھنے والے اقبال شناس تھے۔ وہ نہایت ذہین تھے۔ ان کا ذہن کمپیوٹر کی طرح کام کرتا تھا۔ ہمیشہ فی البدیہ تقریر کرتے تھے۔ اب تک اقبالیات میں معیار (Quality) اور کمیت (Quantity) کے لحاظ سے سب سے زیادہ ان کا کام ہے۔ وہ علامہ اقبال سے شدید عشق رکھتے تھے۔ وہ ان کے خلاف ذرا سی بات سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی کبھی علامہ اقبال کے خلاف بات کرتا تو بھرپور

مزاحمت کرتے تھے۔ بہت ناراض ہوتے اور فریقِ مخالف سے کہتے تھے کہ تمھیں علامہ اقبال کے خلاف بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ اخیر عمر میں طویل بیماری کی وجہ سے گو ان کا جسم لاغر ہو گیا مگر بیماری کا ذہن پر ذرا بھر بھی اثر نہیں ہوا۔ وہ نہایت ذہین اور محنتی تھے۔ کمپیوٹر کی طرح ان کی یادداشت بہت تیز تھی۔ میں انھیں اپنا ایم فل کا مقالہ دکھانے کے لیے لے گیا۔ انھوں نے اس مقالے میں درج کیمیادانوں سے متعلق سنین عیسوی کو زبانی طور پر، سنین ہجری میں تبدیل کر دیا۔ بعد میں، میں نے چیک کیا تو تمام تبدیلیاں بالکل درست تھیں۔ وہ فارسی و اردو اشعار بھی زبانی لکھتے اور پڑھتے تھے۔ انھیں پانچ زبانوں اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور پنجابی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ سید علی ہمدانی کے حالات و آثار پران کا پی ایچ ڈی کا مقالہ، ان کی کتاب ''اقبال اور فارسی شعرا''، ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب Gabriel's Wing کا اردو ترجمہ ''شہپرِ جبریل''، ''شذرات فکرِ اقبال'' کا فارسی ترجمہ ''یادداشت ہائے پراگندہ'' ان کی نمایاں علمی و ادبی خدمات میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے مختلف اقبالیاتی وغیرہ اقبالیاتی موضوعات پر قریباً ۵۰۰ کے قریب مقالات و مضامین لکھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے تن تنہا ایم فل اقبالیات کا ''مطالعاتی رہنما'' ترتیب دیا۔ وہ ابھی تک اسی صورت میں متداول ہے۔ ان کی وجہ سے ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز ہوا۔ پاکستان میں سب سے پہلے ایم فل کورس کا آغاز شعبہ اقبالیات سے ہوا تھا۔ ہائیر ایجوکیشن کمیشن (HEC) نے اس مثال کے پیشِ نظر دیگر یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی کے لیے ایم فل لازم قرار دیا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ اعزاز بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو جاتا ہے۔ پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورس کا آغاز بھی ان کے کام کی وجہ سے ہوا۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان و دنیا بھر میں ایم فل و پی ایچ ڈی اقبالیات کے کورسز کا اجرا اور ان کورسز کی پہلی ڈگری کے اجراء کا کریڈٹ بھی ڈاکٹر محمد ریاض کو حاصل ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ ذوقِ عمل رکھتے تھے۔ انھوں نے بیماری کی حالت میں بھی تصنیف و تالیف کا کام نہیں چھوڑا۔ ان کی بیماری میں لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جب آئیں گے تو کوئی نہ کوئی مطبوعہ کتاب ساتھ ہوگی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نہایت خوش خوراک تھے۔ بیماری کی حالت میں ڈاکٹروں نے ٹھوس غذا سے منع کیا تو اپنے اعزہ و اقربا کی نگرانی کی وجہ سے یونیورسٹی کے ملازم لیاقت سے درپردہ تکے منگوا کر کھا لیتے تھے۔ لیاقت ان کے بہت بھروسے کا آدمی تھا۔ بیماری کی حالت میں ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ جب بھوک لگے تو تھوڑا تھوڑا کھاتے رہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض تانگے پر سوار جا رہے تھے۔

راستے میں کھانے کے لیے کچھ درجن کیلے خریدے۔ ملازم تانگے کی پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔ وہ ایک ایک کر کے انھیں کھانے کے لیے کیلے دینے لگا۔ ساتھ ہی وہ خود بھی کھاتا رہا۔ جب تمام کیلے ختم ہو گئے تو ڈاکٹر محمد ریاض، لیاقت سے کہنے لگے، ''لیاقت، درجن دساں دی ہو گئی اے''۔

ڈاکٹر محمد ریاض زبردست حسِ مزاح کے مالک تھے۔ خوش رہتے تھے اور خوش رکھتے تھے۔ کسی نے پوچھا ڈاکٹر صاحب ''پروموشن'' اور ''مووا وور'' میں کیا فرق ہے؟ ڈاکٹر محمد ریاض کہنے لگے یہ فرق ایسے ہی ہے جیسے کوئی ٹرک کے پیچھے لٹک جائے جبکہ ٹرک پر بہت سے آدمی سوار ہوں۔ کسی نے پوچھا، ڈاکٹر صاحب پی ایچ ڈی اور ایم فل تعلیم یافتہ افراد میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ڈاکٹر محمد ریاض نے جواب دیا، ان میں وہی فرق ہے جو ڈاکٹر اور کمپوڈر میں ہوتا ہے۔

موجودہ وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور میں ایک ہی بس میں سفر کرتے تھے۔

اس وقت ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اسسٹنٹ پروفیسر تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نہایت قناعت پسند تھے۔ انھوں نے آخری دم تک بس پر ہی سفر کیا۔ اسلام آباد میں CDL کی طرف سے F-10 میں ڈاکٹر محمد ریاض کا دو کنال کا پلاٹ نکلا جو انھوں نے یہ کہ کر جلد ہی فروخت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ دیا، وہ کافی ہے۔ اب اس کی قیمت بیس بائیس کروڑ روپے ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض سیلف میڈ انسان تھے۔ انھوں نے نیوی کے معمولی سے جاب سے ترقی کی اور ترقی کرتے ہی چلے گئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے ماتحت افراد کے ساتھ بھی بہت اچھے طریقے سے پیش آتے تھے۔ ان سے دوستانہ برتاؤ رکھتے تھے۔ عام طور پر ناراض نہیں ہوتے تھے۔ تاہم، فکرِ اقبال کی غلط تفہیم و تعبیر پر ناراض ہو جاتے تھے۔

پروفیسر ڈاکٹر سید اکرم اکرام شاہ، صدر شعبہ اقبالیات، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور

(انٹرویو، ۲۶ ستمبر ۲۰۱۷ء بوقت ۱۲:۱۳ بجے دوپہر)

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد اکرم اکرام شاہ نے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۳ء کے دورانیے میں یونیورسٹی آف تہران سے ''اقبال درراہِ مولوی'' کے عنوان پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی فارسی کی ڈگری حاصل کی۔ان کے تحقیقی مقالے کے افادیت کو ہر سطح پر تسلیم کیا گیا اور سراہا گیا۔انھوں نے مدام العمر یونیورسٹی آف پنجاب میں بطور چیئر مین شعبہ فارسی، ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لینگویجز، چیئر مین شعبہ اقبالیات خدمات سرانجام دیں اور بعد از ریٹائرمنٹ بھی بطور پروفیسر شعبہ اقبالیات میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان کی رہنمائی اور سرپرستی میں علامہ محمد اقبال کے فلسفے اور افکار پر لکھے گئے ۳۷۲ تحقیقی مقالات پر مشتمل تین جلدی انسائیکلو پیڈیا'' دائرہ معارفِ اقبال'' تیار کیا گیا ہے۔اس کی تیاری میں قریباً ۱۲ سال لگے اور یہ دسمبر ۲۰۱۴ء کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔اسی طرح ان کی مساعی کے نتیجے میں ''آثار العلماء'' اور ''آثار الاولیاء'' کے موضوعات پر ایک ضخیم اشاریہ مرتب کیا گیا ہے جس کی تیاری میں ۲۰۹۶ مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔اس اشاریے کی مدد سے اس میں مذکور علما و صوفیہ کے حوالے سے بآسانی مختلف مآخذ تک رسائی حاصل کر کے تحقیقی کام مکمل کیا جا سکتا ہے۔یہ اشاریہ ''ہجویری چیئر''، پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔

ڈاکٹر پروفیسر اکرم شاہ اکثر اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ڈاکٹر محمد ریاض کے ہمراہ ادبی محافل میں شامل ہوتے رہتے تھے۔اردو و فارسی اور اقبالیات سے متعلق یکساں نوعیت کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور مشترکہ دلچسپی کے میدانوں کی وجہ سے ان کا کسی نہ کسی صورت میں باہمی رابطہ رہتا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں انٹرویو کے دوران ڈاکٹر پروفیسر اکرم شاہ نے نہایت محبت اور احترام سے ڈاکٹر محمد ریاض کا ذکر کیا اور ان کی اعلیٰ خدمات کا ذکر فرماتے ہوئے کہا:

''ڈاکٹر محمد ریاض، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، بہت بڑے اقبال شناس تھے اور انھوں نے

حضرت علامہ اقبال کے فکر و نظر کے مختلف پہلوؤں پر بہت لکھا۔ ان میں یہ کمال ہے کہ انھوں نے علامہ اقبال کی تصانیف کا بار بار بغور مطالعہ کیا اور ان پر لکھا۔ وہ بحکمِ الٰہی جلد دنیا سے چلے گئے، اس کے باوجود وہ بہت کچھ چھوڑ گئے۔ ان کے خیالات اور عقائد بہت مثبت اور مفید تھے۔ انھوں نے اقبال کے فلسفے اور افکار کی خوب شرح کی اور ان کا درست تجزیہ کیا۔ انھوں نے اقبال کو خوب پڑھا، خوب تجزیہ کیا اور دوسرے لوگوں تک خوب ابلاغ کیا۔ وہ بہت بلند پایا اقبال شناس تھے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم سے بہت آگے ہوتے۔ میں ان کی اعلیٰ علمی و ادبی خدمات اور ان کے اعلیٰ کردار کی بناپر ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔''

طارق جاوید قریشی، پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۵ جنوری ۲۰۱۷ء بوقت ۱۲ بجے دوپہر)

جناب طارق جاوید قریشی کو ڈاکٹر محمد ریاض کے پرسنل اسسٹنٹ (PA) کے طور پر ان کے ساتھ ۴ سال (۱۹۹۰ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) تک رفاقت کا موقع ملا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی وفات کے بعد وہ ۱۹۹۶ء، تک شعبہ اقبالیات میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آج کل وہ سوشل سائنسز کے ڈین آفس میں بطور پی اے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور آثار کے بارے میں طارق جاوید قریشی کہتے ہیں:

ڈاکٹر محمد ریاض دل، دماغ اور ارادے کے مضبوط انسان تھے۔ آخری عمر میں وہ بیماری کی وجہ سے جسمانی طور پر نہایت کمزور ہو گئے تھے مگر انھوں نے اپنی علمی و ادبی مصروفیات میں کمی نہیں آنے دی۔ ان کی یادداشت بہت تیز تھی۔ تمام مصروفیات اپنی یادداشت کے سہارے سرانجام دیتے تھے۔ وہ لین دین کے معاملات میں بہت محتاط تھے۔ چیک کی وصولی کے بعد رسید پر دستخط کرتے تھے۔ بہت پیار کرنے والے انسان تھے۔ سب سے بے تکلف ہو جاتے تھے۔ دھیمے لہجے میں مدلل گفتگو کرتے تھے اور اپنے موثر دلائل سے مخالف کو قائل ہونے پر مجبور کر دیتے تھے۔ دوسروں کے لیے آسانیاں بانٹنا ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ اردو، فارسی، انگریزی اور اقبالیات پر بہت عبور رکھتے تھے۔ تینوں زبانوں (اردو، فارسی اور انگریزی) میں ترجمہ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ وہ نہایت خوش خوراک، خوش لباس اور خوش مزاج تھے۔ ۱۹۸۰ء میں جب یونیورسٹی آئے تو صحت آئیڈیل تھی۔ بیماری کے ایام میں بھی ان کی خوش خوراکی قائم رہی۔ انھیں پھل اور خصوصاً سیب بہت پسند تھے۔ اکثر دفتر میں سیب ساتھ لاتے تھے۔ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ وہ راجپوت (ستی) تھے۔ وہ گھر میں بھی دوستانہ ماحول رکھتے تھے۔ وہ لین دین کے کھرے تھے۔ وہ حساب کتاب بے باق رکھتے تھے۔ جب وہ بسترِ مرگ پر تھے تو ان کی وفات سے چند دن پہلے ان کے گھر جانا ہوا۔ ان کے سرہانے ایک طرف قرآن حکیم کا نسخہ اور دوسری طرف پنجاب یونیورسٹی کے پی ایچ ڈی کے سٹوڈنٹ کا مقالہ پڑا تھا۔ میں نے آرام کا کہا تو کہنے لگے، یار قلم سے مرتے دم تک رشتہ نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ بہت نفیس طبیعت کے مالک اور صفائی پسند

تھے۔ دفتر میں انھوں نے ذاتی استعمال کے لیے الگ سے برتن رکھے ہوئے تھے۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ وہ طلبہ کو دفتر اور گھر پر کافی وقت دیتے اور ان کی رہنمائی کر کے خوش ہوتے تھے۔ بیماری کے باوجود وہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف رہتے تھے اور سفر بھی کر لیتے تھے۔ ان کا آخری سفر لاہور کا تھا۔ انھوں نے ۳۱ مئی ۱۹۹۴ء کو لاہور میں ایک ادبی کانفرنس میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وہاں سے طبیعت زیادہ خراب ہوئی جو بعد میں سنبھل نہ سکی اور بالآخر وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے عزیزوں نے ان کی تمام کتابیں شعبہ اقبالیات کو عطیہ کر دی تھیں۔ ان کے گھر سے کتابیں لینے کے لیے ڈاکٹر محمد اکرم اور میں خود گیا تھا۔ وہ نہایت عظیم علمی و ادبی شخصیت تھے۔ ان کی عظیم خدمات کبھی بھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔

سید مرتضیٰ موسوی سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال''

(انٹرویو، بتاریخ ۱۰ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بوقت صبح 10:30)

۱۹۶۴ء سے ۱۹۹۴ء تک، تہران، کراچی، اسلام آباد میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ساتھ گہری رفاقت رہی۔ میں ''ہلال'' اور ''پاکستان مصور'' کا ایڈیٹر تھا۔ وہ ان مجلّات کے باقاعدہ رائٹر تھے۔ وہ پاکستان شناسی کے موضوع پر شائع ہونے والے مضامین کا ترجمہ بھی کرتے تھے۔ ۷۰ اور ۸۰ کے عشروں میں انگریزی میں لکھنے کا رواج تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اقتصادی و سماجی موضوعات پر 'پاکستان مصور' میں لکھتے رہے اور تراجم بھی کرتے رہے۔ وہ تکنیکی موضوعات کا بھی ترجمہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہفتے کے دیے گئے دورانیے کا کام چار/پانچ دن میں کر لیتے تھے۔ وہ ہمہ دان اور اقبال شناس تھے۔ یونیورسٹی لیول پر فارسی پڑھانے والے فارسی دان حضرات HEC/UGC کے تقاضے پورے کرنے کے لیے، صرف ترقی کے لیے مقررہ حد تک لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ریاض فارسی کے رسائل میں باقاعدگی سے تحقیقی مقالے لکھتے تھے۔ وہ ان کے تراجم بھی چھپواتے تھے۔ ریٹائرمنٹ سے قریباً ساڑھے تین ماہ قبل وفات پا گئے۔ اگر مزید حیات پاتے تو ان کی قابلیت اور کارکردگی کے مطابق انھیں Extension ضرور ملتی۔ حیاتِ ریاض کے آخری سالوں میں کبھی کبھار تقریبات میں ملاقات ہوتی رہی۔ ایک سکالر کو میں نے ترجمہ کرنے کے لیے مضمون دیا۔ اس نے مہینے بھر بعد ترجمے سے معذرت کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اصل مضمون واپس کر دیا کہ ہم اس میدان کے مرد نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا چند ہی دنوں میں ترجمہ کر دیا۔ پاکستان نیشنل سنٹر کا 28 شہروں میں نیٹ ورک ہے۔ میں قریباً ساڑھے آٹھ سال نیشنل سنٹر کا ڈائریکٹر رہا ہوں۔

ڈاکٹر محمد ریاض ہمہ دان، ہمدان شناس اور اقبال شناس تھے۔ ریاضت، پرکاری اور علم کی بے لوث خدمت کا جذبہ ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ میں نے ہمیشہ غائبانہ اور حاضرانہ ان کی تعریف کی ہے۔ اگرچہ وہ سن میں مجھ سے پانچ سال بڑے تھے۔ مگر بہت احترام کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے، خود مجھے اپنے مضامین/مقالات کی اصل تعداد یاد نہیں۔ جہاں تک یاد ہے چار سو سے پانچ سو تک مضامین/مقالات لکھ چکا ہوں۔ وہ مجھ سے سنجیدہ ماحول میں ہی ملتے تھے۔ سننے میں آیا ہے کہ وہ بذلہ سنج تھے۔ وہ اسی کے آخر میں، نوے کے عشرے کے شروع میں بہت لیحم شحیم تھے۔ عام طور پر انسان

پیرانہ سال میں کمزور اور نحیف ہو جاتا ہے۔ وہ فرائضِ منصبی کے علاوہ دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں میں بہت زیادہ مشغولیت اور محنت کے باوجود دیم و شحیم رہے۔ مجھے توقع تھی کہ انھیں پیرانہ سالی کا شکار ہوتے بہت عرصہ لگے گا۔ مگر آخری تین سالوں میں ان کی صحت تیزی سے گری۔ وہ ''دانش'' میں ۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۴ء لکھتے رہے۔ ''دانش'' ۱۹۸۵ء میں طبع ہونا شروع ہُوا۔ ان کا پہلا مضمون دوسرے شمارے میں شائع ہُوا۔ وہ سال میں ایک دو شماروں میں ضرور لکھتے تھے۔ ڈاکٹر ریاض پاکستان کے فارسی زبان کے عظیم استاد اور دانشور تھے۔ انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے موضوع ''میر سید علی ہمدانی کی شخصیت اور آثار'' پر مدام العمر کام کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر پر بیسیوں مقالے فارسی، اردو اور انگریزی میں شائع کیے۔ ان کے مقالوں کی تعداد چار سو کے قریب ہے۔ ان کی کتابوں اور کتابچوں کی تعداد، میرے علم کے مطابق پچیس تیس سے زیادہ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انھیں فارسی اور اردو میں یکساں مہارت حاصل تھی۔ وہ اپنے ہی مضامین انگریزی میں ترجمہ کر کے بھی چھپواتے تھے۔

نوٹ:۔ سید مرتضیٰ موسوی اس انٹرویو کے قریباً دو سال چھے ماہ بعد ۸ ستمبر ۲۰۱۸ء مطابق ۲۸ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ وفات پا گئے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار
کے بارے میں
ریسرچ سکالرز کے تاثرات

ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان

(انٹرویو، ۳۱ جولائی ۲۰۱۷ء بروز سوموار)

مشہور نقاد، محقق، ادیب اور شاعر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان نے ۱۹۹۰ء میں **''اقبال اور دوقومی نظریہ، متونِ اقبال کی روشنی میں''** کے عنوان پر ایم فل اقبالیات کا ریسرچ ورک مکمل کر کے ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اس وقت ڈاکٹر محمد ریاض صدر شعبہ اقبالیات تھے۔ وہ ایم فل میں ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر کے نگرانِ تحقیق بھی تھے۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر نے شعبہ اقبالیات سے ہی ۲۰۰۰ء میں **''جاوید نامہ: مقدمہ، حواشی اور تعلیقات''** کے موضوع پر ریسرچ ورک مکمل کر کے پی ایچ ڈی اقبالیات کی ڈگری حاصل کی۔ وہ اس شعبے سے ایم فل کرنے والے دوسرے اور پی ایچ ڈی کرنے والے پہلے سکالر تھے۔ ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان آج کل (۲۰۱۷ء) میں بطور پروفیسر شعبہ اردو اور بطور چیئر مین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں نے انھوں نے ان الفاظ میں اظہارِ خیال کیا:

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت عاجز اور منکسر المزاج سکالر، محقق اور نقاد تھے۔ وہ انسان دوست تھے۔ ہر آدمی سے محبت کرتے تھے۔ شاگردوں پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ وہ نہایت خوش طبع تھے۔ ہر کوئی ان سے مل کر راحت، سکون، فرحت اور محبت محسوس کرتا تھا۔ انھوں نے فکرِ اقبال کی صحیح ترجمانی کی۔ اس ضمن میں افراط وتفریط سے کام نہیں لیا۔ وہ اقبالیات، نظامِ تصوف اور نظامِ فتوت کے مضامین پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر سند

تھے۔ جتنا بھی کوئی کسی کو عالم فاضل کہہ سکتا ہے وہ تھے۔ برصغیر پاک و ہند میں وہ سب زیادہ لکھنے والے تھے۔ اس کے باوجود وہ ہر وقت کھوج میں رہتے تھے۔ مجھے ان کی نگرانی میں ایم فل اقبالیات کی سطح پر تحقیقی کام کرنے کا موقع ملا۔ ان دنوں میں گورنمنٹ ڈگری کالج بالاکوٹ (ہزارہ) میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر کام کر رہا تھا۔ مقالے کا جب ایک باب مکمل ہوجاتا تو میں انھیں بھیج دیتا تھا۔ وہ اس کا مطالعہ کر کے درست ہونے کی تصدیق کر دیتے تھے۔ اس طرح تمام مقالہ ان کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ وہ اپنے طلبہ کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے تھے اور ہر ممکن تعاون کرتے تھے۔ ان سے ملاقات کے لیے کوئی انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔ وہ اہلِ علم کے قدردان تھے۔ اپنے طلبہ کی کسی اہم علمی بات یا نمایاں کارکردگی پر ان کی بہت تعریف بھی کرتے اور ہر ایک سے اس بات کا ذکر کرتے تھے۔ مجھے انھوں نے ایک مشق میں ۹۲% نمبر دیے۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا تو کہنے لگے، آپ کی کارکردگی اچھی تھی۔ آپ کا حق بنتا تھا کہ آپ کو اتنے نمبر دیے جائیں۔ ایک بار ملاقات پر انھوں نے مجھے علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نو دریافت فارسی غزل سنائی۔ اس میں 'آسمان بے سند' کی ترکیب سنتے ہی عرض کی یہ غزل شاید 'دیوان شمس تبریز' میں میری نظر سے گزری ہے۔ انھوں نے فوراً 'دیوانِ شمس تبریز' منگوایا، دیکھا تو اس میں یہ غزل موجود تھی۔ استاد محترم بہت خوش ہوئے۔ شاگرد کے ذوقِ مطالعہ کی ایسی داد دی کہ شاید و باید۔ 'تصوف اور اقبال' سے متعلق ایک سوال کے جواب میں استاد گرامی نے تفویض پر لکھا '' آپ اس موضوع پر خوب وارد ہوئے ہیں۔'' یہ تھی ان کی فراخدلی۔ اقبال کی ابتدائی شاعری کے حوالے سے میں نے نشاندہی کی کہ علامہ اقبال کے دوقومی نظریہ کے ابتدائی خط و خال ان کے ابتدائی دور کے کلام میں نظر آتے ہیں۔ میرے مشفق مربی نے میرے نقطۂ نظر سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا۔ '' آپ اقبال کی ابتدائی شاعری کو جس طرح سمجھے ہیں میں اس طرح نہیں سمجھ سکا تھا۔ آپ کی تحقیق کی رو سے اقبال کی شاعری کا نئے انداز سے جائزہ لینے کا موقع ملا ہے۔'' پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض سچے محبّ وطن اور نہایت اعلیٰ درجے کے عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ تا ابد الآباد ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر مسرت پروین نیلم

(انٹرویو،۱۵/اگست ۲۰۱۷ء،9:20رات)

مسرت پروین نیلم نے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں **''اردو شعراء اور اقبال''** کے عنوان پر ایم فل اقبالیات کا مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انھوں نے ۲۰۰۶ میں **''ملوکیت اقبال کی نظر میں''** کے عنوان پر ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی اقبالیات کا مقالہ لکھا تھا جس پر انھیں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی تھی۔ وہ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین ،جی ۔۱۰۔فور ،اسلام آباد سے ۲۰۱۴ء میں بطور پرنسپل ریٹائر ہوئیں ۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کے بارے میں انھوں نے درج ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نہایت نرم طبیعت کے مالک ،مرنجاں مرنج انسان تھے۔ وہ اپنے طلبہ سے بھرپور تعاون کی کوشش کرتے تھے۔ وہ محنتی اور قابل طلبہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ علم دوست انسان تھے۔ ان کی تمام دلچسپیوں کا محور و مرکز طلبہ، تعلیم ،تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل تھے۔ مجھے ان کے گھر جانے اور ان کے اہلِ خانہ سے ملنے کا موقع بھی ملا تھا۔ ان کا رہن سہن بہت سادہ تھا۔ انھوں نے روپیہ پیسہ بنانے کی کوشش نہیں کی۔ میرے تحقیقی کام کے دورانیے میں وہ شدید علیل تھے۔ اس کے باوجود جب بھی مجھے ضرورت پڑی انھوں نے مدد و رہنمائی مہیا کی۔ میرے زبانی امتحان کے وقت وہ اس دنیا میں موجود نہیں تھے۔ اس وقت مجھے ان کی بہت کمی محسوس ہوئی۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال، صدر شعبہ اردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج فار بوائز، راولپنڈی

(انٹرویو، ۵ جنوری ۲۰۱۷ء بوقت ۸ بجے رات)

معروف اقبال شناس، استادِ محترم ڈاکٹر محمد قمر اقبال نے ۱۹۹۷ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ اقبالیات سے ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی نگرانی میں ''**بانگِ درا حصہ سوم (نظم ارتقاء کے بعد)**'' کے عنوان پر ایم فل کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھ کر، ایم فل کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انھوں نے ۲۰۰۸ء میں شعبۂ اقبالیات سے ہی ڈاکٹر راشد متین کی نگرانی میں ''**اقبال کا تصورِ حقیقتِ مطلق**'' کے عنوان پر پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی مقالہ لکھ کر، پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ نہایت اعلیٰ تحقیقات پر مبنی اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ یہ مقالہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر قمر اقبال آج کل فوجی فاؤنڈیشن کالج فار بوائز نیو لالہ زار، راولپنڈی میں صدرِ شعبہ اردو کے طور پر علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ علامہ محمد اقبال کے مردِ مومن کی اعلیٰ صفات سے متصف، پیکرِ محبت وشفقت، علم دوست اور کرم فرما، مخلص استاد ہیں جو نہایت محبت ولگن اور صدق و خلوص سے اپنے شاگردوں کو نعمتِ علم اور تربیتِ خاص سے نواز رہے ہیں۔ ان سے راقم الحروف کو ایم فل/پی ایچ ڈی اقبالیات کی تعلیم کے دوران استفادے کا موقع ملا تھا۔ ایم فل/پی ایچ ڈی کورس ورک اور ریسرچ ورک کے دوران انھوں نے بھرپور انداز سے رہنمائی مہیا کی۔

ڈاکٹر محمد قمر اقبال کو ایم فل کی سطح پر کورس ورک کے دوران جناب ڈاکٹر محمد ریاض سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس ضمن میں ان سے کیا گیا انٹرویو نذرِ قارئین ہے۔ ڈاکٹر محمد قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض سے اپنے علمی رابطے اور تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ایم فل اقبالیات کے کورس ورک کے دوران مجھے جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض سے دو کورسز ''اصولِ تحقیق'' اور ''اقبال کے افکار ونظریات'' پڑھنے کا موقع نصیب ہوا۔ ہر کورس میں چار اسائنمنٹس حل کرنا ہوتی تھیں اور ایک ورکشاپ ہوتی تھی۔ ورکشاپس میں، اسائنمنٹس لینے دینے

کے دوران ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض ہر کسی سے ملاقات کر لیتے تھے۔ بات توجہ سے سنتے تھے۔اس وقت کافی ضعیف ہو چکے تھے۔ان کی نظر اور قوتِ سماعت کمزور ہو چکی تھیں۔ وہ موٹے شیشے والی عینک لگاتے تھے۔ بات بھی ذرا غور سے سنتے تھے۔ ان سے بات کرتے وقت زیادہ زور سے بولنا پڑتا تھا۔ اسائنمنٹ بغور پڑھتے تھے۔ ضروری امور میں رہنمائی بھی فراہم کرتے تھے۔علمی وادبی معیار کا بہت خیال رکھتے تھے۔ان کے پاس ایک اسائنمنٹ بھیجی۔ انھوں نے درمیانے سے نمبر دیے۔ ایک اسائنمنٹ کے جواب پر جملہ لکھ دیا، ''حل کافی ہے مگر تشنہ'' جو، اب تک میرے حافظے پر ثبت ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اقبالیات کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھیں اردو و فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ خشک مزاج نہیں تھے بلکہ شگفتہ مزاج تھے۔ بات کرتے وقت حفظِ مراتب کا خیال رکھتے تھے۔''

منیر احمد یزدانی، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، میر پور آزاد کشمیر

(انٹرویو، ۱۷/۱۱ اگست ۲۰۱۷ء، 6:19 شام)

منیر احمد یزدانی نے ۱۹۹۴ء میں ''**ضرب کلیم آخری تین حصے: حواشی وتعلیقات**'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض کی نگرانی میں تحقیقی مقالہ لکھ کر ایم فل اقبالیات کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے ۲۰۱۰ء میں شعبہ اقبالیات سے ہی پی ایچ ڈی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے رجسٹریشن کرائی مگر ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے تعلیم مکمل نہ کر پائے۔ انھوں نے دورانِ انٹرویو پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے بارے میں درج ذیل تاثرات کا اظہار کیا:

''پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ایم فل اقبالیات کے تحقیقی کام میں میرے نگران تھے۔ وہ بہت بڑے سکالر تھے۔ انھیں فارسی زبان پر عبور حاصل تھا۔ گائیڈ بہت اچھا کرتے تھے۔ ہر کوئی ان سے بلا روک ٹوک ملاقات کر سکتا تھا۔ تحقیق کے دوران جب بھی ضرورت محسوس ہوتی تو میں ان سے فون پر رابطہ کرتا۔ وہ پہلی فرصت میں ملاقات کر لیتے اور گائیڈ کر دیتے تھے۔ وہ گھر پر بھی مل لیتے تھے۔ ان سے آخری ملاقات ان کی وفات سے 8/10 روز قبل ہوئی۔ وہ ان دنوں شدید علیل تھے۔ میں ان کے گھر پر حاضرِ خدمت ہوا اور تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ وہ مقالہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے بطورِ نگران تحقیقی مقالے کی تکمیل کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کر دیے اور مجھے کہا کہ مقالہ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے پاس جمع کرا دیں۔ وہ اپنے طلبہ کی سہولت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ انھیں انتظار نہیں کراتے تھے بلکہ جب ضرورت ہوتی، انھیں وقت دیتے، رہنمائی مہیا کرتے اور تحقیقی کام پر اپنی رائے دیتے تھے۔ ان کا رائے دینے کا انداز بہت اچھا تھا۔ وہ مختصر سا جملہ کہتے یا لکھ دیتے تھے جس میں ساری بات آ جاتی تھی۔ وہ ہمیں بھی تحریر میں اختصار اور جامعیت اختیار کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے، ''آپ کے مختصر جملوں میں زیادہ معانی ہونے چاہییں۔'' میرا ایم فل اقبالیات کے دوسرے Batch سے تعلق تھا۔ ورکشاپ میں ہمیں پروفیسر ڈاکٹر صدیق شبلی، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے لیکچرز دیے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد

ریاض نے ہمیں اصولِ تحقیق کے موضوع پر لیکچرز دیے تھے۔ان کا لیکچر دینے کا انداز بھی بہت اچھا تھا۔ایم فل اقبالیات کے کورس ورک کے دوران اسائنمنٹ کے ایک سوال کے جواب میں ضربِ کلیم کی تمام اشاعتوں پر موازنہ پیش کرنے کے سلسلے میں، میں نے ضربِ کلیم کی تمام اشاعتیں مہیا کیں اور ان پر تقابلی جائزہ پیش کیا۔ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے مجھے ''ضربِ کلیم'' پر تحقیقی مقالہ لکھنے کی تجویز دی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔انھوں نے ''جاوید نامہ'' پر اپنے تحقیقی کام کا ذکر کیا اور ''ضربِ کلیم'' کی فکری و فنی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس پر تحقیقی کام کے سلسلے میں ممکنہ درپیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا۔ایک اور سکالر طفیل محمد گوہر بھی ضربِ کلیم پر کام کرنا چاہتے تھے۔انھیں ''ضربِ کلیم ابتدائی تین حصے: حواشی و تعلیقات'' کے موضوع پر کام کرنے کو کہا گیا۔پروفیسر رفیع الدین ہاشمی ان کے نگرانِ مقالہ مقرر ہوئے۔مجھے ''ضربِ کلیم آخری تین حصے: حواشی و تعلیقات'' کے موضوع پر تحقیقی کام کرنے کو کہا گیا اور پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نگرانِ مقالہ مقرر ہوئے۔دورانِ تحقیق ان کا رویہ مربیانہ، مشفقانہ اور حوصلہ افزا رہا۔جہاں کہیں کوئی مشکل اور دشواری پیش آئی وہ رہنمائی کرتے رہے۔تحقیق کے دوران علامہ اقبال کی بیاض اور مطبوعہ کلام کے موازنے سے چار پانچ ایسی نظمیں دریافت ہوئیں جو طبع نہیں ہوئی تھیں اور علامہ اقبال نے اپنی بیاض میں انھیں ترک بھی نہیں کیا تھا۔دیگر متروک کلام کے برعکس ان پر ایسا کوئی نشان نہیں تھا جس سے پتہ چلتا کہ علامہ اقبال نے ان نظموں کو ناقابلِ طباعت قرار دیا ہے۔میں نے ان نظموں کا اپنے مقالے میں ''بیاض ضرب کلیم'' کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے میرے تحقیقی کام کو بہت پسند کیا اور تعریفی کلمات سے حوصلہ افزائی فرمائی۔وہ بہت بڑے سکالر، اقبال شناس، محقق اور علم دوست انسان تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔(آمین)

''ضربِ کلیم'' پر ریسرچ سکالر منیر احمد یزدانی کی تحقیق کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس تحقیق کی رو سے ''بیاض ضرب کلیم'' (غیر مطبوعہ)، ''ضرب کلیم'' (مطبوعہ) اور ''باقیاتِ کلام اقبال'' کے تقابل و موازنہ کے بعد انھوں نے درج ذیل امور کی نشاندہی کی ہے:

ا۔ ضربِ کلیم کی جو نظمیں بیاض میں شامل نہیں ہیں ان کی نشاندہی کی ہے۔ایسی نظموں کی تعداد بائیس ہے اور سرورق کا قطعہ بھی بیاض میں شامل نہیں۔

۲۔ جو نظمیں بیاض میں شامل ہیں لیکن ضربِ کلیم کے کسی بھی مجموعے میں شامل نہیں، ان کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ایسی نظموں کی تعداد پانچ ہے۔

۳۔ بیاض میں کچھ نظمیں ایسی بھی ہیں جو علامہ اقبال نے قلم زد کردی ہیں لیکن باقیاتِ کلام اقبال کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔ان نظموں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ان کی تعداد دس ہے۔(۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں ان کی اولاد کے تاثرات

حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۱۹ ستمبر ۲۰۱۶ء بروز منگل بوقت رات 9:00)

۱۹ ستمبر ۲۰۱۶ء بروز منگل ڈاکٹر محمد ریاض کے بڑے بیٹے حاجی محمد ضیاء سے' ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اس انٹرویو سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اہلِ خانہ اور ان کی شخصیت کے بارے میں کافی تسلی بخش معلومات حاصل ہوئیں۔ حاجی محمد ضیاء سے پوچھے گئے سوالات اور جوابات درج ذیل تھے:

سوال:۔ آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟ ہر ایک کی تاریخ پیدائش بتا دیں اور مختصر تعارف بھی کرا دیں۔

جواب:۔ ہم چار بھائی ہیں اور ہماری ایک بہن ہے۔ میرا نام محمد ضیاء ہے۔ میری تاریخ پیدائش ۶ جون ۱۹۵۵ء ہے۔ اس لحاظ سے اس وقت میری عمر ۶۱ سال ہے۔ مجھ سے چھوٹے بھائی کا نام ظفر احمد ہے۔ وہ مجھ سے چار (۴) سال چھوٹے ہیں۔ ظفر احمد نے نیوی میں ملازمت کی۔ کچھ عرصہ بعد نیوی کی ملازمت چھوڑ کر دوبئی چلے گئے اور وہاں پانچ چھ سال ملازمت کرتے رہے۔ اس کے بعد پاکستان آ گئے۔ گہل میں یونین کونسل کے ناظم منتخب ہوئے اور چار (۴) سال بطور ناظم خدمتِ خلق کرتے رہے۔ اس کے بعد تین سال پہلے دوبارہ دوبئی چلے گئے۔ آج کل وہاں ہی ملازمت کررہے ہیں۔ ظفر احمد سے چھوٹی ہماری بہن، نوشین افتخار ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں اور اسلام آباد کے نزدیک 'کرپا' نامی گاؤں میں رہتی ہیں۔ ظفر احمد سے چھوٹے آفتاب احمد اور آفتاب احمد سے چھوٹے تراب احمد ہیں۔ دونوں نے پولیس میں ملازمت اختیار کی۔ بعد میں آفتاب احمد نے محکمہ پولیس کی ملازمت چھوڑ دی۔ اب وہ پراپرٹی ڈیلر کے طور پر کام کررہے ہیں۔

میں نے ،ظفر احمد اور نوشین افتخار نے ایف اے کی سطح تک تعلیم حاصل کی ہے۔نوشین افتخار،ظفر احمد سے ،آفتاب احمد،نوشین افتخار سے اور تراب احمد،آفتاب احمد سے تین چار سال چھوٹا ہے۔اس وقت ہم چاروں بھائی بچوں کی تعلیم اور روزگار کے سلسلے میں راولپنڈی میں رہ رہے ہیں۔گہل میں بھی گھر ہیں وہ خالی ہیں۔ہم سردیاں راولپنڈی میں اور گرمیاں گاؤں میں گزارتے ہیں۔

سوال:۔ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ،ادبی شخصیت تھے؛آپ نے ان کی طرح بہت زیادہ تعلیم کے لیے کوشش کیوں نہیں کی؟

جواب:۔والدِ محترم بہت بارعب شخصیت تھے۔جب میں میٹرک میں تھا تو تعلیم میں عدم دلچسپی پر انھوں نے مجھے تھپڑ مارا۔تب سے میں ان سے اور دُور ہو گیا اور تعلیم میں دلچسپی نہ لی۔میرا ایک دوست ریاض،گورنمنٹ سیکنڈری سکول،لیاری،کراچی میں ان کے پاس زیرِ تعلیم تھا۔والدِ محترم نے ایک بار کسی بات پر اُسے تھپڑ مارا تو اس کے کان کا پردہ پھٹ گیا اور وہ بہرہ ہو گیا۔اس تھپڑ کا اس پر مُثبت اثر ہوا اور وہ پڑھ لکھ کر اچھی پوسٹ پر تعینات ہو گیا۔والدِ محترم کے تہران میں تدریس کے عرصے (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) میں ہم سب تہران میں ان کے ساتھ رہے۔ہماری رہائش گاہ کوچہء خسرو،تہران میں تھی،مکان نمبر 3 تھا۔اس وقت نوشین،آفتاب اور تراب بہت چھوٹے تھے۔پاکستانی نژاد ہونے کی وجہ سے وہاں ہمیں (مجھے اور ظفر کو) معقول تعلیمی ادارہ نہ مل سکا۔میں نے امریکی سفارتخانے میں ملازمت کر لی۔ظفر احمد سال بعد ایران سے واپس آ گیا تھا۔ جب پاکستان میں ضیاءالحق نے مارشل لاء لگایا تو حکومت نے بیرونِ ملک گئے ہُوئے تمام سرکاری ملازمین کو اپنے ملک واپس آ کر حاضر سروس ہونے کا حکم دیا۔اس وجہ سے والدِ محترم کو بھی پاکستان واپس آنا پڑا تھا۔والدِ محترم علم دوست انسان تھے۔وہ قابل طلبہ کو جیب سے خرچ دیتے تھے تاکہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔انھوں نے ہمیں بھی تعلیم دینے کی کوشش کی۔دورانِ تعلیم جب وہ سختی کرتے تو دادی اماں ان سے ناراض ہو جاتی تھیں۔والدِ محترم اپنی والدہ کا بہت احترام کرتے تھے۔وہ ان کے کہنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا چھوڑ دیتے تھے۔یہ سب باتیں ہماری علمی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنیں۔ بہر حال تعلیم سے عدم دلچسپی اور غیر تسلی بخش کارکردگی کے بنیادی طور پر ہم ہی ذمہ دار ہیں۔اب ہمارے بچے اعلیٰ تعلیم کے لیے کوشاں ہیں۔ہمارے خون میں علم و ادب سے دوستی کا جو عنصر شامل ہے،ان شاءاللہ،وہ ضرور رنگ لائے گا۔

سوال:۔اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض کے تعلقات اور معاملات کیسے تھے؟

جواب:۔ ڈاکٹر صاحب نہایت خوش طبع انسان تھے۔ گھر کا ماحول خوشگوار رکھتے تھے۔ انھوں نے ہمارے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا۔ ہر ایک کے ساتھ ان کا بہت اچھا برتاؤ تھا۔ ان کا رویہ مثالی تھا۔ وہ ہم سب پر بہت زیادہ شفقت کرتے تھے۔ ہماری ہر طرح کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری کرتے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے ہم نے کبھی تنگ دستی نہیں دیکھی۔

سوال:۔ ڈاکٹر صاحب کی عمومی شخصیت کیسی تھی؟

جواب:۔ وہ منکسر المزاج تھے۔ صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ خوش خوراک تھے۔ اچھا کھانے اور کھلانے کا شوق رکھتے تھے۔ ان کا دسترخوان کشادہ تھا۔ مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے اور اس کی حتی المقدور اچھی طرح خدمت کرتے تھے۔ ان کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ دس بیس سال پرانی باتیں بھی انھیں یاد ہوتی تھیں۔ وہ نہایت ہمت اور حوصلے والے انسان تھے۔ ان کا جسم بھاری تھا۔ نہایت صحت مند تھے۔ چہرے کا رنگ سرخ تھا۔ جب بیمار ہوئے تو وزن بہت کم ہو گیا تھا۔ انھوں نے جان لیوا بیماری کا بہت ہمت اور صبر سے مقابلہ کیا۔ کبھی بھی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔ وہ نہایت بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ و تحقیق کے کاموں میں مصروف رہے۔ میں نے انھیں کبھی فارغ نہیں دیکھا۔ فضول بات نہیں کرتے تھے۔ علامہ اقبال سے عشق کرتے تھے۔ ان کے ذکر پر آب دیدہ ہو جاتے تھے۔ ان کی علالت کے ایّام میں میرا سعودی عرب جانے کا پروگرام بنا مگر میں ان کی علالت کی وجہ سے تذبذب کا شکار تھا۔ انھوں نے بہ اصرار مجھے سعودی عرب بھیج دیا۔ میرے جانے کے ڈیڑھ ماہ بعد وہ وفات پا گئے۔ ڈاکٹر صاحب درپردہ مستحق افراد کی مدد بھی کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ہمیں بہت سے لوگ ملے جنھوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہماری مالی امداد کرتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کو فارسی زبان و ادب پر عبور حاصل تھا۔ ایران میں ہم خیابانِ فردوس میں رہتے تھے۔ ان کی فارسی بول چال کی وجہ سے ایرانی انھیں ایرانی سمجھتے تھے۔ وہ مانتے نہیں تھے کہ ہم پاکستانی ہیں۔

سوال:۔ کیا ڈاکٹر صاحب نے حج یا عمرہ کیا تھا؟

جواب:۔ جی ہاں، آفتاب بھائی کی شادی کے قریباً دو ماہ بعد، ۱۹۹۰ء میں، انھوں نے، میری والدہ نے اور میں نے ایک ساتھ حج کیا تھا۔ انھوں نے دو عمرے بھی کیے تھے۔ انھوں نے پہلا عمرہ ۱۹۷۵ء میں، ایران میں اپنے قیام کے دورانیے میں کیا تھا۔ انھوں نے دوسرا عمرہ ۱۹۸۳ء میں کیا

تھا۔ میں قمری کیلنڈر کے مطابق قریباً ۳۰ سال سعودی عرب میں رہا ہوں۔ اس لیے مجھے کئی بار حج اور عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں قریباً سال، ڈیڑھ سال پہلے سعودی عرب سے واپس پاکستان آیا ہوں۔

سوال:۔ڈاکٹر صاحب کی نصیحت یا وصیت کے حوالے سے کچھ بتائیں۔

جواب:۔وہ ہمیں اتفاق سے رہنے، رزقِ حلال کمانے اور محنت کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

سوال:۔وہ کن لوگوں کے زیادہ قریب تھے؟

جواب:۔وہ اپنے رفقائے کار میں سے ڈاکٹر صدیق شبلی، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر شاہد اقبال کامران اور ڈاکٹر محمد اکرم کے بہت قریب تھے۔ رشتہ داروں اور ہمسایوں میں سے مکھن، رقیب، خان آفیسران کے بہت قریبی تھے۔

سوال:۔آج کل راولپنڈی میں آپ کی رہائش کہاں ہے؟

جواب:۔میں، کھنہ پُل کے پاس، چھتری چوک کے قریب رہتا ہوں۔

سوال:۔آپ کے گھر میں بھی علمی وادبی محفلیں منعقد ہوتی تھیں؟

جواب:۔گھر میں علمی وادبی محفلیں باقاعدہ تو منعقد نہیں ہوتی تھیں۔ جب کبھی والدِ محترم کے دوست ان سے ملنے گھر آتے تھے تو ان کے درمیان علمی وادبی گفتگو ہو جاتی تھی۔ جب ڈاکٹر این میری شمل پاکستان آئیں تو وہ ہمارے گھر بھی آئی تھیں۔ وہ ڈاکٹر پروفیسر رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر پروفیسر صدیق شبلی اور پروفیسر فتح محمد ملک کے ہمراہ آئی تھیں۔ والدِ محترم ان کے علم کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ وہ بھی والدِ محترم کے تبحرِ علمی اور اقبال شناسی کی معترف تھیں۔ اس ملاقات کے وقت میں بھی موجود تھا۔

نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار بوقت رات 06:56)

سوال:۔آپ کا نام اور عمر کیا ہے؟

جواب:۔میرا نام نوشین افتخار ہے۔ میری تاریخ ولادت ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء ہے۔ اس لحاظ سے میری عمر ۵۳ سال کے قریب ہے۔

سوال:۔آپ نے اور آپ کے بھائیوں نے کتنی تعلیم حاصل کی ہے؟

جواب:۔دونوں بڑے بھائیوں، حاجی محمد ضیاء اور ظفر احمد نے اور میں نے ایف اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔ آفتاب احمد اور تراب احمد، دونوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔

سوال:۔آپ اور آپ کے بھائیوں نے اپنے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی طرح زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کی؟

جواب:۔ہمارے والد تعلیم و تحقیق کے کاموں میں بہت مصروف رہتے تھے۔ اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے وہ ہماری تعلیم پر زیادہ توجہ نہ دے سکے۔ انھوں نے زیادہ سختی بھی نہ کی۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم زیادہ تعلیم حاصل کریں۔ ہماری کوتاہی ہے کہ حصول تعلیم کے لیے بھرپور کوشش نہ کی۔ ہمارے والد کو ہماری تعلیمی کمی کا احساس تھا۔ وہ ہمیں اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔

سوال:۔آپ کی شادی کب ہُوئی؟ آپ کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں ہیں؟ انھوں نے کتنی تعلیم حاصل کی ہے؟

جواب:۔اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائی ہیں۔ ان کے نام بالترتیب راجہ عثمان، راجہ ارسلان، سدرہ افتخار اور ماریہ افتخار ہیں۔ راجہ عثمان نے پاکستان سے بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد وہ انگلینڈ چلا گیا اور وہاں سے پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ حاصل کیا۔ راجہ ارسلان نے کامسیٹ (Comset) سے ایم بی اے مارکیٹنگ کی تعلیم حاصل کی ہے اور وہ ڈالڈا فوڈز میں جاب کر رہا ہے۔ اس سے چھوٹی بیٹی سدرہ افتخار نے بی ایس سی بیالوجی کے ساتھ کی ہے۔ سب سے چھوٹی بیٹی ماریہ افتخار نے آئی سی ایس کیا ہے۔

سوال:۔آپ کے خاوند کا ذریعہ روزگار کیا ہے؟

جواب:۔وہ کنسٹرکشن کا کام کرتے ہیں۔

سوال:۔آپ کی رہائش کہاں پر ہے؟

جواب:۔ہم اسلام آباد کے قریب ''کرپاہ'' گاؤں میں، جامع مسجد کے قریب رہتے ہیں۔

سوال:۔اپنے بھائیوں اوران کے افرادِخانہ کی سماجی، معاشی اورتعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ بتائیں۔

جواب:۔جب میرے والد ایران میں تدریس کے لیے گئے تو ہم سب افرادِ خانہ (میری والدہ، بھائی ضیاء، بھائی ظفر اور میں) ان کے ساتھ ہی وہاں پر رہے۔ والدِمحترم کی وہاں سے واپسی پر بھائی ضیاء کے علاوہ ہم سب پاکستان واپس آ گئے تھے۔ بھائی ضیاء جو کہ امریکی سفارت خانے میں ملازم تھے، ایران میں رہ گئے تھے۔ انھوں نے انقلابِ ایران اپنی آنکھوں سے دیکھا۔اس کے بعد وہ وہاں سے پاکستان آ گئے۔۱۹۸۰ء میں ان کی شادی ہوئی۔۱۹۸۱ء میں وہ لیبیا چلے گئے۔وہ لیبیا میں قریباً پونے دوسال رہے۔اس کے بعد سعودی عرب چلے گئے۔

قمری کیلنڈر کے مطابق انھوں نے تیس (۳۰) سال سعودی عرب میں گزارے ہیں۔وہ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔انھوں نے بفضلہٖ تعالیٰ ۱۲ حج کیے۔عمروں کی صحیح تعداد یاد نہیں۔ بھائی ظفر بھی پابند صوم وصلوٰۃ ہیں۔ وہ پہلے نیوی میں ملازم تھے۔ بعد میں ملازمت ترک کر کے وہ دوبئی چلے گئے۔ دوبئی سے پاکستان آ گئے۔ یہاں سیاست میں حصہ لینے لگے۔ یونین کونسل گہل کے ناظم منتخب ہوئے۔ چار پانچ سال علاقے کی خدمت کی پھر واپس دوبئی چلے گئے۔آج کل دوبئی میں ہی ہیں۔آفتاب احمد نے بھی آٹھ (۸) سال پولیس میں ملازمت کی۔اس کے بعد پولیس کی ملازمت چھوڑ دی۔اب وہ پراپرٹی کا کام کرتا ہے۔تراب احمد پولیس میں ملازمت کر رہا ہے۔ آفتاب اور تراب اکٹھے رہتے ہیں۔آفتاب کی بیٹی ایم اے انگلش کر چکی ہے۔آفتاب کے چھوٹے بیٹے نے میٹرک میں اچھے نمبر لیے ہیں۔ایک بیٹی حافظ قرآن ہے۔دوسرا بیٹا بی کام کر رہا ہے۔ بھائی ظفر کی تین بیٹیاں ہیں۔تینوں ماسٹر کر چکی ہیں۔ان میں سے ایک بیٹی حافظ قرآن بھی ہے۔ان کے دو بیٹے ہیں۔ان کا بڑا بیٹا ایم ایس سی کر رہا ہے۔چھوٹے بیٹے نے حال ہی میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے۔تراب کا بڑا بیٹا آئی کام کا سٹوڈنٹ ہے۔اس سے چھوٹا بیٹا میٹرک میں ہے اور اس کا سب سے چھوٹا بیٹا چوتھی جماعت میں پڑھ رہا ہے۔

سوال:۔آپ کے والد، ڈاکٹر محمد ریاض کی عمومی مصروفیات کیا تھیں اور آپ سب کے ساتھ ان کے

معاملات کیسے تھے؟

جواب:۔میرے والد بہت اچھے مزاج کے مالک تھے۔وہ ہم سب سے اور اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ ان کا رویہ بہت پیارا اور مشفقانہ تھا۔وہ ہر وقت مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔نماز کے پابند تھے۔چھٹی کے روز زیادہ دیر تک تلاوتِ قرآن کرتے تھے۔وہ نبی کریم ﷺ اور علامہ اقبال سے بہت محبت رکھتے تھے۔ان کے ذکر کے وقت آبدیدہ ہوجاتے تھے۔انھیں کلامِ اقبال زبانی یاد تھا۔اکثر محفلوں میں کلامِ اقبال سناتے تھے۔ انھیں جب جگر کی تکلیف لاحق ہُوئی اور قریباً بارہ سال بیمار رہے تو اس عرصے میں شدید بیماری کے ایام میں بھی زیادہ تر مطالعہ، تحقیق اور تحریر کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔وہ خوش طبع اور خوش خوراک تھے۔شروع میں ان کی صحت بہت اچھی تھی۔ جمعے کے روز وہ اکثر کھانا خود بناتے تھے۔ مزیدار پلاؤ بناتے تھے۔چھوٹے گوشت کے خاص طور پر شوقین تھے۔وہ مہمان نواز تھے۔مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ان کا ایک ہی بھائی تھا جس کا نام محمد اسحاق تھا۔ان کا بھائی ان سے چھ سات سال چھوٹا تھا۔وہ اپنے بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔

وہ تادمِ آخریں شدید بیماری کے باوجود علمی وادبی اور تدریسی سرگرمیوں میں مشغول رہے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہُوئے۔ان کی نمازِ جنازہ راولپنڈی میں ادا کی گئی۔ انھیں، ہمارے آبائی گاؤں گہل میں دفنایا گیا۔

دورانِ گفتگو ان کے بیٹے راجہ عثمان نے بتایا کہ جب میری عمر چھ سات سال تھی، ان دنوں کی بات مجھے آج تک یاد ہے کہ ۱۹۹۲ء میں جب والدہ کی دادی فوت ہوئیں تو ان کے ایصال ثواب کے لیے کچھ بچے تلاوت کر رہے تھے۔ساتھ والے کمرے سے نانا جی (ڈاکٹر محمد ریاض) کی آواز آئی کہ تم میں سے کسی بچے نے فلاں پارے کی فلاں آیت درست نہیں پڑھی ہے۔تلفظ بدلنے سے سارا مطلب تبدیل ہوگیا ہے۔میرے بڑے ماموں حاجی ضیاء صاحب جو میرے سسر بھی ہیں، بتاتے ہیں کہ حج کے دورانِ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر محمد ریاض) گم ہوگئے۔ہمیں تشویش ہوئی کہ وہ اب کس طرح کسی سے عربی میں بات کر پائیں گے اور ہم تک پہنچیں گے۔ہم انھیں تلاش کرنے نکل پڑے۔جب نظر آئے تو دیکھا کہ وہ ایک یمنی کے ساتھ روانی سے عربی میں بات کر رہے ہیں۔ہم ان کی عربی زبان میں مہارت پر حیران ہوئے۔وہ علم کا سمندر تھے۔وہ اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔

آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، بتاریخ ۲۷اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات بوقت رات 09:30)

سوال:۔آپ کے والد محترم ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کیسی تھی؟ ان کی عمومی مصروفیات کیا تھیں؟

جواب:۔ میرے والد محترم نہایت خوش طبع ،ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ان کے اپنے اہل خانہ ،اعزہ واقربا سے بہت اچھے مراسم تھے۔خان افسر، حاجی عشار، غالب، حاجی زراب، رفیق، عثمان، مرتضیٰ یہ سب حضرات رشتے میں ہمارے چچا لگتے ہیں۔مالک اور وحید میرے والد محترم کے سگے ماموں زاد بھائی ہیں۔ میرے پانچ ماموں ہیں: صابر حسین، قربان ،حاجی گلستان، حاجی رضا، حاجی فدا۔ان میں سے حاجی فدا وفات پا چکے ہیں۔سب سے بڑے ماموں صابر حسین گاؤں میں رہتے ہیں۔باقی تین ماموں آج کل راولپنڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ان سب سے والدِ محترم کے نہایت قریبی، برادرانہ و دوستانہ تعلقات تھے۔یہ سب لوگ اکثر ہمارے گھر آتے رہتے تھے۔میرے والدِ محترم ان سب کی بہت عزت کرتے تھے۔ان سے محبت اور احترام سے پیش آتے تھے۔ان سے بے تکلفی کی حد تک دوستانہ تعلقات تھے۔یہ سب حضرات بھی میرے والدِ محترم کی بہت عزت کرتے تھے اور ان سے والہانہ محبت کرتے تھے۔والدِ محترم کی بیماری کے ایام میں ان سب حضرات، خصوصاً خان افسر، رفیق اور عثمان نے والدِ محترم کی بہت زیادہ خدمت کی۔

والدِ محترم زیادہ تر مطالعہ وتحقیق میں مصروف رہتے تھے۔شدید بیماری کی حالت میں بھی یہی مصروفیت رہی۔وہ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔

وہ رشتہ داروں، دوستوں اور مہمانوں کی خدمت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔وہ خوش خوراک تھے۔وہ اکثر خود پلاؤ بناتے تھے۔پلاؤ میں مختلف سبزیاں، شلجم، آلو، چقندر، وغیرہ ملا دیتے تھے۔اس سے بہت مزیدار ڈش تیار ہو جاتی تھی۔وہ کہتے تھے جو ڈش کھائے گا وہ پچھتائے گا اور جو نہیں کھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔

ہمارے والد لین دین کے کھرے تھے۔جو چیز خریدتے تھے، تھوک کے حساب خریدتے تھے۔ہر چیز کا حساب رکھتے تھے۔ایک بار گھر آکر حساب کیا تو پتہ چلا کہ سبزی میں ادرک زیادہ آگیا ہے تو اگلے دن سبزی والے کے پاس جا کر اس کی قیمت ادا کی۔

وہ در پردہ لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔اس طرح کی بہت سی مثالیں میری نظر میں ہیں۔مثلاً ہمارے نانا کے گاؤں میں کسی چوکیدار کی بیٹی کی انھوں نے برسوں کفالت کی۔اس کی سرپرستی کرتے رہے۔الحمدللہ وہ آج کسی کالج میں پروفیسر ہیں۔

میرے والدِ محترم نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ، بااخلاق انسان تھے۔افسوس کہ ہم ان کے نقشِ قدم پر نہ چل سکے۔اب ہماری اولاد اپنے جدامجد کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

سوال:۔آپ کے والد اور دیگر اہلِ خانہ اسلام آباد اور راولپنڈی میں کتنا عرصہ اور کہاں مقیم رہے؟

جواب:۔ایران جانے سے پہلے ہم ڈاکٹر محمد صدیق شبلی کے ساتھ والے گھر میں رہتے تھے۔ڈاکٹر محمد صدیق شبلی اسلام آباد کے سیکٹر G-7-3-2 کے کوارٹر نمبر E-19 میں رہتے تھے اور آج بھی ان کی وہیں پر رہائش ہے۔ ہم E-16 میں رہتے تھے۔ جب ہم ایران سے واپس آئے تو قریباً 9/10 ماہ ان کے گھر کی بالائی منزل پر رہے۔یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔اس کے بعد ہم نے راولپنڈی سلطان کے کھوہ، مرزا بشیر روڈ پر مکان نمبر NE-3506 خریدا۔وہ تقریباً ۵ مرلے کا گھر تھا۔اپنے والد (ڈاکٹر محمد ریاض) کی زندگی میں ہم وہاں رہے۔والد محترم کی وفات کے قریباً 8/9 سال بعد والدہ وفات پاگئیں۔پھر ہم نے وہ گھر فروخت کر دیا۔حاجی ضیاء صاحب کا ذاتی گھر ضیاء مسجد، اسلام آباد میں ہے، وہ خود قدیر روڈ پر رینٹ پر رہ رہے ہیں۔آج کل ظفر صاحب بندکھنہ روڈ پر رینٹ پر رہ رہے ہیں۔میں اور تراب اکٹھے رہ رہے ہیں۔

(نوٹ:۔آفتاب احمد ستی اس انٹرویو کے قریباً تین سال پانچ ماہ بعد ۲۶ اپریل ۲۰۲۰ء (۲ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ) بروز اتوار وفات پاگئے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے مدارج بلند فرمائے۔آمین)

تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض

(انٹرویو، ۲۵، اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز منگل بوقت رات 08:00 بجے)

تراب احمد، ڈاکٹر محمد ریاض کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔

سوال:۔آپ کا ذریعہ روزگار کیا ہے؟

جواب:۔ جی، میں محکمہ پولیس میں ملازم ہوں۔اٹھارہ سال سے اس محکمے میں خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔آج کل راولپنڈی سے قریباً پچاس ساٹھ کلومیٹر دور واقع کہوٹہ شہر میں بطور کانسٹیبل تعینات ہوں۔

سوال:۔اپنے والد ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب:۔ والد محترم کی وفات کے وقت میری عمر اکیس سال تھی۔جب وہ بیمار ہوئے تو میری عمر نو سال تھی۔میں نے ان کی بیماری کا عرصہ دیکھا ہے۔انھوں نے بہت ہمت، صبر اور بردباری سے بیماری کا مقابلہ کیا۔بیماری میں انھیں بھوک لگنا بند ہو گئی تھی۔ان کی خوراک بہت کم ہو گئی تھی اور وہ کمزور ہو گئے تھے۔ان کے معالج میجر جنرل ڈاکٹر نے انھیں کہا کہ بازار جا کر خود اپنے کھانے پینے کا سامان لائیں۔اپنا کھانا خود پکائیں۔اس طرح کھانے کے لیے رغبت پیدا ہو جائے گی۔بیماری کے ایام میں انھیں ڈائریکٹر ایجوکیشن لگنے کی آفر بھی ہوئی۔انھیں سپین کے سفر کی بھی پیش کش ہوئی، مگر علالت کی وجہ سے ادھر توجہ نہیں کی۔وہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔علامہ اقبال سے بھی بہت عشق کرتے تھے۔وہ اکثر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں علامہ اقبال کے اشعار پڑھ کر آبدیدہ ہو جاتے تھے۔انھیں علامہ اقبال کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے۔وہ اپنے احباب سے اکثر کہا کرتے تھے مجھے علامہ اقبال کے پندرہ ہزار اشعار میں سے قریباً دس گیارہ ہزار اشعار زبانی یاد ہیں۔وہ ایسا بہت یقین اور اعتماد سے کہا کرتے تھے اور اس کے ثبوت کے لیے آزمائش پر پورا اترنے کی شرط لگانے کو بھی تیار رہتے تھے۔

وہ نہایت محنتی، راست گو اور دیانت دار تھے۔میں نے جب ایف اے اسلامیات اختیاری کا پرچہ دیا تو انھوں نے پوچھا کہ پیپر کیسا ہوا؟ میں نے بتایا کہ پیپر قدرے مشکل تھا مگر تقریباً ٹھیک ہو گیا ہے۔انھوں نے کہا وہ پیپر میں نے بنایا تھا۔مجھے حیرت ہوئی کہ انھوں نے اس

ضمن میں مجھے کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا تھا۔ وہ اکثر مختلف یونیورسٹیز کے پیپر بناتے تھے اور چیک بھی کرتے تھے۔ بعض لوگ گھر آتے تھے اور ان سے اچھے نمبر حاصل کرنے کے لیے سفارش پیش کرتے اور درخواست کرتے تھے۔ اس بات پر وہ بہت ناراض ہوتے تھے اور ایسے لوگوں کو سختی سے منع کر دیتے تھے۔ بد قسمتی سے ہم ان کے نقشِ قدم پر نہ چل سکے۔ اب کوشش ہے کہ ہمارے بچے اپنے دادا کا نام روشن کریں۔

حوالہ جات وحواشی

باب اول:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی غیر اقبالیاتی ادب میں خدمات

بحیثیت مصنف، مؤلف، مترجم اور مبصر کے خدمات

۰۱۔ محمد حسین تسبیحی، فارسیِ پاکستانی ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات، ب ن، ۱۹۷۷ء)،ص ۱۲۰ تا ۱۲۲

۰۲۔ ہارون الرشید تبسم،مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت، ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء)

محمد حمید کھوکھر، پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر کے اردو وانگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی مطالعہ، نگران: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،۱۹۹۳ء)، ص ۱۶۵، ۱۷۹

۰۳۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر پروفیسر، ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس ،مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹ ،شمارہ ۵ (کراچی: انجمن ترقی اردو، مئی ۱۹۹۷ء)،ص ۶۰ تا ۶۳؛ سہ ماہی علم کی دستک،ص ۳۲ تا ۳۵

۰۴۔ رحیم بخش شاہین، ''آثارِ ریاض''، مشمولہ:علم کی دستک (نذرِ ریاض)،ص ۵۱

۰۵۔ رسولی،محمد ریاض خان، مشمولہ: دانشنامۂ ادب فارسی، جلد۴ (ایران: وزارت فرہنگ، بار اول، تابستان، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۲۲۶

۰۶۔ ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد، میں بطور سب ایڈیٹر، مجلّہ ''دانش'' ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۸ء تک کام کرتی رہیں۔ ۲۰۰۸ء میں پی ایچ ڈی فارسی کے لیے ایران چلی گئیں۔ وہاں تہران یونیورسٹی سے ۲۰۱۱ء میں پی ایچ ڈی فارسی کی ڈگری حاصل کی اور واپس پاکستان آ گئیں۔ دوبارہ مرکز تحقیقات فارسی میں کام شروع کر دیا۔ جنوری ۲۰۱۵ء تک وہاں رہیں۔ اس کے بعد نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کے شعبہ فارسی میں بطورِ اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہو گئیں۔ ان کا مری سے تعلق ہے۔ مرکز تحقیقات فارسی میں اکثر سید مرتضیٰ موسوی، ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے علاقے مری سے تعلق اور فارسی زبان وادب میں گراں قدر خدمات کی وجہ سے انھیں ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور فکر وفن سے دلچسپی پیدا ہوئی اور انھوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جو ''پیغامِ آشنا'' (جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء) میں شائع ہوا۔ (20-10-2016 فون پر گفتگو)

۰۷۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء)،ص ۱۲۰،۸ تا ۱۲۸

بحیثیت ماہر تعلیم نصاب سازی کی خدمات

۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبالیات، انٹرمیڈیٹ، کورس کوڈ ۳۰۳ (مدون، شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم ،۲۰۰۸ء)، کورس ٹیم

۰۹۔ ایضاً، فہرست

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبالیات، بی اے، کورس کوڈ ۴۰۵ (مدون، شریک مصنف) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار سولہ، ۲۰۰۹ء)، ص iv

۱۱۔ ایضاً، ص iii

۱۲۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری و دیگر، علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I، کوڈ: ۵۶۱۳، (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، ۲۰۱۵ء)، ص ۴

۱۳۔ نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی و دیگر، ''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II، کورس کوڈ ۵۶۱۴ (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار پنجم، ۲۰۱۵ء)، ص ۳ تا ۴

۱۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال کا ذہنی و فنی ارتقاء (مطالعاتی رہنما، ایم فل اقبالیات) کوڈ ۱۰۷ (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ب ن، ۲۰۰۴ء)، ص ۳
علامہ اقبال کے بنیادی افکار و نظریات (مطالعاتی رہنما، ایم فل اقبالیات) کوڈ ۲۰۷ (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ب ن، ۲۰۰۴ء)، ص ۳

بحیثیت نگرانِ مقالات خدمات

۱۵۔ اے کیو نوید کیانی، ''پیام مشرق کے اردو اور انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ'' (مقالہ ایم فل اقبالیات) نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ۱۹۹۴ء)، ص ۴۳ تا ۴۴

۱۶۔ محمد حمید کھوکھر، ''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۶۶

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر سعادت سعید، ''پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!'' (لاہور: اقبال

شریعتی فاؤنڈیشن، باراول،۱۹۹۲ء)،ص ۷

کانفرنسز،سیمینارز اور اجتماعات میں شرکت

۱۸۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)،ص ۲۰ تا ۲۱

۱۹۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''،ص ۳۲

۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم، مشمولہ: ادبیات ،جلد ۵، شمارہ ۱۸ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۲ء)، ۱۳۷

ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی، مشمولہ: اقبالیات (اردو)، جلد ۳۴، شمارہ ۲ (لاہور :اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء)،ص ۹۷

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم''، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۸، شمارہ ۶، دسمبر ۱۹۷۰ء

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز پبلشرز، باراول، ۱۹۸۹ء)،ص ۱۶۱ تا ۱۷۰

تعارف از مصنف، مشمولہ: تفسیر اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۸ء)،ص ۷

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،''ڈاکٹر محمد ریاض''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)،ص ۲۰

نظیر صدیقی، پروفیسر،''ڈاکٹر محمد ریاض''،ص ۲۳ تا ۲۴

Muhammad Riaz, Dr."Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian", Included: Iqbal Review, Vol: 29 No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1988), Page: 171..180

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اقبال اور افغانستان''، مشمولہ: آفاق اقبال (لاہور: گلوب پبلشرز، باراول، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۱۵ تا ۱۲۴

''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، ۱۹۸۳ء)، ص ۲۰۳ تا ۲۰۷

۲۴۔ سعیدہ مہتاب،''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس''،ص ۲۲

۲۵۔ منیر احمد یزدانی،''ضربِ کلیم آخری تین حصے: تعلیقات و حواشی''، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء)، ص ۲۲۸، ۲۲۹ تا ۲۷۳

باب دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو زبان وادب میں خدمات

بابِ دوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو زبان وادب میں خدمات

(غیر اقبالیاتی ادب: اردو تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف وتالیفات کی تعداد سات ہے۔ان میں سے تین کتب وتصانیف میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بطور ُشریک مصنف ٗ شمولیت اختیار کی ہے۔

۱۔ ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر

۲۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۳۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)

(غیر اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو تصانیف وتالیفات)

نمبر	نام کتاب	مقام	پبلشرز
-01	ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر	آزاد کشمیر	جشنِ ایران کمیٹی
-02	ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان
-03	حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان	لاہور	سنگ میل پبلیکیشنز
-04	رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (مجموعہ 15 مقالات)	لاہور	مقبول اکادمی
-05	سفر نامہ روم ومصر وشام شبلی (تدوین وتوضیح)	لاہور	زیڈ اے پبلشرز
-06	فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ	لاہور	سنگِ میل پبلی کیشنز
-07	مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو زبان میں تقریباً دو صد پچاس کے قریب مقالات ومضامین لکھے جو مختلف مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔ان میں سے قریباً نصف مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔اردو میں غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تعارف اوران پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر مستقل اردو تصانیف و تالیفات

01۔ ایران کبیر و ایرانِ صغیر

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، محمد عبداللہ قریشی، محمد الدین فوق، ڈاکٹر عبدالرشید

مرتب : محمد عبداللہ قریشی

پبلشرز : جشنِ ایران کمیٹی، آزاد کشمیر، مظفر آباد

اشاعت : ۱۹۷۱ء

صفحات : ۲۰۹

فہرست مضامین:

ابتدائیہ	محمد یعقوب ہاشمی	۷
ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط	ڈاکٹر محمد ریاض	۱۱
کشمیر ایرانی شعرا کی نظر میں	ڈاکٹر فرمان فتح پوری	۳۷
کشمیر کی فارسی شاعری	محمد عبداللہ قریشی	۵۳
مزارُالشّعرائی کشمیر	محمد الدین فوق	۱۱۳
امیر کبیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ ''دہ قاعدہ''	ڈاکٹر محمد ریاض	۱۷۱
قلمی نودار	ڈاکٹر عبدالرشید (ا)	۱۹۹

ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران و افغانستان میں اقبال شناسی کے موضوع پر اردو میں کئی مقالات لکھے جن کا اقبالیاتی ادب کے عنوان کے تحت راقم الحروف نے زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم میں جائزہ پیش کیا ہے۔ ان مقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی

۲۔ ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم

۳۔ ایران میں اقبال پر تازہ کام

۴۔ ایران میں مطالعہ اقبال

۵۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی

اقبال شناسی کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران کے ہمسایہ ممالک افغانستان، برصغیر پاک و ہند، کشمیر اور روسی ریاستوں پر علمی و ادبی اور تہذیبی و تمدنی اثرات کے بارے میں بھی اردو و فارسی میں بہت کچھ لکھا۔ کشمیر اور ایران کے گہرے روحانی، ثقافتی، تہذیبی اور لسانی رشتے کی وجہ سے ایرانی ادب میں کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ایران و کشمیر کے گونا گوں روابط کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ایرانی شہنشاہیت کی دو ہزار پانصد سالہ یادگار تقاریب ۱۲/اکتوبر سے ۱۸/اکتوبر ۱۹۷۱ء کے انعقاد کے چند روز بعد مظفر آباد (آزاد کشمیر) سے یکم دسمبر ۱۹۷۱ء کو کتاب ''ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر'' شائع کی گئی۔ یہ کتاب چھ مضامین پر مشتمل ہے۔ ان مضامین کی جمع و ترتیب کا فریضہ محمد عبداللہ قریشی، مدیر ادبی دنیا، لاہور نے سرانجام دیا تھا۔ اس مجموعے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے دو مضامین ''ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط'' اور ''امیر کبیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ ''دہ قاعدہ'' شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون **''ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط''** تیئس صفحات (صفحہ ۱۳ تا ۳۵) پر مشتمل ہے۔ اس میں انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت اہلِ کشمیر کے دینی، اخلاقی، روحانی، ثقافتی اور ادبی ارتقا میں اہلِ ایران کی مساعی کا ذکر کیا ہے:

تاریخ کے آئینے میں، اسلامی رشتے، روحانی روابط، کشمیر پر ایران کے نمایاں تر اثرات کا دور، تہذیب، تمدن اور ثقافت پر ایرانی اثرات، ادبی روابط، کشمیری مؤرخ اور مترجم، ایران اور کشمیر عہدِ حاضر میں، حاصل مبحث

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ایران و کشمیر کے روابط کسی نہ کسی صورت میں موجود رہے مگر آٹھویں صدی ہجری/چودھویں صدی عیسوی میں انھوں نے ایک نئی کروٹ لی۔ ایرانی مبلغین کی مساعی کے نتیجے میں آٹھویں صدی ہجری کے اواخر تک وادی کشمیر کا گوشہ گوشہ دین اسلام کی روشنی سے منور ہو گیا۔ کشمیر نے اسلامی دور میں ۲۵۰ فارسی شاعر اور ۱۵۰ ادیب پیدا کیے ہیں جو ردیف اول کے لوگ سمجھے جاتے ہیں اور انھوں نے جملہ متداول علوم وفنون پر لکھا ہے۔ ان کے کارناموں کو کشمیر سے باہر علمی و ادبی دنیا سے روشناس کرانے میں فارسی زبان نے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ (۲)

مضمون ''**امیر کبیر سید علی همدانی اوران کا رسالہ دہ قاعدہ**'' چھبیس صفحات (صفحہ ۱۷۳ تا ۱۹۸) پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے ابتدائی تیرہ صفحات پر میر سید علی همدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار کا مختصر وجامع تذکرہ کرنے کے بعد چھ صفحات پر درج ذیل عنوانات کے تحت ان کی تصنیف ''رسالہ دہ قاعدہ'' کا تعارف کرایا اور سات صفحات پر اس کا متن پیش کیا ہے:

رسالہ ''دہ قاعدہ''، ''دہ قاعدہ'' کی اصل، ''دہ قاعدہ'' کے مطالب، رسالہ ''دہ قاعدہ'' کا متن

''دہ قاعدہ'' حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مختصر اور اہم رسالہ ہے۔ اس میں انھوں نے سالکانِ راہِ تصوف کے درج ذیل دس مقامات بیان فرمائے ہیں:

۱۔توبہ ۲۔زہد ۳۔توکل ۴۔قناعت ۵۔عزلت ۶۔ذکر ۷۔توحید ۸۔صبر ۹۔مراقبہ ۱۰۔رضا

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ اگر اس مضمون میں حوالہ جات وحواشی اور رسالہ ''دہ قاعدہ'' کا اردو ترجمہ بھی دے دیے جاتے تو اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔ (۳)

02۔ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ

(مشکلات اور حل)

تصنیف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

اشاعت : ستمبر ۱۹۸۸ء

صفحات : ۱۳۸

فہرست مضامین:

باب اول: نفاذ زبان فارسی ۱۱

(الف) ایران میں نفاذ زبان فارسی کی عہد بعہد پیشرفت۔ ۱۳

(ب) ایران میں غیر ملکی زبانوں، عربی، فرانسیسی، انگریزی اور ترکی وغیرہ کا رواج اور ان کے اثرات ۱۵

(ج) غیر ملکی زبانیں ایران میں ذریعہ تعلیم اور قومی رابطے کے لیے کیوں قابلِ قبول نہ تھیں؟ ۲۸

(د) اصل فارسی کی طرف توجہ کب اور کیوں مبذول کی گئی؟ مختصر تاریخ، طریقِ کار اور ذرائع ۲۸

(ہ) ایران میں اصلاحِ زبان کی تحریکیں، لائحہ ہائے عمل اور اثرات ۳۱

باب دوم: اسالیبِ زبان ۴۳

(الف) فارسی زبان کے تحریری اور بول چال کے اسالیب میں فرق ۴۵

(ب) فارسی زبان کے مندرجہ ذیل تحریری اسالیب فارسی اصیل کی تحریک سے پہلے اور بعد کی کیفیت ۴۶

۱۔دفتری زبان کی کیفیت ۴۶

۲۔سائنسی زبان: مراد ہے سائنسی مضامین کی تحریر اور تدریس میں استعمال ہونے والی زبان کی کیفیت ۴۷

۳۔ فنی اور تکنیکی زبان کی صورت	۴۷
۴۔ ادبی زبان۔	۴۸
باب سوم: وضع اصطلاحات	۵۳
(الف) جدید فارسی میں وضع اصطلاحات کی ضرورت	۵۵
(ب) وضع اصطلاحات کے اصول	۵۶
(ج) غیر ملکی زبانوں سے استفادہ کی وجوہ	۶۳
(د) غیر ملکی زبانوں سے اکتسابِ اصطلاح میں ترجیح کا اصول	۶۶
(ہ) قومی زبان اور روزمرہ میں ان اصطلاحوں کے نفاذ کا طریقِ کار۔	۶۷
باب چہارم: فرہنگستان زبان ایران	۶۹
الف:۔ مختصر تعارف اور تاریخ	۷۵
ب:۔ فرہنگستان کا بنیادی ڈھانچہ اور لائحہ عمل	۸۰
ج:۔ اصول اور طریقِ کار۔	۸۵
باب پنجم:۔ تعلیمی اداروں میں قومی زبان کا نفاذ	۱۲۱
الف:۔ فارسی زبان میں جدید علوم کی تدریس کے کیا کیا طریقے اختیار کیے گئے۔	۱۲۳
ب:۔ طلبا کے لیے فارسی ذریعہ تعلیم میں مشکلات اور ان کا حل۔	۱۲۴
ج:۔ اساتذہ کا طریقِ تدریس	۱۲۶
د:۔ درس گاہوں میں دارالترجمہ اور سازمان ہائے پلی کپی کا قیام ان کے طریقِ کار اور کارکردگی۔	۱۲۷
ہ:۔ جدید علوم کی تدریس کے سلسلے میں کامیابی:	۱۲۸
ضمیمہ:۔	۱۲۹
نفاذ زبان کا کوئی مسئلہ؟	۱۲۹
زبان کے بارے میں اسلامی جمہوریہ ایران کا مؤقف	۱۳۲
حوالے اور توضیحات	۱۳۵
منتخب مصادر اور منابع (۴)	۱۳۷

کتاب **''ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل)''** ایران میں قومی زبان یعنی فارسی کے عہد بہ عہد نفاذ کی دلچسپ داستان ہے۔ایران کی فتح کے بعد فارسی زبان میں عربی زبان کی آمیزش سے فارسی زبان کو بہت وسعت حاصل ہوئی اور بے شمار اسالیب، موضوعات اور علوم سے مالا مال ہوگئی۔عربی زبان کے نفوذ کے بعد چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں ایران کی علمی زبان عربی تھی۔ تیرہویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایران پر مغربی تہذیب اور زبان و ادب کے اثرات مرتب ہوئے۔مغربی علوم نے ایران میں تہذیبی اور لسانی حکمتِ عملی کے نئے دروازے کھول دیے۔ اہلِ ایران نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی فارسی زبان کو ہی ذریعۂ تعلیم بنائیں گے۔اس مقصد کے لیے فارسی زبان کی اصلاح و ترقی کے لیے کوششیں کی گئیں۔ زیرِ نظر کتاب میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران میں قومی زبان کے نفاذ کے سلسلے میں درپیش آنے والی مشکلات اور ان کے حل کے لیے اٹھائے گئے اقدامات کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب اور کچھ ضمیمہ جات پر مشتمل ہے۔کتاب کی فہرست کافی زیادہ مفصل ہے اور اس کے اہم مندرجات کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی،صدر نشین مقتدرہ قومی زبان،اس کتاب کے مندرجات اور اس کی علمی و ادبی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''زیرِ نظر کتاب کے مصنف ڈاکٹر محمد ریاض ایران شناسی کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ایران میں قیام اور تحصیلات کے دوران انھوں نے ان مسائل کا بھرپور مطالعہ کیا اور اب زیرِ نظر کتاب میں انھیں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں ایران میں فارسی زبان کے نفاذ پر بحث کرتے ہوئے ان عوامل کو بیان کیا ہے جو اس ملک میں غیر ملکی زبانوں مثلاً عربی،فرانسیسی،انگریزی اور ترکی وغیرہ کے رواج کا سبب بنے۔ یہ باب ایران میں اصلاحِ زبان کی تحریکوں، ان کے لائحہ عمل اور اثرات کے جائزے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرے باب میں فارسی زبان کے مختلف اسالیب کو موضوع بنایا گیا ہے۔اس سلسلے میں فارسی بطور دفتری زبان،سائنسی زبان اور تکنیکی زبان کے بارے میں مصنف کا انتقادی محاکمہ قابل ذکر ہے۔تیسرا باب جدید فارسی میں وضع اصطلاحات کے عمل اور طریق کار پر بحث کرتا ہے۔اس امر کی ضرورت،اصول اور غیر ملکی زبانوں سے استفادے کے طریقِ کار کو اس باب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔چوتھا باب ایران میں اصلاح زبان کے ممتاز ادارے ''فرہنگستان زبان ایران'' کی مختصر تاریخ،لائحہ عمل،اصول اصطلاح سازی اور غیر ملکی زبانوں کے بارے میں اس کے ردِ عمل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور پانچواں باب تعلیمی اداروں میں فارسی زبان کے نفاذ کی تفصیل فراہم کرتا ہے۔ان ابواب کے علاوہ کتاب میں چند سودمند ضمیمے بھی شامل کیے گئے ہیں۔''(۵)

03۔ حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

مؤلف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۸ء
صفحات : ۱۲۷

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
۰۱۔	ابتدائی حالات	۷
	دورِ تربیت کے سفروں کی حدود	۱۰
	تربیتی سفروں کے عجیب واقعات	۱۱
	ہمدان اور ملحقہ علاقوں میں شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کی سرگرمیاں	۱۳
	دلچسپ روایات	۱۴
۰۲۔	عبادات وتبلیغات	۱۴
	وادی جموں وکشمیر سے دلچسپی	۱۵
	شاہ ہمدان کی خطہ ختلان کی طرف نقل مکانی	۱۶
	ختلان اور نظامِ اوقاف	۱۷
	نواحِ ختلان میں تبلیغی سرگرمیاں	۱۸
	آزمائشوں کا دور اور شاہ ہمدان کی ایمانی استقامت	۱۹
	امیر تیمور گورگانی سے نزاع	۲۱
	ہجرت کا بہانہ	۲۳
	وادی جموں وکشمیر میں شاہ ہمدان کا قیام	۲۴
	حوارِیِ کشمیر اور مبلغ ثانی	۲۶
	وادی میں حضرت شاہ ہمدان کی خدمات	۲۸

	عام اثرات	۳۱
	نواحِ کشمیر میں سرگرمیاں	۳۳
	زندگی کے آخری ایام	۳۴
	نقشِ مبارک کی منتقلی اور تدفین	۳۶
	شاہِ ہمدان کی آخری قیام گاہ	۳۷
	حضرت شاہ ہمدان کی سیرت	۳۸
	بادشاہوں اور حکام کے راہنما	۴۱
	بیانِ حق	۴۲
	اولاد، مریدین اور معنوی فیضان	۴۴
	احفاد واعقاب اور احباب	۴۵
۰۳۔	اوراد و وظائف	۴۷
۰۴۔	شاہ ہمدان کی شاعری	۴۸
	غزل	۵۰
	رباعی	۵۲
	شاعری پر عام تبصرہ	۵۲
۰۵۔	تصانیفِ شاہِ ہمدان	۵۲
	ا۔ ذخیرۃ الملوک	۵۳
	باب اول	۵۴
	تمثیلی حکایات	۵۷
	ا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور خوفِ خدا	۵۷
	۲۔ حضرت عمر فاروقؓ کا محاسبہ آخرت سے ڈرتے رہنا	۵۸
	باب دوم	۵۸
	حکایات	۶۰
	ا۔ حضرت موسیٰ کے عہد میں ایک ولی اللہ کا بارش کی خاطر دعا کرنا	۶۰
	۲۔ حضرت امام زین العابدینؒ کی نماز	۶۲

۳۔اللہ والوں کی زکوٰۃ	۶۲
باب سوم	۶۲
ا۔تقویٰ و پرہیزگاری کا صلہ	۶۴
۲۔حضرت عیسیٰؑ کا ادب سیکھنا	۶۵
۳۔حضرت لقمان حکیم کی گفتگو	۶۶
۴۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بردباری	۶۶
۵۔حضرت عمرؓ خطاب کا اعتراف	۶۷
۶۔حضرت علیؓ کا غلاموں سے حسن سلوک	۶۷
۷۔حضرت سلمان فارسیؓ کا تحمل	۶۷
۸۔حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی کا بے پناہ خلوص	۶۷
باب چہارم	۶۸
بیوی کے حقوق	۶۹
اولاد کی تعلیم	۷۰
غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک	۷۱
نیکوں کی صحبت کی ضرورت	۷۱
حکایات	۷۳
ا۔صحبت کی شائستگی	۷۳
۲۔شوہر کی ناراضگی	۷۳
۳۔نفس کی اصلاح کی کوشش	۷۴
۴۔شوہر کی بے مثال اطاعت	۷۴
۵۔قاتل کی معافی	۷۴
۶۔دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہنا	۷۵
۷۔حقیقی دوستی	۷۵
۸۔خراب حال رعایا کا خیال رکھنا	۷۶
باب پنجم	۷۶

عدل وانصاف قائم کرنے کی دشواریاں	۷۸
اسلامی ریاست کے مسلمان باشندوں کے حقوق و آداب	۷۸
علم قیافہ کی متروکِ عمل بحث	۸۰
حکایات (حکایات نمبر ا تا نمبر ۶ بلاعنوان دی گئی ہیں)	۸۰
۷۔رعایا کی سیاست اور گوشمالی	۸۳
۸۔سیرت عمر فاروقؓ اور بعد کا زمانہ	۸۳
باب ششم	۸۴
باب ہفتم	۸۵
احتساب کے مسائل	۸۷
باب ہشتم	۸۹
حکایات	۹۰
ا۔شکر اور احساسِ عبرت	۹۰
۲۔قبر اور یادِ آخرت	۹۰
باب نہم	۹۱
ا۔صبر ایمان کا جدا نہ ہونے والا لباس ہے۔	۹۲
ب۔صبر کے تین درجے	۹۳
باب دہم	۹۳
غرورِ وعظ	۹۴
غرور کی دس علامات	۹۵
تکبر کے اسباب اور ان کا معنوی علاج	۹۶
ا۔خاندان ونسب	۹۶
۲۔حُسن و جمال	۹۶
۳۔جسمانی طاقت	۹۷
۴۔مال وثروت	۹۷
۵۔جاہ ومرتبہ	۹۸

۶۔علم و فضل	۹۸
۷۔عمل و عبادت کا غرور	۹۹
باب دہم کی حکایات	۱۰۰
۱۔خدمتِ خلق اور خود انحصاری سے آدمی کی عظمت کم نہیں ہوتی۔	۱۰۰
۲۔خاکساری اور تواضع کی آزمائش	۱۰۰
۳۔مغرور دل پر قولِ حق کا اثر	۱۰۱
۲۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے خطوط	۱۰۱
علمی اور دینی بحثیں، علم کی طلب	۱۰۳
صبر اور شکر	۱۰۴
ترکِ دنیا کا مفہوم	۱۰۴
حقیقی نماز اور روزہ	۱۰۵
مردِ مومن کے ''دل'' کی عظمت و وسعت	۱۰۵
ایک دوسرے کی مدد کا عملی کام	۱۰۶
۳۔رسالہ خواطریہ (عربی)	۱۰۷
معنوی شیاطین	۱۰۹
حکایت	۸۸
اصلاح قلوب	۱۱۰
۴۔انتخاب چہل احادیث	۱۱۱
۵۔رسالہ عقبات یا قدوسیہ	۱۱۳
۶۔رسالہ فتوت نامہ	۱۱۷
نظام جوانمردی کی حقیقت	۱۱۸
جوانمردی اور انسانوں کے حقوق	۱۱۹
دلوں کی اقسام	۱۰۹
اخی کے اوصاف	۱۲۰
اہلِ دل کی نماز کا مرتبہ	۱۲۲

سورہ فاتحہ کی معنویت ۱۲۳
نظام جوانمردی کے بارے میں اقوال ۱۲۳
۶۔منہاج العارفین (اقوال زرین) ۱۲۵

زیرِ جائزہ کتاب، **''حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان''**، شاہِ ہمدان، حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی، علمی وادبی خدمات پر لکھی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں ''پیش گفتار''، ''مقدمہ'' یا ''تعارف''، یہاں تک کہ فہرست مندرجات بھی نہیں دی گئی ہے۔ اس لیے کتاب کے متن کی تفہیم کے لیے راقم الحروف نے مندرجہ بالا فہرست مرتب کر کے شاملِ تحقیق کی ہے۔ اس کتاب میں حوالہ جات وحواشی کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ کتاب کے شروع میں مقصدِ تالیف اور آخر پر حاصل کلام نہیں دیا گیا۔ آخر پر ''فہرست منابع'' اور ''اشاریہ'' بھی نہیں دیے گئے۔

کتاب کے بغور مطالعے اور فہرست مندرجات کے جائزے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ اس کتاب کو درج ذیل پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ ابتدائی حالات
۲۔ عبادات وتبلیغات
۳۔ اوراد ووظائف
۴۔ شاہِ ہمدان کی شاعری
۵۔ تصانیفِ شاہ ہمدان

ڈاکٹر محمد ریاض نے آسان اور سلیس اردو میں شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، ان کی تبلیغی مساعی، تعلیمات، اوراد ووظائف، شاعری اور تصانیف پر روشنی ڈالی ہے۔ ہر باب کے عنوان کے تحت دیے گئے ذیلی عنوانات سے کتاب کے مندرجات کے بارے میں کافی حد تک معلومات مل جاتی ہیں۔ باب نمبر ۵، ''تصانیفِ شاہِ ہمدان'' میں انھوں نے شاہِ ہمدان کی قریباً سو سے زائد چھوٹی بڑی عربی اور فارسی کتب میں سے درج ذیل زیادہ مشہور سات کتب کے بعض اقتباسات کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔:(۶)

۱۔ ذخیرۃ الملوک
۲۔ شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے خطوط
۳۔ رسالہ خواطریہ (عربی)
۴۔ انتخاب چہل احادیث
۵۔ رسالہ عبقات یاقدوسیہ
۶۔ رسالہ فتوّت نامہ

۷۔ منہاج العارفین

ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کی سطح پر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا ''احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدان [باشش رسالہ ازوی]۔ انھیں اس موضوع پر کامیابی سے تحقیق سرانجام دینے پر ۱۹۶۸ء/۱۳۴۷ھ میں تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔ تہران میں ان کا قیام ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۹ء تک رہا۔ ان کے اساتذہ میں ڈاکٹر حسن منوچہر، ڈاکٹر جعفر محجوب، ڈاکٹر شہیدی، ڈاکٹر حسین نصر اور ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا تھے۔ ان کی پی ایچ ڈی کی کلاس میں کل ۲۰ ریسرچ سکالرز تھے۔ اس کلاس میں ان سے بہتر فارسی بولنے اور لکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ تہران یونیورسٹی کے بہترین مقالات میں شمار ہوتا ہے۔(۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا مقالے کے علاوہ بھی سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت اور آثار پر اردو و فارسی میں کئی کتابیں اور مقالے لکھے۔ تاہم، قدر و قیمت و اہمیت کے لحاظ سے ان کے پی ایچ ڈی کے مقالہ کو فوقیت اور برتری حاصل ہے مگر یہ امر حیرت اور افسوس کا باعث ہے کہ انھوں نے بہت سی کتب و مقالات کے انگریزی سے اردو، اردو سے فارسی اور فارسی سے اردو میں تراجم کیے مگر اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کیا۔

زیرِ جائزہ کتاب ''حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)'' کا ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے موازنہ کرنے پر واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر لکھے ہوئے اپنے پی ایچ ڈی کے مندرجات کو اس اردو کتاب میں مختصراً بیان کیا ہے۔ اگر وہ اپنے تحقیقی مقالے کے مطابق اس کتاب کی ابواب بندی کر کے سند وحوالہ اور ضروری حواشی کے ساتھ اسے تحریر کرتے تو کتاب کا علمی و تحقیق معیار بہت بلند ہو جاتا۔

04۔ رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)

مؤلف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : مقبول اکیڈمی، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۹۰ء
صفحات : ۳۱۲
قیمت : ۱۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحہ نمبر
	حرفِ آغاز	۰۰۷
۰۱۔	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	۰۰۹
۰۲۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا (ترجمہ)	۰۲۰
۰۳۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	۰۵۴
۰۴۔	رسالہ بہرام شاہیہ (ترجمہ)	۰۸۵
۰۵۔	نظامِ جوانمردی (فتوّت)	۰۹۵
۰۶۔	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی (تبصرہ)	۱۵۱
۰۷۔	سیبک فتّاحی نیشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل'' (تبصرہ)	۱۶۱
۰۸۔	مرزا بیدل: فکروفن	۱۸۹
۰۹۔	رسالہ جوانمردی (فتوّت)	۲۰۷
۱۰۔	رومی: شروح مثنوی شریف	۲۲۷
۱۱۔	تصوّرِ فقر	۲۴۶
۱۲۔	مکاتیب	۲۶۴
۱۳۔	پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات	۲۸۰
۱۴۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	۲۹۴

۱۵۔ شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار ۳۰۳
اشاریہ

''رومی کا تصورِ فقر'' ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ۱۵ مقالات و مضامین پر مشتمل ہے۔ مضامین ''ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا'' اور ''رسالہ بہرام شاہیہ'' تراجم پر مشتمل ہیں جبکہ ''شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی'' اور ''سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' تبصرات پر مشتمل ہیں۔ ان چاروں پر زیرِ مطالعہ مقالے کے باب نمبر ۳: ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر'' میں تبصرہ و جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کتاب میں شامل دیگر مقالات و مضامین پر ڈاکٹر محمد ریاض کے دیگر غیر اقبالیاتی مقالات و مضامین کے ساتھ بھی تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

05۔ سفر نامہ روم، مصر، شام

تصنیف : شمس العلماء علامہ محمد شبلی نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : زیڈ۔اے پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور

اشاعت : ۱۹۸۸ء

صفحات : ۲۴۸

قیمت : ۳۵۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	مقدمہ (از مرتب)	۰۰۵
۲۔	متن (ابتدائیہ)	۰۱۷
۳۔	سفر کا ارادہ اور آغاز	۰۲۵
۴۔	عدن کی بندرگاہ	۰۳۲
۵۔	جزیرۂ قبرص میں	۰۴۱
۶۔	ازمیر (سمرنا) میں	۰۴۵
۷۔	قسطنطنیہ (استنبول) میں	۰۵۰
۸۔	قصیدۂ سفر (فارسی)	۰۵۴
۹۔	ترکوں کی علمی حالت	۰۹۴
۱۰۔	کتب خانے	۱۰۴
۱۱۔	زوایا یا خانقاہیں	۱۱۴
۱۲۔	مثنوی عیدیہ (۱۸۹۲ء)	۱۳۲
۱۳۔	ترکوں کے آداب و اخلاق اور طرزِ معاشرت	۱۳۶
۱۴۔	قسطنطنیہ سے بیروت	۱۴۵

۱۵۔ بیت المقدس میں ۱۷۸

۱۶۔ از بیت المقدس تا قاہرہ ۱۸۶

۱۷۔ مصر میں تعلیمی حالت ۱۹۰

۱۸۔ جامعہ ازہر ۲۰۶

۱۹۔ کتب خانہ خدیویہ ۲۱۱

۲۰۔ مصر کے قدیم اور قابلِ دید مقامات ۲۱۵

۲۱۔ خاتمۂ سفر ۲۳۴

۲۲۔ حال کی عربی زبان ۲۳۹

۲۳۔ مختصر فرہنگ زبان (۸) ۲۴۰

''سفرنامۂ روم، مصر، شام'' شمس العلماء محمد شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۸۹۲ء کے سفرنامے سے متعلق ہے۔ مصنف نے اسے دو سال بعد ۱۸۹۴ء میں لکھا اور شائع کروایا۔ بھارت میں اس کے ۱۸۹۹ء اور ۱۹۴۰ء میں دو ایڈیشنز مزید شائع ہوئے۔ پاکستان میں یہ سفرنامہ صرف ایک بار ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے متن کی تصحیح، تحشیہ اور توضیح کے بعد اسے شائع کروایا۔

''مقدمہ'' (صفحہ ۵ تا ۱۵) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا خاکۂ زندگی پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ان کی تصانیف، مکاتیب و مقالات، اردو اور فارسی شاعری اور زیرِ جائزہ سفرنامے کا تعارف کرایا گیا ہے۔

''مقدمہ'' کے ذیلی عنوان ''اصلاح، تحشیہ و توضیح کے بارے میں'' کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے متن کی تصحیح، تحشیہ اور توضیحات کے بارے میں ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔ ان باتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مترجمہ کتاب کا جائزہ لیا گیا تو اس میں درج ذیل تصحیح شدہ امور نظر آئے:

۱۔ اصل متن میں کلمات کی املاء متفاوت ہے۔ جیسے ترکی، ٹرکی، قبرس، قبرص، پہونچنا اور پہنچنا۔ کچھ کلمات مرکب اور ملا کر لکھے گئے ہیں مثلاً اسپر (اس پر)، نہو (نہ ہو) اور انہی (ان ہی) وغیرہ۔ حوالوں اور معانی وغیرہ میں بھی تسامحات ملتے ہیں۔ ان تمام امور کو درست صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۲۳، ۴۱، ۱۳۶، ۱۹۱، وغیرہ

۲۔ آیات، اشعار اور اقوالِ عربی نیز مشکل عبارات و لغات کے معانی کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۸۴، ۱۹۸، ۲۲۸، ۲۳۲، وغیرہ

۳۔ حواشی میں اکثر مقامات پر توضیحی نوٹس دیے گئے ہیں۔ دیکھیں صفحات ۱۷ تا ۴۸، ۵۱ تا ۵۳ تا آخر کتاب۔

۴۔ کتابوں اور حوالوں وغیرہ کا ضروری استناد کیا گیا ہے۔ مثلاً دیکھیں صفحات ۶۵، ۹۲، ۹۴ تا ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۰۸، وغیرہ۔

۵۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض طویل عنوانات مختصر کر دیے گئے ہیں۔ بعض عنوانات کے مقامات تبدیل کر دیے گئے ہیں اور نئے عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ دیکھیں صفحات ۶۸، ۷۱، ۷۳، ۷۶، ۸۹، ۹۲۔

۶۔ بعض جگہوں پر پیراگراف کی ترتیب بدلی گئی ہے اور نئے پیراگراف بنائے گئے ہیں۔

زیرِ جائزہ کتاب میں تین مقامات (صفحہ ۵۴ تا ۵۸، ۱۳۲ تا ۱۳۵) پر قریباً ایک صد تیس فارسی اشعار بغیر اردو ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ ان اشعار کا اردو ترجمہ دیا جانا چاہیے تھا تا کہ فارسی نہ جاننے والے افراد ان کے مفہوم سے آگاہ ہو جاتے۔

سفرنامے کے صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۵ تک شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب خانہ خدیویہ میں موجود تفسیر، حدیث، تاریخ اور ادب سے متعلقہ قریباً نوے (۹۰) مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ نادر و نایاب کتب کی فہرست دی ہے۔ ان کتب سے متعلقہ دیے گئے توضیحی حاشیے سے ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعے اور اعلیٰ تحقیقی ذوق کا ثبوت ملتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''یہاں اور اس سے قبل و بعد شبلی نے جن قلمی کتب کا ذکر کیا، وہ تقریباً تماماً چھپ چکی ہیں (اور بعض کتب کئی مختلف مقامات سے) لیکن ہمیں یاد رہے کہ شبلی نے ۸۳ سال پہلے کے حالات لکھے ہیں۔ ان کی کنجاوی، دقت نظری اور بالغ نگاہی جس سے ظاہر ہے کہ وہ علوم اسلامی کی اساسی کتب پر متوجہ رہے، اور درجہ دوم یا سوم کی کتابوں کے تذکرے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ جیسا کہ مقدمے میں اشارہ کیا گیا، اس سفرنامے میں شبلی کی نظر سے گزرنے والی کتابیں، ان کی بعد کی تالیفات میں منعکس ہیں۔''(۹)

''سفرنامہ روم، مصر، شام'' ایک عمدہ ادبی کتاب ہے۔ اس سفرنامے میں شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شہروں اور کتب خانوں نیز درسگاہوں کے بارے میں وسیع و عمیق معلومات فراہم کی

ہیں۔انھوں نے ترکوں اور عربوں کی معاشرت اور عام تمدنی حالات کے بارے میں قیمتی آرا دی ہیں۔علمی،ادبی اور سماجی نقطہ نگاہ سے ان کا سفرنامہ نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے تدوین،تصحیح اور تحشیہ سے اس کتاب کو عصرِ حاضر کے قارئین کے لیے قابلِ مطالعہ بنا کر اور اس کی اشاعت کا اہتمام کر کے گراں قدر علمی وادبی خدمت سرانجام دی ہے۔

06۔ فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

تصنیف وتالیف : ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی
پبلشرز : سنگِ میل پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور
اشاعت : باراول: ۱۹۷۴ء، باردوم: ۱۹۸۸ء
صفحات : ۲۵۴
قیمت : ۲۱۰ روپے

فہرست مضامین:

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱۔	باب اول	۱۱
	فارسی زبان کا ارتقاء	۱۳
	فارسی ادبیات کا آغاز	۱۶
	پہلا فارسی شاعر	۱۷
	طاہری دور	۱۸
	صفاری دور	۱۹
	سامانی دور	۲۱
	ابوشکور بلخی، شہید بلخی، رودکی، دقیقی، کسائی، رابعہ قزداری، سامانی دور کی نثر	
	غزنوی دور	۳۰
	فردوسی، فرخی، عنصری، منوچہری، غزنوی دور کی نثر، رسائل ابن سینا، التفہیم، تاریخ بیہقی	
	سلاجقہ سے خوارزم شاہی عہد تک	۳۸
	سلجوقی دور کے شعراء	۴۱

بابا طاہر عریاں، ابوسعید ابوالخیر، ناصر خسرو، امیر جفری، عمر خیام، حکیم سنائی، انوری، خاقانی، نظامی ظہیر فاریابی، شیخ عطار، (اس دور کے دیگر شعراء) اسدی، قطران، وطواط، ادیب صابر، مجیر بیلقانی، فلکی، جمال الدین اصفہانی، شفروہ

نثر سلاجقہ و خوارزمشاہیان ۵۹

سفرنامہ حکیم ناصر خسرو، قابوس نامہ، سیاست نامہ، مقامات حمیدی، چہار مقالہ، کلیلہ و دمنہ، بہرام شاہی، مرزبان نامہ، سند باد نامہ، سمک عیار، تاریخ برامکہ، فارسی نامہ، مجمل التواریخ، تاریخ بخارا، تاریخ بیہقی، راحت الصدور، ترجمہ تاریخ یمینی، تاریخ طبرستان، تفسیر سور آبادی، تاج التراجم، بیان الادیان، روضات الجنان، کیمیائے سعادت، ترجمہ رسالہ قشیریہ، طبقاتِ صوفیہ، اسرارِ التوحید، تذکرۃ الاولیاء، روضۃ المنجمین، نوروزنامہ، ذخیرہ خوارزم شاہی، لغت فرس، ترجمان البلاغۃ۔

ایلخانی و تیموریوں کے ادوار ۷۲

امامی ہروی، رومی، مجد ہمگر، عراقی، سعدی، ہمام تبریزی، محمود شبستری، اوحدی مراغی، خواجو کرمانی، ابن یمین، عبید زاکانی، سلمان ساوجی، حافظ شیرازی، کمال خجندی، نعمت اللہ شاہ ولی، قاسم انوار، کاتبی، شاہی، ابن حسام، مولانا جامی، ایلخانی نثر، تاریخ جہانگشای جوینی، تاریخ وصاف، تاریخ گزیدہ، ظفر نامہ، تاریخ بناکتی، مجمع الانساب، نظام التواریخ، جامع التواریخ، گلستان، اخلاق ناصری، درۃ التاج، مرصاد العباد، فیہ مافیہ، مناقب العارفین، خلاصۃ المناقب، تیموری نثر، اخلاق الاشراف، بہارستان، انوار سہیلی، لطائف الطوائف، زبدۃ التواریخ، مجمل التواریخ، مطلع السعدین، ظفر نامہ یزدی، روضۃ الصفا، نفحات الانس، مجالس النفائس، مجالس العشاق، روضۃ الشہدا، رشحات، کتب دینی و عرفانی و فلسفی، مواھب علیہ، جواہر الاسرار، لوائح، اشعۃ اللمعات، اخلاق جلالی، اخلاق محسنی، فتوت نامہ سلطانی، علوم ادبی، المعجم

صفوی عہد ۱۰۲

فغانی، ہاتفی، امیدی، اہلی، ترشیزی، ہلالی، اہلی شیرازی، فضولی، وحشی، محمود قاری، محتشم کاشانی، سحابی، زلالی، شفائی، اسیر، طاہر قزوینی، مذہبی علوم پر کتابیں، حکمت و فلسفہ، ادب و انشاء، عالم آرائے عباسی، تحفہ سامی، تذکرہ نصر آبادی، صفوۃ الصفا، تذکرہ ہفت اقلیم

افشاری عہد ۱۱۳

مشتاق اصفہانی، درۃ نادری، جہانگشای نادری، عاشق اصفہانی، آذر بیگدلی، ہاتف اصفہانی، آتشکدہ۔

قاچاری عہد ۱۱۷

تحریک مشروطہ، بابی و بہائی تحریکیں، قرۃ العین، سحاب اصفہانی، صباحی، مجمر، صبا کاشانی،

نشاط اصفہانی، وصال شیرازی، قاآنی، فروغی، یغما، سروش، صبا، ہدایت، شیبانی، امیری، ایرج۔

قاچاری دور کا نثری سرمایہ ۱۲۸

قاچاری عہد کی سیاسی شاعری ۱۳۱

نسیم رشتی، عارف قزوینی، بہار مشہدی، داؤد رشتی

معاصر پہلوی عہد ۱۳۴

میرزا عشقی، فرخی یزدی، پروین اعتصامی، ادیب پیشاوری، رشید یاسمی، حبیب خراسانی، نظام وفا، رہی معیری، عباس فرات، رسا، امیری فیروز کوہی، مہدی حمیدی، مہرداد، سیمین تہرانی، شاعری میں ہیئت کے نئے تجربے، سیاوش، کسوائی، فریدون مشیری، سایہ، فریدون تولّلی، امید، نادر نادرپور، فروغ فرخ زاد۔

فارسی ادب برصغیر پاک و ہند میں ۱۴۹

برصغیر میں فارسی زبان کی آمد

غزنوی دور ۱۵۱

ابوالفرج رونی، مسعود سعد سلمان، غزنوی دور کی نثر

خاندانِ غلاماں ۱۵۸

اس دور کے شعراء ۱۵۹

شمس الدین محمد بلخی، فضلی، ضیاء الدین، ناصری، روحانی، ریزہ، عمید سنامی، مہرہ، جمال ہانسوی، دور ممالیک کی نثر، جوامع الحکایات، الفرج

بعد الشدۃ، لباب الالباب، بحر الانساب، چچ نامہ، تاج الماثر، طبقات ناصری، کتاب الاوراد، آداب الحرب

عہد خلجی و تغلق ۱۶۸

امیر خسرو، حسن سجزی، بوعلی قلندر، بدر چاچ، ضیاء نخشبی، مطہر کڑہ، اس دور کی نثر، طوطی نامہ، اعجاز خسروی، مقدمات، انشای ماہرو، تاریخ فیروز شاہی، اخبار برمکیاں، خزائن الفتوح، تغلق نامہ، فتوحات فیروز شاہی، تاریخ فیروز شاہی، فرہنگ قواسی، کتب مذہب و تصوف

سید و لودھی خاندان ۱۸۳

بابری، برہمن، رزق اللہ، جمالی، اس دور کی نثر، کتب تاریخ و مذہب و تصوف، کتب علوم

فارسی ادب وادیٔ جموں وکشمیر میں ۱۸۹
شعراء ۱۹۰
اویسی، میر سید علی ہمدانی، سلطان یوسف داؤد، خاکی، یعقوب صوفی، میرم بزاز
مغلیہ دور سے قبل کشمیر کا سرمایہ نثر ۱۹۳
مغلیہ عہد کے شعراء ۱۹۵
بیرم خان، عرفی، فیضی، نظیری، ظہوری، طالب آملی، منیر، قدسی، جبی کشمیری، سلیم، کلیم، میرالٰہی، داراشکوہ، سرمد، برہمن لاہوری، ظفر خان احسن، ملاغنی کشمیری، صائب، محسن فانی، غنیمت، ناصر علی، صادق، اکمل، جویا تبریزی، نعمت خان عالی، شیخ رادھو، بیدل، مشتاق، ساطع، بلبل، توفیق، حزین، شائق، واقف، منت، قتیل، حمید، نیاز بریلوی، نیاز نقشبندی، غالب
اس دور کا انشا وادب ۲۱۷
دین وتصوف، تاریخ وتذکرہ، لغت وفرہنگ
مغلیہ دور کے بعد سے اب تک ۲۲۷
شعراء ۲۲۸
عبید، آزاد، شبلی، اعظم، دیری، سعد، گرامی، عزیز، پیر مہر علی شاہ، علامہ اقبال، طغرائی، ظفر علی، عظامی، میکش، علامہ مشرقی، ضیا جعفری، سیرت، داراب، صوفی تبسم، شیدا، حفیظ ہوشیار پوری، عرفانی، ایوب، الیاس عشقی، اکرام
ادب، انشاء اور صحافت ۲۴۴
تاریخ وتذکرہ، متفرق فارسی کتب، پاکستان کے معاصر فارسی نویس (۱۰)

یہ کتاب ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر صدیق شبلی کی مشترکہ کاوش ہے۔ اس کتاب میں قدیم ایام سے دورِ حاضر تک ایران اور برصغیر پاک وہند کے فارسی ادبیات کا احاطہ کیا گیا ہے جبکہ افغانستان، روس کی فارسی ریاستوں اور بھارت کے معاصر فارسی ادب کا بیان اس میں شامل نہیں ہے۔ اس کتاب میں فاضل مصنفین ومؤلفین نے فارسی ادب کے ہزار سالہ دور کی تاریخ کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس میں فارسی کے نامور شعراء، ادباء اور اہم ادبی، تذکراتی، تاریخی اور علمی وفنی کتب کے بارے میں ضروری معلومات پیش کی گئی ہیں۔

یہ کتاب دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا حصہ ڈاکٹر صدیق شبلی نے لکھا ہے۔ اس

حصہ میں قدیم ترین ایام سے خوارزم شاہیوں تک کے ایران اور مغلیہ سلطنت کے قیام سے پہلے ہندوستان کے فارسی ادب کے بارے میں لکھا گیا ہے۔اس کا دوسرا حصہ ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے جس میں مغلیہ سلطنت کے قیام سے موجودہ زمانے تک کے فارسی ادب کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

یہ کتاب فارسی سے دلچسپی رکھنے والے عام شائقین اور طلبہ کے لیے لکھی گئی ہے۔اردو میں فارسی ادب کی تاریخ کے حوالے سے،اس سے قبل لکھی گئی بیشتر کتابیں کسی ایک ملک کی ادبیات، یا کسی مخصوص دور یا چند اہم شعراء کے ذکر تک محدود نظر آتی ہیں۔زیرِ نظر کتاب سابقہ کتب کی نسبت کافی زیادہ وسعت کی حامل ہے۔(۱۱)

کتاب کے شروع میں مفصل ''فہرست'' موضوعات دی گئی ہے۔قدرے زیادہ تدبر اور احتیاط بروئے کار لاتے ہوئے یہ فہرست زیادہ بہتر طور پر مرتب کی جا سکتی تھی۔فہرست میں مختلف ادوار(سامانی دور،غزنوی دور،سلجوقی دور کے شعراء اور اس طرح کے دیگر عنوانات کے تحت دیے گئے فاضل مصنفین ،شعراء اور ادباء کے ناموں کے ساتھ صفحات کے نمبر دے دیے جاتے تو اصل متن تک آسانی سے رسائی ہو جاتی۔اس طرح کتاب کے آخر پر''اشاریہ'' دیا جانا بھی ضروری تھا ۔کتاب میں خاص ''ماخذ و منابع'' کی نامکمل ،ادھوری فہرست دی گئی ہے۔چھبیس منابع میں سے صرف ایک دو منابع کے عنوانات اور مصنفین و مؤلفین کے ناموں کے ساتھ ناشرین کے نام اور سنِ اشاعت دیے گئے ہیں۔

اس طرح ''حوالہ جات و حواشی'' بھی نہیں دیے گئے ۔ اس تاریخی ادبی کتاب کے مندرجات کے ساتھ حوالہ جات دینے سے اس کی حیثیت مستند ہو جاتی اور مزید تحقیق کے راستے آسان ہو جاتے ۔اگر اس کتاب میں ''حوالہ جات و حواشی'' کے ساتھ جامع ''اشاریہ'' دے دیا جاتا تو اسے فارسی ادب کے ہزار سالہ دور کی تاریخ کا مختصر، جامع اور مستند انسائیکلو پیڈیا قرار دیا جا سکتا تھا۔شاید انھی امور کے پیشِ نظر ڈاکٹر صدیق شبلی نے اپنے (۵فروری ۱۹۷۴ء کے)''پیش گفتار'' کے آخر پر لکھا ہے کہ:

> ''.... یہ کتاب فارسی زبان سے دلچسپی رکھنے والے عام شائقین اور طلبہ کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوگی....''(۱۲)

اس کتاب کا حصہ اول محررہ ڈاکٹر صدیق شبلی (مشتمل بر صفحات ۱۱ تا ۱۹۵)، دوسرے حصہ محررہ ڈاکٹر محمد ریاض (مشتمل بر صفحات ۱۹۵ تا ۲۵۴) سے طویل تر ہے۔حصہ اول میں صرف پانچ

صفحات (۱۳، ۲۷، ۳۳، ۵۰ اور ۱۶۱) کے پاورق میں یک جملی حوالے دیے گئے ہیں۔ حصہ دوم کے صرف دو صفحات (۲۱۰، ۲۵۴) کے پاورق میں یک جملی حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ دونوں حصوں میں قریباً یکساں اسلوبِ تحریر اور طرزِ بیان اختیار کیا گیا ہے۔ اس لیے ہر دو حصوں میں سے ایک ایک مثال اس کتاب کے مندرجات کی نوعیت اور اسلوبِ بیان سے آگاہی کے لیے کافی رہے گی۔

ڈاکٹر صدیق شبلی، حضرت ابوسعید ابوالخیر (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

ابوسعید ابوالخیر: شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر ۳۵۷ ہجری میں نیشاپور کے ایک قصبے مہنہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے نامور علماء و مشائخ سے کسبِ فیض کیا۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی متوفی ۴۱۲ھ کے مرید تھے۔ ساری عمر لوگوں کی روحانی تربیت میں مصروف رہے۔ ان کے نواسے محمد بن منور کی کتاب ''اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید'' شیخ کے اقوال واحوال کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے شیخ کی عالی ظرفی، وسعتِ قلبی اور صلح کل مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے ۴۴۰ھ میں مہنہ میں انتقال فرمایا۔ شیریں گفتار واعظ تھے۔ تصوف کی حقیقت کے بارے میں ان کا یہ قول بہت مشہور ہے:

ترجمہ: دل میں جو خواہشات ہیں، انھیں نکال دو اور ہاتھ میں جو کچھ ہے دے ڈالو۔ جو کچھ تم پر گزرے اسے اللہ کی رضا سمجھو اور حرفِ شکایت لب پر نہ لاؤ۔

ان کا ایک اور قول ہے:

ترجمہ: خدا اور بندے کے درمیان زمین ہے نہ پردہ، نہ آسمان بلکہ وجودِ انسان پردہ ہے جب اس پردے کو ہٹا دو گے تو خدا کو پا لو گے۔

شیخ ابوسعید صوفیانہ عقائد واخلاق کا ایک زندہ نمونہ تھے۔ کہتے ہیں کہ ابوسعید ابوالخیر کے شیخ بوعلی سینا کے ساتھ کئی روز تک مذاکرات رہے اور بوعلی سینا نے ان کے بارے میں کہا، ''جو کچھ میں جانتا ہوں ابوسعید اسے دیکھتا ہے۔'' اور ابوسعید نے بوعلی کے بارے میں فرمایا، ''جو کچھ میں دیکھتا ہوں، وہ جانتا ہے۔''

ابوسعید شاید فارسی کے پہلے شاعروں میں سے ہیں جنھوں نے صوفیانہ عقائد کے اظہار کے لیے رباعیات کو ذریعہ بنایا۔ نمونہ کلام کے طور پر دو رباعیاں درج کی جاتی ہیں۔ پہلی رباعی کا موضوع یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں حسنِ مطلق کا پرتو نظر آتا ہے اور دوسری رباعی میں صوفیوں کے صلح کل مشرب کو پیش کیا گیا ہے۔

؎ گفتم کہ کرائی تو بدین زیبائی   گفتا خود را کہ من خودم یکتائی

هم عشقم و هم عاشق و هم معشوقم — هم آئینه جمال و هم بینائی
آن آتش سوزنده که عشقش لقب است — در پیکر کفر و دین چو سوزنده لقب است
ایمان دیگر و کیش محبت دگر است — پیغمبر عشق نه عجم نه عرب است (۱۳)

مندرجہ بالا عبارت حضرت ابوسعید ابوالخیر (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت، افکار اور فارسی ادب میں ان کی خدمات کے حوالے سے مختصر و جامع تحریر پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت شیخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال کا ترجمہ بغیر متن کے، فارسی اشعار بغیر ترجمے کے اور ان کے سوانح بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔ تقریباً تمام کتاب اسی اسلوب کے تحت لکھی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض، بیدل عظیم آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''بیدلؔ عظیم آبادی (م ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء): ابوالمعالی میرزا عبدالقادر بیدلؔ، اپنے عہد کے بے نظیر شاعر تھے۔ آپ ترک چغتائیوں میں سے تھے۔ عظیم آباد (پٹنہ) میں پیدا ہوئے اور زندگی کا بیشتر حصہ شاہجہان آباد میں گزارا اور وہیں مدفون ہیں۔ بیدلؔ کی نثری تالیفات سے قطع نظر، ان کے ضخیم کلیات میں ہر صنفِ سخن موجود ہے۔ کلیات کی چار ضخیم جلدیں چند سال قبل کابل سے شائع ہوئیں۔ افغانستان اور روس کے فارسی زبان کے علاقوں میں کلام بیدلؔ کا خاص تداول ہے۔ پاکستان میں ڈاکٹر عبدالغنی نے بیدلؔ کے بارے میں اردو اور انگریزی میں اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ بیدلؔ ایک عارف، بیدار دل، خودشناس اور خودنگر شخص تھے۔ امراء وسلاطین سے تعارف کے باوجود آپ نے کبھی کسی کی مدح نہیں کی۔ تفکر وتفلسُف آپ کا شعار ودِثار رہا۔ آپ کے اشعار لاکھ سے متجاوز ہیں۔ اور ان میں فکر ونظر کا عمق نظر آتا ہے۔ برصغیر کے عظیم شعراء میں سے میرزا غالب اور علامہ اقبال بیدل کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں۔ بیدلؔ کی مشکل پسندی، ایک مسلمہ امر ہے۔ ان کے معانی و الفاظ بھی خاص ہیں۔ بیدلؔ کے خاص موضوعات درس عرفان، خودداری، تحیّر اور سیر قلب ہیں، یہاں ہم آپ کی ایک غزل کا انتخاب درج کرتے ہیں۔

؎ راحتِ جاوید عشاق از فضولی رستن است — سجدهٔ شکر نگه چشم از تماشا بستن است
از کشاکش نیست ایمن یک نفس فرصت شمار — کار ریگ شیشهٔ ساعت زپا نشستن است
تا چه زاید صبحدم کامشب بزمِ نو بهار — غنچه چون مینای می از خون عیش آبستن است
شرمی از آزار دلها کن که در ملکِ وفا — بهر ناموس مروت رنگ هم نه شکستن است
از مکافات عمل ایمن نباید زیستن — سر برید نهالی ناخن عبرتِ دل خستن است
همچو اشک از انفعالِ دستگاه ما و من — آب باید شد که آخر دستی از خود شستن است
زانقلاب دهر بیدلؔ کارم از طاقت گذشت — بعد ازین از سخت جانی سنگ بر دل بستن است (۱۴)

مندرجہ بالاعبارت بیدل عظیم آبادی (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت،افکاراورفارسی ادب میں ان کی خدمات کے حوالے سے مختصر، جامع تحریر پر مشتمل ہے۔اس میں دیے گئے فارسی اشعارکاترجمہ اوراحوال وآثار کے حوالہ جات نہیں دیے گئے۔

مجموعی طور پر''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ'' نہایت گراں قدر علمی وادبی سرمایہ ہے۔ اسے تدوین وتحشیہ اوراشاریے کے اضافے سے مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

07۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے

تصنیف وتالیف	:	عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد
پبلشرز	:	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد
اشاعت	:	پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء
صفحات	:	۱۰۴
قیمت	:	پیپر بیک ۱۸ روپے؛ مجلد ۳۸ روپے

فہرست مضامین:

۱۔	دفتر مترجم السنہ شرقیہ	بمبئی۔ ہندوستان	عطش درانی	۹
۲۔	مجمع العلمی العربی	دمشق۔ شام	محمد طاہر منصوری	۱۹
۳۔	ترک دل قورومو	ترکی	میاں بشیر احمد	۳۵
۴۔	مجمع اللغۃ العربیہ	مصر	محمد طاہر منصوری	۵۹
۵۔	فرہنگستان زبان ایران	ایران	ڈاکٹر محمد ریاض	۷۱
۶۔	دیوان بھاسا دان پستکا	ملائشیا	عطش درانی	۷۹
۷۔	مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی	مراکش	محمد طاہر منصوری	۹۷
۸۔	مجمع اللغۃ فی العربیۃ الاردنی	اُردن	محمد طاہر منصوری	۹۷

(۱۵)

''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' آٹھ مضامین پر مشتمل ایک کتاب ہے۔ ان مضامین میں ملائشیا، ایران، مصر، اردن، ہندوستان، شام، ترکی اور مراکش کے زبان وادب کے ترقیاتی اداروں اور ان کی کارکردگی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ملائشیا، ایران، مصر اور اردن کے اداروں سے متعلقہ مضامین شامل تھے۔ اس کے دوسرے ایڈیشن میں ہندوستان، شام، ترکی اور مراکش کے اداروں پر لکھے گئے مضامین شامل کیے گئے۔ پاکستان میں ''مقتدرہ قومی زبان'' اردو زبان وادب کی ترقی کا ادارہ ہے۔ یہ مجموعہ مضامین اس لیے مرتب کیا

گیا تھا کہ یہ ادارہ مشرقی ممالک کے زبان وادب کی ترقی سے متعلقہ ان اداروں کی تنظیم، منصوبوں ،مسائل اوران کی لسانی پیش رفت سے باخبراور آگاہ ہوکر اپنے منصوبوں کومزید جامع وموثر بنا سکے اوراپنی کارکردگی بہتر بنا سکے۔اس امر پر حیرت ہے کہ اس مجموعہ مضامین میں مقتدرہ قومی زبان پر لکھا گیا کوئی مضمون شامل نہیں کیا گیا جس میں اس کا تعارف کرایا جاتا، کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جاتا اور دیگر ممالک کے زبان وادب کی ترقی کے اداروں سے اس کی کارکردگی کے تقابل وموازنہ پراوراس کی کارکردگی کومزید بہتر بنانے کے لیے تجاویز پیش کی جاتیں۔اس مجموعے میں شامل آٹھ مضامین میں سے چار مضامین محمد طاہر منصوری، دومضامین عطش درانی، ایک مضمون میاں بشیر احمد اورایک مضمون ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریر کیا ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو زیرِنظر تالیف میں محمد طاہر منصوری کی 50%، عطش درانی کی 25%، میاں بشیر احمد کی 12.5% اور ڈاکٹر محمد ریاض کی 12.5% شراکت ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فرہنگستان زبانِ ایران'' پر مضمون تحریر کیا ہے جو کہ ایران کا فارسی اصطلاحات سازی کا ادارہ ہے۔مضمون کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ادارے کا مختصر سا تعارف دیا ہے۔ یہ ادارہ مارچ ۱۹۳۵ء میں قائم کیا گیا تھا۔اس کا پہلا اجلاس یکم جون ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔اس وقت اس کے ۲۴ ارکان تھے مگر قانون کے بموجب یہ تعداد ۵۰ تک بڑھائی جاسکتی تھی۔''فرہنگستان'' نے ''نامۂ فرہنگستان'' کے نام سے ایک مجلّہ جاری کیا جس کے ذریعے لوگ اس کی کارکردگی سے مطلع ہوتے رہے۔اس ادارے کا منشور ۱۶ اشقوں پر مشتمل تھا۔اپریل ۱۹۳۸ء میں فرہنگستان نے سات کمیٹیاں تشکیل دیں۔ یہ کمیٹیاں دفتری، عدالتی، سائنسی، جغرافیائی اور طبی اصطلاحات،لغت اور علاقائی زبانوں پر الگ الگ کام کرتی رہیں۔''فرہنگستان'' چھ سال کے بعد ۱۹۴۱ء میں تعطل کا شکار ہوگیا اور رسمی طور پر اس کا اختتام ۱۹۴۴ء میں ہوا۔اس کی شائع کردہ پانچ کتابیں ''واژہ ہائے نو'' (نئے الفاظ) کے عنوان سے شائع ہوئی ہیں۔۱۹۷۰ء میں دوسری بار ایسا ہی ادارہ قائم ہوا اوراس دفعہ اس کا نام ''فرہنگستان زبانِ ایران'' رکھا گیا۔ یہ ادارہ ۱۹۷۹ء تک کام کرتا رہا۔اس نے گزشتہ فرہنگستان کی فراموش شدہ کتابوں کی ازسرِ نو طباعت کرائی اور کئی مفید کتابیں شائع کیں۔انقلاب ایران کے بعد مختلف علمی وتحقیقی اداروں کو باہم ضم کرکے ''موسسہ مطالعاتِ فرہنگی'' بنایا گیا جسے ''فرہنگستان زبانِ ایران'' کی علمی خدمات بھی سونپ دی گئیں۔(۱۶)

کتاب ''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں اور دوسرا

ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔ موضوع کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ مشرقی ممالک کے زبان وادب کی ترقی کے اداروں کی تاحال کارکردگی اور پیش رفت کا جائزہ لے کر اس کا پاکستان کے زبان وادب کی ترقی سے متعلقہ اداروں کی کارکردگی سے تقابل وموازنہ کیا جائے اور آئندہ کے لیے بہتر حکمتِ عملی طے کر کے اس پر عمل کیا جائے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات ومضامین

ڈاکٹر محمد ریاض نے غیر اقبالیاتی ادب پر کم وبیش ۷۵ مقالات ومضامین لکھے۔ان میں سے ۴۶ مقالات ومضامین ''شخصیات'' پر، ۱۸ مقالات ومضامین ''اسلامی افکار وتصورات'' پر، ۶ مقالات ومضامین ''ادبیات (زبان وادب)'' پر، ۴ مقالات ومضامین ''ایرانیات'' پر اور ایک مضمون ''متفرقات'' پر لکھا۔مختلف موضوعات پر لکھے گئے ان تمام مقالات ومضامین کے عنوانات اور دیگر کوائف درج ذیل ہیں:

شخصیات پر لکھے گئے مقالات ومضامین

سیرت انبیائے کرام سلام اللہ علیہم اجمعین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	فکرونظر	اسلام آباد	
	حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
02۔	رحمت اللعالمین	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
03۔	سیرت انبیاء کے ابدی نشانات	فکرونظر	اسلام آباد	
04۔	نعتِ نبوی فارسی شاعری میں	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران

ابن سینا

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	ابنِ سینا،ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
02۔	بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات	فکروخیال	کراچی	بورڈ آف...

سید شبلی نعمانی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیلِ نو	الولی	حیدرآباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
02۔	سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری	فکرونظر	اسلام آباد	

سید علی ہمدانی اور ہمدانی سلسلہ کے دیگر بزرگ

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	ذخیرۃ الملوک مئولفہ میر سید علی ہمدانی	دانش	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
02۔	حضرت میر سید محمد ہمدانی	الولی	حیدر آباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
03۔	خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی			
	علوم وفنون کی سرپرستی کے آئینے میں)	فکر ونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
04۔	روضات الجنان وجنات الجنان	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
05۔	شاہ ہمدان	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
06۔	میر سید علی ہمدانی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	میر سید علی ہمدانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

شیخ سعدی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	سعدی کی مومنانہ فراست	قومی زبان	کراچی	انجمن ترقی اردو
02۔	شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

قائدِ اعظم

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
02۔	قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات

مرزا بیدل

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	بیدل فکر وفن	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
02۔	مرزا بیدل: فکر وفن	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
03۔	مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
		رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی

مرزا غالب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	غالب اور تقلید عرفی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
02۔	غالب کی قصیدہ گوئی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

مولانا روم

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	رومی کا تصورِ فقر	علم کی دستک	اسلام آباد	اوپن یونیورسٹی
		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
02۔	رومی: شروح مثنوی شریف	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	مثنوی شریف (فروزانفر کی شرح کے مقدمات)	اقبال ریویو	لاہور	اقبال اکیڈمی
03۔	سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں	اقبال اور سیرت..	لاہور	مقبول اکیڈمی
04۔	قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
05۔	مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
06۔	مولانائے روم کے مکاتیب	رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
		فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

دیگر شخصیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/ کتاب	مقام	پبلشر
01۔	ابنِ ماجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
02۔	اشرف جہانگیر سمنانی	الولی	حیدر آباد	شاہ ولی اللہ اکیڈمی
03۔	امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
04۔	بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
05۔	حافظ اور گوئٹے	اردو (سہ ماہی)	کراچی	انجمن ترقی اردو
06۔	حرفِ چند بیادِ مہر	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
07۔	ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات
08۔	سلاطین کشمیر کا علمی ذوق	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
09۔	سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
10۔	سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران
11۔	شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
12۔	شیخ یعقوب صرفی	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
13۔	علامہ تفضّل حسین کشمیری	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
14۔	فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ	ادبیات (سہ)	اسلام آباد	اکادمی ادبیات
15۔	ملا صدرا کے الٰہیاتی افکار	اقبالیات	لاہور	اقبال اکیڈمی
16۔	مولانا عبدالرحمن جامی	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی

افکار و تصورات پر لکھے گئے مقالات و مضامین

اسلام اور مسلمان

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں	بصائر	کراچی	دائرہ معین..
02۔	اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
03۔	اسلام اور رواداری، احترام زندگی اور اسلام	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات
04۔	برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
05۔	اوران کے دو گروہ	العلم (سہ)	کراچی	ایجوکیشنل
06۔	صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
07۔	علومِ اسلامی کے چند اہم مآخذ	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
08۔	قرآن مجید اور چند فارسی امثال	فکر و نظر	اسلام آباد	تحقیقات اسلامی
09۔	قلب اور اس کی اقسام	بینات	کراچی	نیوٹاؤن
10۔	قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت	الحق (م)	اکوڑہ	دارالعلوم حقانیہ
11۔	مسجد قرطبہ	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
12۔	معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیماتِ..)	البلاغ	کراچی	دارالعلوم کراچی
13۔	نکتہ توحید	فاران (م)	کراچی	دفتر فاران

نظام جوانمردی (فتوت)

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	فتوّت یا جوانمردی ... مسلمانوں کا ایک			
	اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر 1)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
02۔	فتوّت یا جوانمردی ... مسلمانوں کا ایک			
	اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر 2)	فکرونظر	اسلام آباد	تحقیقاتِ اسلامی
03۔	مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام	فکرونظر	اسلام آباد	
04۔	نظام فتوّت کے آداب ورسوم اور اصطلاحات	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
05۔	نظامِ فتوّت	اقبال	لاہور	بزمِ اقبال
	نظامِ جوانمردی (فتوّت)	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
	نظامِ فتوّت، چودہ سوسالہ تاریخ اسلام میں	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات

ایرانیات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک وہند میں	صحیفہ	لاہور	مجلس ترقی ادب
02۔	پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات	رومی کا تصوّرِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی
03۔	فرہنگستان زبان ایران	مشرقی ممالک میں	اسلام آباد	مقتدرہ قومی زبان
04۔	کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
	معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی

ادبیات (زبان وادب) پر لکھے گئے مقالات ومضامین

فارسی زبان ادب

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)	اظہار	کراچی	محکمہ اطلاعات

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
02۔	فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر	فکرونظر	اسلام آباد	
03۔	فارسی نثر کی اقسام اور ادوار	المعارف	لاہور	ثقافتِ اسلامی
04۔		رومی کا تصورِ فقر	لاہور	مقبول اکیڈمی

متفرق موضوعات پر لکھے گئے مقالات ومضامین

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ/کتاب	مقام	پبلشر
01۔	پربت کی گود میں (مری،عوامی زندگی کی جھلکیاں)	ماہِ نو	کراچی	ادارہ مطبوعات

مندرجہ بالا تمام مقالات ومضامین پر موضوع وار تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات ومضامین

مقالے ''رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت اختصار و جامعیت سے نبی کریم، رؤف ورحیم، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس سے چند ایک واقعات کا حوالہ دے کر واضح کیا ہے کہ ہدایت انسان کا مقصدِ اعلیٰ ہے۔ اس مقصدِ عظمیٰ سے لوگوں کو ہمکنار کرنے کی خاطر انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ سلسلۂ نبوت ورسالت جامع ترین صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور دین اسلام اکمل الادیان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہر دور کے ہر انسان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار اور علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' سے اقتباس دے کر نہایت اچھے انداز سے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ہے۔ (۱۷)

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر کئی ممالک کے حکمرانوں کو تبلیغی مقاصد کے لیے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہدایات دینے کے لیے مکتوبات تحریر فرمائے جن میں سے تین سو کے قریب مکتوبات کا حدیث، سیرت اور تاریخِ اسلام کی کتابوں میں ذکر ہے۔ ان میں سے ۱۳۹ خطوط کے متن من وعن دستیاب ہو چکے ہیں اور بقیہ کا مفہوم منقول ملتا ہے۔ ان میں وثائق اور معاہدے بھی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف عرب قبائل کے ساتھ انجام دیے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے ''**حضرت رسالت مآب کے مکاتیب**'' مطبوعہ ''فکر ونظر'' جلد ۱۶، شمارہ ۸، اشاعت فروری ۱۹۷۹ء کے صفحات ۸۸ تا ۹۹ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خطوط کا ذکر کیا ہے جو اپنی اصلی اور ابتدائی حالت میں دستیاب ہوئے۔ ان میں سے ایک مکتوب نجاشی کے نام لکھا گیا تھا اور باقی تین مکتوبات ایران، بحرین اور مصر کے حکام کے نام لکھے گئے تھے۔ تقریباً تمام مکتوبات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلوبِ تحریر یکساں نوعیت کا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''......مکتوبات کا انداز اور عبارت اس قدر جامع، مانع اور موثر ہے کہ عقل اس سے افضل واکمل اسلوب کبھی تلاش نہ کر سکے گی۔ یہ مکتوبات بھی نبوت کے جمال وجلال کے مظہر ہیں......'' (۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ اپنے موضوع اور مندرجات کے لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت کا

حامل ہے۔ ان کا یہ مقالہ کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں بھی (بغیر کسی تبدیلی کے) دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون **''نعتِ نبوی ﷺ''** میں مندرجہ ذیل فارسی شعرا کے نعتیہ کلام سے انتخاب پیش کیا ہے:

۱۔ سنائی غزنوی (متوفی ۵۳۵ھ/۱۱۵۰ء)
۲۔ محمد بن علی سوزنی سمرقندی (متوفی ۵۶۹ھ)
۳۔ خاقانی شروانی (متوفی ۵۹۵ھ)
۴۔ نظامی گنجوی (متوفی ۶۱۴ھ)
۵۔ شیخ فریدالدین محمد بن ابراہیم عطار نیشا پوری (متوفی ۶۱۸ھ)
۶۔ شیخ فریدالدین ابراہیم بن شہریار عراقی ہمدانی (متوفی ۶۸۸ھ)
۷۔ شرف الدین بن مصلح الدین سعدی شیرازی (متوفی ۶۹۱ھ/۱۲۹۱ء)
۸۔ امیر خسرو بن سیف الدین دہلوی (م ۷۲۵ھ/۱۳۲۴ء)
۹۔ ضیاء بخشی بدایونی (م ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)
۱۰۔ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی (م ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء)
۱۰۔ سید حسین ابیوردی
۱۱۔ جمال الدین محمد عرفی شیرازی (متوفی ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء)
۱۲۔ ابوالفیض فیضی فیاضی اکبرآبادی (متوفی ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء)
۱۳۔ حاج محمد جان قدسی مشہدی (متوفی ۱۰۵۶ھ)
۱۴۔ محمد علی صائب تبریزی اصفہانی (متوفی ۱۰۸۷ھ)
۱۵۔ مرزا اسداللہ غالب دہلوی (متوفی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ء)
۱۶۔ علامہ محمد شبلی نعمانی (متوفی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)
۱۷۔ علامہ محمد اقبال (متوفی ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء)

منتخب فارسی نعتیہ کلام پر مشتمل ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ سے ان کی محبت اور عقیدت، نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق اور فارسی ادب کے عمیق مطالعے کا مظہر ہے۔ موضوعِ مقالہ ''نعتِ نبوی ﷺ فارسی شاعری میں'' کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اس موضوع پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جائے۔(۱۹)

مقالے ''**سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قرآنی آیات کے حوالہ جات دے کر درج ذیل انبیائے کرام کی سیرت رقم کی ہے:

ا۔ حضرت نوح علیہ السلام	۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
۳۔ حضرت ہود علیہ السلام	۴۔ حضرت شعیب علیہ السلام
۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام	۶۔ حضرت داؤد علیہ السلام
۷۔ حضرت سلیمان علیہ السلام	۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند فارسی متون، المعجم المفرس الفاظ القرآن الکریم مرتبہ محمد فواد عبد الباقی، اعلامِ قرآن تالیف ڈاکٹر محمد خزائیلی، النبوۃ والانبیاء تالیف سید ابوالحسن ندوی اور تاریخ الانبیاء از ثعالبی سے استفادہ کر کے یہ مقالہ تحریر کیا ہے اور مفصل حوالہ جات وحواشی سے اسے مستند بنادیا ہے۔(۲۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون ''**بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات**'' مجلّہ ''فکر وخیال''، جلد ۸، شمارہ ۳، اشاعت مارچ ۱۹۷۰ء، صفحات ۵ تا ۷ پر شائع ہوا تھا۔ یہی مضمون قریباً ۲۱ سال بعد ''**ابن سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر**'' کے عنوان سے مجلّہ ماہنامہ ''اظہار کی جلد ۱۲، شمارہ ۳۔۴، اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۹۱ء کے صفحات ۴۷ تا ۸۷ پر شائع ہوا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بوعلی ابن سینا (۳۷۰ھ تا ۴۲۸ھ) کے حالات وآثار کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد ان کی تصانیف ''سلامان و ابسال''، ''رسالہ الطّیر''، ''حیّ ابن یقظان''، ''الارشادات والتنبیہات''، ''کتاب النجاۃ'' (جلد سوم)، ''کتاب الاخلاق'' اور ''کتاب السیاسۃ'' کے مندرجات کا مختصر ذکر کرتے ہوئے ان کے معاشرتی و تعلیمی افکار رقم کیے اور ان کی عصرِ حاضر میں اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مقالے کے اختتام پر علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار سے بوعلی سینا کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے ؎

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام   وہ جس کی شان میں آیا ہے علم الاسماء
مقام ذکر کمالاتِ رومی و عطار   مقامِ فکر، مقالاتِ بوعلی سینا
مقام فکر ہے پیمائش زمان و مکاں   مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ (۲۱)

سید شبلی نعمانی کی علمی وادبی خدمات پر لکھے گئے ڈاکٹر محمد ریاض کے تین مقالات دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کا مقالہ ''**تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیلِ نو**'' مجلّہ ''الولی'' کی جلد ۶، شمارہ ۱۱ تا ۱۲، اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۸ء، صفحات ۵ تا ۲۰ پر شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر

محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ شبلی نعمانی نے حیدر آباد دکن کے قیام کے زمانے میں چند کتابیں لکھیں اور اس علم کی تشکیل نو کا احساس دلایا۔ ''الغزالی'' اور ''علم الکلام'' ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئیں۔ ''الکلام'' ۱۹۰۴ء میں چھپی اور ''سوانح مولانائے روم'' دوسال بعد ۱۹۰۶ء میں چھپی۔ مولانا جلال الدین محمد رومی (متوفی ۶۷۲ھ) کے علم الکلام کو سب سے پہلے شبلی نے مرتب کیا اور اس کے بعد بر صغیر و ایران وغیرہ کے محققین نے مولانا کی تصانیف کے اس پہلو پر توجہ کی۔ کتاب ''علم الکلام'' اس علم کی مختصر تاریخ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے دوسرے حصے کا عنوان ''الکلام'' ہے جس میں نیا علم کلام پیش کیا گیا ہے۔ ''علم الکلام'' اور ''الکلام'' اپنے موضوع پر قابلِ قدر تالیفات ہیں۔ اردو اور فارسی میں خالصتاً اس موضوع پر کوئی دوسری تصنیف موجود نہیں۔ علمِ کلام سے متعلقہ اپنی چاروں کتب میں علامہ شبلی نعمانی نے نقلِ قول پر اکتفا نہیں کیا بلکہ متعدد مقامات پر متکلمین میں سے بعض کی آرا کو بعض پر ترجیح دی ہے اور بعض آرا کو رد کر کے اپنی رائے بھی دی ہے۔ (۲۲)

مقالے ''**سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچ ذیلی عنوانات: اسلام کی حقانیت، سیرتِ رسول ﷺ، سیرتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تعلیماتِ دین اور تاریخ اسلام کے تحت علامہ شبلی نعمانی کی دینی شاعری کے اہم حصوں کی مثالیں دے کر نشاندہی کی ہے اور واضح کیا ہے کہ عصرِ شبلی تک اس قسم کی شاعری اردو میں شاذ تھی۔ (۲۳)

مضمون ''**فارسی نثر کی اقسام اور ادوار**'' مجلّہ ''المعارف''، جلد ۱۳، شمارہ ۲، اشاعت فروری ۱۹۸۰ء، میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اسے ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل کر لیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں فارسی نثر کی درج ذیل تین اقسام اور پانچ ادوار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں اور موزوں مثالیں دے کر نفسِ مضمون واضح کیا ہے:

سہ گانہ اقسامِ نثر:۔

۱۔ سادہ یا مرسل

۲۔ مصنوع: مسجع اور متکلف (فنی) نثر اس کی ذیلی اقسام ہیں۔

۳۔ شکستہ نثر

فارسی نثر کے ادوار:۔ موجودہ ایران کے نقاد فارسی نثر کے حسبِ ذیل پانچ ادوار متعین کرتے ہیں:

۱۔ فارسی نثر کے آغاز سے پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک کوئی ڈیڑھ سو سالہ دور۔

۲۔ پانچویں صدی ہجری کے اواخر سے آٹھویں صدی کے اختتام تک کا عہد۔

۳۔ نویں صدی سے بارہویں صدی ہجری کے اواخر تک کا چار سو سالہ دور۔

۴۔ نثر جو تیرہویں صدی ہجری سے ایک سو سال تک متداول رہی ہے۔

۵۔ نثر جدید (۲۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ہمدان سے متعلقہ شخصیات (خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہِ ہمدان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) پر متعدد مقالات لکھے اور ان کی دینی و علمی خدمات سے قارئین کو متعارف کرایا۔

مقالہ "**خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (اسلامی علوم وفنون کی سرپرستی کے آئینے میں)**" ماہنامہ "فکر ونظر" کی جلد ۸، شمارہ ۵، اشاعت نومبر ۱۹۷۰ء کے صفحات ۳۲۷ تا ۳۳۵ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۱۸ھ۔ ۱۳۱۸ء) کی ہمہ جہت علمی و ادبی و روحانی شخصیت اور ان کی دینی خدمات کا مختلف پیرائے اور حوالہ جات سے تعارف کرایا ہے۔ وہ ایک حاذق طبیب، ایک بیدار مغز اور روشن ضمیر مورخ، ایک لائق وزیر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی علوم وفنون کے زبردست سرپرست تھے۔ ان کے والد نے بڑھاپے میں اور خود انھوں نے تیس سال کی عمر میں دین اسلام قبول کیا۔ انھوں نے اپنے زمانے کے متداول علوم وفنون اور فنِ طب میں تبحر حاصل کیا۔ انھوں نے سلطان با قاخان مغولی ایلخانی، سلطان غازاں خان بن ارغو مغولی (متوفی ۷۰۳ھ)، سلطان محمد خدا بندہ اولجائتو (۷۰۳۔ ۷۱۶ھ) اور سلطان ابوسعید خان (۷۱۶۔ ۷۳۶ھ) کے ساتھ بطور طبیب، مشیرِ خاص اور بطور وزیر خدمات سرانجام دیں۔ سلطان غازاں خان کی انھی کوششوں سے ۶۹۴ھ میں مسلمان ہوا اور لفظ "محمود" کو اپنے نام کا جزو بنایا۔ وہ پہلا مسلمان منگولی یا ایلخانی سلطان تھا۔ خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی کو ان حکمرانوں سے جو بھی جاگیریں ملیں اور وسائل حاصل ہوئے، انھوں نے وہ دین اسلام کی ترویج، خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کاموں اور عوام الناس کو دینی و روحانی تعلیم و تربیت دینے اور کتب خانے، خانقاہیں، مساجد، مدرسے تعمیر کرنے میں وقف کر دیے۔ ۷۱۸ھ میں ان پر قاتلانہ حملہ ہوا اور انھوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (۲۵)

مقالہ "**میر سید علی ہمدانی**"، مطبوعہ "ماہِ نو"، جلد ۲۲، شمارہ ۳، اشاعت مارچ ۱۹۶۹ء، مقالہ "**شاہِ ہمدان**"، مطبوعہ سہ ماہی مجلّہ "اقبال"، جلد ۱۹، شمارہ ۴، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۷۳ء اور

مقالہ ''**میر سید علی ہمدانی**'' مطبوعہ ''المعارف'' لاہور، جلد۵، اشاعت جون ۱۹۷۳ء، شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، افکارِ عالیہ، تصانیف اور دینی و تبلیغی مساعی کے تحقیقی جائزے پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے مجلّہ ''اقبال'' میں شائع ہونے والا مقالہ قریباً ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے ۱۳۲ حواشی قریباً ۴ صفحات پر مشتمل ہیں اور آخری دو صفحات پر ۲۳ مآخذ کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ مقالہ چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس کے حصہ پنجم میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۴ تصانیف اور ۷ رسائل کا مختصر سا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ حصہ ششم میں ان کی شاعری سے متعلقہ ضروری امور بشمول ''چہل اسرار'' کا ذکر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور ان کے چھ رسائل پر مشتمل ہے۔ انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی مکتوبات بھی مدون کیے تھے جو اقبال اکادمی، لاہور نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیے۔ انھوں نے ان مکتوبات کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل، رسالہ بہرام شاہیہ، رسالہ فتوتیہ، رسالہ قدوسیہ (عبقات) بھی مدون کیے اور ان کے تراجم کیے جو مجلّات ''الحق''، ''اسلامی تعلیم'' اور ''فکر ونظر'' میں شائع ہوئے۔ انھوں نے ''**شاہِ ہمدان کے مکاتیب**'' کے عنوان سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب پر تبصرہ بھی تحریر کیا تھا جو مجلّہ ''ادبی دنیا'' میں شائع ہوا تھا۔ ان کے ان تمام تراجم اور تبصروں کا اس مقالے کے باب سوم میں تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تصانیف اور مقالات و مضامین کا باب دوم میں تفصیلی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ (۲۶)

مقالہ ''**ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ہمدانی: ایک مطالعہ اور تحقیق**'' مطبوعہ مجلّہ ''دانش''، جلد۱، ۲، موسم گرما ۱۹۸۵ء، (صفحات ۷۱ تا ۱۰۵) شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' کے تعارف، تبصرے اور خلاصے پر مشتمل ہے۔ یہ عرفان و تصوف سے متعلقہ ضروری امور، اسلام کے آداب و اخلاق اور حکمتِ دین پر مشتمل ایک قابلِ قدر کتاب ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب کے منابع اور مندرجات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ انھوں نے کئی مقامات پر کتاب سے اقتباسات اور فارسی اشعار دے کر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ تحریر اور اسلوبِ بیان کے محاسن اجاگر کیے ہیں۔ انہوں نے مقالے کے آخر پر کتاب میں مستعمل بعض مشکل الفاظ کے اردو معانی بھی دیے ہیں اور حوالہ جات و حواشی

سے مقالے کے مندرجات کی تفہیم کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ ان کی کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' کے صفحات ۵۴ تا ۸۴ پر بھی موجود ہے۔ (۲۷)

مضمون **''روضات الجنان وجنات الجنان''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک ضخیم دو جلدی کتاب ''روضات الجنان وجنات الجنان'' مطبوعہ از بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، ایران پر تبصرہ وتعارف پیش کیا ہے۔ یہ کتاب تقریباً ۱۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے مصنف دسویں صدی ہجری کے ایک صوفی اور فاضل شاعر حافظ حسین کربلائی تبریزی معروف بہ ابن کربلائی (متوفی ۹۹۷ھ) ہیں جو مدتوں ایران، ترکی اور بلادِ عرب میں کسبِ فیض کرتے رہے اور ۹۸۸ھ سے تا دمِ مرگ دمشق میں مقیم رہے۔ اس کتاب کے مصحح اور محشی مرزا جعفر سلطان القرائی تبریزی ہیں جنھوں نے دونوں جلدوں پر دو سو صفحات سے کچھ زائد حواشی اور تعلیقات لکھے ہیں۔ فاضل مدوّن کا تعلق تبریز سے ہے اور وہ فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں۔ کتاب ایک مقدمے، آٹھ روضوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں سیرتِ رسول ﷺ، عام تاریخ، تذکرہ صوفیہ، مضامینِ تصوف، کبروی ذہبیہ سلسلۂ مشائخ کے حالات، علماء ومشائخ کے خطوط، خرقوں کے سلسلے اور اجازت نامے، عجیب وغریب حکایات، تبریز اور اس کے نواح کی عمارات و مزارات کے تذکرے اور اس قسم کے دیگر مطالب، مآخذ وکتب کے حوالہ جات کے ساتھ مندرج ہیں۔ یہ دیدہ وشنیدہ کا ایک حسین امتزاج ہے۔ یہ کتاب شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور حالاتِ زندگی کے تین بنیادی مآخذ میں شمار ہوتی ہے۔ (۲۸)

مقالے **''حضرت میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے صاحبزادے میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۴ھ۔ ۱۷ ربیع الاول ۸۵۴ھ/ ۱۴۵۰ء) کے حالاتِ زندگی اور ان کی دینی واصلاحی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ ۸۱۷ھ تک ۲۲ سال وادیٔ کشمیر میں رہے اور حضرت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ دینی اور رفاہی اداروں کی نگرانی فرماتے رہے۔ آپ نے سلطان سکندر کی پوری قلمرو میں شراب کی کشید اور خرید وفروخت، رقص، قمار بازی اور سماع بالمزامیر پر قانونی پابندی لگوا دی تھی۔ آپ نے مفادِ عامہ اور اشاعت وتعلیمِ دین کے لیے خانقاہیں، مساجد اور مہمان خانے بنوائے اور خطۂ کشمیر میں مذہبی رواداری کو فروغ دیا۔ (۲۹)

مضمون **''مومنانہ فراست''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی

مشہور تصنیف ''گلستانِ سعدی'' کے باب نمبر ۱، ۲، ۳، ۷ اور ۸ کی منتخب حکایات کا مفہوم بیان کیا ہے اور شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت و دانائی پر مبنی نکات تحریر کیے ہیں۔ ان کا یہ مضمون گلستانِ سعدی کے حاصل مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اس میں انھوں نے نہایت اختصار اور جامعیت سے گلستانِ سعدی کے حوالے سے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مومنانہ فراست پر مبنی نکاتِ حکمت بیان کیے ہیں۔ (۳۰)

مقالے ''**شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی عالمگیر شہرت پانے والی فارسی کتب ''گلستانِ سعدی'' اور بوستانِ سعدی'' کی مشرقی و مغربی اور اسلامی وغیر اسلامی ممالک میں پذیرائی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں کتابوں کو جو قبولِ عام حاصل ہوا، عالمی ادب میں اس کی مثالیں کم ہی ملیں گی۔ سعدی کا سارا کلام بلاغت و فصاحت کا معیار مانا جاتا ہے مگر ان دو کتابوں کی دلآویزی کی اور ہی بات ہے۔ دنیا کی مشہور زبانوں میں شاید ہی کوئی زبان ہوگی جس میں یہ کتابیں ترجمہ نہ کی گئی ہوں اور ایک نہیں کئی کئی مصنفین نے ترجمہ کیا ہے۔ ان کتابوں، خصوصاً گلستانِ سعدی کے برصغیر پاک و ہند، عرب ممالک، لبنان، عراق، شام، جاپان اور مغربی و یورپی ممالک جرمن، فرانس، اٹلی، رومانیہ، چیکوسلواکیہ، پولینڈ، ہنگری، یوگوسلاویہ، یونان اور ترکی میں متداول زبانوں میں کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ روس میں چالیس سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں ان کتب کے انتخاب چھپ چکے ہیں۔ ان تراجم کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ بوستان اور گلستان جیسی شہرت کسی اور فارسی کتاب کو کم ہی نصیب ہوئی ہوگی اور یہی دو کتابیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بین الاقوامی شہرت کا باعث ہیں۔ (۳۱)

سہ ماہی ''ادبیات'' کی جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء کے صفحات ۹۶ تا ۱۰۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا ''**بیدل۔ فکر و نظر**'' کے عنوان سے مقالہ شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ ''تفسیرِ اقبال'' (۱۹۸۸ء) میں ''**اقبال اور بیدل**'' کے عنوان سے شامل کر لیا گیا۔ ''تفسیر اقبال'' کے جائزے میں اس مقالے پر تحقیقی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ (۳۲)

میرزا عبدالقادر بیدل برصغیر کے عظیم متاخر فارسی شاعر اور مفکر و مصنف تھے۔ برصغیر کے عظیم شعرا جیسے مرزا غالب اور علامہ اقبال بیدل کی نکتہ آفرینی کے مداح رہے ہیں۔ تصانیف بیدل کا غالباً کامل مجموعہ ''کلیاتِ بیدل'' چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد چہارم تین نثری

کتابوں، چہار عنصر، رقعات اور نکات پر مشتمل ہے۔ رسالہ چہار عنصر کے حصہ سوم کا ایک عنوان، فتوت وخست ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون **''میرزا بیدل کی تلقین ایثار وجوانمردی''** میں حصہ فتوت وخست کا آزاد اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ مضمون اکیس صفحات (صفحہ ۴۴ تا ۶۴) پر مشتمل ہے۔ان میں سے ابتدائی صفحہ تمہید پر اور باقی بیس صفحات ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ بیدل نے نثر، فارسی اشعار، حکایات اور حکمت آموز نکات کے امتزاج سے نہایت مہارت، خوبصورتی اور دانش مندی سے جوانمردی کے فوائد اور بخل ونامردی کے مفاسد بیان کیے ہیں۔ بیدل کے فکر کی وسعت وگہرائی اور اسلوبِ بیان سے آگہی کے لیے اس مضمون کا مطالعہ بہت زیادہ افادیت کا حامل ہے۔ یہ مضمون ڈاکٹر محمد ریاض کی گراں قدر علمی وادبی خدمات میں سے ایک اہم علمی گہرِ گراں مایہ ہے۔(۳۳)

مضمون **''حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کارنامے''** پانچ بڑے صفحات (21.5cm x 17cm) کے تین کالمی متن پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون ''ماہِ نو'' کی جلد ۳۵، شمارہ ۱۲، صفحات ۱۵ تا ۱۹، اشاعت دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریکِ پاکستان کے سیاسی سفر (کانگرس کا قیام، مسلم لیگ کا قیام، میثاقِ لکھنو، منٹو مارلے اصلاحات، تحریک ترکِ موالات، تحریک عدم تعاون، ۱۹۱۹ء کا ایکٹ آف انڈیا، تجاویزِ دہلی، سائمن کمیشن، قائداعظم کے چودہ نکات، علامہ اقبال کے خطبہ الہٰ آباد، ۱۹۳۵ء کا انڈیا ایکٹ، ۱۹۳۷ء کے انتخابات، ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان، علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی روابط اور فکری ہم آہنگی کے حوالے سے قائداعظم کے نمایاں سیاسی کردار کا ذکر کیا ہے اور مضمون کے آخر پر اس امید کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے دشمن کبھی بھی اپنی معاندانہ سرگرمیوں میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔(۳۴)

مضمون **''قائداعظم کا کردار دستاویزات کی روشنی میں''** ماہنامہ ''اظہار'' کراچی کی جلد ۸، شمارہ ۳، اشاعت ستمبر تا اکتوبر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے محکمہ قومی دستاویزات، شعبہ قائداعظم پیپرز میں محفوظ حضرت قائداعظم اوران کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی دستاویزات اور ذاتی کاغذات کا ذکر کیا ہے اور قائداعظم کی یہاں محفوظ شدہ دستاویزات (رائل بینک آف سکاٹ لینڈ کی جاری کردہ اکاؤنٹ بک، ۱۶۲ صفحات پر مشتمل ۱۹۰۳ء کی قدیم ڈائری اور مختلف خواتین وحضرات کو لکھے گئے مکتوبات) کے حوالے سے ان کے

حسن اخلاق، بے باکی وراست گوئی، حُبِ ملی، سیاسی بصیرت، پیشہ وارانہ قانونی فراست ومہارت اور کسرِ نفسی کا ذکر کیا ہے۔ قائداعظم کی شخصیت اور کردار کے بارے میں ان کا یہ مضمون بصیرت افروز نکات پر مشتمل ہے۔(۳۵)

مقالے **''غالب اور تقلیدِ عرفی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیاتِ عرفی اور کلیاتِ غالب سے متعدد مثالیں دے کر نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصیدہ اور غزل میں غالب، سید محمد جمال الدین عرفی شیرازی (متوفی ۹۹۹ھ) کے لگ بھگ ہیں جبکہ مثنوی اور فارسی نثر میں غالب، عرفی سے متاثر نظر نہیں آتے۔ عرفی اور غالب کے ہاں کئی مضامین و معانی مشترک ہیں مگر ضروری نہیں کہ اس معاملے میں بھی غالب، عرفی کے مقلد ہوں۔ بہر حال، دونوں کے کلام کے دیگر شعرا کے کلام کے ساتھ موازنہ وتقابل سے واضح ہوتا ہے کہ غالب نے ایرانی نژاد شعراء میں نظیری اور ظہوری کے بعد عرفی کی غالباً دوسرے شعرا سے زیادہ تقلید کی ہے۔(۳۶)

مضمون **''غالب کی قصیدہ گوئی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی و اردو زبانوں میں قصیدہ گوئی کے ادبی سفر اور قصیدہ گو شعرا کے مختصر سے تذکرہ کے بعد غالب کی قصیدہ گوئی پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ غالب نے فارسی میں ستر کے لگ بھگ اور اردو میں چار پانچ قصیدے لکھے مگر ''بقامت مہتر وبقیمت بہتر''۔ مرزا نے خصوصاً مدح کے سلسلے میں بعض اردو غزلوں اور قطعات سے بھی قصائد کا کام لیا ہے۔ مرزا غالب نے خود بھی اپنی اردو و فارسی شاعری کے ساتھ ساتھ اپنے فارسی قصائد کی بھی تعریف کی اور انھیں اپنی فارسی غزلوں سے بہتر کہا ہے اور مجموعی طور پر یہ بات صحیح بھی ہے۔ فارسی قصائد میں مرزا کو اپنی تشبیہوں اور تغزل پر ناز تھا۔ غالب کے فارسی قصائد میں بڑا تنوع ہے۔ حمد، نعت، منقبت، ذاتی مدح سرائی، بہادر شاہ ظفر، کئی دوسرے نوابوں اور انگریز حاکموں کی مدح اور بعض دوستوں کی تعریف وغیرہ غالب کے قصائد کے موضوعات ہیں۔ ان کے قصائد مستند استادوں (رودکی، مسعود سعد سلمان لاہوری، انوری، خاقانی، ظہیر، خسرو، عرفی، ظہوری، طالب آملی، صائب تبریزی اور حزین وغیرہ ہی کی تقلید میں ہیں۔ مجموعی لحاظ سے غالب کے فارسی قصائد بڑے زوردار اور باشکوہ ہیں۔

اس مضمون میں غالب کے متعدد فارسی اور اردو قصائد بطور مثال پیش کر کے ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''......جو کچھ ذکر ہوا اس کے مطابق اردو اور فارسی قصیدہ گوئی کی تاریخ میں غالب اونچا مقام

رکھتے ہیں اور ایک ایک قصیدہ ان کی دقت اور فکری بلندی کا مظہر ہے۔خود فرماتے ہیں۔

؎ فرجامِ سخن گوئی غالبؔ بتو گویم خونِ جگرست از رگِ گفتار کشیدن (۳۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانائے روم پر کم وبیش درج ذیل چھ مقالات ومضامین لکھے:

۱۔ رومی کا تصورِ فقر

۲۔ رومی: شروح مثنوی شریف

۳۔ سیرت رسول کریم ﷺ کا بیان دیوان رومی میں

۴۔ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی

۵۔ مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات

۶۔ مولانائے روم کے مکاتیب

مندرجہ بالا مقالات ومضامین میں سے تین (پہلے دو اور آخری) مقالات ومضامین ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں موجود ہیں۔مقالہ ''**سیرتِ رسول کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں**'' ان کی کتاب ''اقبال اور سیرتِ انبیاء'' میں شامل ہے اور اس پر اس کتاب کے حوالے سے جائزہ تحریر کیا جا چکا ہے۔باقی دو مقالات ومضامین مجلّہ ''المعارف'' میں شائع ہوئے تھے۔

مقالے ''**رومی کا تصورِ فقر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، دیوان کبیر (دیوان شمس تبریزی)، ملفوظات (فیہ مافیہ)، خطبات (مجالس سبعہ یعنی سات مواعظ) اور مکتوبات کے مطالعات کے پیشِ نظر، مولانا رومی کے متعدد اشعار کے حوالے سے ان کے تصورِ فقر کے بارے میں اہم امور کا ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے تصورِ فقر کے مطابق انسان اپنے افعال میں آزاد اور مختارِ کل ہے۔توکل سعی وکوشش کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرنے کا نام ہے۔انسان کو علم وعقل کی نعمتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔اسے عشق کی قوت سے کام لے کر روحانی ارتقاء حاصل کرنا چاہیے۔انسان کو خودشناس وخودساز ہونا چاہیے۔اسے شریعت کی پابندی کرتے ہوئے رذائل اخلاق سے چھٹکارا پا کر اور حسنِ اخلاق سے متصف ہو کر تصفیہ قلب کرنا چاہیے اور روحانی ارتقا کا سفر جاری رکھنا چاہیے۔دولت سے استغنا اور بے نیازی برتنی چاہیے۔اسے اپنی جائز احتیاجات اور دینی تقاضے پورے کرنے کے کام میں صرف کیا جائے مگر اس کے حصول کو معراج حیات نہ جانا جائے۔موت سے نہیں ڈرنا چاہیے۔منتہائے مقصود دیدارِ ذات ہے اور یہ مرحلہ اکثر انسانوں کو پسِ مرگ ہاتھ آتا ہے۔(۳۸)

ایران کے نامور فاضل استاد بدیع الزماں فروز انفر کا (۷مئی ۱۹۷۰ء کو) ۶۸ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ وہ اقبال شناس اور حکمت مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست محقق تھے۔ اس کام میں ان کی عمر کے چالیس سال صرف ہوئے۔ وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو ''مثیل مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ'' اور رومی کا بہت بڑا تلمیذ و ترجمان مانتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری تین سال میں انھوں نے ''مثنوی رومی'' کے دفتر اول کے تقریباً تین ہزار اشعار کی تین جلدوں میں شرح لکھی ۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں مثنوی کی اس شرح کی تینوں جلدوں کے مقدموں کے چند ایک منتخبہ اقتباسات کا اردو میں ترجمہ کیا اور ساتھ ہی بطور نمونہ مثنوی رومی کے پہلے شعر کی شرح کا اردو ترجمہ دیا ہے۔ اقتباسات اور شرح کے مطالعے سے استاد بدیع الزمان کی وسعتِ مطالعہ اور ان کی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ انھوں نے شرح لکھتے وقت مثنوی شریف کی دستیاب ہونے والی انگریزی، ترکی، عربی اور فارسی میں لکھی گئی شروح کو مدنظر رکھا اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مقالے ''**رومی: شروح مثنوی شریف**'' میں لکھتے ہیں کہ استاد بدیع الزماں کی شرح ''دریائے معارف'' کا مصداق ہے۔ ''ہزاروں ابیات'' کی شرح میں انھوں نے ہزاروں ماخذ پیش نظر رکھے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مقالے اور ساتھ دیے گئے حوالہ جات وحواشی کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مثنوی مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کی تفہیم کے سلسلے میں استاد بدیع الزماں فروز انفر کی یہ شرح نہایت قدر و قیمت کی حامل ہے اور اس کا اردو ترجمہ نہایت اہم علمی وادبی ضرورت ہے۔ (۳۹)

مضمون ''**قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر مولانائے روم کی زبان سے**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی و فارسی مکتوبات اور فارسی کے سات مواعظ (مجالس سبعہ) کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا انداز بھی ''فیہ مافیہ'' اور ''دیوانِ کبیر'' سے ملتا جلتا مگر مثنوی رومی کے اسلوب سے زیادہ قریب ہے۔ یہاں بھی داستان در داستان، تمثیلات، آیات، احادیث اور اشعار سے استناد نظر آتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوبِ بیان واضح کرنے کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض نے مجلس اول میں سے سورہ الزمر کی آیت ۵۳ کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت دلچسپ، موثر اور مدلل انداز سے اس آیت مقدسہ کی تفسیر بیان کی ہے۔ انھوں نے حضرت حمزہؓ کی شہادت، حبشی قاتل کے تائب ہونے اور ایمان لانے کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے انھوں نے

حکایات بھی بیان کی ہیں اور متعدد فارسی اشعار بھی دیے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر کے مطالعے سے آیت کا مفہوم اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے مغفرت کی امید فزوں سے فزوں تر ہو جاتی ہے۔(۴۰)

اپنے مقالے **''مکتوباتِ رومی میں حکایات و تمثیلات''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے منصۂ شہود پر آنے والے ۱۴۵ مکتوبات میں ان کی بیان کردہ چند ایک حکایات و تمثیلات کا اردو ترجمہ اجمالی طور پر پیش کیا ہے۔ ترجمہ کافی حد تک آسان، سلیس اور عام فہم ہے۔ یہ مقالہ قریباً ۱۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قریباً پانچ صفحات (صفحہ ۱۸ تا ۲۳) پر ''حکایاتِ مکاتیب'' کے عنوان کے تحت ۱۲ حکایات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ تمثیلات میں درج ذیلی عنوانات کے تحت چند ایک تمثیلات کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ قرآنی تمثیلات اور تاویلات ۲۔ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ عربی امثال و حکم ۴۔ عام امثال
۵۔ متفرق نمونوں کی ایک جھلک

مقالے کے آخر پر ''استدارک'' کے عنوان کے تحت مکتوباتِ رومی کے حوالے سے مولانا رومی اور ان کے اسلوبِ بیان کی چند دیگر خصوصیات تلقینِ حکم، راست گوئی، بے باکی اور عوام و خواص کی تعریف (اندازِ تحسین و تعریف) ذکر کیا گیا ہے۔(۴۱)

مقالے **''مولانائے روم کے مکاتیب''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانائے روم کے ۱۴۵ مطبوعہ مکاتیب کے موضوعات و مضامین پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ مقالہ ماہنامہ ''فکر و نظر''، جلد ۱۸، شمارہ ۱، اشاعت جولائی ۱۹۸۰ء، صفحات ۴۸ تا ۶۰ پر شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ ''رومی کا تصورِ فقر'' (۱۹۹۰ء) میں شامل کر لیا گیا۔ مولانائے روم کے تمام مطبوعہ مکاتیب اور مجالس سبعہ کے ترجمہ پر مشتمل ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' ۱۹۸۸ء میں اقبال اکادمی، لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے صفحات ۲ تا ۵ پر ان مکتوبات پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ ''فکر و نظر میں طبع شدہ مضمون ''مولانائے روم کے مکاتیب'' میں قدرے زیادہ تفصیل سے مکاتیب کے موضوعات و مضامین پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہوتا کہ اسے ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل کرنے کے بجائے ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' کے آغاز میں شاملِ تعارف کر لیا جاتا۔ (۴۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ابن باجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں''**، اقبالیات

(اقبال ریویو)، جلد ۲۹، شمارہ ۲، اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء، صفحات ۱۰۵ تا ۱۳۹ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انھوں نے معروف فلسفیوں (ابن ماجہ، ابن طفیل، ابو علی سینا، شیخ اشراق شہاب الدین شہید سہروردی) اور ادبا و صوفیہ (عبدالرحمٰن جامی، حسنین بن اسحاق) کی تصانیف کے حوالے سے ان کے افکار کا تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں انہوں نے ابن ماجہ، ابو علی سینا، شیخ اشراق شہاب الدین سہروردی اور ابنِ طفیل کی ایک ہی عنوان ''حی بن یقظان'' سے لکھی گئی مختلف داستانوں اور اسی طرح ''سلامان و ابسال'' کے عنوان سے مختلف فلاسفہ و مفکرین (عبدالرحمٰن جامی، حنین بن اسحٰق اور ابن طفیل) کی لکھی گئی داستانوں کے مطالب کا خلاصہ اور ان کا مختصر سا تقابل و موازنہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ابن باجہ کے رسائل ''تدبیر المتوحّد'' اور ''الاتصال'' کے مطالب بھی مختصراً بیان کیے ہیں۔ اس مقالے کے مختلف مندرجات بلحاظ مضامین و عنوانات درج ذیل ہیں:

نمبر	عنوانات	صفحات نمبر
۱۔	خلاصۂ مطالب رسالہ ''الاتصال''	۱۰۹ تا ۱۱۰
۲۔	خلاصۂ مطالب رسالہ ''تدبیر المتوحّد''	۱۱۱ تا ۱۱۸
۳۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از ابو علی سینا	۱۱۹ تا ۱۲۳
۴۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از شیخ اشراق	۱۲۳ تا ۱۲۵
۵۔	خلاصۂ داستان حی بن یقظان از ابن طفیل	۱۲۵ تا ۱۲۸
۶۔	ابن باجہ اور ابن طفیل کے افکار کا تقابل و موازنہ	۱۱۸ تا ۱۱۹
۷۔	سلامان و ابسال کی حکایت کا تعارف	۱۲۸ تا ۱۲۹
۸۔	''سلامان و ابسال'' کی حکایت سے متعلقہ خواجہ عبدالرحمٰن جامی کے اشعار اور ان کا ترجمہ	۱۲۹ تا ۱۳۱
۹۔	''سلامان و ابسال'' کی دوسری داستان از حنین بن اسحٰق (عربی ترجمہ از یونانی)	۱۳۲ تا ۱۳۴
۱۰۔	''سلامان و ابسال'' کی تیسری داستان از ابن طفیل	۱۳۵ تا ۱۳۶
۱۱۔	حواشی	۱۳۷ تا ۱۳۸
۱۲۔	مزید مطالعہ کے لیے ۱۲ کتب کی فہرست	۱۳۸ تا ۱۳۹

اس گراں قدر مقالے کا عنوان مندرجات کی مکمل ترجمانی نہیں کرتا۔ اس کا عنوان ہونا

چاہیے ''**معروف مسلم فلاسفہ کی داستانوں 'حی بن یقظان' اور 'سلامان وابسال' کا تعارف وجائزہ**''۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع دائرہ تحقیق اور وسعتِ مطالعہ کا مظہر ہے۔ اس مقالے کو وسعت دے کر کم ازکم ایم فل کا تحقیقی مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ (۴۳)

مقالے ''**اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (حیات، تالیفات اور خدمات)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے میر سید علی ہمدانی، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین بخاری، خواجہ حافظ شیرازی، سید محمد گیسو دراز اور خواجہ بہاؤالدین نقشبندی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے ہم عصر مشہور بزرگ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات، خدمات اور تالیفات کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔ انھوں نے معاصرین بزرگ اولیاء کے ساتھ ان کے علمی، ادبی اور روحانی روابط کا ذکر بھی کیا ہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ رشد و ہدایت ہے۔ انھوں نے دیگر صوفیائے کبار کی مانند اپنی تبلیغ اور بیان کی تاثیر سے ہزاروں غیر مسلم افراد کو مسلمان کیا اور کئی گناہگاروں کی زندگی بدل دی۔ ان کی ہدایت پر بادشاہوں نے رفاہِ عامہ کے کئی امور سرانجام دیے۔ اس طرح مخلوق خدا کی حالت بہتر ہوئی۔ ان سے بیس سے زیادہ عربی اور فارسی تصانیف منسوب ہیں۔ ان کے مکتوبات کی ایک جلد (مرتبہ نور العین) اور کتاب ''لطائف اشرفی'' دستیاب ہیں اور اہلِ ذوق حضرات میں کافی مقبول ہیں۔ (۴۴)

۱۹۷۳ء میں تاشقند، روس سے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی ۷۰۰ سالہ تقریبِ ولادت کے سلسلے میں شاہ اسلام شاہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مثنویوں سے اشعار منتخب کر کے روسی ترجمے کے ساتھ ایک کتابچہ ''**از حکمت ہائے امیر خسرو دہلوی**'' کے نام سے شائع کیا۔ یہ کتابچہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تھا۔ مقالہ ''**امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتابچے سے چند سخنانِ حکمت مع اردو ترجمے اور تشریح کے پیش کیے ہیں۔

یہ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے۔ بعض اشعار کے تراجم کے ساتھ مفہوم یا مختصر شرح دی گئی ہے۔ کچھ اشعار کا ترجمہ نامکمل ہے۔ اس ضمن میں صرف دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

ے جانِ و جہان ہمہ عالم توئی و آنچہ نگنجد بجہاں ہم، توئی
گنج خدا را تو کلید آمدی نزپیء بازیچہ پدید آمدی

انسان، تو جہان کی روح اور خود ایک جہان۔ بلکہ تو وہ ہے جو عالم میں بھی نہیں سماتا۔ تو خزانۂ خدا کی کلید ہے۔ تو کھیل کود کی خاطر پیدا نہیں ہوا۔

ے نہ ہر کو یار شد باشد وفادار فراواں نسبت است از یار تا یار
ہزاراں جاں فدائے آشنائی کہ باشد در دلش بوئے وفائی
کسانے کہ خرد کار آزمائند بکار افتادگی یار آزمائند

ہر دوست وفادار کہاں ہوتا ہے؟ وفادار دوست پر ہزار جانیں قربان ہوں۔ عقل مند لوگ بے چارگی اور مصیبت کے وقت دوستوں کی آزمائش کرتے ہیں۔(۴۵)

شروع کے اشعار کا ترجمہ درست ہے۔ جبکہ دوسری مثال میں دیے گئے اشعار کا ترجمہ ادھورا ہے۔

مقالے ''**بدیع الزمان فروز انفر خراسانی مرحوم**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر کی شخصیت اور علمی ادبی خدمت کا ذکر ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر، ایران کے ایک نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم وفنونِ اسلامیہ میں متبحر شخصیت تھے۔ انھیں تہران یونیورسٹی کی تاسیس پر دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی کا استاد اور دانشکدہ معقول ومنقول کا سربراہ مقرر کیا گیا جہاں انھوں نے کم وبیش ۳۵ سال ادبیات والٰہیات کا درس دیا۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں جو تحقیق وتدقیق وتحشیہ وترجمہ وتصحیح وغیرہ کا شاہکار مانی جاتی ہیں۔ پینسٹھ برس کی عمر میں دانشکدہ سے فراغت کے بعد بھی انھوں نے رضا کارانہ طور پر بعض کلاسوں کی تدریس جاری رکھی۔ انھوں نے عربی وفارسی لغت پر کچھ کام کیا۔ انھوں نے متعدد مقالے لکھے ہیں۔ ان کا اصل میدان مولانا جلال الدین رومی کے بارے میں تحقیقات ہیں۔ یہ تحقیقات اس پائے کی ہیں کہ استاد بھی رومی کی طرح زندۂ جاوید ہوگئے ہیں۔(۴۶)

مضمون ''**حافظ اور گوئٹے (جرمن ادبیات میں تحریک مشرقی)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''پیامِ مشرق'' (۱۹۲۳ء) کے دیباچہ میں جرمن ادبیات میں تحریکِ مشرقی کے موضوع کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا اور توقع کی کہ کوئی دوسرا شخص اس موضوع کو مفصل طور پر بیان کرے گا۔ ۱۹۰۹ء میں ڈاکٹر شجاع الدین شفا نے تہران سے ادارہ انتشارات ابن سینا کے تعاون سے گوئٹے کے دیوان شرقی وغربی کے بعض منتخب حصے فارسی میں ترجمہ کرکے شائع کروائے اور اس کے مقدمے میں انھوں نے جرمن ادبیات پر ایرانی شعرا وادباء کے اثرات سے مختصر بحث بھی کی ہے جو اقبال کے دیباچہ کی کسی قدر توضیح ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کے صفحات ۱۱۴ تا ۱۲۶ پر ڈاکٹر شجاع الدین شفا کی اس تحریر سے ''جدید یورپ میں تحریکِ مشرقی'' سے

متعلقہ متن کا مفہوم اردو میں منتقل کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے ''گوئٹے اور مشرق''، ''گوئٹے اور دین اسلام'' اور ''گوئٹے اور حافظ'' کے ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔(۴۷)

مضمون ''**حرف چند...... بیادِ حضرت ماہر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ماہنامہ ''فاران''، کراچی کے بانی مدیر مولانا منظور حسین معروف بہ ماہر القادری کی حیات، شخصیت، افکار اور علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ ماہر القادری سے ڈاکٹر محمد ریاض کا طویل عرصہ تک علمی و ادبی رابطہ رہا۔ یہ رابطہ براہِ راست ملاقاتوں کے علاوہ خط و کتابت سے بھی قائم رہا۔ ماہر القادری بنیادی طور پر نعت گو شاعر تھے۔ ان کی نثر و نظم پر دینی رنگ غالب رہا۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر، ادیب اور نقاد تھے۔ انھوں نے ''دُرِّ یتیم'' کے عنوان سے سیرتِ نبوی ﷺ پر مبنی ایک عمدہ ناول لکھا۔ ان کی کتاب ''کاروانِ حجاز'' نثر و نظم میں ان کے حرمین شریفین کے سفر (حج) کے تاثرات پر مشتمل ہے۔ انھوں نے ''فردوس'' کے عنوان سے اپنا ایک مجموعۂ کلام بھی شائع کروایا تھا۔ وہ برصغیر ہندو پاکستان کے گوشے گوشے میں گھومے پھرے۔ انھوں نے تین براعظموں ایشیا، افریقہ اور یورپ کے طویل سفر کیے اور مجلّہ ''فاران'' کے ذریعے اپنے مشاہدات سے قارئین کو آگاہ کرتے رہے۔(۴۸)

مضمون ''**سلاطینِ کشمیر کا علمی ذوق**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سلاطینِ کشمیر (شاہمیری ''۷۴۲۔۹۶۲ھ اور چک ۹۶۲۔۹۹۴ھ) سلسلے کے بادشاہوں کے علمی ذوق اور علوم وفنون کے سلسلے میں ان کی سرپرستی نیز علماء، فضلاء، ادباء کا اشارتاً ذکر کیا ہے۔ اس مضمون ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹ ''شاہمیری'' بادشاہوں اور ۷ ''چک سلاطین'' کا ذکر کیا ہے۔ شاہمیری بادشاہوں کا دور دوسو سال سے کچھ اوپر رہا ہے اور ''چک سلاطین کا دور صرف ۳۶ سال پر محیط ہے۔ ۹۹۴ھ کو ''چک سلاطین'' کا دور ختم ہو گیا اور اس سال سے وادی جموں و کشمیر کو شاہنشاہ اکبر نے مغلیہ سلطنت میں شامل کر دیا۔ مغل ۱۷۵۲ء تک قابض رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون جموں اور کشمیر کی حسین وادی کے قریباً اڑھائی صدی سے زیادہ عرصہ کی علمی و ادبی اور سیاسی تاریخ کے مختصر اور جامع تذکرہ پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون ان کے اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے علاوہ وسعتِ مطالعہ، وسیع دائرہ تحقیق اور تاریخِ اسلام سے گہری دلچسپی کا مظہر ہے۔(۴۹)

مقالے ''**سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے حکیم سنائی غزنوی (م ۵۳۵ھ) اور خواجہ الطاف حسین (م ۱۹۱۴ء) کی فکری مماثلت کا ذکر کیا ہے۔ دونوں نے اپنی

تصانیف میں اپنے دور کی خرابیوں، مسلمانوں کی لادینیت، امرا کی بے راہ روی، معاصر علماء اور صوفیاء کی اخلاقی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں حضرات کے زمانے کے عصری حالات کا ذکر کرنے کے بعد ''مسلمانوں کی حالتِ زار''، ''حامیانِ فلسفہ''، ''علمائے سوٗ''، ''صوفیا اور پیر''، ''امرائے سنگ دل اور عیاش''، ''شعرا'' اور ''مسلمانوں کی غربت اور بدحالی'' کے ذیلی عنوانات کے تحت ''دیوانِ سنائی'' اور ''مسدسِ حالی'' سے اشعار دے کر ان کا فکری تقابل وموازنہ پیش کیا ہے۔ (۵۰)

مضمون ''**سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء کے قریبی عرصے میں سید جمال الدین افغانی پر لکھی گئی چند ایک تحقیقی کتب کا تعارف کرایا اور ان میں بیان کردہ تحقیقات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ مضمون ''تفسیر اقبال'' میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اس سے قبل یہ مضمون ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت مئی ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون پر ''تفسیرِ اقبال'' کے ساتھ ہی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ (۵۱)

مضمون ''**شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کبرویہ سلسلہ کے صدر نشین بزرگ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، حالاتِ زندگی، دینی خدمات اور تصانیف کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ غیر معمولی قوتِ نگاہ کے حامل تھے اور اسی ''تاثیرِ نگاہ'' سے انھوں نے مریدین کی کایا پلٹ دی۔ آپ کی توجہ سے کتنے ہی ولی بنے اور راہِ ہدایت پائی۔ اس وجہ سے آپ کو ''ولی تراش'' یا ''ولی ساز'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ایک عملی انسان تھے۔ خود کسب سے حلال کھاتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ آپ نے نہایت ہمت اور بہادری سے حملہ آور منگولوں کا مقابلہ کیا اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ اس دور کے اکثر صوفیا کی مانند شاعر بھی تھے۔ آپ کے سینکڑوں اشعار تذکروں اور تواریخ میں ملتے ہیں۔ آپ کی کثیر تعداد تصانیف (فارسی و عربی) نثر میں موجود ہیں ان میں سے کچھ مطبوعہ ہیں اور باقی قلمی نسخوں میں پائی جاتی ہیں۔ (۵۲)

مقالے ''**شیخ یعقوب صرفی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دسویں گیارہویں صدی ہجری کی عظیم روحانی، علمی اور عملی شخصیت شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ (۹۲۸ھ۔۱۰۰۳ھ) کی حیات اور خدمات کا ذکر کیا ہے۔ شیخ صرفی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر پاک وہند، ایران اور ممالکِ عرب کی سیاحت فرمائی۔ دوبار حج کیا۔ کئی معاصر علماء اور صوفیہ سے ملاقات کی۔ برصغیر، خصوصاً وادئ جموں

وکشمیر اور ایران میں مذہبی فرقہ بندی کی کشمکش کو ختم کروانے یا کم از کم معتدل بنانے کی خاطر انھوں نے بہت کوشش کی۔ وہ عربی صرف ونحو کے ماہر، متداول علوم وفنون کے متبحر، عظیم مصنف اور فارسی کے عرفانی شاعر تھے۔ انھوں نے کئی باکمال اساتذہ سے استفادہ کیا اور خود نامور تلامذہ کی تربیت فرمائی۔ ان کے ارشد تلمیذوں میں حضرت شیخ احمد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ (۵۳)

مقالے "**علامہ تفضّل حسین کشمیری**" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے معروف شیعہ عالم تفضّل حسین کشمیری ملقب بہ "مولوی" اور "خان علامہ" کی شخصیت اور حالات کا تعارف پیش کیا ہے۔ علامہ تفضّل حسین کشمیری سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں ہوش سنبھالا۔ دہلی، لکھنو اور بنارس میں تعلیم وتربیت حاصل کی اور نواحِ کلکتہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کا آبائی تعلق کشمیر سے تھا۔ اسی لیے "کشمیری" کہلاتے رہے۔ آپ کے آباؤ اجداد حنفی تھے۔ آپ طالب علمی کے زمانہ میں از خود شیعہ ہوگئے۔ آپ عربی، فارسی، لاطینی، انگریزی اور چند روایات کے مطابق یونانی زبان بخوبی جانتے تھے۔ ریاضیات اور مروجہ سائنسی علوم وفنون سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ اہلِ یورپ آپ کی اہلیت کے قدردان تھے۔ آپ کئی سال بطور وکیل، سفیر اور نائب کے نواب اودھ آصف الدولہ کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ بے حد سادہ اور درویش صفت انسان تھے اور مخلوقِ خدا کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں کافی کوشش کرتے تھے۔ آپ خرابی صحت کی وجہ سے یکم مارچ ۱۸۰۱ء کو انتقال فرما گئے۔ (۵۴)

مقالے "**فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ**" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی افسانہ نویس سید محمد علی جمال زادہ کے احوال وآثار کا مختصر مگر جامع انداز سے ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سید محمد علی جمال زادہ فارسی کے بالطبع افسانہ نویسوں کے سرخیل اور پیش رو ہیں۔ جمال زادہ ۱۳۰۹ھ /۱۸۹۱ء کو اصفہان میں پیدا ہوئے۔ وہ سالہا سال سے فرانس کے سرحدی شہر جنیوا میں ایک فلیٹ میں مقیم ہیں۔ انھوں نے درجنوں افسانے اور مقالے لکھے۔ ان کی مطبوعہ کتابوں کی تعداد چالیس بتائی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنی تصانیف میں عوام الناس کی سہولت کے پیشِ نظر سادہ زبان استعمال کی۔ ان کے افسانوں کے مجموعہ "یکی بود یکی نبود" بہت مقبول ہوا۔ اس مجموعے میں افسانوں کی تعداد چھ ہے۔ اس مجموعے میں مصنف نے ایرانی معاشرے کی بعض خرابیوں کو نمایاں کیا ہے۔ ان چھ افسانوں میں سے "فارسی شکر است" تخلیق کے اعتبار سے پہلا ہے۔ اس میں مصنف کے

دورِ جوانی (سال ۱۹۲۰ء) میں فارسی کی بداحوالی کا ذکر ہے۔ مصنف کا مدعا یہ ہے کہ زبان خالص لکھی یا بولی جائے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے کے آخر پر افسانہ ''فارسی شکرست'' کا ترجمہ دیا ہے۔ یہ ترجمہ تقریباً ۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ عام فہم، سلیس اور رواں ہے۔ مقالے کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی دیے گئے ہیں۔ یہ مقالہ ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب سے دلچسپی کا مظہر ہے۔ (۵۵)

مقالے **''ملّا صدرا کے الٰہیاتی افکار''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا صدرالدین محمد شیرازی (۹۷۹۔۱۰۵۰ء) معروف بہ ''اخوند ملا صدرا'' کے مختصر سے تعارف کے بعد اردی بہشت ۱۳۴۰ھ ش/اواخر اپریل ۱۹۶۱ء میں ملا صدرا کے چہار صد سالہ یوم ولادت کی مناسبت سے تہران یونیورسٹی کی ''معقول ومنقول'' فیکلٹی کے تحت منعقدہ ایک کانفرنس میں پڑھے گئے مقالات میں سے درج ذیل دو مقالات کا کچھ تصرف کے ساتھ اردو ترجمہ پیش کیا ہے:

۱۔ ملا صدرا کی تصانیف اور مقالات از استاد محمد تقی دانش پژدہ

۲۔ ملّا صدرا کے فلسفے اور الٰہیاتی افکار کی بنیادی باتیں از استاد جواد مصلح

ملا صدرا عظیم متاخر ایرانی فلاسفہ میں سے تھے۔ وہ فلسفہ ابن سینا کے شارح تھے۔ ان کے اساتذہ میں میر داماد اور شیخ بہائی معروف ہیں۔ ان کے شاگردوں میں ملا محسن فیض کاشانی اور ملا عبدالرزاق لاھیجی کے نام سرفہرست ہیں۔ یہ مقالہ قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سے ۳۳ صفحات (صفحہ ۴۸ کے آخری حصہ تا صفحہ ۸۱) ملا صدر سے متعلقہ مذکورہ بالا دو مقالات کے ترجمہ پر مشتمل ہیں۔ اس مقالے میں حوالہ جات وحواشی کے نمبر دیے گئے ہیں مگر ان سے متعلقہ حوالہ جات وحواشی صفحات کے پاورق میں یا مقالے کے آخر پر مفقود ہیں۔ (۵۶)

مقالے **''مولانا عبدالرحمٰن جامی اور ان کی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس (ایک تعارف)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نقشبندی سلسلہ کے مشہور صوفی بزرگ، شاعر اور محقق مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مشہور تصنیف ''نفحات الانس'' کا تعارف پیش کیا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے بارے میں بنیادی امور (تعلیم وتربیت کے مراحل، علماء وصوفیہ اور مشائخ سے روابط اور علمی وروحانی مرتبہ) کا ذکر کرنے کے بعد انھوں نے قریباً ۱۷ صفحات میں ''نفحات الانس'' کا تعارف کرایا ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے

''نفحات الانس'' سے ابوھاشم صوفی کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال نقل کیے ہیں۔ ''بعض سوانحی اور موضوعاتی نکات'' کے عنوان کے تحت انھوں نے بایزید بسطامی، سید الطائفہ جنید بغدادی، خواجہ عبداللہ انصاری مصروی اور شیخ احمد غزالی کے احوال تحریر کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی غزل اور اس کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔(۵۷)

قریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالے **''اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں''** میں ریاست کشمیر میں مسلمانوں کے پانچ صد سالہ دورِ حکومت میں دین اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کی ترویج کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا ماحصل یہ ہے کہ وادی کشمیر کا معنوی حسن، دینِ مبین اسلام اور اسلامی تہذیب کا مرہونِ منت ہے۔ اولیاء اللہ، ایرانی صوفیائے کبار اور کشمیر کے مسلمان بادشاہوں نے دین اسلام کے حقیقی تقاضوں کے مطابق اسلام کی تبلیغ کی اور اس دینِ مبین کو اعجاز آمیز انداز سے پھیلاتے چلے گئے۔ یہاں عربی اور فارسی زبانوں کی طرف خاص توجہ دی جاتی رہی۔ فارسی سرکاری زبان رہی۔ وادی کشمیر کا نثری اور شعری ادب جو اس زبان میں موجود ہے، بہت ہی قابل قدر سرمایہ ہے۔ اردو کی طرح کشمیری زبان کی تشکیل و ترقی میں بھی فارسی کا بڑا اثر رہا ہے۔ یہ مقالہ وادی کشمیر کے مختلف تاریخی ادوار اور اس کے سیاسی، علمی، ادبی، تہذیبی وثقافتی سفر کے بارے میں دلچسپ معلومات اور حقائق پر مشتمل ہے۔(۵۸)

مقالے **''اسلام اور دورِ جدید۔ پندرھویں صدی ہجری میں جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردوقبول''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کم وبیش تیس اردو وانگریزی کتب اور سات مجلّات سے چالیس حوالہ جات وحواشی دے کر اسلامی فلسفۂ اخلاق اور مغربی فلسفۂ اخلاق کا تقابل وموازنہ کرتے ہوئے اسلامی و غیر اسلامی فلسفہ پیش کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ مسلمانوں کا جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردوقبول، تعلیمات اسلام کے تابع ہے جبکہ دیگر ادیان کے پیروکاروں اور اہلِ مغرب کا جمالیاتی احساس صرف ذہنی، نفسیاتی، علمی، ادبی اور نفسیانی تسکین تک محدود ہے۔ دین اسلام میں عقائدِ صالحہ کے تقاضوں کے مطابق، فکر وعمل کی تطہیر کے تقاضے مدنظر رکھتے ہوئے جمالیاتی ذوق کی تسکین کی جاتی ہے اور اس سے قلبی وروحانی تطہیر اور تسکین کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ پندرہویں صدی ہجری نفاذِ اسلام کی صدی ہے۔ لہٰذا، مسلمانوں کا جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردو قبول، تعلیماتِ اسلام کے تابع رکھنا ہوگا۔ اس صدی میں مسلمانوں، اہلِ عالم، خصوصاً اہلِ مغرب

کو اسلام کا پیغام آج کی زبان میں دینے کا اہتمام بھی کرنا ہوگا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ بھی دیگر مقالات کی طرح نہایت گراں قدر اور فکر انگیز نکاتِ حکمت پر مشتمل ہے۔(۵۹)

مضمون **''اسلام اور رواداری، احترامِ زندگی اور اسلام''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دین اسلام مذہبی رواداری کا درس دیتا ہے۔ دین میں جبر نہیں ہے۔ رواداری کا تقاضا ہے کہ دوسروں کے عقائد کو تحمل کیا جائے، اپنے عقائد کی احسن طریقے سے تبلیغ کی جائے مگر کسی کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ آپ کے عقائد کو اپنائے۔ ہر ایک کے فکر وعمل کی آزادی کا احترام کیا جائے۔ اسی طرح ہمارا دین ہر شخص کے جان، مال اور ناموس کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے۔ دین اسلام کے مطابق خود کشی اور قتل حرام ہیں۔ قتل کی سزا قتل یا قصاص ہے۔ جو کوئی دوسرے کا کوئی عضو جیسے ہاتھ، ناک، آنکھ یا کان وغیرہ ناکارہ کر دے، بدلے میں اس کا بھی ویسا ہی عضو ناکارہ کر دیا جائے گا تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کا سامان فراہم ہو سکے۔ دین اسلام نے چوری، خذف یعنی الزام تراشی اور بدکاری وغیرہ کی عبرتناک سزائیں مقرر کی ہیں تاکہ فتنے مٹتے رہیں اور احترامِ حیات کے سامان میسر ہوں۔(۶۰)

مقالے **''برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر میں دین اسلام کی آمد اور ترویج کے سلسلے میں مختلف مستند منابع کے حوالے سے صوفیائے کرام کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ برصغیر میں دین اسلام کی جس قدر اشاعت ہوئی وہ بیشتر صوفیائے کرام کی مساعی جمیلہ سے انجام پذیر ہوئی ہے۔ اس سرزمین میں اشاعتِ اسلام کی خاطر ملوک وامراء وغیرہم نے بالعموم کچھ نہیں کیا۔ صوفیائے کرام کی مساعی کے نتیجے میں برصغیر میں فارسی اور عربی زبانوں کا رواج ہی نہیں بڑھا بلکہ اردو اور دیگر علاقائی زبانوں کی نشو ونما بھی ہوئی اور ان سب زبانوں میں عربی اور خصوصاً فارسی کلمات کی حسین آمیزش ہوئی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت داتا گنج بخش، شیخ سخی سرور، خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی، شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ صدر الدین عارف ملتانی، حضرت علاؤ الدین صابر کلیری، شیخ جلال الدین بخارائی سہروردی، خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی، شیخ اخی سراج، شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین اچی، شیخ علاء الحق ڈھاکوی بنگالی، میر سید علی ہمدانی، شیخ نور قطب عالم، میر سید محمد گیسو دراز اور میر سید اشرف جہانگیر سمنانی (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے اسمائے گرامی ردیف اول میں لکھنے کے قابل ہیں۔ ان حضرات نے برصغیر کے ہر خطے میں دین اسلام کے کام کو سرعت اور وسعت بخشی، تہذیب اسلامی

کو منتشکل کیا اور مفلوک الحال لوگوں کی حالت بہتر بنانے میں بہت مدد کی۔(۶۱)

مضمون ''**قلمرو خلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ خلافتِ عباسیہ کا آغاز ۱۳۲ ہجری میں ہوا۔ ابتدائی دور میں امن وامان کی صورت بہتر بنانے کی کوشش کی گئی اور اس میں خاطر خواہ کامیابی کے بعد زراعت، تجارت اور تعلیم کے شعبہ جات میں اصطلاحات اور ترقی کے لیے راست اقدامات اٹھائے گئے جن کے نتیجے میں مبادلاتی تجارت تیز ہوئی، محصولات میں اضافہ ہوا اور ملک خوشحال ہونے لگا۔ علم وادب کے شعبہ نے بھی خوب ترقی کی اور نئے مکاتبِ فکر وجود میں آئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے موضوع سے متعلقہ خاطر خواہ معلومات فراہم کرنے کے بعد مضمون کے آخر پر مزید مطالعے کے لیے چند ایک منابع کی نشاندہی کی بھی ہے۔(۶۲)

مقالے ''**صابئین اور ان کے دو گروہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے صابئین کے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلا گروہ ''مشرک اور ستارہ پرست ''صابئین'' کا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ یہ گروہ اب دنیا سے معدوم ہو چکا ہے۔ دوسرا گروہ ''موحد صابئین'' کا ہے۔ یہ گروہ اب بھی موجود ہے۔ موحد صابئین آج کل کویت، بیروت، دمشق، اسکندریہ، بصرہ، بغداد، موصل میں آباد ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض ''موحد صابئین'' کی عبادات، رسومات، عقائد اور اخلاقیات کے بارے میں کچھ امور کا ذکر کرنے کے بعد بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

> ''ہماری اس گزارش سے یہ بات بخوبی مترشح ہوگی کہ ستارہ پرست صابئین اور قرآن مجید میں مذکورہ صابئین میں بعد المشرقین والمغربین ہے۔''(۶۳)

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق قرآن حکیم کی تین آیاتِ مقدسہ (سورہ بقرہ آیت ۶۲، سورہ مائدہ آیت ۶۹ اور سورہ حج آیت ۱۷) میں یہود ونصاریٰ کے ساتھ صابئین کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی دو آیات میں موحد صابئین کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری آیت میں مشرک صابئین کا ذکر ہے۔ مفسرین کے مطابق نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل ہر نبی کا تابعدار اور اس نبی کو ماننے والا، ایمان والا اور صالح ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نجات پانے والا ہے لیکن جب دوسرا نبی آئے اور وہ اس کا انکار کرے تو کافر ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ پر جو یہودی، عیسائی اور صابی ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں اور جہنم میں جائیں گے۔ سورہ بقرہ کی آیت ۶۲ اور سورہ مائدہ کی آیت ۶۹ سے منکرین حدیث ورسالت یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے کے لیے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت ہی کافی ہے اور جس کا یہ ایمان ہوگا، چاہے وہ یہودی ہو یا نصرانی ہو

یا ہندو، اگر اس نے دنیا میں اچھے کام کیے ہوں گے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ سورہ آل عمران آیت ۱۹ اور ۸۵ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواہاں ہوگا تو اس سے وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہے گا۔ سورہ بقرہ آیت ۶۲ اور سورہ مائدہ آیت ۶۹ میں یہود ونصاریٰ اور صابئین کے لیے جو اجر بتادیا گیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے پہلے کے لوگوں کے لیے ہے۔ آپ کے زمانے کے یہود ونصاریٰ اور صابئین میں سے جو لوگ آپ پر ایمان لائے بخشش اور نجات کا وعدہ ان کے لیے ہے، جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے ان کے لیے یہ وعدہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون سے یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ "موحد صابئین" رسالتِ محمدی پر ایمان نہ لانے پر بھی اپنے عقیدۂ توحید کی وجہ سے نجات پا جائیں گے۔ عصرِ حاضر میں جاوید احمد غامدی نے مجلّہ مصعبی شمارہ ۲۰۰۹ء۔۲۰۰۸ء میں ایک سوال کے جواب میں اسی عقیدے کا اظہار کیا ہے، جو کہ قرآن وحدیث کے مطابق درست نہیں ہے۔ (۶۴)

مقالے **"صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے صوفیہ کے فرقہ ملامتیہ کے دو گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلا گروہ مخلصین اور صدیقین کا ہے جو کوشش کرتے تھے کہ اپنی کسی خوبی کی طرف نہ وہ خود متوجہ ہوں اور نہ دوسرے اسے جان سکیں یا بیان کرسکیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ تکبر وغرور، خودستائی، مقبولیت وشہرت، ریاکاری اور ہجوم خلائق سے بچیں۔ ملامتی صوفیہ کے نمایاں اصول یہ تھے: ایثار، نفس کی مخالفت، بذل وعطا، بغیر کسی صلے کی پروا کے دوسروں کی حاجت براری، دوسروں کی عیب پوشی، ذکر چہارگانہ (لسانی وقلبی اور سری وروحی) کی مشق اور ملامت کے مواقع کی تلاش وغیرہ۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سالک کو چاہیے وہ اس روحانی مقام تک ارتقا کرے کہ مدح وذم کو برابر جانے۔ ملامتی فرقہ کا دوسرا گروہ وہ ہے جس نے ملامت کے نام پر بے راہ روی اختیار کی۔ یہ لوگ آزادروی میں "قلندری" سے کئی قدم آگے نکل گئے اور ظاہر کو قابلِ ملامت بناتے بناتے باطن کو بھی "ملامتی" بنا گئے۔ یہ گروہ "اباحتی"، "اباحیہ" یا "مباحی" کہلاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس گروہ کے غلط عقائد واعمال کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے کافی لکھا ہے۔ (۶۵)

مضمون **"علوم اسلامی کے چند اہم مآخذ"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تفقہ فی الدین کی خاطر چند عربی اور فارسی تفاسیر، کتب ماخذ، تاریخ نویسی اور کلاسیکل کتابوں کی مختصر کیفیت تحریر کی

ہے تا کہ ذوقِ تحقیق اور ذوقِ مطالعہ رکھنے والے عربی اور فارسی دان حضرات ان کتابوں کا مطالعہ فرما کر انھیں اردو زبانوں میں منتقل کریں اور فکر ونظر کی نئی راہیں باز ہوں۔ انھوں نے درج ذیل موضوعات کے تحت علومِ اسلام کے اہم ماخذ پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے:

۱۔	تفاسیر	۱۲	
۲۔	کتب شناسی کے نمایاں منابع	۹	
۳۔	تاریخِ اسلام کے معتبر مصادر	۲۴	
۴۔	جغرافیہ اور سفرنامے	۹	
۵۔	علوم دین پر چند قابلِ قدر تالیفات	۳۹	(۶۶)

مقالے ''**قرآن مجید اور چند فارسی امثال**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''قرۃ العین'' اور ''قرۃ العیون'' کے ناموں سے دستیاب ہونے والے فارسی مخطوطہ کی رو سے چند ایک فارسی امثال کے نمونے دیے ہیں جو قرآن مجید کے فیضان سے وجود میں آئی ہیں۔ اس مخطوطہ کا قیاسی سنِ تخلیق چھٹی صدی ہجری ہے۔ اس کے مصنف کا حتمی تعین نہیں ہوسکا کہ اس کا نام ''مرزا یوسف لاھیجی'' ہے یا کہ '' قاضی اویس'' ہے۔ اس مخطوطہ کا پہلا باب ان فارسی امثال (ضرب الامثال) کے بارے میں ہے جو قرآن مجید اور عربی ادب سے اثر پذیر یا ماخوذ ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوان ''محاورت کے ۶ نمونے'' کے تحت ۶ محاورات اور ''القسم الاول فی الامثال کا ایک انتخاب'' کے تحت ۲۴ ضرب الامثال متعلقہ آیاتِ مقدسہ کے تحت دی ہیں۔ ''آیاتِ قرآن اور فارسی اشعار'' کے عنوان کے تحت ۱۲ آیاتِ مقدسہ اور ان سے متعلقہ فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ ہر حصہ سے متعلقہ ایک ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (۵۳:۳۸)

یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

فارسی مثل: موسیٰ رابدل عیسیٰ نگیرند

آیہ مطہر: سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا (۶۵:۷)

عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی لے آئے گا

ے نومید مشو کہ اومید نماند   کسی در غم روزگار جاوید نماند

۳۔ آیہ مبارکہ: تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (۵:۲)

نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور گناہ و سرکشی پر تعاون نہ کرو۔

فارسی محاورہ: یار حق باشی نہ یار باطل (٦٧)

مقالے ''**قلب اور اس کی اقسام**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے قلبِ جسمانی اور قلبِ روحانی میں فرق واضح کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ قلب اور نفس کو ایک ہی وجود تصور کرتے ہوئے نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کو قلب کی تین اقسام قرار دیتے ہیں۔ بعد میں وہ لکھتے ہیں کہ نفس، روح کے مخصوص مظاہر کا نام ہے نہ کہ خود روح یا نفس ناطقہ کا۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض قلوب انسانی یا خواطر کو ایک ہی حقیقت کے دو نام تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''......اکثر اکبر صوفیہ نے ''قلوب انسانی'' یا ''خواطر'' کو حسب ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا ہے:

(۱) قلب ربانی یا حقانی۔ یہ ایسا روحانی تجربہ ہے جو بغیر کسی واسطے کے سالک کے دل میں وارد ہو جاتا ہے''۔

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ''قلب'' یا خواطر'' کی دیگر تین اقسام کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے قلب کا مفہوم واضح کرنے کے لیے متعدد آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کے حوالہ جات دیے ہیں اور نامور صوفیہ عظام (خصوصاً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال تحریر کیے ہیں۔

اپنے مضمون کے آخر پر انھوں نے امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''خواطریہ'' کے غیر مطبوعہ مخطوطہ کے ابتدائی حصے کا اردو میں ترجمہ دیا ہے۔

اپنی تمام تر کوشش کے باوجود بھی ڈاکٹر محمد ریاض قلب، روح، نفس اور خواطر میں حدِّ فاصل قائم نہ کر پائے۔ مضمون کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ مطالعہ کے باوجود بھی ان پر قلب، روح، نفس اور خواطر کے تصورات واضح نہ ہو سکے۔ (٦٨)

مضمون ''**مسجد قرطبہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت دلچسپ انداز سے مسجد قرطبہ کے فکری و فنی محاسن اجاگر کیے اور اس کے موضوعات تصورِ زماں، تصورِ عشق، وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ تبصرہ پڑھ کر یوں لگتا ہے کہ شاعر خود ''مسجد قرطبہ'' کی تخلیق کا فکری و ذہنی سفر بیان کر رہا ہے۔ مضمون کے اول تا آخر تک مطالعے کے دوران دلچسپی فزوں سے فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''شاعر کی سوچ حقیقت کا روپ دھارتی ہے اور ایک ایسی نظم کی تخلیق عمل میں آتی ہے جو جدید اردو

ادب کا شاہکار ہے۔جس طرح یہ مسجد عربوں کے فنِ تعمیر کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے اسی طرح شاعر نے بھی اس نظم میں اپنے فن کی تمام تر رعنائیاں سمودی ہیں اور نظم کی فنی، صناعی اور فکری تعمیر کو خود مسجد قرطبہ کی صناعی اور حسنِ تعمیر سے مکمل طور پر ہم آہنگ کر دیا ہے۔اس میں رمزیت اور ایمائیت (Symbolism)، روحانیت اور جذبات نگاری (Romanticism)،حقیقت پسندی اور شعریت یعنی فنی شاعری کی تمام خوبیاں بیک وقت جمع کر دی ہیں ۔جس طرح مسجد کی تعمیر میں استعمال ہونے والی ایک ایک اینٹ پر ماہر سنگ تراش نے اپنے کمالِ فن کا مظاہرہ کیا ہےاس طرح اقبال نے بھی اپنی خداداد شاعرانہ صلاحیتوں سے کام لے کر ان تمام صوری و معنوی خوبیوں کو اسی طرح مربوط باہم کر دیا ہے کہ نظم میں غیر معمولی دلکشی پیدا ہوگئی ہے۔"(٦٩)

مقالہ "**معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیمات اسلام کی روشنی میں)**" اسلام نظامِ معیشت سے متعلقہ بنیادی امور کے ذکر پر مشتمل ہے۔اس میں متعدد قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اسلامی نظامِ معیشت ، زندگی کے ہر شعبے کی مانند معتدل اور فطری ہے۔دین اسلام دیگر تمام معاملاتِ زندگی کی طرح معاشی امور میں بھی اسلامی ضابطۂ اخلاق کی پابندی کا حکم دیتا ہے۔دین اسلام رزقِ حلال کمانے ،حرام سے بچنے ، امورِ معیشت میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے ،بخل اور اسراف سے بچنے ، ہر ایک کو اس کی اُجرت اور حق بروقت اچھے طریقے سے ادا کرنے ،زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے، قانون ِوراثت کے مطابق جائیدد و اموال تقسیم کرنے اور یتیم ، بے کس، بے سہارا، غریب، بے روزگار اور معذور افراد سے ہمدردی اور محبت واخوت سے پیش آنے کی تعلیم دیتا ہے۔(٧٠)

"**نکتۂ توحید**" قریباً دس صفحات (صفحہ ١٠ تا ١٩) پر مشتمل مضمون ہے جس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عقیدۂ توحید کے فکری و عملی تقاضے بیان کیے ہیں۔اس مقصد کے لیے انھوں نے اردو و فارسی کلام اقبال سے بہت سے اشعار بھی دیے ہیں۔ان کی کتاب "برکاتِ اقبال" میں شامل مضمون "**اقبال کا تصورِ توحید**" قریباً "نکتۂ توحید" میں بیان کردہ افکار و اشعار پر ہی مشتمل ہے اور اس کے تحت مضمون "نکتۂ توحید" پر بھی جائزہ لکھا جا چکا ہے۔(٧١)

مقالے "**فتوت یا جوانمردی (مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام)**" کی پہلی قسط ماہنامہ "فکر و نظر" کے فروری ١٩٧٠ء کے شمارے میں، دوسری قسط مارچ ١٩٧٠ء کے شمارے میں اور آخری قسط اپریل ١٩٧٠ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے

فتوت یا جوانمردی کی مخصوص اصطلاحات، دیارِ فرنگ میں فتوت کے اسلامی مراکز، فتوت اور صوفیہ، خلفاء اور بادشاہوں کی طرف سے نظامِ جوانمردی کی سرپرستی، فتیانِ اصنافی اور زوالِ جوانمردی کے عنوانات کے تحت فتوت کی تاریخ، اصطلاحات، رسومات اور عروج وزوال پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ (۷۲)

مضمون **''نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کی ایجابی اور سلبی شرائط (آداب) کا ذکر کیا ہے۔ ایجابی شرائط سے مراد وہ شرائط ہیں جن کا بجالانا ضروری ہے۔ سلبی شرائط سے مراد وہ امور ہیں جن کا سرانجام دینے والا فتوت سے محروم ہوجاتا ہے۔ ایجابی شرائط میں نیکی کے امور اور سلبی شرائط میں خامیاں، کمزوریاں اور برائیاں شامل ہیں۔ نظامِ فتوت کی رسومات میں مخصوص کمر بند باندھنا، خرقۂ فتوت پہنایا جانا، نمکین پانی پینا، مخصوص قسم کی سروال (شلوار) پہننا، کلاہ پہننا، شامل ہیں۔ فتیان میں بعض اصطلاحات مثلاً بیت، نسبت، حزب، کبیر، جد، رفیق، مسائل، دکش، بکر، نقیل، وکیل، وغیرہ مستعمل ہیں۔ اس مضمون میں اس طرح کی ۱۲۵ اصطلاحات اور ان کا مفہوم بھی دیا گیا ہے۔ (۷۳)

''نظامِ فتوت (تعاون باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک)'' قریباً ۵۶ صفحات پر مشتمل ایک طویل مقالہ ہے جو کہ بزم اقبال کے سہ ماہی مجلّہ ''اقبال'' کی جلد ۲۵، شمارہ ۲، اشاعت ۱۹۷۸ء، صفحات ۵۱ تا ۱۰۶ پر شائع ہوا تھا۔ بعدازاں یہ مقالہ ماہنامہ ''اظہار'' کراچی کی جلد ۴، شمارہ ۳۔۴، اشاعت ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۱ء، صفحات ۴۱ تا ۶۱ پر شائع ہوا اور اسے مجموعہ مضامین، ''رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)'' میں ''نظامِ فتوت (جوانمردی)'' کے عنوان سے شامل کرلیا گیا۔

''رومی کا تصورِ فقر'' میں حضرت سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے **''بہرام شاہیہ''** کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے جو کہ درسِ جوانمردی (فتوّت) پر مشتمل ہے۔ اس میں **''نجم الدین زرکوب اور ان کا فتوت نامہ''** کے عنوان سے ان کی کتاب فتوت (جوانمردی) کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''تفسیر اقبال'' میں **''اقبال اور آئین جوانمردی''** کے عنوان سے فکر اقبال کی رو سے نظامِ فتوت پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ ''فتوت'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ ترین موضوعات میں سے ایک ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی **''کتاب الفتوۃ''** کا تصحیح شدہ فارسی متن دیا تھا۔ بعد میں انھوں نے اسے ''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں شائع کرایا۔ انھوں نے

اس کا ''**رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ**'' کے عنوان سے اردو ترجمہ کیا تھا جو مجلّہ ''فکرونظر''، جلد ۸، شمارہ ۹، اشاعت مارچ ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے ''**حضرت میر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ**'' کے عنوان سے اسی رسالے پر تبصرہ کیا تھا جو مجلّہ ''بصائر'' کی جلد ۷، شمارہ ۱، اشاعت ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا۔ فتوت سے متعلقہ ان کے مذکورہ بالا تمام مقالات و مضامین پر اقبالیاتی ادب، تراجم اور تبصرات کے ابواب میں جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ''نظام فتوت'' پر ان کی تمام نگارشات کو یکجا کر کے پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ یا کم از کم اعلیٰ علمی و ادبی معیار کی ایک تحقیقی کتاب مرتب کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے ''**نظامِ فتوت (تعاونِ باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک)**'' میں اسی موضوع پر اپنے لکھے ہوئے دیگر تمام مضامین و مقالات کے اہم نکات یکجا کر دیے ہیں۔ ان کا یہ مقالہ علمی و ادبی لحاظ سے بہت زیادہ قدر و قیمت اور افادیت کا حامل ہے۔ (۷۴)

''**ایرانی اربابِ کمال برصغیر پاک و ہند میں**'' تاریخی نوعیت کا مقالہ ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ دسویں صدی ہجری/ سولہویں عیسوی سے ایرانی اربابِ کمال مبلغین، صوفیہ، شعراء، ادباء، اہل فن) کی ایک معتد بہ تعداد برصغیر میں وارد ہونے لگی اور ان کے حقیقی جوہر اسی مرز و بوم میں چمکے۔ ہمایوں، اکبر، جہانگیر اور شاہجہان کے عہد میں تمدنی حالات کی بہتری، مذہبی آزاد فضا، معاشی آسودگی کے مواقع، محفوظ سفر کی سہولتوں اور اہلِ برصغیر کی فیاضی اور مہمان نوازی نے ایرانی دانشمندوں کے جمِ غفیر کو برصغیر میں یوں کھینچا کہ ان کی اکثریت یہیں پیوندِ خاک ہوئی ہے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں ۵۱/ ایسے شعرا کی فہرست دی ہے جو اکبر کی خاص حمایت میں تھے۔ عبدالقادر بدایونی نے اپنے مسافر اور شناسا ایرانی اربابِ فن کی تعداد ۱۶۹/ لکھی ہے۔ (۷۵)

مضمون ''**کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات ''تاریخ کے آئینے میں''، ''اسلامی رشتے''، ''روحانی روابط''، ''ادبی روابط'' اور ''ایران اور کشمیر عہدِ حاضر میں'' کے عنوانات کے تحت ایران اور کشمیر کے اسلامی، روحانی، علمی و ادبی روابط کا ذکر کیا ہے اور مستند تاریخی حوالہ جات دے کر واضح کیا ہے کہ ایرانی تہذیب و ثقافت سے اثر پذیری کی وجہ سے کشمیر کو ''ایرانِ صغیر'' قرار دیا گیا ہے۔ کشمیر اور ایران کے صوری اور معنوی روابط قدیم ایام سے اب تک کما کان باقی ہیں اور یہ روابط ایران اور پاکستان کے برادرانہ روابط کی ایک کڑی محسوب

ہوتے ہیں۔(۷۶)

مقالے ''**معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عنوانات '' اسلام اور معاشی مسائل،'' ''ایران کا اسلامی انقلاب''، ''ایران اور معاشیات''، ''ظلم میں مدد''، '' اقتصادِ توحیدی''، ''تاویل و تحقیق''، ''معاشی جنگ کا معاذ'' اور ''اسلام کی مالی اور مالیاتی پالیسیاں'' کے تحت سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیاں اور اسلام کے اقتصادی نظام کے محاسن بیان کیے ہیں۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ اسلام نے دیگر امور کی طرح انسان کے معاشی مسئلے کے حل کے لیے رہنما اصول دیے ہیں جن کی روشنی میں ہر مسلمان ملک اپنے مخصوص حالات کی روشنی میں اپنی مفصل اقتصادی پالیسی وضع کر سکتا ہے۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اسلامی جمہوریہ ایران کے پہلے منتخب صدر ڈاکٹر ابوالحسن بنی صدر (پی ایچ ڈی معاشیات) اور ایران کے اس وقت کے دیگر رہنماؤں کے معاشی افکار پیش کیے ہیں اور ان کی روشنی میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ پندرہویں صدی ہجری میں اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے ذریعے سارا عالمِ اسلام اس دینِ مبین کی برکات سے مستفید ہوگا اور دنیا نے اس دین کے بعض شعون مثلاً اقتصادیات پر بھی غور کیا تو اسے انسانی مسائل کا حل اس دین کی تعلیمات میں نظر آئے گا۔

نوع انساں را پیامِ آخریں حامل او رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) (۷۷)

مقالے ''**پاکستان پر ایران کے تمدنی اثرات**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''دینی اثرات''، ''لسانی اثرات''، ''ادبیاتِ ایران'' اور ''ایران کے فنونِ لطیفہ'' کے عنوانات کے تحت متعدد حوالہ جات دے کر برصغیر پاک و ہند، خصوصاً پاکستان پر ایرانی تہذیب و تمدن کے دینی، لسانی، ادبی اور فنی اثرات بیان کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایرانی نوابغ کو متاثر کر رہے ہیں اور اردو زبان کے بعض کلمات بھی فارسی میں وارد ہوتے جا رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ آئندہ ایران اور پاکستان کی تمدنی ہم آہنگی کی نئی جہتیں متعین ہوتی رہیں گی۔(۷۸)

''**مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے**'' آٹھ مضامین پر مشتمل کتاب ہے جس میں ڈاکٹر عطش درانی کے دو مضامین، محمد طاہر منصوری کے چار مضامین، میاں بشیر احمد کا ایک مضمون اور ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک مضمون شامل ہے۔ یہ تمام مضامین ہندوستان، ایران، مصر، شام، ترکی،

ملائیشیا اور اردن کی قومی زبانوں کے اداروں پر لکھے گئے ہیں۔اس کتاب میں ڈاکٹر محمد ریاض کا مشمولہ مضمون ''فرہنگستان زبان ایران'' کے عنوان پر مشتمل ہے۔(۷۹)

مقالے ''**فارسی کتبِ اخلاق پر ایک نظر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ متکلمین اسلام کے نزدیک معرفتِ خداوندی اور علمِ اخلاق کے تین معروف طریقے رہے ہیں: (۱) حسی و تجربی (۲) خبری و دینی (۳) نظری و استدلالی۔ فارسی میں ان معروف طریقوں پر مشتمل کتبِ اخلاق کا نہایت قابل قدر سرمایہ ملتا ہے۔فارسی زبان کے مصنفین ذولسانین تھے۔اس لیے انھوں نے کتبِ اخلاق عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھی ہیں۔ فارسی کتبِ اخلاق میں فضائل و رذائل کی بحث ملتی ہے اور ثواب و عذاب یا خیر و شر کی خبر بھی ملتی ہے۔ان میں سلوک و عرفان اور احوال و مقامات کی اخلاق آموز توجیہات بھی ملتی ہیں۔ یہ کتب نثر یا نظم یا دونوں کے آمیزے کی صورت میں ملتی ہیں۔ان میں سے متعدد کتب برصغیر یا ایران وغیرہ میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں اور بہت سی کتب ایسی بھی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوسکیں۔ فارسی کتبِ اخلاق کے بارے میں اہم امور کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچویں صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک کی چند نہایت اہم اور بہت زیادہ مشہور کتبِ اخلاق پر مختصراً بحث کی ہے اس کے بعد انھوں نے نویں صدی ہجری کے بعد کی فارسی کتبِ اخلاق کے نام لکھے اور ان کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔(۸۰)

مقالے ''**فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاقِ جلالی)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کی اہم و مشہور کتبِ اخلاق کا اجمالی تعارف پیش کیا ہے۔بعض کتب سے کچھ اقتباسات بھی دیے ہیں۔انھوں نے نظامِ فتوّت اور نظام تصوّف کے اخلاقی پہلوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ اسلام زندگی کی وحدت پر متوجہ ہے اور حقیقی روحانیت جملہ اعمال کو اتحاد اور یگانگت دینے سے ہاتھ لگتی ہے۔اس نقطہ نظر سے تصوف و عرفان بھی اخلاق کا ہی ایک شعبہ ہے اور ان شعبوں کے کئی ذیلی عنوانات ہیں، جیسے فتوت یا جوانمردی جو تصوف سے کافی مربوط اور ایک بے حد مقبول نظامِ اخلاق رہا ہے۔

فارسی کتبِ اخلاق کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تصوف و فتوت سے متعلقہ اہم و مشہور کتب کا ذکر بھی کیا ہے۔اپنے مقالے کے آخر پر انھوں نے معروف فلسفی اور دانشور ملا جلال الدین دوانی شیرازی کی کتاب ''اخلاقِ جلالی'' کا قدرے مفصل تعارف پیش کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں

کہ ’’اخلاقِ جلالی‘‘ کا پورا نام ’’لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق‘‘ ہے۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنف نے مناسب آیات، احادیث، اشعار اور تمثیلات کی مدد سے دلآویز انداز سے مضامینِ اخلاق بیان کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ’’اخلاقِ جلالی‘‘ کے تینوں ابواب کے عنوانات اور ذیلی عنوانات کے حوالے سے اس کے مضامین کا تعارف پیش کیا ہے اور موضوعات کی مناسبت سے کلامِ اقبال سے متعدد اشعار دے کر ’’اخلاقِ جلالی‘‘ کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس میں انھیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔(۸۱)

مضمون ’’**پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)**‘‘ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے دلچسپ اور دلکش انداز سے افسانوی طرز پر پاکستان کے مشرقی گوشے میں واقع صحت افزاء سیاحتی مقام ’’مری‘‘ کی تاریخ بیان کی ہے۔ انھوں نے اس کے قبائل (ڈھونڈ یعنی عباسی، کٹھوال اور ستی)، موسموں، نظامِ آب پاشی، اہم فصلوں، پیشوں اور دستکاریوں کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً پروفیسر حیدری کے حوالے سے ’’مری‘‘ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

> ’’گول ڈھیری کی سی شکل میں بنی ہوئی قبر کو مقامی زبان میں ’’مڑھی‘‘ کہا جاتا ہے اور اسی لفظ کی صورت انگریزی میں بدل کر ’مری‘ ہوگئی۔‘‘

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون مری کے علاقہ اور یہاں کے لوگوں کے رہن سہن کے بارے میں دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے۔(۸۲)

حوالہ جات وحواشی

01۔ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر

۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران اور کشمیر کے گونا گوں روابط، مشمولہ: ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر، مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی، (آزاد کشمیر: جشنِ ایران کمیٹی، مظفر آباد، باراول، ۱۹۷۱ء)، ص ۵

۲۔ ایضاً، ص ۳۷ تا ۵۲

۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر کبیر سید علی ہمدانی اوران کا رسالہ دہ قاعدہ، مشمولہ: ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر، مرتبہ: محمد عبداللہ قریشی، ص ۱۷۱ تا ۱۹۸

02۔ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ

۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل)، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باراول، ستمبر ۱۹۸۸ء)، ص ۹ تا ۱۰

۵۔ ایضاً، ص ۶

03۔حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت میر سید علی ہمدانی شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، ۱۹۸۸ء)، ص ۵۳

عبدالرشید، شیخ، پیش گفتار، مشمولہ: شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی (فارسی)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۴

۷۔ سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (مقالہ ایم فل اقبالیات)، ص ۸

05۔سفرنامہ روم، مصر، شام

۸۔ محمد شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، شمس العلماء، ''سفرنامہ روم، مصر، شام'' تدوین وتصحیح وتحشیہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: زیڈ۔اے پبلشرز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۳ تا ۴

۹۔ ایضاً، ص ۲۱۵

06۔فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی، ''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، ۱۹۸۸ء)، ص ۳ تا ۶

۱۱۔ ایضاً، ص ۹ تا ۱۰

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۴۲

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۰۹ تا ۲۱۰

07۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے

۱۵۔ عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض و میاں بشیر احمد، ''مشرقی ممالک قومی زبان کے ادارے'' (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باردوم، ۱۹۸۵ء) ص ۷

۱۶۔ ایضاً، ص ۷۳ تا ۷۸

غیر اقبالیاتی ادب پر اردو مقالات و مضامین

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم''، مشمولہ: مجلّہ ''ماہ نو''، جلد ۲۳، شمارہ ۵، (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی ۱۹۷۰) ص ۶ تا ۸

۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب''، مشمولہ: مجلّہ ''فکر و نظر''، جلد ۱۶، شمارہ ۸، (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، فروری ۱۹۷۹) ص ۹۱

''حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب، مشمولہ: کتاب ''فاران''، جلد ۸، شمارہ ۲۳، کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، ناظم آباد ۴، نومبر ۱۹۷۱ء) ص ۱۱

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''نعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فارسی شاعری میں'' مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۸، شمارہ ۲۳، کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، ناظم آباد ۴، نومبر ۱۹۷۱ء) ص ۱۶ تا ۲۵

۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''سیرت انبیاء کے ابدی نشانات'' مشمولہ: ''فکر و نظر''، جلد ۱۷، شمارہ ۵ تا ۶ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، نومبر ۱۹۷۹ء) ص ۸۲ تا ۹۶

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات''، مشمولہ: ''فکر و خیال''، جلد ۸، شمارہ ۳ (کراچی: بورڈ آف ایجوکیشن، مارچ ۱۹۷۰) ص ۵ تا ۷، ۳۷

''ابن سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر''، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، جلد ۱۲، شماعہ ۳۔۴ (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ اطلاعات حکومتِ سندھ، مارچ، مارچ، اپریل ۱۹۹۱ء) ص ۴۷ تا ۷۸

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو'' مشمولہ: الولی، جلد ۶، شمارہ ۱۱۔۱۲ (حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، فروری و مارچ ۱۹۷۸ء) ص ۵ تا ۲۰

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری'' مشمولہ: ''فکر و نظر''، جلد ۱۷، شمارہ ۹ (اسلام آباد: ادارہ فکر و نظر، مارچ ۱۹۸۰ء) ص ۱۷ تا ۲۵

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''فارسی نثر کی اقسام اور ادوار'' مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر ص ۳۰۳ تا ۳۱۲

۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی کے آئینے میں)''

مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۸، شمارہ ۵ (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، نومبر ۱۹۷۰ء) ص ۳۲۷ تا ۳۳۵

۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شاہ ہمدان'' مشمولہ: اقبال، جلد ۱۹، شمارہ ۴ (لاہور: بزم اقبال، اپریل، جون ۱۹۷۲ء) ص ۷۰ تا ۱۰۱

''میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: المعارف، جلد ۵، شمارہ ۶ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامی، جون ۱۹۷۳ء) ص ۳۹ تا ۵۱

''میر سید علی ہمدانی''، مشمولہ: ماہ نو، جلد ۲۲، شمارہ ۳ (کراچی: ادارہ مطبوعات، مارچ ۱۹۶۹ء) ص ۶۹ تا ۷۳

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ذخیرۃ الملوک'' مؤلفہ میر سید علی ہمدانی: ایک مطالعہ اور تحقیق، مشمولہ: مجلّہ ''دانش''، جلد ۱، ۲، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، موسم گرما ۱۹۸۵ء) ص ۷۱ تا ۱۰۵

''حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ: ذخیرۃ الملوک''، مشمولہ: ''رومی کا تصورِ فقر'' ص ۵۴ تا ۸۴

۲۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''روضات الجنان و جنات الجنان''، مشمولہ: المعارف، جلد ۴، شمارہ ۱۲ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، دسمبر ۱۹۷۱ء) ص ۴۳ تا ۴۸

۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت میر سید محمد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: الولی، جلد ۲، شمارہ ۵ (سندھ: حیدر آباد، اگست ۱۹۷۳ء) ص ۴۷ تا ۵۶

۳۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سعدی کی مومنانہ فراست''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد ۵۲، شمارہ ۱۰ (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، اکتوبر ۱۹۸۲ء) ص ۵ تا ۱۳

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بین الاقوامی شہرت''، مشمولہ: المعارف، جلد ۳، شمارہ ۱۲ (لاہور ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، دسمبر ۱۹۷۰ء) ص ۸ تا ۱۰

۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بیدل۔ فکر و نظر''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، جلد ۱، شمارہ ۲ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء)، ۹۶ تا ۱۰۹

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''میرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی''، مشمولہ: ''علم کی دستک''، جلد ۵، شمارہ ۴ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۵ء) ص ۴۴ تا ۶۵

۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت قائداعظم کے بعض کارنامے''، مشمولہ: ماہِ نو، جلد ۳۵، شمارہ ۱۲ (لاہور: دفتر ماہِ نو، دسمبر ۱۹۸۲ء) ص ۱۵ تا ۱۹

۳۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قائداعظم کا کردار دستاویزات کی روشنی میں''، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۸، شمارہ ۳ (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقاتِ عامہ، ستمبر تا اکتوبر ۱۹۸۵ء) ص ۴۱ تا ۴۳

۳۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''غالب اور تقلید عرفی''، مشمولہ: المعارف، جلد ۵، شمارہ ۷ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ جولائی ۱۹۷۲ء) ص ۱۸ تا ۲۶

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''غالب کی قصیدہ گوئی''، مشمولہ: ماہ نو، جلد ۲۳، شمارہ ۲ (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان، فروری ۱۹۷۰ء)، ص ۵۹

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''رومی کا تصورِ فقر''، مشمولہ: ''رومی کا تصورِ فقر''، (کتاب)، ص ۲۴۶ تا ۲۶۳

''رومی کا تصورِ فقر''، مشمولہ: ''علم کی دستک''، جلد ۴، شمارہ ۲ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیوسٹی، اپریل تا جون ۱۹۸۴ء) ص ۵۸ تا ۶۹

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''رومی: شروح: مثنوی شریف''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر ص ۲۲۷ تا ۲۴۵

۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر مولانائے روم کی زبان سے''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۳، شمارہ ۱۲ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، دسمبر ۱۹۸۰ء)، ص ۱۲ تا ۲۰

۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۱، شمارہ ۸ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامی، اگست ۱۹۷۸ء) ص ۱۷ تا ۳۱

۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''مولانائے روم کے مکاتیب''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۱۸، شمارہ ۱ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، جولائی ۱۹۸۰ء)، ص ۴۸ تا ۶۰

''مولانائے روم کے مکاتیب''، مشمولہ: ''رومی کا تصورِ فقر''، ص ۲۶۴ تا ۲۷۹

''مکتوبات وخطبات رومی''، ص ۲ تا ۵

۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''ابن باجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں''، مشمولہ: اقبالیات (ریویو)، جلد ۲۹، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۸ء)، ص ۱۰۶ تا ۱۳۹

۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ''، مشمولہ: الولی، جلد ۶، شمارہ ۷ (حیدر آباد: ادارہ الولی، اکتوبر ۱۹۷۷ء)، ص ۳۵ تا ۳۶

۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار''، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۰، شمارہ ۲۔۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، فروری، مارچ ۱۹۷۷ء)، ص ۵۳ تا ۶۱

۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''بدیع الزمان فروزانفر خراسان مرحوم''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۸، شمارہ ۶ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، دسمبر ۱۹۷۰ء)، ص ۴۵۷ تا ۴۶۱

۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''حافظ اور گوئٹے''، مشمولہ: سہ ماہی اردو، جلد ۵۷، شمارہ ۱ (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۱ء)، ص ۱۱۳ تا ۱۲۶

۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''حرفِ چند...... بیاد ماہر''، مشمولہ: ماہنامہ'' فاران''، جلد ۳۰، شمارہ ۹ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، دسمبر ۱۹۷۸ء)، ص ۱۹۱ تا ۱۹۵

۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''سلاطین کشمیر کا علمی ذوق''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۱، شمارہ ۹، اشاعت دسمبر ۱۹۶۹ء، ص

۲۷تا۳۵

۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''سنائی اور حالی کی مماثلتِ فکر''،مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر،ص۲۹۴ تا ۳۰۲

۵۱۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر،''سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)''،مشمولہ :تفسیرِ اقبال،ص۳۹۶ تا۴۱۸،مشمولہ: فاران،جلد۲۳،شمارہ۲ (کراچی :فاران،مئی ۱۹۷۱ء)،ص۲۵ تا ۳۲

۵۲۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر،'' شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی''،مشمولہ :المعارف ، جلد۵،شمارہ۳ (لاہور : ثقافت اسلامیہ،مارچ ۱۹۷۲ء)،ص۴۱ تا ۴۴

۵۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ''،مشمولہ: الولی،جلد۲،شمارہ۹ (حیدر آباد (سندھ): ادارہ الولی،دسمبر۱۹۷۳ء)،ص۴۹ تا ۵۸

۵۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''علامہ تفضّل حسین کشمیری''،مشمولہ:المعارف،جلد۵،شمارہ۱۰(لاہور:ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر۱۹۷۲ء)،ص۲۵ تا ۲۸

۵۵۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر ،'' فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ''،مشمولہ :سہ ماہی ''ادبیات''، جلد۵،شمارہ۲۱ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات،خزاں ۱۹۹۲ء)،ص۲۹ تا ۳۷

۵۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''ملا صدر کے الٰہیاتی افکار''،مشمولہ: اقبالیات (اردو)،جلد۳۰،شمارہ۳،۱ (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی ۱۹۸۹ء،جنوری ۱۹۹۰ء)،۴۵ تا ۸۱

۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اوران کی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس (ایک تعارف)''،مشمولہ :فکرونظر، جلد۲۸،شمارہ۳ (اسلام آباد :ادارہ تحقیقات اسلامی ، جنوری تا مارچ ۱۹۹۱ء)،ص۳ تا ۲۵

۵۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں''،مشمولہ: بصائر، جلد۶ ،شمارہ۱،۲ (کراچی : دائرۂ معین المعارف،جنوری واپریل ۱۹۶۹ء)،ص۱ تا ۲۰

۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اسلام اور دورِ جدید۔ پندرھویں صدی ہجری میں جمالیاتی احساس اور اخلاقی ردو قبول''، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، جلد۴،شمارہ۵ (کراچی: محکمہ اطلاعات (مطبوعات)،نومبر ۱۹۸۱ء)،ص۴۲ تا ۵۸

۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''اسلام اور رواداری،احترام زندگی اور اسلام''،مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''،جلد۵،شمارہ۴ (کراچی: ادارہ اطلاعات،اکتوبر ۱۹۸۲ء)،ص۲۵ تا ۲۸

۶۱۔ محمد ریاض ، ڈاکٹر،''برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغ اسلام''،مشمولہ :فکرونظر، جلد۲۶،شمارہ۲ (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، اکتوبر۔دسمبر ۱۹۸۸ء)،ص۷۷ تا ۹۳

۶۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،''قلمروخلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت''،مشمولہ : ماہنامہ ''الحق''،جلد۶ ،شمارہ۸ (سرحد: اکوڑہ خٹک، مئی ۱۹۷۱ء)،ص۲۵ تا ۲۸

۶۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''صابئین اور ان کے دو گروہ''، مشمولہ: ''العلم''، جلد۲۰، شمارہ۲ (کراچی: ادارہ العلم، اپریل تا جون ۱۹۷۱ء)، ص۲۰ تا ۲۵، خصوصاً ص۲۴

۶۴۔ مزید وضاحت کے لیے دیکھیں: تفسیر ابن کثیر

from.mohaddis.com/threads/32403

۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''صوفیہ کا فرقہ ملامیتہ''، مشمولہ: المعارف، جلد۲، شمارہ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر ۱۹۶۹ء)، ص۱۶ تا ۲۲

۶۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علوم اسلام کے چند اہم ماخذ''، مشمولہ: المعارف، جلد۴، شمارہ۱۰ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اکتوبر ۱۹۷۱ء)، ص۲۷ تا ۳۹

۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قرآن مجید اور چند فارسی امثال''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۱۶، شمارہ۹ (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، مارچ ۱۹۷۹ء)، ص۱۲۴ تا ۱۳۹ خصوصاً ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۳۶

۶۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، '' قلب اور اس کی اقسام''، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، جلد۱۷، شمارہ۲ (کراچی: دفتر ماہنامہ بینات، اکتوبر ۱۹۷۰ء)، ص۵۱ تا ۵۸

۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مسجد قرطبہ''، مشمولہ: ماہ نو، جلد۲۵، شمارہ۴ (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل ۱۹۷۲ء)، ص۲۳ تا ۲۵

۷۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''معاشی مسائل اور حسنِ معاملت (تعلیمات اسلام کی روشنی میں)''، مشمولہ: البلاغ (کراچی: ادارہ البلاغ، ذیقعد ۱۳۹۰ھ)، ص۴۱ تا ۵۰

۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نکتۂ توحید''، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد۲۳، شمارہ۳ (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، جون ۱۹۷۱ء)، ص۱۰ تا ۱۹

۷۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فتوت یا جوانمردی'...... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر۱)''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۷، شمارہ۸ (اسلام آباد: تحقیقاتِ اسلامی، فروری ۱۹۷۰ء)

''فتوت یا جوانمردی'...... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (قسط نمبر۲)''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۷، شمارہ۸، مارچ ۱۹۷۰ء)، ص۸۴۹ تا ۸۶۰

''فتوت یا جوانمردی'...... مسلمانوں کا ایک اجتماعی و رفاہی نظام (آخری قسط)''، مشمولہ: فکر ونظر، جلد۷، شمارہ۱۰، اپریل ۱۹۷۰ء)، ص۷۵۲ تا ۷۶۸

۷۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نظامِ فتوت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات''، مشمولہ: المعارف، جلد۷، شمارہ۷ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، جولائی ۱۹۷۴ء)، ص۱۵ تا ۲۶

۷۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نظامِ فتوت (تعاونِ باہمی کی ایک عظیم اسلامی تحریک''، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال''،

جلد۲۵،شمارہ۲(لاہور: بزمِ اقبال،۱۹۷۸ء)،ص۵۱تا۱۰۲
''نظام فتوت چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں''،مشمولہ: ماہنامہ''اظہار''، جلد۴،شمارہ۳۔۴ (کراچی: ڈائریکٹر اطلاعات،ستمبر/اکتوبر۱۹۸۱ء)،ص۴۱تا۶۱؛''نظامِ فتوت (جوانمردی)،مشمولہ: رومی کا تصور فقر، ص۹۵تا۱۵۰

۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ایرانی ارباب کمال برصغیر پاک و ہند میں''،مشمولہ:صحیفہ،جلد۹۲، شمارہ۱۹۰(لاہور: مجلس ترقی ادب،جنوری۱۹۷۷ء)،ص۳۸تا۴۷

۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''کشمیر اور ایران کے دیرینہ روابط''،مشمولہ:المعارف،جلد۶،شمارہ۲،۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ،فروری تا مارچ۱۹۷۳ء)،ص۵۵تا۶۶

۷۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''معاصر ایرانی راہنماؤں کے معاشی افکار''،مشمولہ:المعارف،جلد۱۴، شمارہ۳ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ،مارچ۱۹۸۱ء)،ص۳تا۱۸

۷۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پاکستان پر ایران کے تمدنی اثرات''،مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص۲۸۰تا۲۹۳

۷۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فرہنگستان زبان ایران''،مشمولہ:''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے''، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، باردوم،۱۹۸۵ء)،ص۷۱تا۷۹
اس مضمون پر کتاب''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' کے عنوان کے تحت تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

۸۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر''،مشمولہ: فکر و نظر، جلد۱۸،شمارہ۹ (اسلام آباد ادارہ تحقیقات اسلامی،فروری۱۹۸۱ء)،ص۲۰تا۳۷

۸۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی کا اخلاقی ادب (بالخصوص اخلاق جلالی)''،مشمولہ: اظہار، جلد۷،شمارہ۹تا۱۰ (کراچی: ادارہ اطلاعات، مارچ، اپریل۱۹۶۵ء)،ص۳۳تا۴۰

۸۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پربت کی گود میں (مری، عوامی زندگی کی جھلکیاں)''،مشمولہ: ماہِ نو، جلد۲۲،شمارہ۱۱ (کراچی: ادارہ مطبوعات پاکستان نومبر۱۹۶۹ء)،ص۳۱تا۳۸

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

باب سوم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات

(فارسی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ایران میں دورانِ قیام انہوں نے وہاں کے محققین،ادبا اور علما سے گہرے مراسم قائم کر لیے۔انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی وادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔اردو و فارسی زبان وادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان و ادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے کی علمی وادبی نگارشات اور تہذیب وتمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔اس ضمن میں انھوں بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دیں۔اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد چار ہے۔

(اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
-01	توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان	اسلام آباد	ادارہ مطبوعات پاکستان
-02	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)	لاہور	اقبال اکادمی
-03	کتاب شناسی اقبال (فہرست کتاب شناسی،فارسی نثر)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی
-04	کشف الابیاتِ اقبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین ہے۔

(غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات)

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
-01	احوال وآثار واشعار، میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی ایران
-02	کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)	لاہور	محکمہ اوقاف پنجاب
-03	کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب پر فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]

تحقیق : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان

اشاعت : بار اول: ۱۹۸۰ء، بار دوم: ۱۹۹۱ء

صفحات : ۵۶۳

قیمت بار دوم : ۱۵۰ روپے

فہرست مضامین:

سخن مدیر ۰۰۵_۰۲۱

پیش گفتار ۰۲۳_۰۲۹

باب اول: شرح احوال وآثار میر سید علی ہمدانی ۰۰۱ تا ۰۹۰

باب دوم: آثار میر سید علی ہمدانی ۰۹۱ تا ۲۴۲

باب سوم: رسالۂ فتوتیہ ومقدمہ وتعلیقات آن ۲۴۳ تا ۳۷۷

باب چہارم: مشارب الاذواق (شرح سید ہمدانی بر قصیدۂ میمیہ ابن فارض) ۳۷۹ تا ۴۲۷

باب پنجم:	مرادات دیوان حافظ وتوضیح اصطلاحات آن از سید ہمدانی	۴۲۹تا۴۴۰
باب ششم:	چهل و یک غزل از میر سید علی ہمدانی	۴۴۱تا۴۸۲
باب ہفتم:	رسالۂ درویشیہ	۴۸۳تا۵۰۰
باب ہشتم:	السبعین فی فضائل امیر المومنین (هفتاد حدیث در مناقب امام علی باذکر سخنی از آنحضرت در ذیل هر حدیث)	۵۰۱تا۵۲۲
باب نہم:	رسالۂ ذکریہ	۵۲۳تا۵۴۵
	فہرست اعلام و مآخذ واصطلاحات (۱)	۵۴۷تا۵۶۳

ڈاکٹر محمد ریاض نے دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تہران سے ڈاکٹر حسن منوچہر کی نگرانی میں ''**احوال وآثارواشعار میر سید علی ہمدانی [باشش رسالہ ازوی]**'' کے عنوان پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس پر انھیں ۱۳۴۷ش/۱۹۶۸ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی۔مقالے کے زبانی امتحان میں کامیابی کے موقع، ڈاکٹر محمد ریاض کے گائیڈ ڈاکٹر حسن منوچہر نے اس مقالے کے اعلیٰ تحقیقی معیار کو سراہا۔اس مقالے کی افادیت کے پیشِ نظر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان نے اسے دوبار شائع کیا۔(۲)

یہ مقالہ کل نو ابواب پر مشتمل ہے۔باب اول میں میر سید علی ہمدانی کے احوال کا اور باب دوم میں ان کے آثار کا ذکر کیا گیا ہے۔دیگر ابواب (باب سوم تا نہم) میں سید علی ہمدانی کے درج ذیل چھ رسائل پر تعارف وتبصرہ پیش کیا گیا ہے:

۱۔ رسالہ فتوتیہ	۲۔ مشارب الاذواق
۳۔ مرادات دیوان حافظ	۴۔ چهل و یک غزل از میر ہمدانی
۵۔ رسالہ درویشیہ	۶۔ السبعین فی فضائل امیر المومنین

اس کے پہلے دو ابواب فارسی، عربی واردو کے ۱۳۴ منابع و مآخذ (کتب) اور ۱۵ مجلّات سے استفادہ کر کے تحریر کیے گئے ہیں۔فہرست منابع و مآخذ کے بعد سات صفحات (صفحہ ۲۳۱ تا ۲۴۲ پر) ''فہرست آیات قرآن مجید (بہ ترتیب سورها)'' دی گئی ہے۔اس مقالے کے تمام حوالہ جات وحواشی پاورق میں دیے گئے ہیں۔

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار اور عقائد کی شرح میں بہت سی کتب اور رسائل

لکھے گئے جن میں سے درج ذیل کتب ورسائل زیادہ مستند شمار کیے جاتے ہیں:

۱۔ خلاصۃ المناقب تالیف نورالدین جعفر بدخشی

۲۔ رسالۂ مستورات یامنقبۃ الجواہر از حیدر بدخشی

۳۔ اثری از قاضی نوراللہ شوشتری

۴۔ حیات ھمدانی ازمولانا سید غلام حسن کاظمی مشھدی

۵۔ امیر کبیر سید علی ھمدانی از سیدہ اشرف ظفر

۶۔ تذکرۂ شاہ ھمدانی، احوال وآثار میر سید علی ھمدانی از ڈاکٹر محمد ریاض

7. The Life and Works of Sayyid Ali Hamadani By: Dr. Sayyad Hussain Shah Hamdani

۸۔ امیر کبیر سید علی ھمدانی المعروف شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ از ڈاکٹر حسین احمد

ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے کو مذکورہ بالا دیگر تمام کتاب ورسائل پر ابواب بندی، مطالب، استناد کتب کے لحاظ سے اختصاص حاصل ہے۔ اس ضمن میں رضا شبانی، مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان لکھتے ہیں:

"(خلاصۃ المناقب، رسالۂ مستورات، اثری، حیات ھمدانی، وغیرہ)......این ھا گذشتہ از مقالاتی است کہ در موضوع مزبور نگارش یافتہ وبغیر از فصول وابواب کوتاہ وبلندی است کہ در کتاب ھاوآثار دیگر بہ این موضوع اختصاص دادہ شدہ است" (۳)

ڈاکٹر عارف نوشاہی لکھتے ہیں:

"درمیان ھمہ اثرھای معاصر، کہ تا کنون دربارہ میر سید علی ھمدانی نوشتہ شدہ، این کتاب، از لحاظ محتو ا، تنوع مطالب واستناد کتب، برتر وارجح است وھیچ مطلب در آں بی سند نیامدہ است۔ مؤلف دراین کتاب نہ تنھا از ۱۳۴ منبع مکتوب استفادہ کردہ، بلکہ خوددر ۱۹۶۷م بہ ھمدان رفتہ، راجع بہ گنبد علویان، کہ خلوت گاہ میر ھمدانی بودہ، از افراد محلی پرسش بہ عمل آورد۔" (۴)

میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس (منعقدہ ۱۴۔۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء) کے موقع پر مختلف ممالک کے ریسرچ سکالرز کی طرف سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار پر اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں ۳۹ مقالات ومضامین پیش کیے گئے جن میں سے قریباً ہر دوسرے مقالے ومضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالے اوران کی شاہ ہمدانی سے متعلقہ دیگر کتب سے اقتباسات وحوالہ جات دے کر آرا پیش کی گئیں۔ ان میں سے بعض مقالات ومضامین میں

قریباً تمام حوالہ جات ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے میں سے دیے گئے ہیں۔

مذکورہ بالا کانفرنس میں ڈاکٹر عارف نوشاہی نے اپنے مقالے ''**پژوهش هایی دربارۂ میرسید علی همدانی در پاکستانی ومساعی دکتر محمد ریاض دراین موضوع**'' کے عنوان پر قریباً ۱۶ صفحات پر مشتمل مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے همدانی شناسی پر ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی گئی قریباً تمام کتب، مقالات ومضامین کی فہرست دی ہے۔

اس کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالے کے تاجکستان میں، رسم الخط سریلیک میں دو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ترجمہ احمد اف اور ماهر خواجہ سلطان نے کیا ہے جو نشریات عرفان سے ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ صرف پہلے دو ابواب پر مشتمل ہے۔ دوسرا ترجمہ محمد جعفر نے کیا ہے جو انتشارات کتابخانہ خلیل اللہ خلیلی سے ۲۰۱۵ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مکمل مقالے پر مشتمل ہے۔ اس میں سید علی ہمدانی کے مکتوبات اوران کے دیگر نو رسائل بھی شامل کیے گئے ہیں۔(۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال وآثار واشعار پر زیرِ تبصرہ مقالہ لکھنے کے علاوہ اس موضوع پر اردو و فارسی میں کئی مقالات ومضامین لکھے جن میں ان کے بعض رسائل متعارف کرائے، کچھ رسائل کا اردو میں ترجمہ کیا اور سید علی ہمدانی وعلامہ اقبال کے افکار کا تقابل وموازنہ پیش کیا۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں امتِ مسلمہ کے لیے سید علی ہمدانی کی تعلیمات وخدمات، عوام الناس اور سلاطین کی اصلاح کے لیے ان کی مساعی، فارسی زبان وادب کی ترویج کے لیے ان کی خدمات اور دنیائے تصوف اور جہانِ فتوت میں ان کے منفرد مقام کا ذکر کیا ہے۔

میر سید علی ہمدانی نے برصغیر میں بالعموم اور کشمیر میں بالخصوص دینِ مبین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے نہایت غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔ ان کی خدمات سے افغانستان، ایران، بلتستان اور تاجکستان کے افراد بھی مستفیض ہوئے۔ اہلِ کشمیر نے انھیں ''علی ثانی''، مریدین اور ارادتمندوں نے ''شاہ ہمدان'' اور علما وفضلا نے انھیں ''سلطان العارفین'' اور ''امیر کبیر'' کے القابات دیے۔ جبکہ کشور تاجکستان میں وہ ''حضرت امیر جان'' کے نام سے مشہور ہیں۔(٦)

سید علی ہمدانی کی ہمہ گیر اسلامی خدمات کے پیش نظر علامہ محمد اقبال نے انھیں سید والا مقام، سالارِ عجم، معمارِ تقدیرِ امم کے القاب سے یاد کیا اور چند ایک اشعار میں ان کی جملہ مساعی کا نہایت خوبصورت انداز سے ذکر کرتے ہوئے انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے

مطبوعہ مقالے کے آغاز میں چھ اشعار دیے ہیں۔کلیات اقبال فارسی مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز کے مطابق ان میں سے درج ذیل تین اشعار کا متن درست نہیں ہے:

کلیات اقبال فارسی میں دیا ہوا متن	ڈاکٹر محمد ریاض کا دیا ہوا متن
سیّد آن کشورِ مینو نظیر	مرشدِ آں کشورِ مینو نظیر
جملہ را آن شاہ دریا آستین	خطہ را آں شاہِ دریا آستیں
یک نگاہِ اُو گشاید صد گرہ	یک نگاہِ او کشاید صد گرہ (۷)

پاکستان میں سید علی ہمدانی کے افکار کی ترویج کے لیے بہت سے افراد سیدہ اشرف ظفر بخاری، میر عبدالعزیز، آغا حسین ہمدانی اور حسین احمد نے کوشش کی۔ بحثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال و آثار اور اشعار پر اردو و فارسی میں سب سے زیادہ لکھا۔ان کے مرتب کردہ احوال و آثار اور اشعار کی بنیاد پر بہت سے مقالات و مضامین لکھے گئے ہیں اور اس ضمن میں ابھی مزید بہت سے امکانات موجود ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے اس فارسی مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کر پائے۔اس مقالے کا اردو ترجمہ کیا جانا بہت ضروری ہے۔ترجمہ کرتے وقت ضروری ہے کہ اس موضوع پر لکھے گئے سیدہ اشرف ظفر بخاری اور ڈاکٹر حسین احمد کے پی ایچ ڈی کے مقالات اور آغا حسین احمد کے ایم فل کے مقالے کو مدنظر رکھا جائے اور ترجمے میں ان کا تقابلی مطالعہ پیش کر کے اس موضوع پر مزید تحقیق کے در وا کیے جائیں۔''اقبال اور میر سید علی ہمدانی'' کے موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ان دونوں مفکرین و مصلحین کے مذہبی، سیاسی اور متصوفانہ افکار پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جائے۔

02۔ کتاب الفتوّۃ (فارسی)

مؤلف : میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)

مقدمہ، تصحیح وحواشی : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور

اشاعت : باراول، ۱۹۹۲ء

صفحات : ۸۷

قیمت : ۵ روپے

فہرست مضامین:

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۰۱۔	مقدمہ	۳
۰۲۔	فتوّت کا نظامِ تربیت	۱۱
۰۳۔	فتوّت اندلس اور صقلیّہ وغیرہ میں	۱۳
۰۴۔	نتیجہ اور مآخذ	۱۶
۰۵۔	کتاب الفتوّۃ کے مؤلف کا تعارف	۱۸
۰۶۔	خلاصہ سخن	۲۳
۰۷۔	کتاب الفتوّۃ	۲۵
۰۸۔	متن کتاب الفتوّۃ	۲۹
۰۹۔	اشاریہ	۸۳

''مقدمہ'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تحریک فتوّت کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عربی، فارسی اور بعض یورپی زبانوں میں تو تحریکِ فتوّت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر اردو میں اس سلسلے میں ابھی تک کوئی قابلِ ذکر کاوش نہیں کی گئی۔ فتوّت کو اردو یا فارسی میں ''جوانمردی'' کہتے ہیں۔ فتوّت کے تین درجے ہیں: پہلا سخاوت کا درجہ ہے کہ جائز

ذرائع سے ہاتھ آنے والی دولت کو مخلوق کی رفع احتیاجات کی خاطر بے دریغ خرچ کیا جائے۔ دوسرا صفائے باطن کا درجہ ہے کہ سینے کو بغض وحسد، کبر ونخوت اور خواہشاتِ بد سے پاک رکھا جائے۔تیسرا درجہ ''وفا'' ہے جس کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مساوی طور پر نباہنا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ''ابوالفتیان'' ہیں جب کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ''سید الفتیان'' ہیں۔فتوت کی کتابوں میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ اقدس کے مکارمِ اخلاق کو یکجا طور پر بیان کیا جاتا رہا ہے۔تصوف نما فتوّت کا ابتدائی مرکز ایران کا مردم خیز شہر نیشاپور تھا۔ابن المعمار نے دوسو کبائر وصغائر گناہ کی فہرست دی ہے جن سے محترز شخص حقیقی فتیٰ کہلانے کا مستحق ہے۔عطار نامی ایک شاعر نے ان اوصاف کو چوراسی اشعار کے ایک منظوم ''فتوت نامہ'' میں یکجا کر دیا ہے۔ اندلس اور صقلیہ وغیرہ میں اسلامی فتوّت کے بڑے بڑے مراکز اشبیلیہ،غرناطہ اور قرطبہ کے شہروں میں قائم تھے۔تحریکِ فتوّت کے اجتماعی اور اخلاقی پہلو کا خلاصہ اور طریق استناد میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ''کتاب الفتوۃ'' میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔(۸)

''نتیجہ اور مآخذ'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوّت کے بارے میں چند مآخذ کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد ''کتاب الفتوۃ کے مؤلف کا تعارف'' کے عنوان کے تحت انھوں نے میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی، علمی اور ادبی خدمات کا مختصراً ذکر کیا ہے۔وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> شاہ صاحب کی خدمات اوقاف اور تربیتی امور کے سلسلے میں ناقابل فراموش ہیں۔ بحیثیت مصنف اور شاعر کے بھی شاہ صاحب کا مقام بہت ارفع اور اعلیٰ ہے۔عربی اور فارسی میں آپ کی سو سے زیادہ کتب ہیں، نیز فارسی میں ۱۴۱ غزلیں اور ۹ رباعیاں ہماری دسترس میں ہیں۔
> ''ذخیرۃ الملوک'' فارسی میں آپ کی ضخیم ترین تالیف ہے جو طبع ہو چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے۔علامہ اقبال اس کتاب کو پڑھنے کے بڑے شائق تھے اور اسے پڑھ کر خطاب بہ شاہِ ہمدان فرمایا:
>
> ؎ مرشدِ معنی نگاہان بودہ ای   محرمِ اسرارِ شاہان بودہ ای
>
> ''ذخیرۃ الملوک'' دس ابواب پر مشتمل اور اخلاقی وسیاسی تعلیمات کی حامل ہے۔مرأۃ التائبین، شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض بعنوان ''مشارب الاذواق''،عقبات،دہ قاعدہ، ذکریہ،شرح فصوص الحکم (فارسی)،اسماء الحسنیٰ،اسرار النقطہ ،اربعین لآلی،اوراد فتحیہ اور خواطریہ (عربی) آپ کی مشہور تالیفات ہیں۔فارسی غزلوں کا نام ''چہل اسرار'' ہے اور یہ چھپ چکی ہیں۔آپ کا تخلص علی یا علائی

تھا۔''(۹)

''خلاصہ سخن'' کے ذیلی عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں:

''شاہِ ہمدان آٹھویں صدی ہجری/ چودھویں صدی عیسوی کے ایک نامور بزرگ، شریعت و طریقت کو ایک ساتھ نباہنے والے، صاحبِ طرزِ مصنف، کامیاب مبلغ، بالغ نظر مصلح، دین و دنیا کے تقاضوں سے واقف اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں نکتہ سنج تھے، دیگر معاصر صوفیائے کرام؛ مثلاً شیخ اشرف جہانگیر سمنانی (م۔۸۰۸ھ) اور شیخ نورالدین ولی کرمانی (۷۳۱۔۸۳۴ھ) وغیرہ کے ساتھ ان کے اچھے روابط قائم تھے۔ ایران، افغانستان، ماوراءالنہر اور برِاعظم کے سلاطین و امرا کی نظر میں ان کا بڑا احترام تھا اور ان کی ہدایات کے زیرِ اثر ان امراء نے رفاہِ عامہ کی خاطر بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ علامہ اقبال نے اس مناسبت سے شاہ صاحب کو ''میر و درویش و سلاطین رامشیر'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔''(۱۰)

''کتاب الفتوۃ'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض نے آٹھ مخطوطات کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں جن کی مدد سے انھوں نے ''کتاب الفتوۃ'' کا متن تصحیح کے ساتھ مدون کیا ہے۔ ان مختلف نسخوں کا انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب سوم میں (صفحہ نمبر ۳۲۹ تا ۳۴۰ پر) ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''کتاب الفتوّۃ'' کا متن مع حواشی دیا ہے۔

کتاب کے آخر پر انھوں نے حواشی میں مذکور مآخذ کی فہرست اور ''اشاریہ'' دیا ہے۔ ان کی زیرِ جائزہ ''کتاب الفتوۃ'' کا تمام متن مع حواشی ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے ''باب سوم: رسالۂ فتوتیہ و مقدمہ و تعلیقات آن'' کی ''فصل اول: مقدمہ ای در بارۂ فتوت'' اور ''فصل دوم: سخنی در بارۂ رسالۂ فتوتیہ میر سید علی ہمدان'' سے لیا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے باب سوم کو الگ کتاب کی شکل دی ہے۔(۱۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ۱۹۶۸ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اور اس پر انھیں تہران یونیورسٹی نے پی ایچ ڈی کی ڈگری دی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے ''حضرت امیر سید علی ھمدانی اور ان کا فتوت نامہ'' کے عنوان پر ایک مقالہ لکھا تھا جو سہ ماہی بصائر کے جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس مقالے کے مندرجات ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے اخذ کیے گئے تھے۔ زیرِ جائزہ کتاب، ''بصائر'' میں شائع ہونے والے اسی مقالے کی قدرے بہتر شکل ہے۔ راقم الحروف نے ''بصائر'' میں شائع ہونے والے مقالے پر تحقیقی جائزہ رقم کیا ہے جو زیرِ مطالعہ تحقیقی مقالے کے باب سوم میں شامل ہے۔ اپنے اس تحقیقی جائزے میں راقم الحروف نے حضرت امیر

سید علی ہمدانی کے حالاتِ زندگی اور ان کی ''کتاب الفتوۃ'' کے مندرجات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ اندریں صورتِ حال، اختصار کے پیش نظر اس موضوع پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

بحیثیت مجموعی ''کتاب الفتوۃ'' ایک اعلیٰ علمی و ادبی خدمت ہے۔ مفادِ عامہ کی خاطر اسے اردو ترجمہ اور تحشیہ کے ساتھ شائع کیا جانا چاہیے۔

03۔کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی

تصنیف	:	علامہ شبلی نعمانی
مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح	:	ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشر	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد
اشاعت	:	۱۹۷۷ء
صفحات	:	(۱۸)+۱۵۵=۱۷۳
قیمت	:	۳۵ روپے

مختصر فہرست مطالب

نمبر شمار	صفحات	صفحات
☆	سخن مدیر	
☆	مقدمہ	پنج تادہ
۱۔	نعت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و بیان احزان خود	۰۰۱۔۰۰۲
۲۔	ترکیب بندھا	۰۰۳۔۰۲۶
۳۔	قصائد ومثنویات	۰۲۷۔۰۶۶
۴۔	قطعات ومنظومات	۰۶۷۔۰۷۸
۵۔	مراثی	۰۷۹۔۰۹۳
۶۔	غزلیات بہ ترتیب الف با (۱۲)	۰۹۳۔۱۵۵

ڈاکٹر محمد ریاض قریباً ۵ سال (ستمبر ۱۹۷۲ء تا اگست ۱۹۷۷ء) یونیورسٹی آف تہران، ایران میں پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کو بطور لیکچرار مطالعہ پاکستان واردو کی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ وہاں قیام کے دوران وہ فریضۂ تدریس کی ادائیگی کے علاوہ علمی وادبی مجالس میں شامل ہوتے رہے اور تصنیف وتالیف کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے۔انھوں نے اس عرصے میں زیرِ تبصرہ ''کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی'' کی جمع آوری، ترتیب، تصحیح اور توضیح کا اہم علمی وادبی کام بھی سرانجام دیا۔

کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی کا مقدمہ قریباً ۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ مقدمے (محررہ اول آور ریل ۱۹۷۶ء میلادی) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ شبلی نعمانی کے احوال و آثار اور اشعار کا مختصر سا جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ مقدمے میں شبلی کے شعری محاسن کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شبلی قریحہ (ذوق، استعداد) شاعرانہ و عاشقانہ و ذوق بس سرشار واشتہ و این امر کتب و مقالات وی را نسبت بہ آثار معاصرین بزرگ وی دلآویز تر ساختہ است او احیاناً بہ اردو و فارسی شعری گفت اگر چہ با این فن علاقہ مفرط نداشتہ و برای ھمین است کہ بسیاری از غزلیات و قصاید و منظومات وی ناتمام ماندہ برای استکمال آنہمہ توجہ نداشتہ است، بطور کلی شعر فارسی شبلی، عذب و دلآویز پر ہیجان است و فاقد ویژگی سبک ہندی میباشد، استاد عباس مہرین شوشتری نوشتہ اند:

''شبلی گرچہ با یران نیامد، ولی اشعار فارسی وی، نسبت بہ معاصرین فارسی گوی ھند، بہ فارسی ایران نزدیکتر گفتہ شدہ است''۔

اگر از بعضی از لغات و یژہ فارسی شبہ قارہ بگذریم، از لحاظ بیان و سبک گفتہ شبلی، شبیہ گفتہ ایرانیان میگردد۔ خود شبلی در مقاطع غزلیات خود، بہ پیروی از شعر سعدی و حافظ و نظیری و ملک قمی و ظہوری و صائب تبریزی و حزین لاھیجی اشارہ کردہ است۔'' (۱۳)

ڈاکٹر محمد ریاض ''کلیات فارسی شبلی نعمانی'' کی جمع آوری، تدوین، تصحیح اور توضیح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے کراچی، لاہور اور اسلام آباد کی لائبریریوں میں موجود متفرق منابع و مآخذ کی مدد سے یہ مجموعہ ترتیب دیا ہے۔ یہ مجموعہ قریباً ایک ہزار آٹھ سو (۱۸۰۰) ابیات پر مشتمل ہے جن میں سے آٹھ سو (۸۰۰) اشعار غزلیات کے ہیں۔ شبلی نے غزلیات کے زیادہ تر اشعار بمبئی میں اپنے ۱۹۰۶ تا ۱۹۱۰م کے قیام کے عرصے میں لکھے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''کلیات شبلی نعمانی فارسی'' کے منابع کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ اسی طرح اصولِ تدوین کے تحت تصحیح کردہ متن کی نشاندہی بھی نہیں کی ہے۔ کلیات کے ۱۵۵ صفحات میں سے ۳۲ صفحات کے پاورق میں یک سطری، چند لفظی حواشی دیے گئے ہیں۔ (۱۴)

دی گئی توضیحات برائے نام ہیں۔ کلیات میں کلام یکساں ترتیب سے نہیں دیا گیا۔ ''ترکیب بندھا'' میں ترتیب زمانی کا خیال رکھا گیا ہے۔ ''قصائد و مثنویات'' کے حصے میں زمانی ترتیب درست نہیں۔ ۱۸۹۱ء کے کلام کے بعد بالترتیب ۱۸۹۰ء، ۱۸۹۲ء، ۱۸۸۸ء، ۱۹۰۱ء، ۱۹۰۸ء، ۱۸۸۵ء اور ۱۸۹۲ء کا کلام دیا گیا ہے۔ ''قطعات و منظومات'' میں صرف ایک کلام کے ساتھ اس کے سن تخلیق کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ''مراثی'' میں ترتیب زمانی درست ہے۔ ''غزلیات'' کے

بارے میں لکھا گیا ہے کہ ترتیب زمانی کے بجائے الف بائی ترتیب سے دی گئی ہیں مگر غزلیات میں الف بائی ترتیب کا کلی التزام نظر نہیں آتا۔ اس امر کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ دیگر کلام کی طرح غزلیات میں ترتیب زمانی کیوں قائم نہیں کی گئی۔ مندرجہ بالا امور کی بنا پر ''کلیات شبلی نعمانی'' کی ازسرِ نو تدوین، تصحیح و تحشیہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جامع لغات، مفصل حواشی اور اردو ترجمہ کے اضافہ سے اس کتاب کی تفہیم، افادیت، اشاعت اور ترویج میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ شبلی نعمانی کا ''سفرنامہ روم، مصر، شام'' (۱۹۸۸ء) بھی مدون کیا تھا۔ جس میں شبلی نعمانی کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''شبلی، موزوں طبع اور باذوق شخص تھے اور کبھی کبھی اردو یا فارسی میں شعر کہتے رہے ہیں۔ ان کے اردو اور فارسی دواوین جداگانہ طور پر چھپ چکے ہیں اور ہر دیوان میں تقریباً دو ہزار ابیات ہیں۔ ان کی شاعری میں دینی، تاریخی اور سیاسی ہنگامہ خیز نظمیں ملتی ہیں جن میں سے بعض خاصی طویل ہیں۔
> انھوں نے متعدد اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی، مگر ان کی اردو شاعری میں غزل تقریباً مفقود ہے جب کہ ان کی فارسی شاعری کی جان غزل ہی ہے۔ شبلی کی تقریباً سو تغزل آمیز فارسی غزلیں، جن کے ابیات آٹھ سو کے لگ بھگ ہیں، انھیں فارسی کے بہترین غزل گو شعراء کے پہلو میں جگہ دے رہی ہیں۔ فارسی کلیات شبلی کو میں نے ۱۹۷۷ء میں اسلام آباد سے شائع کروایا تھا۔'' (۱۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''اقبال اور شبلی''، مشمولہ ''برکاتِ اقبال'' (۱۹۸۲ء/۱۹۸۸ء) میں کلامِ اقبال اور کلامِ شبلی میں فکری و فنی مماثلت کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شبلی اور اقبال نے تاریخِ اسلام کے بہت سے واقعات کو اردو میں (موخر الذکر نے فارسی میں بھی) نظم کیا۔ تعلیم اور اسلامی تصورِ اجتہاد کے بارے میں دونوں کے نظریات یکساں نوعیت کے تھے۔ (۱۶)

ڈاکٹر محمد ریاض، ڈاکٹر صدیق شبلی کے اشتراک سے لکھی جانے والی اپنی کتاب ''فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ''، میں شبلی نعمانی کی فارسی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''شبلی نے فارسی شاعری میں چار مختصر مجموعے یادگار چھوڑے ہیں۔ دیوانِ شبلی، دستہ گل، بوی گل اور برگِ گل۔ اب یہ مجموعے ''کلیاتِ شبلی'' (فارسی) میں یکجا کر دیے گئے ہیں۔ کلیات میں سو سے زائد غزلیں، قصیدے، مرثیے، ترکیب اور مختصر مثنویاں وغیرہ شامل ہیں۔
> شبلی نے عاشقانہ اور دلآویز غزلیں قیامِ بمبئی کے دوران لکھی ہیں۔ ان غزلوں کی زبان سادہ اور بیان میں سوز ہے۔ بمبئی کے رومان پرور ماحول کے بارے میں آپ نے مہدی حسن الافادی کو لکھا تھا۔

''یہاں کی دلچسپیاں غضب کی محرک ہیں۔آدمی ضبط نہیں کرسکتا۔''

شبلی یہاں تین اعلیٰ تعلیم یافتہ بہنوں نازلی بیگم، زہرہ بیگم اور عطیہ بیگم کے ہم نشین تھے۔ان خواتین کے والد،نواب حسن آفندی،شبلی کے قدردان تھے۔شبلی سفرِ قسطنطیہ میں ان سے ملے تھے۔یہاں کے ماحول کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

؎ بہر سو از ہجوم دلبرانِ شوخ و بی پروا گذشتن از سر رہ مشکل افتادست رہرو را
ہشت چل سالہ کہ بیہودہ نگاہ داشتمت تا نہ برسنگ زنم شیشہ تقویٰ چہ کنم ؟
جامۂ زہد چو برقامتِ من راست نبود شیشۂ تقویٰ سی سال بہ سندان زدہ ام

علامہ شبلی کی ایک کیف آور غزل کا انتخاب ملاحظہ ہو۔

؎ امنی نماند خلوتیانِ حجاز را دیدی تطاول خمِ زلفِ دراز را؟
ہرگز یکی بہ خوبی و رعنائی تو نیست مادیدہ ایم، کج کلہانِ طراز را
بیچارہ نکتہ دان اداہای عشق نیست ضائع مکن بہ غیر نگہ ہای راز را
ہر چند جور تیر ز معشوق خوش بود ما بندہ ایم دلبر عاشق نواز را
آوربرم کہ کار ز اندازہ در گذشت دستِ دراز گشتہ و آغوشِ باز را (۱۷)

فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی زبان میں مختلف موضوعات پر لکھے ہوئے درج ذیل مقالات و مضامین دستیاب ہوئے ہیں:

فہرست فارسی مقالات ومضامین ڈاکٹر محمد ریاض

(بلحاظ ترتیب الف بائی)

نمبر	موضوع/عنوان	مجلّہ / کتاب	جلد	شمارہ
۰۱۔	ابتکارات مسعود سعد سلمان	ہلال		۱۰۵
۰۲۔	ابوسعید سحابی استر آبادی	ہلال		۱۲۰
۰۳۔	اقبال شناسی در ایران	ہلال		۹۰
۰۴۔	اقبال لاھوری وشعرای سبک خراسانی	ہلال		۱۱۸
۰۵۔	اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھری رساند حال آن کہ۔	کاوہ		۶۹
۰۶۔	انعکاسات بیدل در اشعار اقبال	اقبالیات		چہارم
۰۷۔	آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی	معارف اسلامی		۱۵
۰۸۔	برگزاری مراسم روز اقبال	ہلال		۱۰۲
۰۹۔	بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر	ہلال		۱۰۳
۱۰۔	بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)	دانش		۲۰_۲۱
۱۱۔	بیدل شناسی (مروری بہ کتاب فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)	دانش		۱۲
۱۲۔	پیرامون فتوت یا جوانمردی	ہلال		۱۰۶
۱۳۔	تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان	اقبالیات		ہشتم
۱۴۔	تاثیر تفکر اسلامی در اروپا	ہلال		۱۰۱
۱۵۔	تاثیر خواجہ حافظ در ھنر واندیشۂ علامہ اقبال	دانش		۱۵
۱۶۔	تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری	ہلال		۹۳
۱۷۔	تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال	اقبالیات		دوم
۱۸۔	تتبعاتی از زبورِ عجم	ہلال		۱۰۰

۱۹۔	ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی و پیامِ مشرق)	اقبالیات	۱۱	۴
۲۰۔	تضمینات وتتبعات شعرای ایران درآثار اقبال لاھوری	وحید		۱۳۰
۲۱۔	ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق	دانش	۱	۲
۲۲۔	روز استقلال پاکستان	ہلال		۹۹
۲۳۔	سحابی استر آبادی	معارف اسلامی		۲۲
۲۴۔	سرزمین ومردم کشمیر	ہلال		۹۵
۲۵۔	سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمورھای شبہ قارہ	معارف اسلامی		۲۶
۲۶۔	سید محمد عبدالرشید فاضل (استاذ وشاعر فارسی)	دانش		۲۲
۲۷۔	شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ			
	ادبیات فارسی	معارف اسلامی		۲۱
۲۸۔	شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی	دانش		۳۰۔۲۹
۲۹۔	علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی	معارف اسلامی		۲۷
۳۰۔	عیاری وشطاری	معارف اسلامی		۱۶
۳۱۔	فتوت	معارف اسلامی		۱۷
۳۲۔	فردوسی حکیم	اقبالیات		ہفتم
۳۳۔	فقید سعید سعیدی اقبال شناس	اقبالیات		دہم
۳۴۔	قلندریہ	معارف اسلامی		۶
۳۵۔	متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی	دانشکدہ ادبیات		۸۵
۳۶۔	مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)	فرھنگ ایران ...	۲۰	۲۰
۳۷۔	مقام غالب در سبک شناسی فارسی	ہلال		۹۸
۳۸۔	منابع اوّلیہ تحقیق دربارۂ حضرت میر سید علی ھمدانی	دانش		۱۸۔۱۷
۳۹۔	مؤسس پاکستان	ہلال		۱۰۷
۴۰۔	نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارہ مؤلف مقالات اربعین	دانشکدہ ادبیات		۷۷
۴۱۔	نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارۂ ھند وپاکستان	معارف اسلامی		۲۳
۴۲۔	نقش فارسی سرایان درنھضت آزادیخواھی شبہ قارہ	چشم انداز		۱۰
۴۳۔	ھنر لازوال چغتائی وغالب	ہلال		۸۸
۴۴۔	یاداز مقام ونبوغ مولوی	ہلال		۹۱

ان میں سے درج ذیل ۱۲ مقالات ومضامین کا تعلق اقبالیاتی ادب سے ہے:

☆ اقبال کے مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات

۰۱۔ اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھر می رساند حال آن کہ۔

۰۲۔ تاثیر و مقام شعر و ادب از دیدگاہ علامہ اقبال

☆ اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری و فنی جائزہ

۰۳۔ اقبال شناسی در ایران

۰۴۔ اقبال لاھوری و شعرای سبک خراسانی

۰۵۔ برگزاری مراسم روز اقبال

۰۶۔ ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی و پیامِ مشرق)

۰۷۔ تضمینات و تتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاھوری

☆ اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ

۰۸۔ انعکاسات بیدل در اشعار اقبال

۰۹۔ بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)

۱۰۔ تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان

۱۱۔ تاثیر خواجہ حافظ در ھنر و اندیشئہ علامہ اقبال

۱۲۔ فقید سعید سعیدی اقبال شناس

مندرجہ ذیل ۳۲ فارسی مقالات و مضامین کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے:

☆ اسلام اور مسلمان

۰۱۔ آغاز و ارتقای نھضت فتوت اسلامی

۰۲۔ پیرامون فتوت یا جوانمردی

۰۳۔ تاثیر تفکر اسلامی در اروپا

۰۴۔ روز استقلال پاکستان

۰۵۔ سرزمین و مردم کشمیر

۰۶۔ فتوت

۰۷۔ قلندریہ

☆ زبان وادب

۰۸۔ تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری

۰۹۔ تتبعاتی از زبورِ عجم

۱۰۔ ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ایک مطالعہ اور تحقیق

۱۱۔ شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی

۱۲۔ عیاری وشطاری

۱۳۔ متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی

۱۴۔ مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)

۱۵۔ منابع اوّلیہ تحقیق در بارہ حضرت میر سید علی ھمدانی

۱۶۔ نامہ بہ مدیر مجلّہ: در بارہ مؤلف مقالات اربعین

۱۷۔ نقش فارسی سرایان در نھضت آزادیخواھی شبہ قارہ

☆ شخصیات

۱۸۔ ابتکارات مسعود سعد سلمان

۱۹۔ ابوسعید سحابی استرآبادی

۲۰۔ بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر

۲۱۔ بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)

۲۲۔ سحابی استرآبادی

۲۳۔ سید محمد اشرف <<جھانگیر>> سمنانی وخدمات وی در کشمور ھای شبہ قارہ

۲۴۔ سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد وشاعر فارسی)

۲۵۔ شعر فارسی وخدمات <<زیب مگسی>> شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی

۲۶۔ علامہ شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی

۲۷۔ فردوسی حکیم

۲۸۔ مقام غالب در سبک شناسی فارسی

۲۹۔ مؤسس پاکستان

۳۰۔ نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان

۳۱۔ ھنر لازوال چغتائی و غالب

۳۲۔ یاد از مقام و نبوغ مولوی

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ مندرجہ بالا تمام فارسی مقالات و مضامین کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی مطالعہ پیشِ خدمت ہے:

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات و مضامین کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ

مقالہ ''**پیرامون فتوت یا جوانمردی**'' کے آغاز میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''فتوت اسلامی و فتوت قبل از اسلام'' کے ذیلی عنوان کے تحت دورِ جاہلیت میں فتوت کے رواج کا ذکر کیا ہے اور دین اسلام کی آمد کے بعد فتوتِ اسلامی کے پیش کیے گئے اعلیٰ تصور کو واضح کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فتوتِ اسلامی دیگر ادیان، اقوام، ملل اور اشخاص کے فتوت سے اسی قدر مختلف ہے جس قدر اسلامی ضابطہ حیات ان سب کے ضابطہ حیات سے مختلف ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''فتوت انبیاء و صلحا'' کے ذیلی عنوان کے تحت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ تک کے عرصے میں فتوت کے رواج کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''زندگانیِ حضرت رسول ﷺ'' کے عنوان کے تحت سیرت النبی ﷺ اور سیرتِ حضرت علیؓ سے فتوت (جوانمردی و شجاعت اور سخاوت) کے بہت سے حوالہ جات دے کر بطور حاصل کلام تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ تمام سلاسلِ تصوف و فتوت کے مرجع و مآل ہیں۔ انھی کے ذریعے سلسلہ تصوف و فتوت مذہب شیعہ اور مذہب اہل سنت و جماعت میں مروج ہوا۔ (۱۸)

مقالے ''**آغاز و ارتقای نهضت فتوت اسلامی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت فتوت کا مفہوم، اس کی تاریخ، فتوت، تصوف اور ملامت کا باہمی تعلق بیان کیا ہے:
''موضوع فتوتِ اسلامی''، ''فتوت انبیاء و صلحا''، ''زندگانی حضرت رسول ﷺ''، حضرت علی بعنوان شعار فتیان''، فتوت و تصوف''، ''اہلِ ملامت و فتوت''، رابطہ فتوت، تصوف و ملامت''، ''فتوتِ اجتماعی''

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں فتوت کے موضوع پر، مقالے ''پیرامونِ فتوت یا جوانمردی'' کی نسبت زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔ (۱۹)

مقالے ''**فتوت**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت تاریخِ فتوت بیان کی، نامور فتیان کا ذکر کیا اور اس موضوع پر مزید مطالعہ کے لیے مسلکِ فتوت سے متعلقہ عربی و فارسی کتب کی فہرست دی ہے:
''فتوتِ ناصری''، ''فتوتِ اسلامی در اسپانیا و سیسیل''، ''فتوت و اصنافِ مختلف مردم''، ''دورۂ تحول و

انحطاط فتوت''،''ذکر فتیان تہرانی از عبداللہ متوفی''،''کتب معروف عربی و فارسی در بارۂ مسلک فتوت''۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا تینوں مقالات اپنے موضوع، مندرجات، حوالہ جات وحواشی کے لحاظ سے مدلل، جامع اور زیرِ تحقیق موضوع کے بارے میں تسلی بخش معلومات، آرا اور تبصرات پر مبنی ہیں۔فتوت کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں بھی بہت سے مقالات ومضامین تحریر کیے ہیں۔(۲۰)

مختصر مقالے''**تاثیر تفکر اسلامی در اروپا**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ نویں صدی ہجری تا بارہویں صدی ہجری کے عرصے میں مسلمانوں نے فلسفہ، سائنس اور دیگر شعبہ جات میں عروج وکمال حاصل کیا۔اہلِ یورپ نے عربی زبان سیکھی، عظیم اسلامی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی اور اپنے ممالک میں درسگاہیں قائم کرکے اپنی زبانوں میں مسلمانوں سے حاصل کردہ حکمت و دانش کی تعلیم عام کی ۔ انھوں نے مسلمان فلاسفہ اور سائنسدانوں کے افکار وتصورات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا۔ان کی کتب سے بھرپور استفادہ کیا۔ان کی ایجادات اور دریافتوں کو بنیاد بنا کر تحقیق و دریافت کے راستے پر گامزن ہوگئے۔انھوں نے تعلیم وتدریس اور تحقیق و دریافت کے اسلامی اصولوں کو اپنا ضابطہ حیات بنایا اور جہدِ مسلسل وعملِ پیہم سے علوم وفنون کے مختلف شعبہ جات میں ترقی کرنے لگے۔ اہلِ اسلام بے عملی کا شکار ہوگئے۔انھوں نے علم وعرفان میں دلچسپی لینا چھوڑ دی۔نتیجتاً وہ تمام شعبہ جات میں زوال کا شکار ہوگئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں عظیم مسلم فلاسفہ وسائنسدانوں علامہ ابونصر فارابی، حکیم بوعلی سینا، امام غزالی، ابن رشد اندلسی، ابوبکر ابن طفیل اندلسی اور ابن خلدون کی مختلف شعبہ جات میں خدمات کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے دورِ جدید کے مغربی فلاسفہ ومفکرین کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اہلِ یورپ، مسلمان فلاسفہ اور سائنسدانوں کی خدمات کے معترف ہیں۔شاندار عہدِ رفتہ کا ذکر کرنے کے بعد انھوں نے اسلامی نشاۃ ثانیہ کی اہمیت اور ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور تجدیدِ تفکرِ اسلامی کی اشد ضرورت پر زور دیا ہے۔(۲۱)

مقالے''**استقلال پاکستان**''میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت زوال کا شکار ہوگئی۔ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے مکروفریب سے نواب سراج

الدولہ کو ۱۷۵۷ء میں، ٹیپو سلطان کو ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو اور مسلمان حریت پسندوں کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست دے کر اور مغلیہ حکومت ختم کر کے، برطانوی راج قائم کر دیا۔ ان حالات میں مسلمان رہنماؤں سر سید احمد خان، قائدِ اعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسرت موہانی اور بہت سے دیگر حضرات نے انگریزوں کی غلامی سے نجات کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور کے منٹو پارک (اقبال پارک) میں مسلم رہنماؤں نے قراردادِ پاکستان پیش کی۔ اس کی بنا پر سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ ہر سال ۱۴/ اگست کا دن یومِ آزادی پاکستان اور یومِ استقلال کے طور پر منایا جاتا ہے۔(۲۲)

مقالے ''**سرزمین و مردم کشمیر**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل عنوانات کے تحت وادیٔ کشمیر کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے اور اہلِ کشمیر کے زبان و ادب، مذہب اور رہن سہن کے بارے میں دلچسپ معلومات فراہم کیں اور ان امور پر تبصرہ و جائزہ پیش کیا ہے:

''سوابق تاریخی کشمیر''، ''کشمیر یھا و آریاھا''، ''اسلام در کشمیر''، ''دولت آزاد جاموں و کشمیر''، ''کشمیر و زبان و ادبیات فارسی''، ''زبان کشمیری ھا''، ''شغل مردم و محصولات''

یہ مقالات قریباً ۲۴ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مقالے کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے کشمیر کے بارے میں علامہ اقبال کے پانچ فارسی اشعار دیے ہیں۔ اس کے بعد وادی کشمیر اور اہلیانِ کشمیر کے حسن و رعنائی کا ذکر کرنے کے بعد کشمیر اور اہلیانِ کشمیر کی مدح میں ۱۲ فارسی شعرا (جمال الدین عرفی شیرازی، حکیم فیضی فیاضی، اکبر الہ آبادی، طالب آملی، حاج محمد جان قدسی مشہدی، میرزا محمد قلی سلیم تہرانی، میرزا ابو طالب کلیم کا شانی ھمدانی، میر سید عماد الدین محمود الٰہی اسد آبادی ھمدانی، احسن اللہ خان بیگ، ظفر خان احسن، محمد رضا مشتاق اور خواجہ حسن شعری) کے خوبصورت اشعار دیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے قدرے تفصیل سے کشمیر کی تاریخ بیان کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ کشمیر میں مختلف مسلمان حکمرانوں اور صوفیہ کی آمد سے کشمیر میں دین اسلام پھیلا۔ چودھویں صدی ہجری میں ترکستان سے صوفی بزرگ بلبل شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہاں کشمیر آئے۔ ان کے دینی افکار سے متاثر ہو کر بدھ راجہ رنچن مسلمان ہو کر ان کا بیعت ہو گیا اور سلطان صدر الدین کے نام سے کشمیر کا پہلا مسلمان حکمران بنا۔ بعد ازاں شاہِ ہمدان میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے اور ان کی بدولت وادی کشمیر نورِ اسلام سے منور ہو گئی۔ قیامِ پاکستان کے وقت ریاست کشمیر پاکستان کے حصے میں آئی تھی۔ بھارت نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔

پاکستان نے فوجی کاروائی کرکے اس کا کچھ حصہ آزاد کرالیا جو کہ آزاد جموں کشمیر کہلاتا ہے۔اس میں پونچھ، مظفر آباد، جموں کے علاوہ گلگت اور بلتستان کے علاقے بھی شامل ہیں۔ کشمیر میں زیادہ تر لوگ اردو اور کشمیری زبانیں بولتے ہیں۔ للہ عارفہ، حبہ خاتون، خواجہ حبیب اللہ، جی گنامی، عبدالوھاب شایق، عزیز اللہ حقانی، سیف اللہ محمود گامی اور مہجور کشمیری معروف کشمیری شعرا ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں کشمیر اور اہلیانِ کشمیر کے بارے میں کافی زیادہ معلومات فراہم کی ہیں اور ''مآخذ گفتار'' میں اس موضوع سے متعلق مزید مطالعے کے لیے چند کتب کے نام بھی دیے ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے وادیٔ کشمیر کی خوبصورتی اجاگر کی اور اس کی تاریخی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔(۲۳)

مقالہ ''**قلندریہ**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد فارسی لغات اور کتبِ تصوف سے حوالہ جات دے کر لفظ ''قلندر'' کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کیا ہے۔اس ضمن میں انھوں نے بہت سے صوفیہ اور شعرا (ابوالقاسم قشیری، شیخ ابوحفص عمر بن عبداللہ سہروردی، بابا طاہر عریان ہمدانی، خواجہ عبداللہ انصاری، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، میر سید علی ہمدانی، سید عثمان لعل شہباز قلندر جعفری، شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی، شیخ محمد حسین گیلانی، خواجہ حافظ شیرازی، سنائی غزنوی، خاقانی شروانی، عطار نیشاپوری، شیخ سعدی، عراقی ہمدانی، علامہ محمد اقبال اور حسین ہروی) کے اشعار، اقوال اور ان میں سے چند ایک صوفیہ کی حکایات بیان کر کے مسلک ''قلندریہ'' کا دستور واضح کیا ہے۔اپنے مقالے کے آخر پر انھوں ''حسین ھروی و قلندری نامۂ او'' کے ذیلی عنوان کے تحت شیخ حسین ھروی اور ان کے ''قلندر نامہ'' کا مختصر تعارف کرانے کے بعد ۴۴ فارسی اشعار پر مشتمل ان کا ''قلندر نامہ'' نذرِ قارئین کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''دربارۂ گروہ قلندریہ بعضی از رسایل منثور و منظوم در کتابخانہ ھای دنیا موجود و مضبوط است و ازآنجملہ است مثنوی قلندر نامہ امیر سید حسین حسینی ھراتی (م ۷۱۸ ق) در ۴۴ بیعت......امیر سید حسین حسینی غوری ھروی، ھمان کسی است کہ ۷ اسوٴلات معروف بہ شیخ سعد الدین محمود شبستری تبریزی (م ۷۲۰ ھ) نوشتہ و باعث بوجود آمدن مثنوی گلشن راز، گردیدہ است۔ او صاحب آثار متعدد منثور و منظوم است......امیر حسین یکی از صوفیہ سہروردیہ بودہ، و در ملتان رسیدہ بہ شیخ صدر الدین (م ۷۳۴ ھ) ابن شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی مذکورہ بیعت نمودہ بود......(۲۴)

''قلندر نامہ'' میں شیخ حسین ھروی نے قلندر کے اوصاف بیان کیے ہیں اور آخر کے چند

اشعار میں اپنے مشائخ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مصادر وحواشی'' کے عنوان کے تحت ۱۸ حوالہ جات وحواشی دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا مذکورہ بالا فارسی مقالہ ''قلندریہ'' مجلّہ ''معارف اسلامی''، شمارہ ۶، اشاعت بہار ۱۳۵۴(۲۱ مارچ تا ۲۱ جون ۱۹۷۵ء) میں شائع ہوا تھا۔ ان کا ''**اقبال کا تصورِ قلندری**'' کے عنوان پر مشتمل اردو مقالہ بزمِ اقبال کے مجلّے ''اقبال'' کے اپریل ۱۹۷۵ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اردو مقالے میں انھوں نے فارسی مقالے کی طرح اس موضوع پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ اس میں انھوں نے کلامِ اقبال سے متعدد حوالہ جات دے کر اقبال کے تصورِ قلندر اور ان کے قلندرانہ مسلک پر روشنی ڈالی ہے۔ (۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اردو مقالے ''**وامق و عذر کی دو داستانیں**'' میں عشقیہ داستانوں کے دو روایتی کرداروں وامق (عاشق) اور عذرا (معشوقہ) کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد شفیع مرحوم نے ''وامق وعذرا'' نام کی بیس منثور و منظوم تالیفات کی نشاندہی کی ہے۔ ان تالیفات میں قصص و واقعات مختلف ہیں، صرف نام کا اشتراک ہے۔ ان میں سے سب سے قدیم داستان وہ ہے جسے حکیم ابوالقاسم حسن بن احمد عنصری بلخی (متوفی ۴۳۱ ہجری) نے نظم کیا ہے۔ تہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد جعفر محجوب نے ''وامق وعذرا'' نامی دو ایسی داستانوں کا ذکر کیا ہے جن کا ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کی تحقیقات میں ذکر نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک منظوم داستان ملا محمد رضا نوعی قوچانی (متوفی ۱۰۱۹ھ) نے لکھی ہے اور دوسری داستان نثر میں ہے جو ظہیر نامی شخص نے لکھی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو مقالے ''وامق وعذرا'' میں تینوں داستانوں کا خلاصہ بیان کیا ہے اور ان پر تبصرہ بھی پیش کیا ہے۔ انھوں نے مندرجہ بالا امور کا اپنے دو فارسی مقالات میں بھی ذکر کیا ہے۔ پہلے مقالے کا عنوان ''**تاثیر شاھنامہ در مثنوی وامق و عذرای عنصری**'' (مطبوعہ آباد ۱۳۴۸) ہے اور دوسرے مقالے کا عنوان ''**شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی**'' (مطبوعہ بہار و تابستان ۱۳۷۱) ہے۔

فارسی مقالے ''تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی'' میں مذکورہ بالا اردو مقالے کے مندرجات کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہنامہ فردوسی سے '' داستانِ رستم وسہراب'' اور عنصر کی ''داستان عذرا و وامق'' سے فارسی اشعار دے کر ان کے تقابل وموازنے سے واضح کیا کہ دونوں داستانوں

کے مضامین مشترک اور اسلوبِ بیان یکساں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عنصری (متوفی ۴۳۱ ہجری) نے حکیم ابوالقاسم حسن پور علی طوسی معروف بہ فردوسی (متوفی ۴۱۰ ہجری) کے تتبع میں ''داستان عذرا و وامق'' لکھی ہے۔

فارسی مقالے **''شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی''** میں عنصری کے مندرجہ بالا تتبع کا ذکر کرنے کے علاوہ، ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی شعرا مسعود سعد سلمان (۵۱۵ھ)، محمد بن علی ملقب بہ شمس الدین یا تاج الشعراء (۵۶۲ھ)، ابوبکر زین العابدین (۶۴۵ھ)، ابوالنجم منوچہری دامغانی (۴۳۲ھ)، ابوعبداللہ محمد معزی (تقریباً ۵۲۰ھ)، عبدالرحمٰن جامی اور خواجہ مسعود قمی (۸۹۰ھ) نے فردوسی کے تتبع میں فارسی اشعار لکھے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مذکورہ بالا تمام فارسی شعرا (ماسوا جامی و قمی) کے کلام سے ان کے متعدد اشعار تحریر کیے ہیں۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے ''شاہنامہ فردوسی'' کے فکری و فنی محاسن کے تذکرہ کے بعد اندریں الفاظ فردوسی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

''......ھم چنیں قطعات پر مغز و پند ھا و اندازھای شاھنامہ کہ در ضمن داستانھای آن آمدہ، بہترین درس اخلاق و روش زندگانی است و بہ جرأت می توان گفت کہ تا جہانی باقی است کاخ رفیع نظم فردوسی نیز پایدار و برقرار خواھد ماند:

چو آواز سم ستوران شنید فلاطوس را دل یکی بر تپید

''پی افگندم از نظم کاخ بلند کہ از باد و باراں نیابد گزند'' (۲۶)

اردو مقالہ ''شاھنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' مشمولہ سہ ماہی ''ادبیات'' کی اشاعت بہار ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان کے عظیم شاعر ابوالقاسم فردوسی طوسی (وفات ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ) کی مشہور زمانہ عظیم مثنوی ''شاہنامہ'' کا جامع تعارف کرایا اور اس کے فکری محاسن پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ ان کا فارسی مقالہ **''فردوسی حکیم''** اردو مقالہ ''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' کا ہی فارسی روپ ہے۔ اس میں انھوں نے ''وصاف وحمد سرا'' اور ''بیان عبر و مواعظ''، ''بزمھای نوشیروان'' کے ذیلی عنوانات کے تحت ''شاہنامہ فردوسی'' کے مختلف مضامین اور فردوسی کے حسنِ بیان پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ مقالے میں شاہنامہ سے مختلف موضوعات کے حوالے سے بہت سے اشعار دے کر اس کے فکری محاسن اجاگر کیے گئے ہیں۔ مقالے کے آخر پر ۱۵ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں جن میں سے ۱۳ حوالہ جات شاہنامہ میں سے ہیں۔ (۲۷)

''ارمغانِ حجاز'' علامہ اقبال کے اردو و فارسی کلام کا آخری مجموعہ ہے جو ان کی وفات کے چند ماہ بعد شائع ہوا تھا۔ یہ کم وبیش ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔اس کا دو تہائی حصہ فارسی دو بیتیوں پر اور ایک تہائی حصہ اردو کلام پر مشتمل ہے۔ جو کچھ علامہ اقبال نے دوسری کتابوں میں بالتفصیل کہا ہے وہ ارمغانِ حجاز میں بالاجمال موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے فارسی مقالے **''تتبعاتی اززبورِ عجم''** کے آغاز میں زبورِ عجم کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے اب تک چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔اس کے تیسرے ایڈیشن میں مثنوی ''گلشن رازِ جدید'' اور چوتھے ایڈیشن میں مثنوی ''بندگی نامہ'' شامل کی گئی۔ پروفیسر جی آر بری نے زبورِ عجم کی غزلیات کا اور کچھ عرصے بعد بشیر احمد ڈار نے دونوں مثنویوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔عبدالرحمٰن طارق نے تمام کتاب (فارسی کلام) کا ''باغِ ارم'' کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا۔خواجہ محمد امین داراب کشمیری اور شیخ محمد ایوب دونوں نے زبورِ عجم کے تتبع میں فارسی کلام لکھا اور بقول ڈاکٹر محمد ریاض، انھوں نے اشعار کی تعداد، مطالع ومقاطع کی تعداد، قافیہ وردیف اور فکر وتخیل کی مکمل پیروی کی اور سرِ موتجاوز نہیں کیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے دونوں مترجمین کی شخصیات، احوال وآثار کا مختصر سا تعارف پیش کرنے کے بعد غزلیات اقبال (اززبورِ عجم) سے اشعار اور خواجہ محمد امین داراب اور شیخ محمد ایوب کے کلام پر مشتمل قریباً دس مثالیں سپردِ قلم کی ہیں۔ان میں سے ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

اقبال:

یارب درونِ سینہ دل باخبر بدہ   در بادہ نشہ را نگرم، آں نظر بدہ
ایں بندہ راکہ بانفسِ دیگراں نزیست   یک آہِ خانہ زاد مثالِ سحر بدہ
سازی اگر حریفِ یمِ بیکراں مرا   با اضطرابِ موج، سکونِ گہر بدہ (۲۸)

داراب:

سروم مرا تو باخدا یا ثمر بدہ   چون نخل شمع، سوز دل وچشم تر بدہ
مرغ مرا کہ دانہ نچیند ز خرمنی   از خویش آب و دانہ مثال دُرَر بدہ
در جام زادہ صدف بحرِ طبع من   آبی کہ ریختہ نشود، چون گہر بدہ (۲۹)

ایوب:

یارب شعورِ عظمت خیر البشرؐ بدہ   رازِ حیات فاش کند آن نظر بدہ

با از دیار سوزِ محبت دل مرا　　توفیق شعلہ ریزی آہ سحر بدہ
چشم دلم ز نورِ مبین راہ بین بساز　　شمع یقین بہ تیرگی رھگذر بدہ (۳۰)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ تعارفی وتائیدی تبصرے پر مشتمل ہے۔اس میں انھوں نے کلامِ اقبال ،کلامِ داراب اور کلامِ ایوب کے حوالہ جات نہیں دیے۔داراب کشمیری اور شیخ محمد ایوب کے تراجم سے فارسی زبان وادب میں ان کی دسترس کا ثبوت ملتا ہے۔ان کی یہ کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔(۳۱)

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے،ڈاکٹر محمد ریاض کا مقالہ **''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی ایک مطالعہ اور تحقیق''**،شاہِ ہمدان سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ''ذخیرۃ الملوک'' کے مطالعے اور تحقیق پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالے ''تاثراتِ اقبال از حضرت شاہ ھمدان واثر ذخیرۃ الملوک وی'' پر تبصرے میں ''ذخیرۃ الملوک'' کے مشمولات کے بارے میں کافی زیادہ حد تک لکھا جا چکا ہے۔اس لیے اطناب اور تکرار سے بچنے کے لیے اس ضمن میں مزید کچھ اور نہیں لکھا جاتا۔(۳۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کا فارسی مقالہ **''عیاری وشطاری''** نظامِ فتوت کے بارے میں ہے۔اس میں انھوں نے ذیلی عنوانات ''آداب ورسومِ فتوت''،''شرائطِ نفی فتوت''،''شرائط اثبات فتوت''، کیفیت ورود بگروہ فتیان''،''اجتماعات فتیان''اور''فتوت درشبہ قارہ'' کے تحت فتی بننے کی شرائط، فتوت کے رشتے کو مضبوط،کمزور اور ختم کرنے کی شرائط،گروہ فتیان میں شامل ہونے کے طریقہ کار ،فتیان کے اجتماعات اور مختلف علاقوں میں نظامِ فتوت کے رواج (وسعت اور پھیلاؤ) سے متعلقہ ضروری امور کا ذکر کیا ہے۔مقالے کے شروع میں انھوں نے فتوت اجتماعی کی دو اقسام عیاری اور شطاری کا تعارف کرایا اور ان میں فرق بیان کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں لفظ عیاری کا ایک مفہوم جوانمردی بھی ہے۔ماضی میں عیاران' آزادی وطن اور رفاہِ عامہ کے لیے نمایاں کارنامے سرانجام دیتے رہے ہیں۔مخالفت پر غاصب حکمران انھیں ''خارجی'' قرار دیتے رہے ہیں۔ابو مسلم خراسانی (۱۳۷ھ) اور یعقوب لیث صفاری (۲۶۰ھ) مشہور ایرانی عیار ہیں۔ابو مسلم خراسانی نے ۱۳۲ھ میں بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ کیا تھا مگر ناشکر گزار عباسی خلیفہ منصور نے اس مردِ کامل کو ۱۳۷ھ میں قتل کرا دیا۔تیسری تا چھٹی ہجری کے دور میں گروہِ عیاران کافی فعال رہا۔اگر چہ اس سے قبل وبعد کے زمانے میں بھی یہ گروہ کسی نہ کسی شکل میں مصروف بہ عمل رہا۔منظوم فتوت نامہ ناصری میں ان کا فتیانِ سیفی کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ملک شام وعراق میں دوسری صدی ہجری میں عیاروں اور

شطاروں کا گروہ موجود اور فتیان کے نام سے معروف تھا۔ اس گروہ کے افراد آزاد منش تھے۔ یہ جان، مال، ہر شے کی قربانی دے کر حق کا ساتھ دیتے تھے۔ یہ لوگ چوری، ڈاکہ زنی، بے رحمانہ قتل و غارت کے کاموں میں بھی مشغول رہتے اور غریبوں اور بے کسوں کی دستگیری بھی کرتے رہتے تھے۔ کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ، خراسان اور ماوراالنھر ان کے بڑے مراکز تھے۔ ایران میں انھیں ''رئیس'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ (۳۳)

فارسی مقالہ ''**متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی**'' شاہ ھمدان میر سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے متن پر مشتمل ہے۔ مکتوبات کا یہ متن مجلّہ '' دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی'' دانشگاہ تہران کے شمارے ۸۵، اشاعت تیر ۱۳۵۳ (جون/جولائی ۱۹۷۴ء) میں شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ ۳۴ صفحات (۳۳ تا ۶۶) پر مشتمل ہے۔

اردو مقالہ '' شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' مشمولہ ''ادبی دنیا''، جلد ۶، شمارہ ۳۷، اشاعت ستمبر تا اکتوبر ۱۹۷۱ء، صفحات ۵ تا ۹ پر ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۳ فارسی وعربی مکاتیب کا تعارف کرایا اور ان کے مندرجات پر تبصرہ کیا ہے۔ اسی عنوان سے ان کا ایک اردو مقالہ ''اسلامی تعلیم''، جلد ۴، شمارہ ۱، اشاعت جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کے صفحات ۲۵ تا ۳۶ پر شائع ہوا تھا۔

۱۹۸۵ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور سے ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب '' حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' طبع ہوئی تھی۔ یہ کتاب شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے ۳۱ مکاتیب کے متن پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مبنی ہے۔ پہلے حصے میں شاہ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ کے وہ ۱۹ مکاتیب دیے گئے ہیں جن کا متن فارسی مقالے ''متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی'' میں دیا گیا ہے۔ یہ حصہ صفحہ نمبر ۳ تا ۴۳ پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم میں (صفحہ نمبر ۴۳ تا ۸۳ پر) مزید بارہ مکتوبات دیے گئے ہیں۔ یہ حصہ مکتوبات ھشتم تا مکتوبات نوزدھم پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ پہلے سات مکتوبات ابھی تک دریافت نہیں ہو سکے، تاہم وہ ایک دن ضرور دستیاب ہو جائیں گے اور شاملِ اشاعت کر دیے جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی مقالے ''متن مکتوبات میر سید علی ہمدانی'' اور کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے حصہ اول میں دیے گئے مکتوبات میں سے چند ایک مکتوبات کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو ''حضرت شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب'' کے عنوان سے دو ماہی مجلّہ

''اسلامی تعلیم'' کی جنوری، فروری ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ (۳۴)

''مشارب الاذواق'' ابن فارض کے عربی قصیدے کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ ابن فارض کے دیوان میں موجود ہے۔ اس قصیدے کا موضوع ''شرابِ عشقِ الٰہی'' ہے۔ (۳۵) بہت سے اہل علم حضرات نے اس قصیدے کی شروح لکھیں اور دوسری زبانوں میں تراجم کیے۔ ''مشارب الاذواق'' اس قصیدے کی عارفانہ شرح ہے جسے امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق دیوان مطبوعہ بیروت (۱۹۵۷ء) کے صفحہ ۱۴۰ تا ۱۴۲ پر یہ قصیدہ موجود ہے۔ یہ قصیدہ ۴۱/ ابیات پر مشتمل ہے۔ میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے صرف ۳۲/ اشعار کی شرح لکھی ہے۔ تمام اشعار کی شرح یکساں نہیں ہے۔ کسی شعر کی شرح مختصر ہے اور کسی کی طویل ہے۔ تمام اشعار کی شرح کے آخر پر موقع محل کی مناسبت سے عربی یا فارسی اشعار دیے گئے ہیں۔ شرح میں مشکل الفاظ وتراکیب اور عرفانی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ متعدد آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ سے متن کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے فارسی مقالے **''مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)''** کے شروع میں ابن فارض مصری کے قصیدے کی مختلف شروح اور ''مشارب الاذواق'' کے قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ ان نسخوں کی مدد سے انھوں نے ''مشارب الاذواق'' کا متن مدون کیا اور تصحیح وتحشیہ کے بعد اسے مجلّہ ''ایران زمین'' میں ۱۳۵۳ھ ق میں شائع کروایا۔ پھر یہی نسخہ مجلّہ ''آستان قدس رضوی''، مشہد میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے بعد محمد خواجوی نے اسے ایران میں موجود تین نسخوں کی مدد سے تصحیح کر کے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ ۱۳۶۲ھ/ ش ۱۴۰۴ھ میں انتشارات مولیٰ تہران سے شائع کرایا۔ حسن حسنو نے محمد خواجوی کے مرتبہ نسخے کا اردو میں ترجمہ کیا جسے ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر چپلو نے شائع کیا۔ یہ اردو ترجمہ ۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ (۳۶)

فارسی مقالے **''منابع اولیہ تحقیقی دربارہ حضرت میر سید علی ھمدانی''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر لکھی گئی اولین کتب ''خلاصۃ المناقب'' اور رسالہ ''منقبۃ الجواھر'' پر تعارف وتبصرہ پیش کیا ہے۔ ان کا یہ مقالہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر سب سے پہلی کتاب ''خلاصۃ المناقب'' ان کے مرید شیخ نورالدین جعفر بدخشی (متوفی ۱۶ رمضان ۷۹۷ھ) نے لکھی تھی۔ اس کتاب میں

انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقاتوں کے حوالے سے براہِ راست سنی اور دیکھی ہوئی باتیں تحریر کی ہیں۔ ان کی یہ تالیف ۸۷۷ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کے مطالب عمیق اور سبک علمی ہے۔ اس میں عربی و فارسی اشعار، آیاتِ مقدسہ، احادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کثرت سے دیے گئے ہیں۔ اس کی عبارت فصیح و بلیغ ہے۔ اس کے آخر پر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''واردات'' سے دعائے مناجات نقل کی گئی ہے۔

رسالہ ''منقبۃ الجواھر'' یا ''مستورات''، خلاصۃ المناقب کے بعد لکھا گیا۔ اسے حیدر بخشی نے تحریر کیا تھا۔ انھوں نے ''خلاصۃ المناقب'' سے بھرپور استفادہ کیا اور اس کے وضاحت طلب امور کے بارے میں میر سید محمد نور بخش (م ۸۶۹ھ) اور شیخ اسحٰق ختلانی (م ۸۲۶ھ) خلیفہ و داماد شاہِ ھمدان سے رہنمائی حاصل کر کے یہ رسالہ قلم بند کیا۔ اس رسالے کی بعض عبارات مبہم اور فصاحت و بلاغت سے عاری ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی اس کی مدد سے خلاصۃ المناقب کے بعض مندرجات کی توضیح و تصحیح بھی ہو جاتی ہے۔ خلاصۃ المناقب اور رسالہ منقبۃ الجواھر، دونوں کے مطالعے سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مقامات کے بارے میں اچھی طرح سے آگہی حاصل ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے خلاصۃ المناقب اور منقبۃ الجواھر سے بہت سی عبارات اور مثالیں دے کر ان کا اسلوبِ بیان واضح کیا ہے۔ انھوں نے ان کے تقابل و موازنے سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں ان کی علمی و ادبی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ مقالے کے آخر پر انھوں نے شاہِ ھمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حوال و آثار سے متعلقہ چار دیگر کتب (روضات الجنان و جنات الجنان، تواریخ اعظمی، تاریخ کبریا اور تاریخ حسن) کے مرتبین و ناشرین کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں اور ۲۵ حوالہ جات و حواشی پر مشتمل فہرست منابع دے کر مزید تحقیق کے لیے مصادر و مآخذ کی نشاندہی کر دی ہے۔

''نامہ بہ مدیرِ مجلّہ: دربارۂ مؤلف مقامات اربعین'' دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی دانشگاہ تھران کے شمارے ۷۷، شمارہ اسفند ۱۳۵۰ میں شائع ہوا تھا۔ اس نامہ میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ڈاکٹر محمد دامادی کے مدون کیے ہوئے ایک رسالے کے تسامحات کی نشاندہی کی ہے اور از روئے تحقیق اس رسالے کے مصنف کی نشاندہی اور اس کے متن کی تصحیح کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض مدیرِ مجلّہ سے مخاطب ہو کر لکھتے ہیں کہ معارفِ اسلامی کے فروردین ۱۳۵۰ش کے شمارے میں

''مقامات اربعین'' کے نام سے ایک تصحیح شدہ رسالہ شائع ہوا ہے جسے شیخ ابوسعید فضل اللہ محمد بن ابی الخیر احمد میھنی متوفی ۴۴۰ھ/۱۰۴۹م سے منسوب کیا گیا ہے۔ رسالے کے متن اوراس کے خطی و عکسی نسخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میر سید علی ھمدانی نے یہ رسالہ معین الدین ابی عبداللہ محمد حمومی جوینی (۶۴۴۔۷۲۲ھ) کی تعلیمات سے استفادہ کر کے تحریر کیا تھا۔ان کا یہ رسالہ ''اربعین صوفیہ''، ''چھل مقام صوفیہ'' اور ''اصطلاحات صوفیہ'' کے ناموں سے مختلف خطی وعکسی نسخوں کی شکل میں موجود ہے اور شائع بھی ہو چکا ہے۔اس رسالے کے ابتدائیہ واختتامیہ اور دیگر اندراجات سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ڈاکٹر محمد دامادی کا مدون وتصحیح کردہ رسالہ دراصل سید علی ھمدانی کی تخلیق ہے۔ سید علی ھمدانی کے تمام آثار کا آخری جملہ آیت مقدسہ ''والسلام علی من اتبع الھدیٰ'' پر مشتمل ہے۔ زیرِ تحقیق رسالے کا آخری جملہ بھی یہی ہے۔ غالباً سہوِ کاتب کی وجہ سے یہ رسالہ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہو گیا ہے۔ متن چاپ شدۂ معارف اسلامی اور متن نسخِ خطی وعکسی سے چند مثالیں دے کر،ان کے تقابل وموازنہ سے ڈاکٹر محمد ریاض نے ان اغلاط کی نشاندہی کی ہے۔(۳۷)

فارسی مقالے **''نقش فارسی سرایان درنھضت آزادیخواھی شبہ قارہ''** میں لکھتے ہیں کہ مغلیہ دورِ حکومت میں فارسی برصغیر پاک وہند کی سرکاری زبان کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی۔انھوں نے اسلام دشمنی میں فارسی کے بجائے انگریزی کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔اس دور میں بھی برصغیر کے مسلمانوں نے فارسی زبان وادب سے اپنا تعلق کمزور نہیں کیا اور فارسی دان ادبا وشعرا نے مسلمانانِ برصغیر کی آزادی کے لیے فارسی زبان میں اشعار کہے، مضامین لکھے اور ان میں جذبۂ حریت کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔اسی جذبے کے تحت مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ پاکستان منظور کی گئی اور ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیمِ ہند کے بعد اسلامی ملک پاکستان وجود میں آیا۔قیامِ پاکستان کے بعد بہت سے فارسی شعرا وادبا ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ پاکستان میں فارسی زبان وادب سے محبت کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں اردو وعربی کے ساتھ فارسی کی بھی تعلیم دینا شروع کی گئی۔ فارسی بہت شیریں زبان ہے۔اردو دخترِ فارسی زبان ہے۔اردو کے علاوہ پنجابی، سندھی، کشمیری، پشتو وغیرہ میں بھی فارسی زبان کے الفاظ وتراکیب کا استعمال رواج پا گیا۔ پاکستان کے قیام میں مرکزی کردار ادا کرنے والے سیاست دان اور رہنما زیادہ تر فارسی دان تھے۔ علامہ محمد اقبال، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور مولانا حسرت موہانی فارسی دان

حضرات ہی تھے۔ پاکستان کے قیام میں سب سے زیادہ اہم کردار علامہ اقبال نے ادا کیا۔ انھوں نے اپنے اردو و فارسی کلام سے مسلمانانِ برصغیر میں آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں پاک و ہند کے، قبل از تقسیم و بعد از تقسیم کے قریباً ۵۰ قدیم و جدید فارسی ادبا و شعرا کے نام دیے ہیں اور اردو و فارسی زبانوں کے علاوہ پاکستان و ایران کے قریبی رشتۂ اخوت کا مؤثر انداز سے ذکر کیا ہے۔ (۳۸)

مقالے **''ابتکارات مسعود سعد سلمان''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک و ہند کے قدیم فارسی شاعر مسعود بن سعد سلمان لاھوری (۴۳۸۔۵۱۵ھ۔ق) کی شخصیت و احوال کا مختصر سا تعارف کرایا ہے اور فارسی شاعری میں ان کی متعارف کرائی ہوئی اصناف (ابتکارات، اختراعات) کا متعدد مثالیں اور حوالہ جات دے کر ذکر کیا ہے۔ مسعود بن سعد سلمان لاھوری کا آبائی وطن، ایران کا شہر ہمدان تھا۔ وہ لاہور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد غزنویوں کے دربار سے منسلک رہے۔ مسعود سعد سلمان کا اپنا تعلق سلطان ابراہیم بن مسعود غزنوی (۴۵۰۔۴۹۲ھ) کے دربار سے تھا۔ شہزادہ اور ولی عہد سیف الدولہ محمود ان کا خاص قدردان تھا۔ مسعود، شہزادے کے ساتھ لاہور آئے۔ شہزادہ کسی بات پر مسعود سے ناراض ہوگیا اور انھیں قید کر دیا۔ وہ انیس برس برصغیر کے دہک، سُو اور نامے نام کے قلعوں میں قید رہے۔ اس دوران انھوں نے دردناک جسیات (قید کے اشعار) لکھے جو فارسی ادب کا بے نظیر سرمایہ ہیں۔ انھوں نے شہرآشوب اور مستزادات بھی لکھے۔ انھیں ان سہ گانہ ابتکارات کا بانی مانا جاتا ہے۔ انھوں نے فنِ شاعری میں اپنی امتیازی حیثیت کے بارے میں خود کہا ہے؎

به نظم و نثر کسی را گر افتخار سزاست — مرا سزاست که امروز نظم و نثر مراست
اشعار من آن است که در صنعت نظمش — نه لفظ معار است؟ و نه معنیش مثنا!! (۳۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے میں دیوان مسعود سعد سلمان (مطبوعہ تہران ۱۳۱۸ش) سے بہت سے اشعار دے کر ان کی شاعری کے محاسن بیان کیے ہیں۔

مولانا ابوسعید سحابی استرآبادی نجفی (متوفی ۱۰۱۰ھ) کی شخصیت اور ان کی فارسی شاعری کی خصوصیات پر ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو و فارسی میں درج ذیل مقالات و مضامین اور تاثرات قلمبند کیے ہیں:

۱۔ ابوسعید سحابی استرآبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۲۰، اشاعت بھمن ۱۳۵۰

(جنوری، فروری ۱۹۷۲ء)، صفحات ۲۹ تا ۳۱

۲۔ سحابی استر آبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۲۲، اشاعت پاییز ۱۳۵۴ (ستمبر تا دسمبر ۱۹۷۵ء)، صفحات ۳۶ تا ۴۴

۳۔ مولانا ابوسعید سحابی استر آبادی نجفی (اردو تحریر)، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعرا، بار اول، اشاعت ۱۹۷۷ء، صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۱

۴۔ سحابی استر آبادی، ابوسعید (۱۰۱۰ھ) (فارسی تحریر)، مشمولہ: اقبال لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی، بار اول، اشاعت ۱۹۷۷ء، صفحات ۹۶ تا ۹۷

۵۔ سحابی استر آبادی (اردو مقالہ)، مشمولہ: ادبی دنیا، اشاعت جنوری ۱۹۷۳ء

مندرجہ بالا تمام تحریروں کے تقابل و موازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان تمام مقالات و مضامین اور تاثرات میں سے فارسی مقالہ ''سحابی استر آبادی''، ''مشمولہ'' معارف اسلامی'' اس موضوع پر سب سے زیادہ مفصل، جامع، مدلل اور اثر انگیز ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سحابی استر آبادی کی شخصیت اور افکار کا مختصر ذکر کرنے کے بعد ''توجہ بہ سحابی در شبہ قارہ'' کے عنوان کے تحت ان کے فکر و فن کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ محمد اقبال اور سید سلیمان ندوی کی آرا بیان کی ہیں۔ ''تفکر سحابی'' کے عنوان کے تحت آقای زین العابدین کی سحابی استر آبادی کے بارے میں رائے بیان کی ہے کہ انھوں نے صوری و معنوی تاثیر کے لحاظ سے رباعیاتِ عمر خیام کو رباعیاتِ سحابی سے زیادہ اعلیٰ و مستحسن قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں علامہ محمد اقبال اور علامہ شبلی نعمانی کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شعر سحابی سادہ و دلآویز است و تعقید صوری یا معنوی و پیچیدگی ندارد، ولی باید متوجہ بود کہ شعر وی دارای تفکر اخلاقی و عرفانی و فلسفی و دینی است و صرفاً تغزل یا قافیہ سنجی نیست۔ ابیاتی از نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بفرمایند۔ در این جا تفکر شاعر مشھود است:

السلام ای آنچہ گویند و کنند اھل کمال	شرح گفتار شما و وصف کردار شما
السلام ای علم و فضل انبیاء و اولیاء	پرتوی از آفتاب ماہ انوار شما
السلام ای بندۂ سرگشتہ را یعنی سحاب	کردہ آزاد از دو عالم شوق دیدار شما'' (۴۰)

مندرجہ بالا مثال پیش کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے رباعیاتِ سحابی سے متعدد مثالیں دے کر درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت ان کے مختلف موضوعات کی نشاندہی کی اور ان کی اہمیت

بیان کی ہے:

۱۔ ھمہ سوزی عشق

۲۔ حقیقت ومجاز

۳۔ برگزیدگان ھم درسرنوشت دستی دارند

۴۔ احتیاج بہ صفات ذمیمہ

۵۔ راہ وسط در جبر وقدر

۶۔ مضامین لزوم توحید ولزوم استعداد برای ھدایت از قرآن

۷۔ وحدت وجود

۸۔ عبادت وطاعت باید بی غرض باشد

۹۔ سراپا تسبیح وخوبی یابدی

۱۰۔ درعدم لزوم دعا برای حاجت دنیوی

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے کی ابتدا میں حافظؔ کا یہ شعر دیا ہے۔

غلام ھمت آنم کہ زیر چرخ کبود ۔۔۔ زھرچہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است

مقالے کے اختتام میں مصادر ومراجع سے قبل ڈاکٹر محمد ریاض نے سحابی استر آبادی کے کلام کی طباعتِ نو کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے حافظ کا یہ شعر رقم کیا ہے۔

ھمہ شب درایں امیدم کہ نسیم صبحگاھی ۔۔۔ بہ پیام آشنایان بنوازد آشنا را (۴۱)

فارسی مقالے **''بیاد بود درگذشت استاد فروزانفر''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران کے نامور عالم، محقق، شاعر اور علوم وفنونِ اسلامیہ میں متبحر شخصیت پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر متوفی (۷مئی ۱۹۷۰ء) کی شخصیت اور علمی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ استاد فروزانفر کم وبیش ۳۵ سال تہران یونیورسٹی کے شعبہ ادبیات وعلومِ انسانی میں تعلیم وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ انھوں نے ادبیات والٰہیات کے مختلف شعبوں پر بہت سی کتابیں لکھیں جو تحقیق وتدقیق وتحشیہ وترجمہ وتصحیح وغیرہ کا شاہکار مانی جاتی ہیں۔ پینسٹھ برس کی عمر میں ریٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ رضاکارانہ طور پر، اپنے گھر پر اور مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ وہ اقبال شناس اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست محقق تھے۔ اپنی زندگی کے آخری تین سالوں میں انھوں نے ''مثنوی رومی'' کے دفتر اول کے تقریباً تین ہزار اشعار کی تین جلدوں میں شرح لکھی۔ انھوں

نے شرح لکھتے وقت، اس وقت تک مثنوی شریف کی دستیاب ہونے والی انگریزی، ترکی، عربی اور فارسی میں لکھی جانے والی شروح کو مدنظر رکھا۔ ان کی اس شرح کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس فارسی مقالے میں استاد فروز انفر کی تصانیف و تالیف کی فہرست اور ان کی تحریر کا نمونہ بھی دیا ہے اور ان سے اپنی محبت و عقیدت کے اظہار کے بعد اس دعا کے ساتھ اپنا مقالہ مکمل کیا ہے۔

تا جہان باشد تحیات و سلام　　بر روان پاک تو ھر صبح و شام

ڈاکٹر محمد ریاض نے استاد فروز انفر کی شخصیت، احوال و آثار پر اردو میں ''بدیع الزمان فروز انفر خراسانی مرحوم'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا جو مجلّہ ''فکر و نظر''، جلد ۸، شمارہ ۶، اشاعت دسمبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے ان کی مثنوی شریف کی شرح پر تبصرہ بھی تحریر کیا تھا جو ''مثنوی شریف (فروز انفر کی شرح کے مقدمات)'' کے عنوان سے ''اقبال ریویو''، جلد ۱۳، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۲ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں انھوں نے یہی مقالہ ''رومی: شروح مثنوی شریف'' کے عنوان سے اپنے مجموعہ مقالات ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل کر لیا تھا۔ (۴۲)

فارسی مقالے ''**بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس'، استاد خلیلی)**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ذیلی عنوانات 'سبک نثر بیدل'، 'تراکیب نوین'، 'مقلد و مقلدان'، 'شمہ ای از احوال بیدل'، 'تکملہٗ احوال و نقد مقام'، 'تحقیقات استاد خلیلی در بارۂ معاصران ارشد بیدل'، 'مطالب تبعی'، 'بیدل خود شناس'، 'افکارِ بیدل' کے تحت مشہور فارسی شاعر، بزرگ اور مفکر ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل کی شخصیت، احوال، آثار اور سبکِ شعر و نثر پر مبنی استاد خلیل اللہ خلیلی کی کتاب ''فیض قدس'' (مطبوعہ ۱۹۵۵ء / ۱۳۳۴ھ ش) پر تبصرے کے ساتھ اس موضوع سے متعلقہ دیگر تحقیقات و تخلیقات (کتب و مضامین) کے حوالے سے متعدد مثالیں اور حوالہ جات دے کر کافی تفصیل سے لکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''فیض قدس'' میں زیادہ تر بیدل کے رسالے ''چھار عنصر'' کے حوالے سے بیدل کی شخصیت، احوال اور آثار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رسالہ ''چھار عنصر'' میں بیدل نے خود اپنے سوانح حیات قلمبند کیے ہیں۔ بیدل کے حوالے سے لکھنے والے دیگر حضرات ڈاکٹر عبدالغنی، عباد اللہ اختر اور ڈاکٹر نبی ہادی نے بھی ''چھار عنصر'' کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ بیدل نے اپنے کلام میں فلسفے کے دقیق مسائل بیان کیے ہیں اور ان کے اصل معانی تک رسائی حاصل کرنا کافی مشکل کام ہے۔ اس ضمن میں بیدل نے خود کہا ہے۔

ے زفرق تا قدم افسونِ حیرتی بیدل　　کسی چہ شرح کند معنی نکوی ترا
ے مباش غافل از انداز شعر بیدل ما　　شنیدنی است نوائی کہ کم نواختہ اند

سبک نثرِ بیدل، ان کے سبکِ شعر سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ مقامات قاضی حمیدالدین (م ۵۵۹ھ) اور گلستان شیخ اجل سعدی (م ۶۹۱ھ) کی طرح نثرِ بیدل بھی نثر و نظم کا آمیزہ ہے۔ بیدل نے نثر میں بھی تمام ادبی وشعری لوازم کی پابندی کی ہے۔ بیدل نے بہت سی نئی تراکیب وضع کیں جو ان کے معاصر شعرا اور بعد کے شعرا نے بھی استعمال کیں۔ استاد خلیلی نے اپنی کتاب میں ان تراکیب کی فہرست دی ہے۔ بیدل نے نثر و نظم میں کسی کی پیروی نہیں کی بلکہ انھوں نے اپنی راہ خود بنائی ہے۔ فکر وفن کے لحاظ سے وہ واقعی ابوالمعانی اور خلاقِ معانی ہیں۔ بیدل (م ۱۱۳۳ھ) نے رسالہ چھار عنصر ۱۱۱۶ھ میں لکھا تھا۔ استاد خلیلی نے بقیہ ۱۷ سال کے احوال ان کے معاصرین و متاخرین کی تصانیف سے اخذ کیے ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب میں بیدل کے آثار پر تبصرہ و تعارف پیش کرنے کے علاوہ ان کے معاصرین کا بھی ذکر کیا ہے۔ بیدل نے اپنے بارے میں بزبانِ اشعار جو کچھ کہا ہے اسے بھی عنوان ''بیدل خود شناس'' کے تحت منضبط کر دیا گیا ہے۔ بیدل بہت اعلیٰ فکر کے حامل فلسفی شاعر تھے۔ انھوں نے فلسفہ، ادب، تاریخ اور تصوف کے موضوع پر خوب لکھا ہے۔

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے بیدل اور استاد خلیلی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے بیدل کی وہ غزل مکمل تحریر کی ہے جس کے ایک مصرعے کو علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں تضمین کیا ہے۔ وہ غزل ۱۱/ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کے تین اشعار (پہلا شعر، وہ شعر جس کا مصرع تضمین کیا گیا اور آخری شعر) پیش خدمت ہیں۔

عمر گذشت و همچنان داغِ وفاست زندگی　　زحمتِ دل کجا بریم، آبلہ پاست زندگی
یک دو نفس خیال باز، رشتۂ شوق کن دراز　　تا ابد از ازل بتاز، ملکِ خداست زندگی
بیدل ازین سراب وهم، جام فریب خوردہ ای　　تا بہ عدم نمی رسی، دور نماست زندگی

مقالے کے آخر پر ''منابع و مصادر'' کے عنوان کے تحت ۲۵ حوالہ جات وحواشی دیے گئے ہیں۔ (۴۳)

فارسی مقالے **''سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی وخدمات وی در کشور ھای شبہ قارہ''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک و ہند میں عظیم دینی خدمات سرانجام دینے والے ایرانی بزرگ

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات، تالیفات اور خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے درج ذیل ذیلی عنوانات کے تحت معلومات وآرا منضبط کی ہیں:

''احوال زندگانی وچگونگی اقامت در شبہ قارہ''، ''مختصری از مسافرتھای سید اشرف سمنانی عارف بلند پایہ ایرانی''، ''معاصران با فضل وعرفان وی''، ''روابط با امرا وسلاطین معاصر''، ''آثار اشرفی، ''خلاصہ از خدمات''۔

ڈاکٹر محمد ریاض اس مقالے میں لکھتے ہیں کہ سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت و طریقت کے کامل پابند بزرگ تھے۔ ان کے ارشاد وتبلیغ سے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ انھوں نے امرا وسلاطین کی بھی اصلاح کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں سید اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل معاصر بزرگوں اور مرشدین کا بالاختصار تذکرہ پیش کیا ہے:

۱۔ عبداللہ یافعی عدنی شافعی (م ۷۶۷ھ)
۲۔ سید جلال الدین بخارائی مخدوم جہانیاں جہان گشت
۳۔ میر سید علی ھمدانی (م ۷۸۶ھ)
۴۔ خواجہ حافظ شیرازی (م ۷۹۱ھ)
۵۔ خواجہ محمد بھاء الدین نقشبند (م ۷۹۱ھ)
۶۔ میر سید محمد گیسودراز (م ۸۲۵ھ)
۷۔ سید نعمت اللہ ولی کرمانی (م ۸۳۴ھ)
۸۔ خواجہ محمد پارسا (م ۸۲۲ھ)
۹۔ شیخ ابوالوفا خوارزمی کبروی (م ۸۳۵ھ)
۱۰۔ قاضی شھاب الدین دولت آبادی دکنی (م ۸۴۹ھ)
۱۱۔ شیخ ملاء الحق علاء الدین

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصیف بزرگ تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں ان کے درج ذیل آثار پر تبصرہ وتعارف بھی پیش کیا ہے:

۱۔ لطایف اشرفی ۲۔ مکتوبات اشرفی
۳۔ بشارۃ المریدین ۴۔ ارشاد الاخوان

۵۔ در بیان ادعیہ ۶۔ تنبیۃ الاخوان

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار اشعار بھی کہہ لیتے تھے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش خدمت ہیں:

ھر کرا بیدار باید کرد تخت خواب باید کرد برچشمان حرام
از برای دیدن خواب وصول چند چیزش کرد باید التزام
روز از کار گراں خود را سبک کردہ باید تا بود در شب قیام
دیگر از بہرِ قیام شب بروز خالی باید کرد معدہ از طعام
ثالث از قیلولہ باید راست کرد توشہء را قیام از اھتمام (۴۴)

فارسی مقالے **"استاد و شاعر فارسی سید محمد عبدالرشید فاضل"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے محبوب استاد سید محمد عبدالرشید فاضل کے احوال، آثار اور اشعار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ انھوں نے درج ذیل عنوانات کے تحت ان کی شخصیت، احوال اور آثار سے متعلقہ معلومات فراہم کی ہیں:

"مختصری از احوال"، "محیط شعر گوئی و علمی"، "فارسی سرائی پدر و فرزند"، "اساتید و احبابِ خاص جناب فاضل"، "محقق و مترجم و شارح"، "اقبال شنای استاد فاضل"، "خاتمہ سخن"۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ استاد سید محمد عبدالرشید فاضل، فرزند سید نثار حسین متخلص بہ نثار (۱۸۶۱۔۱۹۶۴م) ۱۹۰۷م میں بھارت کی ریاست راجستھان کے دارالحکومت جے پور میں پیدا ہوئے۔ استاد فاضل نے بچپن میں اس دور میں مروجہ دینی نظام کے مطابق اردو، عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۴ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اردو اور ایم اے فارسی کی تعلیم مکمل کی۔ پاکستان میں ہجرت کر کے آنے سے قبل وہ جے پور کے دوہائی سکولوں میں اردو و فارسی پڑھاتے رہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد استاد فاضل دیگر ہزاروں افراد کی طرح ۱۹۴۹ء میں کراچی آ گئے۔ کراچی آ کر انھوں نے اردو کالج، کراچی کے شعبہ فارسی میں ایف اے تا ایم اے کے طلبہ کو تدریس کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ وہاں ۲۲ سال خدمات سرانجام دینے کے بعد وہ ۱۹۷۱ء میں ریٹائر ہو گئے۔

استاد فاضل، کے والد محترم فاضل درسِ نظامی تھے۔ وہ اردو و فارسی میں شعر کہتے تھے۔ استاد فاضل پر ان کے والد کی شخصیت کا گہرا اثر تھا۔ انھوں نے بھی پندرہ برس کی عمر میں شعر کہنا شروع

کردیے۔انھوں نے ۱۹۸۰ء میں ''گنج معانی'' کے عنوان سے اپنے والد کا شعری مجموعہ مرتب کر کے شائع کرایا۔اس سے قبل وہ اردو و فارسی کلام پر مشتمل اپنا شعری مجموعہ ''نقوش جاویدان'' بھی شائع کروا چکے تھے۔باپ بیٹا دونوں نے اپنے کلام میں اخلاق آموز مضامین بیان کیے ہیں۔

استاد فاضل نے اقبال شناسی اور دیگر موضوعات پر بہت سے مقالے لکھے، تراجم کیے اور شروح قلمبند کیں۔''نقوش جاویدان''، ''گنج معانی'' کے علاوہ ان کی ''شرح لوائح جامی'' اور ''مہر نیمروز غالب'' گراں قدر علمی و ادبی کام ہیں۔انھوں نے اقبالیات پر درج ذیل کتب تخلیق کیں:

۱۔ ترجمانِ خودی (منظوم اردو ترجمہ مثنوی اسرارِ خودی)

۲۔ بیانِ بےخودی (منظوم اردو ترجمہ مثنوی رموزِ بےخودی)

۳۔ سلسلہ درسیات اقبال (۳ جلد)

۴۔ شرح بالِ جبریل

۵۔ علامہ اقبال و تصوف

۶۔ اقبال و عشق رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم)

۷۔ اقبال و پاکستان

ان کی درج ذیل کتب ابھی تک طبع نہیں ہوسکیں:

مطالعہ اقبال، سفرِ حجاز، شرح دیوان اردو غالب، معرفی نامہ فانی بدایونی (م ۱۹۴۲ء)، مطالعہ جامی، ترجمہ تمثیل فارسی، حکیم نباتات، مقالات فاضل، شرح مہر نیمروز غالب و شرح باقیات فانی۔

استاد عبدالرشید فاضل کی علمی و ادبی نگارشات کے علاوہ مختلف علمی و ادبی شعبہ جات میں نمایاں خدمات سرانجام دینے والے ان کے شاگرد اُن کی نہایت گراں قدر خدمات کا بین ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر یوسف ہوں یا کہ ڈاکٹر صاحب ریاض
صاحبان فضل و دانش ہیں تلامیذ الرشید

(۴۵)

مقالے ''**شعر فارسی و خدمات زیب مگسی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بلوچستان کے فارسی شاعر ''سردار میر گل محمد خان تمندار زیب مگسی'' کی شخصیت کے مختصر سے تعارف کے بعد ان کے ''کلیات'' کا تعارف پیش کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ ''سردار میر گل محمد خان'' (۱۸۸۳ء۔۱۹۵۳ء) کا بلوچستان کے ثروت مند، با اثر قبیلہ مگس سے تعلق ہے۔انھوں نے علوم متداول اور اردو، فارسی اور

سندھی زبانوں میں مہارت حاصل کی اور تینوں زبانوں میں شعر کہے۔ تاہم، ان کا زیادہ تر کلام فارسی میں ہے۔ امیر گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود انھوں نے ابراھیم ادھم کی طرح درویشی اختیار کی اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں۔

مراد سلطنت را ترک کردم بھر درویشی　　　چون ابراھیم ادھم ملک وسامان دادم ورفتم

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے میں دو عنوانات ''الف۔ کلیات زیب'' اور ''ب۔ کلیات دیگر زیب'' کے تحت زیب مکسی کے شعری مجموعات کا تعارف پیش کیا ہے اور ہر مجموعے میں سے متعدد اشعار دے کر ان کے فکروفن پر روشنی ڈالی ہے۔

''کلیات زیب'' میں درج ذیل پانچ دیوان شامل ہیں اور یہ ۱۹۳۱ء میلادی کو مطبع نولکشور، لکھنو سے شائع ہوا تھا۔

۱۔ زیب نامہ شامل ۳۲ غزل　　　۲۔ دیوان عجیب

۳۔ دیوان بحور　　　۴۔ دیوان صنایع

۵۔ دیوان مفردات

''کلیاتِ دیگر زیب'' میں ان کے مخمسات پر مشتمل شعری مجموعہ ''خزینۃ الاشعار'' شامل ہے۔ اس میں تین صد مخمسات دی گئی ہیں۔ ہر مخمس میں شاعر نے تین مصرعے دینے کے بعد دو مصرعے ایران وھندوپاک کے کسی مشہور فارسی شاعر کے دیے ہیں۔ امیر خسرو کے شعر کی تضمین میں لکھی گئی مخمس ملاحظہ فرمائیں۔

دل خستہ را درمان شدی، ھم دین وھم ایمان شدی
پروانہ را جانان شدی، ھم مشعل رخشان شدی
من گل شدم تو بوشدی، بلبل شدم، بستان شدی
''من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد از این من دیگرم تو دیگری''

زیب کلیات فارسی دیگر، ۱۹۳۸ء میں ''ارمغان عاشقان'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس میں ایک ہزار سے زائد غزلیات اور دیگر تمام اصناف کے اشعار دیے گئے ہیں۔ یہ کلیات مجموعی طور پر گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ زیب مکسی نے برصغیر پاک وھند فارسی زبان کے احیا میں گراں قدر کردار ادا کیا۔ انھوں نے اپنے کلام میں مضامین اخلاق بخوبی بیان کیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض

نے متعدد مثالیں دے کر کلام زیب مگسی کے شعری محاسن اجاگر کیے ہیں۔(۴۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالے'' **علامہ محمد شبلی نعمانی و برخی از آثار اسلامی وی**'' میں ذیلی عنوانات ''شبلی شاعر''، ''شاعر فارسی''، ''شاعر اسلام'' اور'' آثار اسلامی'' کے تحت شبلی نعمانی کی شاعری (خصوصاً فارسی و دینی شاعری) اور اسلامی آثار پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے'' سفر نامہ روم، ومصر وشام شبلی'' اور'' کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی'' کی تدوین کی تھی۔اس کے علاوہ انھوں نے'' اقبال اور شبلی''، '' تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علم کلام کی تشکیل نو'' اور'' سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری'' کے عنوانات کے تحت اردو میں مقالات لکھے تھے جن میں انھوں نے شبلی نعمانی کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں گراں قدر معلومات فراہم کی ہیں۔زیرِ تبصرہ فارسی مقالے میں انھوں نے مذکورہ بالا اردو مقالات کے مندرجات کونئی ترتیب سے مختصراً پیش کیا ہے۔اس مقالے میں انھوں نے'' آثارِ اسلامی'' کے ذیلی عنوان سے شبلی نعمانی کی اردو سے فارسی میں ترجمہ کی گئی چند کتب اور مقالات کا مختصراً تعارف کرایا ہے۔فارسی میں مترجمہ کتب ومقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

۱۔ آموزش و پرورش در کشور ھای اسلامی

۲۔ آیا کتابخانہ اسکندریہ را مسلمانان سوزاندہ بودند؟

۳۔ زندگینامہ جلال الدین مولوی و بررسی عقاید کامی وی از رومی مثنوی شریف

۴۔ تاریخ علم کلام وعقاید جدید کلامی

۵۔ مجموعہ ۱۵ مقالہ شبلی

۶۔ الغزالی (دو مجلد) شامل احوال وآثار وافکار امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ)

۷۔ شرح حال محمد اورنگ زیب عالمگیر از پادشاھان تیموری (م ۱۰۶۹ الی ۱۱۱۹ھ)

۸۔ زیب النساء (دختر اورنگ زیب عالمگیر)

۹۔ المامون (در دو مجلد)

۱۰۔ سیرت النعمان (در دو مجلد) (۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے درج ذیل اردو وفارسی مقالات ومضامین میں بیدل، غالب اور اقبال کے کلام کے فکری وفنی محاسن کا موازنہ پیش کیا ہے:

۱۔ بیدل عظیم آبادی دھلوی، میرزا عبد القادر (م ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ میلادی)، مشمولہ: اقبال

لاھوری و دیگر شعرای فارسی گوی، ص ۱۲۱ تا ۱۲۴

۲۔ غالب دھلوی ، میرزا اسد اللہ بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ میلادی)، مشمولہ :اقبال لاھوری......ص ۱۲۷ تا ۱۳۱

۳۔ بیدل عظیم آبادی دھلوی ، ابو المعالی مرزا عبد القادر (م ۱۱۳۳ھ)، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعرا، ص ۲۵۴ تا ۲۷۲

۴۔ اسد یا غالب دہلوی ، مرزا اسد اللہ بیگ خان (م ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۹ میلادی)، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعرا، ص ۲۷۲ تا ۲۸۶

۵۔ غالب، اقبال عظیم پیشرو، مشمولہ: ماہ نو، جلد ۳۶، شمارہ ۲، اشاعت فروری ۱۹۸۳ء

۶۔ غالب اور تقلید عرفی، مشمولہ: المعارف، جلد ۵، شمارہ ۷، اشاعت جولائی ۱۹۷۲ء

۷۔ غالب کی قصیدہ گوئی، مشمولہ: ماہِ نو، جلد ۲۳، شمارہ ۲، اشاعت فروری ۱۹۷۰ء

۸۔ اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیر اقبال، اشاعت ۱۹۹۵ء

۹۔ بیدل فکر و فن، مشمولہ: ادبیات، جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء

۱۰۔ بیدل......تصانیفِ اقبال میں، مشمولہ: اقبال، جلد ۴۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء

۱۱۔ مرزا بیدل: فکر و فن، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، اشاعت ۱۹۹۰ء

۱۲۔ مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، اشاعت ۱۹۹۰ء/ مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۵، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۸۵ء

۱۳۔ میرزا عبد القادر بیدل : مطالعہ اقبال کی روشنی میں ، مشمولہ : اقبالیات ، جلد ۱۲ ، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء

۱۴۔ انعکاسات بیدل در اشعارِ اقبال، مشمولہ: اقبالیات، شمارہ ۴، اشاعت ۱۹۸۸ء

زیرِ تبصرہ فارسی مقالے ''**مقامِ غالب در سبک شناسی فارسی**'' میں بھی ڈاکٹر محمد ریاض نے متعدد مثالیں دے کر فارسی زبان و ادب کے ماہرین کی آرا اور ذاتی تجزیے کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قصیدہ اور غزل میں غالب، عرفی شیرازی کے لگ بھگ ہیں جبکہ مثنوی اور فارسی نثر میں غالب، عرفی سے متاثر نظر نہیں آتے۔ دونوں کے کلام کے دیگر شعرا کے ساتھ موازنہ و تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ غالب نے ایرانی نژاد شعرا میں نظیری اور ظہوری کے بعد عرفی کی غالباً دوسرے شعرا سے زیادہ تقلید کی ہے۔ (۴۸)

مقالے ''**ہنر لازوال چغتائی و غالب**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مرزا غالب (۱۷۹۷ء تا ۱۸۶۹ء) کی فکری و فنی عظمت اور جنگِ آزادی کے بعد ان کے ایامِ عسرت اور سفرِ کلکتہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اہلِ ہنر کو اپنے فکر و فن سے بہت زیادہ شغف کی وجہ سے بعض اوقات معاشی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کی صورتِ حال سے مرزا غالب کے اشعار کو نہایت متاثر کن مصوری کا روپ دینے والے، مصورِ مشرق، عبد الرحمٰن چغتائی (۲۱ ستمبر ۱۸۹۷ء تا ۱۷ جنوری ۱۹۷۵ء) کو بھی گزرنا پڑا تھا۔ انھوں نے میو سکول آف آرٹس، لاہور (موجودہ نیشنل کالج آف آرٹس) سے تعلیم حاصل کی اور یہاں پر ہی تدریسی خدمات سر انجام دینا شروع کیں۔ انگریز رئیس ادارہ کی بے جا مخالفت سے انھوں نے اس ادارے کی ملازمت چھوڑ دی۔ اس وجہ سے وہ معاشی مسائل کا شکار ہو گئے مگر جلد ہی اپنی والدہ محترمہ کی دعاؤں کی بدولت انھیں مناسب روزگار میسر آ گیا۔ اپنے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد دین تاثیر کے اصرار پر انھوں نے اردو کلامِ غالب کو مصوری کے روپ میں ڈھالا۔ ان کی مرزا غالب کے اشعار کی عکاسی پر مبنی تصاویر ۱۹۲۸ء میں ''مرقع چغتائی'' کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہوئیں۔ اس مرقع کی بدولت انھیں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد انھوں نے دو مزید کتب ''نقش چغتائی'' (۱۹۳۵ء) اور ''چغتائی کی تصاویر''، (۱۹۴۰ء) شائع کیں۔ ان کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اقبال، پکاسو اور ملکہ ایلزبتھ دوم نے ان کے فنی شہ پاروں کو سراہا۔ ۱۹۳۴ء میں برطانوی حکومت نے انھیں ''خان بہادر'' کا لقب دیا۔ ۱۹۵۸ء میں حکومتِ پاکستان نے انھیں پرائڈ آف پرفارمنس اور ۱۹۶۰ء میں ہلالِ امتیاز عطا کیا۔ ۱۹۶۴ء میں جرمنی نے انھیں طلائی تمغہ سے نوازا۔ (۴۹)

مقالے ''**مؤسس پاکستان**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد قائد اعظم کی رہنمائی میں مسلمانانِ برصغیر کی تحریکِ آزادی کا مختصراً ذکر کیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ قیامِ پاکستان کے بعد قائد اعظم نے پاکستان کے گورنر جنرل کے طور پر اور نواب لیاقت علی خان نے پاکستان کے وزیر اعظم کے طور پر امورِ خدمات سر انجام دینا شروع کیے۔ قائد اعظم اور نواب لیاقت علی خان نے نظریۂ پاکستان کے عین مطابق پاکستان کے ریاستی امور کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ قائد اعظم نے اتحاد، یقینِ محکم اور عملِ پیہم کے اصولوں کے مطابق باہمی حقوق کا خیال رکھتے ہوئے، اصلاح اور ترقی کا عمل شروع کرنے اور جاری رکھنے کا درس دیا۔ اس ضمن میں انھوں نے قائد اعظم کی درج ذیل تواریخ کی مختلف تقاریر سے اقتباسات

دے کر فرامینِ قائد تحریر کیے ہیں:

۱۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء خطاب بہ افسران عالی رتبہ

۲۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء خطاب بہ ملت

۳۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء خطاب در شہر الہ آباد

۴۔ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء خطاب بہ افسران

۵۔ یکم جولائی ۱۹۴۸ء خطاب بہ ملت

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ یہ امر افسوس کا باعث ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ہم نے نظریہ پاکستان کے مطابق ادارے نہیں چلائے۔ ہم نے قائداعظم اور علامہ اقبال کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے تمام انفرادی واجتماعی امور اور سیاسی، اقتصادی اور سماجی معاملات اسلامی تعلیمات کے مطابق سرانجام دیں۔ (۵۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی'' اور ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرات تحریر کیے۔ ان کے عربی وفارسی مکتوبات اور خطبات کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوا۔ انھوں نے اردو و فارسی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وتصورات کے موازنے پر مبنی درج ذیل مقالات ومضامین لکھے:

۱۔ رومی اور اقبال، مشمولہ: اظہار، جلد ۶، شمارہ ۱۲۔۱۱، اشاعت مئی، جون ۱۹۸۴ء

۲۔ رومی کا تصورِ فقر، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۴، شمارہ ۲، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۴ء

۳۔ رومی: شروح مثنوی شریف، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ۱۹۹۰ء

۴۔ سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء

۵۔ قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۳، شمارہ ۱۲، اشاعت دسمبر ۱۹۸۰ء

۶۔ مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۱، شمارہ ۸، اگست ۱۹۷۸ء

۷۔ مولانا رومی اور علامہ اقبال، مشمولہ: المعارف جلد ۹، شمارہ ۴؛ جلد ۹، شمارہ ۵، جلد ۹، شمارہ ۸، اپریل، مئی، اگست ۱۹۷۶ء

۸۔ مولانائے روم مکاتیب، مشمولہ: فکر ونظر، جلد ۱۸، شمارہ ۱، جولائی ۱۹۸۰ء

۹۔ ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر، ڈاکٹر این میری شمل، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: فکر و نظر، جلد ۷، شمارہ ۸، فروری ۱۹۷۰ء

۱۰۔ مکتوبات و مواعظ مولانا رومی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ، تبصرہ: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، اپریل ۱۹۷۹ء

۱۱۔ ملفوظاتِ رومی، عبدالرشید تبسم، تبصرہ: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، بہار ۱۹۹۲ء

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال و آثار متعارف کرانے کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی مندرجہ بالا مساعی نہایت گراں قدر مندرجات پر مشتمل ہیں۔ زیر تبصرہ فارسی مقالات ''یادی از مقام و نبوغ مولوی'' اور ''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اردو مقالات و مضامین میں مولانا رومی کی شخصیت، احوال و آثار اور افکار کے بارے میں متذکرہ امور قدرے مختلف ترتیب سے پیش کیے ہیں۔

مقالے ''**یادی از مقام و نبوغ مولوی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار مختصراً بیان کیے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات، ملفوظات اور خطابات کے حوالے سے ان کے افکار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خصوصیات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حساس، نفیس اور اعلیٰ ذوق کے حامل، صاحبِ عرفان، عاشقِ صادق بزرگ تھے۔ ان کے کلام میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

من ندانم فاعلاتن فاعلات   لیک گویم شعر چوں قند و نبات

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سبکِ خاص ہیں۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ذریعے نہایت خوبصورتی سے علمی، عرفانی و فلسفیانہ مسائل بیان کیے ہیں۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں   گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

نغمۂ مولوی لاھوتی و ملکوتی ہے۔ ان کے اشعار میں عمق، تاثیر اور گیرائی پائی جاتی ہے۔

علم را برتن زنی مارے بود   علم را بردل زنی یارے بود
علم و حکمت زاید از نانِ حلال   عشق و رقت آید از نانِ حلال

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے مقام مولوی و مثنوی کی تجدیل میں فرمایا ہے۔

مثنوی معنوی مولوی هست قرآن در زبانی پہلوی
من چہ گویم وصف آن عالی جناب نیست پیغمبر ولی دارد کتاب

پاکستان، ایران، افغانستان، ترکی اور بہت سے دیگر ممالک میں مولانا کی شخصیت اور احوال و آثار پر مختلف زبانوں میں کتب لکھی گئی ہیں۔ ''مثنوی مولانائے روم'' کے بھی کئی زبانوں میں تراجم کیے جاچکے اور شروح بھی لکھی جاچکی ہیں۔(۵۱)

مقالے **''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھندو پاکستان''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے برصغیر پاک و ہند میں فارسی، اردو، پنجابی، سندھی اور کشمیری زبانوں میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال و آثار پر لکھی گئی کتب اور ان کی کتب کے تراجم کا مختصراً تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے مولانا جلال الدین محمد (م۶۷۲ھ ق) معروف بہ مولوی کے عہد میں، بعد کے ادوار میں اور عصرِ حاضر میں اس ضمن میں برِ صغیر میں ہونے والی علمی و ادبی کاوشوں کا ذکر کیا ہے۔ عصرِ حاضر کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں قاضی تلمذ حسین نے مرأۃ المثنوی لکھی۔ عبدالماجد دریا آبادی نے پہلی بار ''فیہ مافیہ'' کی تصحیح کی اور اسے طبع کرایا۔ علامہ شبلی نعمانی نے احوال و افکار رومی پر کتاب تحریر کی۔ مولانا اشرف علی تھانوی (م۱۹۴۳ء) نے ''کلید مثنوی'' کے عنوان سے ٦ جلد پر مشتمل مثنوی شریف کی شرح لکھی۔ سیماب اکبر آبادی نے اردو میں ''الہام منظوم'' کے عنوان سے مثنوی کی منظوم شرح لکھی۔ محمد یوسف علی شاہ نے مثنوی کا منظوم ترجمہ کیا جو چند بار طبع ہوا۔ امتیاز علی عرشی نے ''مفتاح العلوم'' کے عنوان سے منثور اردو میں مثنوی کا ترجمہ کیا ہے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم (م۱۹۵۹ء) نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ، تفکر اور عرفان پر بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ پاکستان میں میر ولی اللہ ایبٹ آبادی اور ڈاکٹر افضل اقبال بطور مولوی شناسان معروف ہیں۔ ڈاکٹر افضل اقبال نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار اور افکار پر انگریزی میں کتاب تحریر کی جو تین بار شائع ہو چکی ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام میں پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ کا، رومی، پیر روم، مرشد روم، پیر حق سرشت، مرشد روشن ضمیر، مرشد رومی اور دانای راز کے القاب سے ذکر کیا ہے۔

چو رومی در حرم دادم اذان من از و آموختم اسرارِ جان من
بدورِ فتنۂ عصر کہن او! بدورِ فتنۂ عصر روان من
پیر رومی را رفیقِ راہ ساز تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

زانکہ رومی مغز را داند ز پوست　　پای او محکم فتد در کوی دوست

علامہ اقبال نے مثنوی گلشن رازِ جدید کے علاوہ دیگر تمام مثنویاں مثنوی مولوی کی بحر میں لکھیں۔ انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے اشعار کو یا ان کے معانی کو اپنے اردو و فارسی اشعار میں تضمین کیا۔ انھوں نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و رہنما اور خود کو ان کا مرید معنوی قرار دیا ہے۔ انھوں نے قریباً اپنے تمام منثور و منظوم آثار میں کسی نہ کسی شکل میں ان کا یا ان کی تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اپنی اہم ترین منظوم تصنیف ''جاوید نامہ'' میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تعلیمات کا مختلف پیرائے سے ذکر کیا ہے۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ برصغیر پاک و ہند میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اثر و نفوذ اور ان سے متعلقہ علمی و ادبی کاوشوں کے مختصر و جامع تذکرے پر مبنی ہے۔ (۵۲)

فارسی کتب اور مقالات ومضامین کا موضوعاتی تجزیہ

(ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب کا موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب میں سے ۵۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۴۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان میں سے ۲۸% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۴۳% زبان وادب اور ۲۸% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
شخصیت اور آثار	۰۲	۲۹%	زبان وادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات ومضامین اور تبصرات میں سے ۲۷% کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۷۳% کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان میں سے ۲۱% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۳۴% زبان وادب اور ۴۵% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے فارسی مقالات و مضامین اور تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%
شخصیت اور آثار	۰۵	۱۱%	زبان وادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

بحیثیت مجموعی ۴۲% کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۵۸% کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ ان میں سے ۲۴.۵% کتب اور مقالات و مضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان)، ۳۸.۵% زبان وادب اور ۳۶.۵% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

01۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی]

۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی] (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء)، ص ۳۱ تا ۴۰

جائزے میں اس مقالے کی مختصر فہرست عنوانات دی گئی ہے۔ مکمل فہرست دس صفحات پر مشتمل ہے۔

۰۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے خودنوشت سوانحی خاکے میں (صفحہ نمبر ا پر) لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا تھا۔ اسی سوانحی خاکے کے صفحہ ۱۵ پر لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا۔ مطبوعہ کتاب کے دیباچہ دوم میں ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا تھا۔ پہلے ایڈیشن پر سنِ طباعت ۱۹۸۵ء لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے مطابق انھیں پی ایچ ڈی کورس کی تکمیل پر آذر ماہ ۱۳۴۷ش/۱۹۶۸ء میں یہ ڈگری دی گئی تھی۔ کتاب کے ''دیباچہ، چاپ دوم'' میں (صفحہ ۳ پر) لکھا ہے کہ انھیں ۱۳۴۶ش/۱۹۶۷ء کو یہ ڈگری ملی تھی، جو کہ درست نہیں ہے۔

۰۳۔ رضا شعبانی، سخن مدیر، مشمولہ: احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (با شش رسالہ از دی)، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء)، ص ۲۰

۰۴۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر، ''پژوهش هایی در باره میر سید علی همدانی در پاکستان ومساعی دکتر محمد ریاض در این موضوع''، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول ۲۰۱۶ء)، ص ۱۶۹

محمد ریاض، ڈاکٹر، احوال وآثار اشعار میر سید علی همدانی (با شش رسالہ از دی)، ص ۳۲

۰۵۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر، ''پژوهش هایی در باره میر سید علی همدانی در پاکستان......، ص ۱۶۹

ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے علاوہ شاہ همدان میر سید علی ہمدانی، ان کے فرزند اور سلسلے کے افراد پر اردو و فارسی میں کئی مقالات ومضامین لکھے۔ انھوں نے میر سید علی ہمدانی کے احوال وآثار پر کئی کتب بھی تالیف کیں جن پر راقم الحروف نے اپنے اس مقالے کے مختلف ابواب میں اقبالیاتی ادب (اردو)، غیر اقبالیاتی ادب (اردو)، فارسی زبان وادب اور تراجم کے عنوانات کے تحت تبصرہ پیش کیا ہے۔

۰۶۔ بلتستان، قراقرم اور ہمالیہ کے درمیان ایک وسیع وعریض خطے پر مشتمل ہے۔ جغرفیائی لحاظ سے یہ علاقہ

دنیا کے بلندترین اور سرد ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ ۱۹۴۸ء میں آزادی کے وقت کرگل، بیوغدانگ اور نوبراہ کا علاقہ بھارتی قبضے میں رہ گیا تھا جو آج کل مقبوضہ کشمیر کا حصہ ہے۔ آزاد حصہ اس وقت ۱۴ ،اضلاع سکردو، گانچھے، شگر اور کھر سنگ پر مشتمل ہے۔ شاہ ہمدان ۷۸۳ھ میں بلتستان پہنچے اور پورے علاقے کو نورِ اسلام سے منور کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

غلام حسن حسنو،"بلتستان میں شاہ ہمدان کے گوناگوں آثار"، مشمولہ:"مجموعہ مقالات اردو وانگریزی میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس"، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور کرسی فردوسی پنجاب یونیورسٹی؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول ۲۰۱۶ء)،ص ۶۳ تا ۷۰

۰۷۔ محمد اقبال، علامہ ڈاکٹر، جاوید نامہ، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی،ص ۷۴۶/۱۵۰ تا ۷۴۷/۱۵۹

"ہمدان شناس"، محققین میں ڈاکٹر محمد ریاض کو یہ امتیاز اور اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے شاہ ہمدان اور علامہ اقبال کے فکری اشتراک پر کئی مقالات اور مضامین لکھے ہیں۔ ان کی ان کوششوں کے دُوررَس نتائج مرتب ہوئے ہیں۔ اب دیگر محققین کی بھی اس طرف توجہ ہوگئی ہے۔ میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس میں اردو فارسی میں پیش کیے گئے ۳۹ مقالات ومضامین میں سے درج ذیل ۶ مقالات ومضامین میں سید علی ھمدانی اور علامہ اقبال کے فکری اشتراک پر تبصرہ پیش کیا گیا:

محمد اقبال ثاقب،"میر سید علی ہمدانی کے حضور علامہ اقبال کے گلہائے عقیدت پر ایک مقدمہ" (اردو مقالہ)،ص ۳۷ تا ۵۳

موثر نظر وانی،"میر سید علی ہمدانی علامہ لاہوری کی نظر میں" (اردو مقالہ)،ص ۱۶۹ تا ۱۷۶

محمد حسین مقیسہ،"آفاق فکری ومجاھدت سید علی ھمدانی در آفتاب شعر وافق نگاہ اقبال لاھوری" (فارسی مقالہ)،ص ۱۳۵ تا ۱۵۸

سید محمد اکرم اکرام،"سید علی ھمدانی وعلامہ اقبال در راہ کشمیر" (فارسی مقالہ)،ص ۲۸۷ تا ۲۹۴

محمد صابر،"جایگاہ میر سید علی ھمدانی در شعر علامہ اقبال" (فارسی مقالہ)،ص ۲۹۵ تا ۳۰۲

حمیرا شہباز،"جایگاہ میر سید علی ہمدانی در شعر علامہ اقبال" (فارسی مقالہ)،ص ۳۰۳ تا ۳۲۲

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال اور شاہ ہمدان پر ایک مقالہ لکھا تھا جو"اقبالیات"، لاہور، جلد ۹، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا۔ ان کا یہی مقالہ"آفاقِ اقبال" اور"اقبال اور سیرت انبیاء" میں شاملِ اشاعت ہوا۔ ان کا مقالہ حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک" رومی کا تصورِ فقر (۱۹۹۰ء) میں شاملِ اشاعت ہوا۔ اس طرح"حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب"،"رسالہ بہرام شاہیہ"،"رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ"،"رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱"،"رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲"،"مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح"، "شاہ ہمدان کے مکاتیب"،"ذخیرۃ الملوک، مولفہ سید علی ہمدانی......"، روضات الجنان وجنات الجنان"،

’’میر سید علی ہمدانی‘‘، ’’حضرت میر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ‘‘ اور دیگر عنوانات کے تحت متعدد مقالات و مضامین لکھے جو مختلف مجلّات اور مجموعہ مضامین کی کتب میں شائع ہوئے۔ انھوں نے ’’حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (۱۹۸۸ء)، ’’شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی‘‘ از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی (۱۹۹۵ء) ترجمہ، ’’حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی)‘‘ (۱۹۸۵ء)، ’’کتاب الفتوۃ (فارسی)‘‘ مقدمہ، تصحیح و حواشی کے عنوانات سے کتب بھی لکھیں۔

انھوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے موضوع پر مدام العمر کام کیا۔ انھوں نے اپنے مضمون ’’اقبال اور شاہ ہمدان‘‘، مشمولہ آفاقِ اقبال (۱۹۸۷ء) کے آخر پر ’’استدراک‘‘ کے عنوان کے تحت شاہ ہمدان پر لکھے گئے مقالات و کتب اور اپنی دیگر مساعی کا اس طرح سے ذکر کیا ہے۔ ان کی یہ تحریر ان کی علم دوستی کا مظہر ہے:

’’..... ۱۹۷۴ء میں میں نے حضرت شاہ ہمدان پر ایک اردو کتابچہ ۱۲۷ صفحے لاہور سے شائع کروایا تھا۔ .....۱۹۸۵ء میں مرکز تحقیقات فارسی (چوک ایوب) نے فارسی زبان میں شاہ ہمدان پر میری لکھی ہوئی مفصل کتاب شائع کی جو تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے ضمیموں میں ۶ رسالے بھی ہیں۔ جیسے رسالہ فتوتیہ، چہل اسرار (۴۱ غزلیں دیگر اشعار) رسالہ ذکریہ اور السبعین۔ ان دو سالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی، جس کا افتتاح کرنے پر صدر پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔ یوں شاہِ ہمدان شناس کا آغاز ہو چکا ہے۔‘‘

02۔ کتاب الفتوّۃ (فارسی)

۰۸۔ سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ’’کتاب الفتوّۃ‘‘، تحقیق، تصحیح، تحشیہ و مقدمہ: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، بار اول، ۱۹۹۲ء)، ص ۳ تا ۱۶

۰۹۔ ایضاً، ص ۲۲ تا ۲۳

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۳ تا ۲۴

مزید دیکھیں:

۱۱۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، آثار اور کتاب الفتوّۃ کے مضامین کے بارے میں تفصیلات کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے ’’حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ‘‘ پر راقم الحروف کا تبصرہ مشمولہ ’’باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر‘‘۔

03۔ کلیات فارسی شبلی نعمانی

۱۲۔ شبلی نعمانی، کلیات فارسی شبلی نعمانی، مقدمہ و جمع آوری و ترتیب و تصحیح و توضیح از ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، ۱۹۷۷ء)، یک تا چہار

زیرِ تبصرہ کتاب کی فہرست مطالب چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اختصار کے پیش نظر جائزے میں ’’مختصر

فہرست مطالب'' دی گئی ہے۔

۱۳۔ ایضاً، مقدمہ، ص ہشت تا نہ

۱۴۔ دیکھیں: کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی، صفحات ۱، ۶، ۷، ۱۳، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۲۴، ۲۵، ۳۰، ۳۳، ۳۴، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۷۰ تا ۷۲، ۷۷، ۸۲، ۸۴، ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۹۵، ۱۰۲، ۱۴۹، ۱۵۵

۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مقدمہ، مشمولہ: سفرنامہ روم، شام (لاہور: زیڈ اے پبلشرز، باراول، ۱۹۸۸ء) ص ۱۰ تا ۱۱

۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور شبلی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول ۱۹۸۲ء) ص ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۴

۱۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ڈاکٹر صدیق شبلی، فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول ۱۹۷۴ء) ص ۲۲۹ تا ۲۳۰

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ فارسی مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ

۱۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پیرامون فتوت یا جوانمردی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۶ (کراچی: دفتر مجلّہ ''ہلال''، آذر ۱۳۴۹) ص ۸ تا ۱۳

۱۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''آغاز وارتقای نھضت فتوت اسلامی''، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۱۵، اشاعت زمستان ۱۳۵۲، ص ۶۰ تا ۷۲

۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فتوت''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۱۷، اشاعت تابستان ۱۳۵۳، ص ۵۸ تا ۶۸

ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو میں بھی ''فتوت'' کے موضوع پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے ہیں۔ انھوں نے ''فتوت'' کا اسلامی نظامِ اخلاق، نظریہ وحدت الوجود، نظریہ وحدت الشھود، تصورِ خودی، تصورِ بے خودی اور نظامِ تصوف سے ربط وتعلق پر بھی اظہارِ رائے کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے لکھے گئے تمام مقالات ومضامین، تراجم اور کتب پر ''باب دوم: ڈاکٹر محمد ریاض بطور اقبال شناس''، ''باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصر''، ''باب چہارم: ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی زبان وادب میں خدمات'' اور ''باب پنجم: ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت محقق ومعلم'' میں جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر تفکر اسلامی در اروپا''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۱، اشاعت خرداد ۱۳۴۹، ص ۳۱ تا ۳۳

اس موضوع پر مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی'' (پبلشرز: مجلس تحقیقات ونشریات) اسلام، پوسٹ بکس ۱۱۹، لکھنو

مابعد جدیدیت اور اسلام (تحقیق وتجزیہ)، مقالہ ایم فل، علومِ اسلامیہ، مقالہ نگار: احمد ندیم گہلن، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا، سال ۲۰۰۹۔۲۰۰۷، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مذکورہ بالا مقالہ اور کتاب انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔

۲۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''روز استقلال پاکستان''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۹، اشاعت فروزدین ۱۳۴۹، ص ۳۷ تا ۴۲

۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سرزمین و مردم کشمیر، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۵، اشاعت آذر ۱۳۴۸، ص ۷۳ تا ۸۶

۲۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''قلندریہ، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۶، اشاعت بہار ۱۳۵۴، صفحات ۶۰ تا ۶۷

۲۵۔ اردو مقالے ''اقبال کا تصورِ قلندری'' پر باب دوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شمہ ای از تاثیر شاھنامہ در ادبیات فارسی''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۹۔۳۰، اشاعت بہار و تابستان ۱۳۷۱، ص ۷۷ تا ۱۱۳

محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تاثیر شاھنامہ در مثنوی وامق و عذرای عنصری''، مشمولہ: ہلال، شمارہ ۹۳، اشاعت آبان ۱۳۴۸، ص ۱۴ تا ۲۰

اردو مقالے ''وامق و عذر: دو داستانیں'' پر مقالے کے باب سوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔
تفصیلی مطالعہ کے لیے دیکھیں:

''وامق و عذرا: دو داستانیں''، از ظہر محمد رضا، مشمولہ: ادبی دنیا، جلد ۶، شمارہ ۴۷، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۲ء

''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار''، مشمولہ: ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، اشاعت بہار ۱۹۹۳ء، ص ۲۸۲ تا ۲۹۲

۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، فردوسی حکیم (حمد بدیع خداوند و توصیف بے مثل مجردات و حقائق و عبر در شاہنامہ)، مشمولہ: اقبالیات (شمارہ فارسی / ویژہ نامہ فردوسی)، شمارہ ۹۲۔۷، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۵ تا ۱۶۲

راقم الحروف نے اردو مقالے ''شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار'' پر مقالے کے باب سوم میں تفصیلی تبصرہ پیش کیا ہے۔ مندرجات مشترک ہونے کی بنا پر فارسی مقالے ''فردوسی حکیم'' پر مختصر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

۲۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، ارمغانِ حجاز، مشمولہ: کلیاتِ اقبال فارسی (شیخ غلام رسول اینڈ سنز)، ص ۳۹۶/۴

۲۹۔ محمد امین داراب کشمیری، فارسی کلام، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۸

۳۰۔ محمد ایوب، شیخ، نوای فردا، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۸

۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تتبعاتی از زبورِ عجم''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۰، اشاعت اردیبھشت ۱۳۴۹، ص ۲۵ تا ۳۰

''زبورِ عجم'' کے بارے میں مزید مطالعہ کے لیے دیکھیں:

ارمغانِ حجاز (اردو مقالہ) از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: المعارف، جلد ۱۰، شمارہ ۱۰۔۹، اشاعت ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۷ء

ارمغانِ حجاز حصہ سوم: حواشی و تعلیقات (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: دبیر حسین دبیر، نگران: پروفیسر ظہیر احمد صدیقی، سالِ تکمیل: ۱۹۹۶ء

ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز کی شرحوں کا تحقیقی مطالعہ (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: قیوم بخاری، نگران: ڈاکٹر صابر حسین کلوروی، سالِ تکمیل: ۱۹۹۸ء

ارمغانِ حجاز (فارسی) حواشی وتعلیقات (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: محمد طیب اللہ، نگران: ڈاکٹر آغا یمین، سالِ تکمیل: ۲۰۰۴ء

ارمغانِ حجاز کا فکری وفنی جائزہ (مقالہ ایم فل اقبالیات)، مقالہ نگار: ریاض احمد شاہد، نگران: ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید یزدانی، سالِ تکمیل: ۲۰۰۵ء

ایم فل کے مندرجہ بالا تمام مقالات شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی زیرِ سرپرستی تخلیق ہوئے۔ اردو مقالے 'ارمغانِ حجاز' پر باب دوم میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ذخیرۃ الملوک مؤلفہ میر سید علی ھمدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق'' (اردو مقالہ)، مشمولہ: دانش، جلد ا، شمارہ ۲، اشاعت تابستان ۱۳۶۴۔۱۴۰۵، ص ۱۷ تا ۱۰۵

اس عنوان سے اردو مقالہ اردو مجلّات میں بھی شائع ہو چکا ہے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتب ''رومی کا تصورِ فقر'' اور ''اقبال اور احترامِ انسانیت'' میں بھی شامل ہے۔ اس موضوع پر لکھے گئے مختلف مقالات کی نوعیت کے مطابق اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب کے لیے مخصوص ابواب (باب دوم اور باب پنجم) میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۳۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''عیاری وشطاری''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۱۶، اشاعت بہار ۱۳۵۳، صفحات ۶۸ تا ۷۷

''فتوت'' اور ''نظام فتوۃ'' کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو مقالات پر باب دوم اور باب پنجم میں دیے گئے تبصرات کا مطالعہ کیجیے۔

۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''متن مکتوبات میر سید علی ھمدانی''، مشمولہ: مجلّہ ''دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی'' (ایران: دانشگاہ تہران، شمارہ ۸۵، تیر ۱۳۵۲/ جون، جولائی ۱۹۷۴ء)، ص ۳۳ تا ۶۶

مزید تفصیلات کے لیے باب پنجم میں کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' پر دیے گئے تبصرہ کا مطالعہ کیجیے۔

۳۵۔ ابن الفارض رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۶ھ تا ۶۳۲ھ) کا نام عمر بن ابوالحسن علی اور کنیت ابوحفص ہے۔ ان کی ولادت قاہرہ میں ہوئی۔ زندگی کا ایک بڑا حصہ وہیں گزارا۔ پھر حجاز مقدس چلے گئے۔ کافی عرصے وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آ گئے اور وہیں وفات پائی۔

۳۶۔ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق (درشرح قصیدہ میمیہ ابن فارض مصری)، تدوین، تصحیح، تحشیہ: ڈاکٹر محمد ریاض، ایران زمین، شمارہ ۲۰، اشاعت ۱۳۵۳، صفحات ۲۶۶ تا ۳۱۵

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق، تدوین وتصحیح ومقدمہ: محمد خواجوی (ایران: مولیٰ، خیابانِ انقلاب، تہران، بار اول، ۱۳۶۲/ ۱۴۰۴ء)، ص ۱ تا ۱۰۴

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مشارب الاذواق، اردو ترجمہ وتحقیق: غلام حسن حسنو (گلگت بلتستان: چپلو ضلع

گا نچھے، ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر، ب ن، س ن)، ص ا تا ۸۲

ڈاکٹر محمد ریاض اور محمد خواجوی کے فارسی مسودات اور غلام حسن حسنو کا اردو ترجمہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ دیکھیں:

www.google.com.pk/search/?q=مشارب+الاذواق&rlz

www.takbook.com/217595-literature-ebook/دانلود-کتاب-مشارب-الاذواق/

www.sufibook.com/portfolio-items/II/?lang=ur (اردو بک)

ketabnak.com/book/48205/مشارب-الاذواق

۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نامہ بہ مدیر مجلّہ: دربارۂ مؤلف مقالات اربعین''، مشمولہ: مجلّہ ''دانشکدہ ادبیات وعلوم انسانی''، دانشگاہ تہران، شمارہ ۷۷، شمارہ اسفند ۱۳۵۰، ص ۱۷۹ تا ۱۸۳

''رسالہ چہل مقامِ صوفیہ'' کے مندرجات سے آگاہی کے لیے دیکھیں:

امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، مصنفہ: ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶

۳۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نقش فارسی سرایان در نهضت آزادیخواهی شبہ قارہ''، مشمولہ: چشم انداز ارتباطات فرهنگی، شمارہ ۱۰، شمارہ دی ۱۳۷۶، صفحات ۲۴ تا ۲۷

۳۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابتکارات مسعود سعد سلمان''، مشمولہ: هلال، شمارہ ۱۰۵، شمارہ مهر و آبان ۱۳۴۹، صفحات ۴۹ تا ۵۲

۴۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سحابی استر آبادی، مشمولہ: معارف اسلامی (سازمان اوقاف)، شمارہ ۲۲، اشاعت پاییز ۱۳۵۴، ص ۳۹

۴۱۔ مولانا ابوسعید سحابی استر آبادی کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں:

ابوسعید سحابی استر آبادی (فارسی مقالہ)، مشمولہ: هلال، ص ۲۹ تا ۳۱

اقبال اور فارسی شعرا، ص ۲۱۹ تا ۲۲۱

اقبال لاهوری و دیگر شعرا فارسی گوی، ص ۹۶ تا ۹۷

مندرجہ بالا مصادر کے ناشرین اور سنین اشاعت سے متعلقہ معلومات تبصرے میں دے دی گئی ہیں۔

۴۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بہ یاد بود در گذشت استاد فروزانفر''، مشمولہ: هلال، شمارہ ۱۰۳، اشاعت مرداد ۱۳۴۹ (جولائی، اگست ۱۹۷۰ء)، صفحات ۳ تا ۷

اردو مقالات ''بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم'' اور ''مثنوی شریف (فروزانفر کی شرح کے مقدمات)'' پر باب پنجم ''ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت محقق و معلم'' میں تبصرات پیش کیے جا چکے ہیں۔

۴۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس' استاد خلیلی)، مشمولہ: دانش، شمارہ ۱۲، زمستان

۱۳۶۶ا،ص ۱۲۵ تا ۱۵۴

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی میں مذکورہ دو مقالات ''انعکاسات بیدل در اشعار اقبال'' اور بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس' استاد خلیلی) کے علاوہ ان پر اردو میں درج ذیل مقالات ومضامین لکھے ہیں:

مرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبالیات کی روشنی میں، مشمولہ: اقبالیات، اقبال اکیڈمی لاہور، جلد ۱۲، شمارہ ۴، اشاعت جنوری ۱۹۷۲ء

مرزا عبدالقادر بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۰ء

بیدل فکر و فن، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، اکادمی ادبیات اسلام آباد، جلد ۱، شمارہ ۲، اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ء

مرزا بیدل فکر و فن، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۰ء

بیدل تصانیف اقبال میں، مشمولہ: اقبال، بزم اقبال لاہور، جلد ۴۱، شمارہ ۳، اشاعت جولائی ۱۹۹۴ء

اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیر اقبال، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۵ء

انھوں نے علامہ اقبال کے مضمون ''بیدل برگساں کی روشنی میں'' کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا اور خواجہ عباد اللہ اختر کی کتاب ''بیدل'' پر تبصرہ بھی لکھا تھا۔ ان کے مندرجہ بالا تمام مقالات ومضامین اور تراجم وتبصرات پر متعلقہ ابواب میں تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔

۴۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی وخدمات دی در کشورھای شبہ قارہ''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۰، تابستان ۱۳۵۵ا،ص ۵۹ تا ۶۸

مزید مطالعے کے لیے دیکھیں:

اشرف جہانگیر سمنانی (اردو مقالہ) از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الولی، شاہ ولی اکیڈمی، حیدرآباد، جلد ۶، شمارہ ۷، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۷ء

سید اشرف جہانگیر سمنانی کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا تحقیقی جائزہ (مقالہ پی ایچ ڈی اسلامیات)، مقالہ نگار: سید محمد اشرف جیلانی، نگران مقالہ: ڈاکٹر جلال الدین نوری، سال تکمیل: اکتوبر ۲۰۰۳ء، شعبہ اسلامک پرنٹنگ یونیورسٹی آف کراچی۔

۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''استاد شاعر فارسی سید محمد عبدالرشید فاضل''، مشمولہ: دانش، شمارہ ۲۲، اشاعت تابستان ۱۳۶۹ا،ص ۳۵ تا ۶۰

۴۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''شعر فارسی وخدمات زیب مگسی: شاعر معاصر بلوچستان پاکستان بہ ادبیات فارسی''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۱، اشاعت تابستان ۱۳۵۴ا،ص ۶۷ تا ۸۸

۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ محمد شبلی نعمانی وبرخی از آثار اسلامی وی''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۷،

اشاعت اسفند ۱۳۵۵، ص۴۴ تا ۴۹

۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مقام غالب در سبک شناسی فارسی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۸، اشاعت اسفند ۱۳۴۸، ص۱۲ تا ۱۷

تبصرے میں مذکورہ ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مقالات ومضامین پر اس تحقیقی مقالے کے متعلقہ ابواب میں تبصرہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ اطناب اور تکرار سے بچنے کے لیے اس جگہ ان مقالات ومضامین کے حوالہ جات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے متعلقہ ابواب کا مطالعہ کیجیے۔

۴۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ھنر لازوال چغتائی وغالب''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۸۸، اشاعت اسفند ۱۳۴۷، ص۱۵ تا ۱۹

۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مؤسس پاکستان''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۷، اشاعت: دی ۱۳۴۹، ص۴ تا ۱۰

۵۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''یادی از مقام ونبوغ مولوی''، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۹۱، اشاعت: تیر ومرداد ۱۳۴۸ء، ص۲۰ تا ۲۸

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلقہ ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرات پر متعلقہ ابواب میں تبصرات پیش کیے جا چکے ہیں۔

۵۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان''، مشمولہ: معارف اسلامی، شمارہ ۲۳، دی ۱۳۵۴، ص۲۸ تا ۳۳

باب چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان وادب میں خدمات

بابِ چہارم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی انگریزی زبان وادب میں خدمات

(غیر اقبالیاتی ادب: انگریزی تصانیف وتالیفات اور مقالات ومضامین کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ)

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں درج ذیل ۵ مقالات ومضامین اور ۴ تبصرات لکھے:

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات ومضامین

English Articles on General Literature

No.	Title	Journal	Volume
01.	An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry	Iqbal	23:3
02.	Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat'	Journal of the P.H.S	XVIII Part III
03.	Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services	Iqbal	22:1
04.	Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi	Iqbal	25:3
05.	Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs	Iqbal	26:1

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

Book Reviews on General Literature

No.	Title	Journal	Volume
01.	Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid	Iqbal Review	20:1
02.	Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi	Iqbal Review	30:1
03.	Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.	Iqbal	42:1
04.	Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain)	Iqbal Review	20:3

ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تمام مقالات و مضامین اور تبصرات کا تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

English Articles on General Literature

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تصنیف ''**اقبال اور فارسی شعرا**'' میں (صفحات ۱۷۳ تا ۱۷۷ پر) حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی نثر و نظم کے محاسن بیان کیے ہیں اور علامہ اقبال کے ہاں خسرو کے ذکر و تتبع پر اظہارِ رائے کیا ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' مطبوعہ سہ ماہی اردو، اشاعت ۱۹۷۶ء اور مقالے ''حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے''، مطبوعہ مجلّہ ''صحیفہ''، اشاعت مارچ ۱۹۷۷ء میں امیر خسرو کی شخصیت، ان کی تصانیف اور ان کے کلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے ''امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار''، مطبوعہ ''المعارف''، اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۷ء میں بھی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ اپنے انگریزی مقالے **"An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry"** میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے تعارف اور حالاتِ زندگی کے مختصر و جامع تذکرہ کے بعد ان کی منثور و منظوم تصانیف پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر تصانیف میں نثر و نظم کی مسلمہ خصوصیات کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ ان خصوصیات کے سلسلے میں ذاتی اتفاق و اختلاف کا ذکر کرنے کے بعد اپنی نظم و نثر کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی نظم و نثر کی ان خصوصیات پر تحقیقی و تنقیدی رائے دی اور متعدد مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی میں بہت سے اشعار کہے ہیں۔ انھوں نے تقابل و موازنہ کے لیے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد فارسی اشعار اور چند ایک فارسی غزلیں مع انگریزی ترجمہ دی ہیں۔ مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض بطور حاصل کلام لکھتے ہیں کہ امیر خسرو نے دیگر معروف شعرا فردوسی، انوری، سعدی، حافظ، عرفی اور نظیری کے برعکس قریباً ہر موضوع پر

معروف شعری اصناف میں لکھا اور کمیت و کیفیت میں ان شعرا میں سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہیں ہے۔امیر خسرو، اقبال کے بعد برصغیر کے دوسرے بڑے فارسی شاعر ہیں۔(۱)

ابو العباس الناصر الدین اللہ خاندانی عباسیہ کے چونتیسویں خلیفہ تھا۔انھوں نے عباسیہ خاندان میں سے سب سے زیادہ عرصہ ۴۷ برس (۵۷۵-۶۲۲ھ/۱۱۸۰-۱۲۲۵ء) حکومت کی۔ انھوں نے نظامِ فتوت یا جوانمردی میں خصوصی دلچسپی لی اور اسے وسیع پیمانے پر رائج کیا۔خلیفہ الناصر نے باقاعدہ لباس فتوت زیب تن کر کے فتیان میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔خلیفہ الناصر کے تمام درباری، اعزہ و اقارب اور اس کی قلمرو کے تمام حکمرانوں نے نظامِ فتوت میں شمولیت اختیار کر لی۔جس وجہ سے اسلامی سلطنت کے قریباً تمام علاقوں میں نظامِ فتوت رائج ہو گیا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **"Caliph Al.Nasir Li.Din Allah and the System of Futuwwat"** میں ''فتوت یا جوانمردی''، ''الناصر کی شخصیت''، ''الناصر کی فتوت میں دلچسپی''، ''فتوتِ ناصری کا اثر'' اور ''فتوت کی تحریک کا زوال'' کے عنوانات کے تحت فتوت کا مفہوم، اس کی تاریخ، نظامِ فتوت کے قواعد وضوابط، خلیفہ الناصر کی شخصیت، نظامِ فتوت میں الناصر کی دلچسپی اور اس کے نفاذ میں اس کے کردار اور تحریکِ فتوت کے زوال کے بارے میں متعدد علمی و ادبی اور تاریخی حوالہ جات سے مقالے کا نفسِ مضمون واضح کیا ہے اور نظامِ فتوت کی ترویج کے سلسلے میں خلیفہ الناصر کے کردار کو سراہا ہے۔(۲)

ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان، سید علی ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، حالات، آثار اور چھ منتخبہ رسائل پر پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔انھوں نے ان کے کئی رسائل کے متن کی تدوین، تصحیح اور تحشیہ کی خدمات سرانجام دیں اور ان کے اردو میں تراجم بھی کیے۔زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم تا باب پنجم میں اقبالیاتی ادب، غیر اقبالیاتی ادب، تراجم اور تبصرات کے عنوانات کے تحت ان کی ایسی تمام کتب، مقالات و مضامین (تالیفات، تصانیف اور تراجم) پر تبصرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے انگریزی مقالے **"Hazrat Shah-i-Hmadan: Life and Services"** میں شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور ان کی دینی اور علمی و ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے۔(۳)

مرزا محمد حیدر دوغلات (۹۰۸ تا ۹۵۸ھ/۱۴۹۹ تا ۱۵۵۱ء) وسطی ایشیا کی چغتائی ترک قوم کے دوغلات قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔وہ برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کے بانی ظہیر الدین بابر

کارشتہ دار تھا۔ دوغلات نے برصغیر پاک و ہند، خصوصاً کشمیر کی تاریخ میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس نے وسطی ایشیا میں ترک و مغل حکمران کی آٹھویں تا دسویں صدی ہجری/ چودھویں تا سولھویں صدی عیسوی تک کی تاریخ مرتب کی تھی جو ''تاریخ رشیدی'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب مشرقی و مغربی ترکستان کی تاریخ پر مشتمل ہے اور بخارا، فرغانہ، تبت، لدّاخ، بلتستان، گلگت، چترال، بدخشاں اور کشمیر کی تاریخ پر بھی کچھ روشنی ڈالتی ہے۔ مصنف و مورخ نے بعض کم معروف صوفیہ کے سوانحی خاکے بھی دیے ہیں۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند کے بارے میں اس کی آرا اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کتاب میں بابر اور ہمایوں کے حالاتِ زندگی اور اہم معاملات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ''تاریخ اصل'' کے نام سے اور دوسری جلد ''مختصر'' کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری جلد مورخ کے اپنے حالاتِ زندگی اور اہم عصری واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد، پہلی جلد سے پہلے ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء میں لکھی گئی تھی۔ پہلی جلد ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں لکھی گئی تھی۔ کتاب کا اختتام ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء کے واقعات پر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **"Historian Haider Dughlat and His Tarikh-i-Rashidi"** میں مرزا محمد حیدر دوغلات کی شخصیت، کردار، خدمات، کشمیر میں اس کے دورِ حکومت اور ''تاریخ رشیدی'' کے مندرجات کا مختصر اور جامع انداز سے ذکر کیا ہے اور مستند حوالہ جات دے کر کتاب اور اس کے متن کی اہمیت اجاگر کی ہے۔(۴)

انگریزی مقالے **"Moulana Muhammad Ali Jauhar: Life long Involvement in the Muslim Affairs"** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا محمد علی جوہر (۱۰ دسمبر ۱۸۷۰ء تا ۵ جنوری ۱۹۳۱ء) کی شخصیت، سوانح حیات، آثار اور زندگی بھر کی ملی خدمات پر تعارف و تبصرہ پیش کیا ہے۔ بحیثیت مصنف، شاعر، صحافی، سیاسی رہنما اور ترجمان کے مولانا محمد علی جوہر نے قریباً ۲۵ سال کے عرصے میں بھرپور انداز سے عالمِ اسلام کی ترقی اور مسلمانانِ برصغیر کے اسلامی تشخص کی بحالی کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ انھوں نے کانگرس و مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں، مسجد کانپور کے واقعہ، تحریک خلافت، انجمن خدام کعبہ کی مساعی اور مسلمانانِ برصغیر اور مسلمانانِ عالم کے مسائل کے حل کے لیے صفِ اول کے رہنما کے طور پر بھرپور جدوجہد کی۔ انھوں نے عالمِ اتحاد کے اسلام کے لیے اور نظریۂ پاکستان کی تخلیق کے ضمن میں نہایت صدق و خلوص سے فکری و عملی محاذ پر فعال کردار ادا کیا۔ اس مقالے میں

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''تقسیم بنگال کی تنسیخ''، ''مسجد کانپور کا واقعہ''، ''خدامِ کعبہ''، ''اسلامی اتحاد''، ''مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان'' اور ''مولانا جوہر کا کردار'' کے عنوانات کے تحت متعدد مستند حوالہ جات اور مولانا حالی کے اردو و فارسی اشعار دے کر مولانا محمد علی جوہر کی ملی خدمات پر اظہار رائے کیا ہے۔(۵)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرے
Book Reviews on General Literature

ڈاکٹر محمد ریاض نے لفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ خواجہ عبدالرشید کے تحقیقی، تاریخی مقالات پر مشتمل کتاب "Historical Dissertations" کی جلد دوم پر تبصرہ تحریر کیا جو "Iqbal Review" میں شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب ۱۶ مقالات پر مشتمل ہے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے تھے۔ یہ کتاب ۱۹۷۸ء میں پراگریسو بکس سے شائع ہوئی تھی۔ اس میں شامل مقالات فنِ تعمیر، فنِ مصوری، فنِ خطاطی، فنِ جمع آوری سکہ جات اور تاریخی حقائق سے متعلق ہیں۔ تمام مقالہ جات کے ساتھ مستند حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ اس کے پندرھویں مقالے کا عنوان "علامہ اقبال اور نپولین بونا پارٹ کے آباؤ اجداد" (Allama Iqbal and the Ancestry of Nepoleon Bonaparte) ہے۔ یہ مقالہ چار صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں خواجہ عبدالرشید نے علامہ اقبال سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے اور متعدد حوالہ جات سے واضح کیا ہے کہ علامہ اقبال کی رائے کے مطابق نپولین کے آباؤ اجداد عربی النسل تھے اور ان کی یہ رائے مبنی بر حقائق ہے۔(۶)

اپنی تحریر "سید غلام رضا سعیدی کی وفات پُر ملال" "Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi" میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مشہور ایرانی سکالر و مترجم سید غلام رضا سعیدی (م: ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء) کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کا مختصر سا تعارف کرایا اور انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ وفات کے وقت سید غلام رضا سعیدی کی عمر قریباً ۹۵ برس تھی۔ وہ فارسی و انگریزی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سے انگریزی و عربی مقالات اور کتب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ان تراجم میں علامہ اقبال سے متعلقہ مقالات اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریریں بھی شامل تھیں۔ علامہ اقبال سے متعلقہ ان کے فارسی میں مترجمہ مقالات "اقبال ریویو" میں شائع ہوتے رہے۔ اقبال شناسی سے متعلقہ ان کا پہلا کام ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا۔ وہ پاکستان میں دوبار آئے تھے۔ دوسری اور آخری بار وہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں اقبال کی یاد میں ہونے والی صد سالہ تقریبات میں شمولیت کے لیے آئے تھے۔(۷)

اپنے تبصرہ "Umer Bin Abd ul Aziz" میں ڈاکٹر محمد ریاض مولانا عبد السلام ندوی کی کتاب "عمر بن عبدالعزیز" کے انگریزی ترجمہ پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مولانا عبدالسلام ندوی (م۱۹۵۴ء) علامہ شبلی نعمانی کے شاگرد تھے اور دارالمصنفین کے مشہور ترین مصنفین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انھوں نے بنوامیہ کے مشہور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی حیات اور دینی خدمات پر گراں قدر کتاب تالیف کی تھی جس کا انگریزی میں ہادی حسین نے ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے ادارہ ثقافت اسلامیہ نے شائع کیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کی دینی خدمات اور سنہری دورِ حکومت کی وجہ سے انھیں تاریخِ اسلام میں بہت اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ کتاب معیارِ ترجمہ، معیارِ طباعت اور نفسِ مضمون کی صحت کی بنا پر نہایت اعلیٰ علمی شہ پارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مترجم محمد ہادی حسین نے ترجمے کے شروع میں قریباً اٹھارہ صفحات پر مشتمل ''تعارف'' دے کر اس کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے۔(۸)

حوالہ جات و حواشی

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی مقالات و مضامین

1. Muhammad Riaz, Dr. "An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry", Included: "Iqbal", Volume: XXIII, No.3, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, July 1976), Page# 27-58
2. Muhammad Riaz, Dr. "Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of Futuwwat", Included: Journal of the Pakistan Historical Society, Volume XVIII, Part III, (Karachi: Historical Society, July 1970), Page# 180-190
3. Muhammad Riaz, Dr. "Hadrat Shal-i-Hamdan: Life and Services", Included: "Iqbal", Volume XXII, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, January 1975), Page# 61-70

   تفصیلات کے لیے زیرِ مطالعہ مقالے کے باب دوم تا باب پنجم میں شاہِ ہمدان سے متعلقہ کتب و مقالات اور تراجم پر تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔
4. Muhammad Riaz, Dr. "Historian Haider Dughlat and His Tarikh-i-Rashidi", Included: "Iqbal", Volume XXV, No.3, (Lahore: Bazm-i-Iqbal, July 1978), Page# 17-24
5. Muhammad Riaz, Dr. "Maulana Muhammad Ali Jauhar: Lifelong Involvement in the Muslim Affairs", Included: "Iqbal", Volume XXVI, No.1,(Lahore: Bazm-i-Iqbal, January 1929), Page# 1-12

   مزید تفصیلات کے لیے اقبالیاتی ادب میں شامل ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالے اقبال اور جوہر کے روابط (اکتوبر ۱۹۸۱ء) مطبوعہ مجلّہ ''اقبال'' پر تبصرہ کا مطالعہ کیجئے)

غیر اقبالیاتی ادب پر انگریزی میں تبصرات

6. Muhammad Riaz, Dr. "Historical Dissertations" (Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April 1979), Page# 75-76
7. Muhammad Riaz, Dr. "Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi", Included: "Iqbal Review", Volume 30, No.1, (Lahore: Iqbal Academy, April-June 1989), Page# 169
8. Muhammad Riaz, Dr. "Umer Bin Abd Al-Aziz" (Commentry), Included: "Iqbal Review", Volume XX, No.3, (Lahore: Iqbal Academy, October 1979), Page# 101-102

باب پنجم:۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم و مبصر

باب پنجم :۔

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم ومبصّر

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات ومضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی وادبی نقطہ نگاہ سے اہم ،متنوع اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔

ا۔بحیثیت مترجم ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰کتب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ان تراجم پر مشتمل کتب کی فہرست درج ذیل ہے:

اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
01-	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین'	لاہور	اسلامک فاؤنڈیشن
02-	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!(پس چہ باید کرد کا ترجمہ)	لاہور	اقبال شریعتی فاؤنڈیشن
03-	علامہ اقبال:اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی	راولپنڈی	خانہ فرہنگ ایران

اقبالیاتی ادب کے اردو سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
04-	اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے اردو تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
05-	افکارِ اقبال (اقبال کی انگریزی تحریروں کا ترجمہ)	لاہور	مکتبہ تعمیر انسانیت

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
-06	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل	لاہور	گلوب پبلشرز

اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

-07	یادداشتہائے پراگندہ (انگریزی سے فارسی ترجمہ)	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

غیر اقبالیاتی ادب کے فارسی سے اردو تراجم

-08	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	لاہور	مقبول اکیڈمی
-09	مکتوبات وخطباتِ رومی	لاہور	اقبال اکادمی

غیر اقبالیاتی ادب کے انگریزی سے فارسی تراجم

نمبر	موضوع/عنوان	مقام	پبلشر
-10	شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی	اسلام آباد	مرکز تحقیقات فارسی

ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا ۱۹۹۵ء، قریباً ۱۹سال کے عرصے میں شائع ہوئے۔گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیے میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۸۱ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء (کم وبیش ۱۴سال) بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی خدمات سرانجام دیتے رہے۔۱۹۸۶ء میں انھیں پروفیسر کے عہدے پر ترقی ملی۔۱۹۸۷ء میں انھوں نے ایم فل اقبالیات کے کورس کا آغاز کیا۔اس کے بعد کے تین سالوں میں ان کے ۴ تراجم شائع ہوئے۔

(فہرست کتب تراجم بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
-001	1977ء	اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب ’الطّواسین‘	حسین بن منصور ابن حلاج
-002	1977ء	اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)	ڈاکٹر محمد ریاض
-003	1982ء	علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار	ڈاکٹر علی شریعتی
-004	1982ء	پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو!	علامہ محمد اقبال
-005	1985ء	شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار)	ڈاکٹر این میری شمل
-006	1988ء	مکتوبات وخطباتِ رومی	مولانا روم

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
007۔	1989ء	تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات	فخر الدین حجازی
008۔	1989ء	یادداشتہائے پراگندہ	علامہ محمد اقبال
009۔	1990ء	افکارِ اقبال	علامہ محمد اقبال
010۔	1995ء	شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی	دکتر سید حسین شاہ ہمدانی

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا ۱۰ تراجم میں سے ۷ تراجم کا تعلق اقبالیاتی ادب اور ۳ تراجم کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ۵ تراجم کا تعلق علامہ اقبال کے افکار و تصورات اور ۲ تراجم کا شخصیات سے ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ تراجم میں سے ایک ترجمہ افکار پر، ایک ترجمہ ادبیات (زبان و ادب) اور ایک ترجمہ شخصیت پر ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)
(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار و تصورات	۰۵	۵۰%	افکار و تصورات	۰۱	۱۰%	۰۶	۶۰%
زبان و ادب	×	۰۰%	زبان و ادب	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%
شخصیات	۰۲	۲۰%	شخصیات	۰۱	۱۰%	۰۳	۳۰%
حاصل جمع	۰۷	۷۰%	حاصل جمع	۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی زبان سے اردو زبان میں تین (۳)، اردو زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱)، انگریزی زبان سے اردو زبان میں دو (۲) اور انگریزی زبان سے فارسی زبان میں ایک (۱) کتاب کا ترجمہ کیا۔ ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان میں اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔ اس طرح ان کا ۷۰% ترجمہ اقبالیاتی ادب اور ۳۰% ترجمہ غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کی کتبِ تراجم)
(لسانیاتی تجزیہ)

ترجمہ کی زبانیں	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۳	۳۰%	۰۲	۲۰%	۰۵	۵۰%
اردو سے فارسی	۰۱	۱۰%	×	×	۰۱	۱۰%
انگریزی سے اردو	۰۲	۲۰%	×	×	۰۲	۲۰%
انگریزی سے فارسی	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%	۰۲	۲۰%
کل تعداد و شرح	۰۷	۷۰%	۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات و مضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا، جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق الف بائی ترتیب)
(فارسی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
001۔	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف	رومی کا تصوّرِ فقر
002۔	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا	بینات
003۔	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام	افاداتِ اقبال
	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	"	قومی زبان
004۔	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج	اقبال ریویو
005۔	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال...	فخر الدین حجازی	اقبال
		"	نفسیرِ اقبال
006۔	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	پروفیسر مجتبیٰ عینوی	اقبال اور احترام..

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
007۔	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی	ماہِ نو
008۔	اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی	فجر
009۔	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی	صحیفہ
		"	ایران میں اقبال..
010۔	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی	ایران میں اقبال
011۔	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں	بینات
012۔	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
013۔	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
		"	رومی کا تصوّرِ فقر
014۔	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	فکر و نظر
015۔	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔ا	سید علی ہمدانی	الحق (م)
	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی	الحق (م)
016۔	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی	الحق (م)
		"	اسلامی تعلیم
		"	برکاتِ اقبال
017۔	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو	اردو (سہ ماہی)
	لفظ ادب کے معنی کا ارتقا	"	علم کی دستک
		"	رومی کا تصورِ فقر
018۔	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی	الولی
019۔	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم السحر	المعارف

(انگریزی سے اردو)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
001۔	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل	فکر و نظر

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
002۔	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال	ادبیات (سہ)
003۔	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ح۔شاہ	المعارف
004۔	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار
005۔	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل)	ڈاکٹر این میری شمل	اظہار
006۔	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیاالکن	المعارف
	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیاالکن	العلم (سہ ماہی)

(اردو سے فارسی)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
001۔	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	ڈاکٹر این میری شمل	اقبال اور گوئٹے
002۔	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال	علامہ محمد اقبال	اقبال ریویو

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ مذکورہ بالا ۲۷ مقالات ومضامین میں سے ۱۳ مقالات ومضامین اقبالیاتی ادب پر اور ۱۴ مقالات ومضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تراجم مقالات ومضامین بمطابق موضوعات)

(فارسی سے اردو، ۱۹ مقالات ومضامین)

01۔ ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا

02۔ اسمائے قرآن کی معنویت

03۔ چہل حدیث کے نادر مجموعے

04۔ حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب

05۔ رسالہ بہرام شاہیہ

06۔ رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ

07۔ رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱؛ رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲

08۔ لفظ ادب کا مفہوم/ لفظ ادب کے معنی کا ارتقا

09۔ مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح

10۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان

(انگریزی سے اردو، ٦ مقالات ومضامین)

11۔ ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانا روم کا اثر
12۔ بیدل، برگساں کی روشنی میں
13۔ ذہنی صحت اور اسلام
14۔ یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر/ مسلمان زعما کا حصہ

اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۳ مقالات ومضامین میں سے ۷ مقالات ومضامین ''علامہ اقبال کے افکار وتصورات''، ۴ مقالات ومضامین ''ادبیات (زبان وادب)'' اور ۲ مضامین ''شخصیات کے تقابلی مطالعہ'' پر ہیں۔ غیر اقبالیاتی ادب کے ترجمہ کیے گئے ۱۴ مقالات و مضامین میں سے ۵ مقالات ومضامین ''افکار''، ۷ مقالات ومضامین ''ادبیات (زبان وادب)'' اور ۲ مقالات ومضامین شخصیات پر ہیں۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات ومضامین)
(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد وشرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
افکار وتصورات	۰۷	۲۶%	افکار وتصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
ادبیات	۰۴	۱۵%	ادبیات	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	حاصل جمع	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے مترجمہ ۲۷ مقالات ومضامین میں سے فارسی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ۱۹، انگریزی زبان سے اردو زبان میں تراجم کی تعداد ٦ اور اردو زبان سے فارسی زبان میں صرف ۲ مضامین کا ترجمہ کیا گیا۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین)
(لسانیاتی تجزیہ)

موضوعات	اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۱۷%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
حاصل جمع	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

مقالات و مضامین کے تراجم میں ڈاکٹر محمد ریاض کا ۴۸% کام اقبالیاتی ادب پر اور ۵۲% کام غیر اقبالیاتی ادب پر ہے۔ اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب میں ان کا زیادہ تر کام افکار وتصورات پر ہے۔ بحیثیت مجموعی انھوں نے افکار و تصورات پر ۴۵%، زبان و ادب پر ۴۱% اور شخصیات پر بھی ۱۴% کام کیا ہے۔ اصولِ تناسب اور شرح فی صد کے لحاظ سے انھوں نے افکار وتصورات اور ادبیات پر قریباً برابر کا کام کیا ہے۔ ان کے ۱۷% تراجم فارسی سے اردو زبان میں ہیں۔ اردو سے فارسی زبان میں ترجمہ کا کام برائے نام ہے۔

نیچے دی گئی فہرست زمانی کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً تمام مقالات و مضامین کا ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں ترجمہ کیا۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۹ء تک ۱۶ مقالات و مضامین کا، ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک ۶ مقالات و مضامین کا اور ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء تک صرف ایک مقالے کا ترجمہ ہوا۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ۱۳ مقالات کا ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مقالات و مضامین کے ترجمے کا قریباً ۵۰% کام اس عرصے میں سرانجام دیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض پی ایچ ڈی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۶۹ء میں واپس پاکستان آ گئے تھے۔ وہ نومبر ۱۹۶۹ء سے نومبر ۱۹۷۰ء تک بطور اردو لیکچرار گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو بطور لیکچرار فارسی زبان فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر 1،

اسلام آباد آ گئے۔ یہاں سے وہ ڈیپوٹیشن پر تہران یونیورسٹی میں چلے گئے اور وہاں ستمبر ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک بطور لیکچرار مطالعہ پاکستان و اردو خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۵ء کے دورانیے میں ان کا قریباً نصف عرصہ پاکستان میں اور بقایا عرصہ ایران میں گزرا۔ انھوں نے زیادہ تر مقالات و مضامین کا ترجمہ اسی عرصے میں کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخر) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالے/ مضمون کا ترجمہ کیا۔

(فہرست تراجم مقالات و مضامین بمطابق ترتیب زمانی)

(فارسی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/ مؤلف
001۔	نومبر 1970ء	اسمائے قرآن کی معنویت	پروفیسر حکمت آل آقا
002۔	فروری 1971ء	چہل حدیث کے نادر مجموعے	ڈاکٹر عبدالقادر قرہ خاں
003۔	مارچ 1971ء	رسالہ فتوّتیہ یا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
004۔	اپریل 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱	سید علی ہمدانی
005۔	اگست 1971ء	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲	سید علی ہمدانی
006۔	مارچ، اپریل 73ء	رسالہ بہرام شاہیہ	سید علی ہمدانی
007۔	اپریل، مئی 1973ء	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح	سید علی ہمدانی
008۔	اپریل، مئی 73ء	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان	عبدالمنعم النمر
009۔	جنوری، فروری 75ء	حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
010۔	1975ء	لفظ ادب کا مفہوم	پروفیسر کارلو الفانسو
011۔	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ”سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
012۔	مارچ، اپریل 77ء	شخصیت اقبال کے چند پہلو	سید غلام رضا سعیدی
013۔	نومبر 1977ء	اقبال: شاعرِ حیات	ڈاکٹر غلام حسین یوسفی
014۔	جولائی 1978ء	اقبال اور حسین ابن حلاج	حسین ابن منصور حلاج
015۔	اپریل 1982ء	اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ	سید غلام رضا سعیدی
016۔	نومبر 1982ء	اقبال اور ان کی فارسی شاعری	سید محمد علی داعی الاسلام

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
017-	1983ء	ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال	سید محمد محیط طباطبائی
018-	مئی 1984ء	اقبال ۔۔ قرآن اور اہلبیت	علامہ امینی
019-	1990ء	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا	نامعلوم جرمن مصنف
020-	1993ء	اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر	مجتبیٰ عینوی

(انگریزی سے اردو)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
001-	فروری 1970ء	ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر	ڈاکٹر این میری شمل
002-	اگست 1971ء	ذہنی صحت اور اسلام	ڈاکٹر مظہر۔ ح۔ شاہ
003-	جنوری تا مارچ 72ء	یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ	ڈاکٹر حلمی ضیاالکن
004-	اگست، ستمبر 82ء	علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل، باب اول)	ڈاکٹر این میری شمل
005-	اپریل، مئی 83ء	عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ)	ڈاکٹر این میری شمل
006-	اپریل تا جون 88ء	بیدل، برگساں کی روشنی میں	علامہ اقبال

(اردو سے فارسی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
11-	جنوری 1971ء	ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ	
		بیخودی، پیامِ مشرق)	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
12-	2001ء	دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م)	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتب کا فکری وفنی اور تحقیقی وتنقیدی جائزہ

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

01- تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات

ڈاکٹر محمد ریاض کی مترجمہ کتاب ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات''، فخر الدین حجازی کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''نقش پیامبران در تمدّن انسان'' کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۹۱ء میں مقبول اکیڈمی، دیال سنگھ مینشن شاہراہِ قائداعظم لاہور نے شائع کیا تھا۔اس کا نیا اڈیشن بغیر کسی تبدیلی کے مقبول اکیڈمی نے ہی ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔اس کے کل صفحات ۲۶۳ ہیں اور قیمت ۵۰۰ روپے ہے۔کتاب کے آغاز میں تین صفحات پر مشتمل فہرست دی گئی ہے۔اس کے بعد دوصفحات پر مشتمل پیشِ گفتار از مترجم ہے۔''پیش گفتار'' کے بعد مہندس (انجینئر) مہدی بازرگان کا انتالیس صفحات پر مشتمل ''مقدمۂ کتاب'' ہے۔مہدی بازرگان ایران میں اسلامی انقلاب آنے کے وقت پہلے وزیراعظم متعین ہوئے تھے۔(۱)

''آغازِ کتاب'' میں اسلامی تعلیمات اور مشرقی ومغربی مفکرین کے حوالے سے مقصدِ حیات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تکمیل کے لیے ''ادیان و مذاہب'' کے کردار اور اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اس کے بعد مختلف عنوانات وذیلی عنوانات کے تحت، آسمانی کتب (توریت، انجیل اور قرآنِ مجید) کی تعلیمات کی رو سے اخلاق وتمدن کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقا میں انبیائے کرام (حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور عملی کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔''انسانی تمدّن

کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کی راہبری'' کے عنوان کے تحت مختلف شعبوں اور مضامین میں مسلم علماء، حکماء اور محققین کی نہایت گراں قدر علمی، ادبی اور سائنسی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے مشرقی ومغربی علماء، محققین اور مؤرخین کی آرا اور تحقیقات کے حوالے سے علم ہیئت، ریاضی، طبیعات، کیمیاء، علوم طبیعی، طب، فلسفہ، شاعری، جغرافیہ، تاریخ، فنون لطیفہ خصوصاً فنِ تعمیر اور دیگر علوم میں مسلم علماء، حکماء، محققین، اطباء، مؤرخین اور سائنس دانوں کی گراں قدر تحقیقات و خدمات کا ذکر کیا اور مغربی تمدن کی تشکیل میں ان کا کردار بیان کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں فہرست منابع دی گئی ہے۔

'پیش گفتار'' میں ڈاکٹر محمد ریاض اسلوبِ ترجمے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''..... ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہے۔ بعض تکراری اور فرقہ وارانہ، نیش دار، مطالب نقطے دے کر حذف کر دیے گئے ہیں کیونکہ ایسے عمدہ مطالب جمہور مسلمانوں کے استفادے کی خاطر منظرِ عام پر لائے جا رہے ہیں۔'' (۲)

ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی بیان کردہ حکمتِ عملی سے واضح ہوتا ہے کہ

۱۔ زیرِ تبصرہ (زیرِ جائزہ) ترجمہ مکمل طور پر تحت اللفظی نہیں ہے۔ بعض مقامات پر تحت اللفظی ترجمے کے بجائے، اصل عبارت کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ فخر الدین حجازی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کتاب کا اردو ترجمہ دیگر تمام مذاہب سے منسلک جمہور مسلمانوں کے استفادے کی خاطر اردو زبان میں کیا گیا تھا۔ اس لیے عام قاری کی علمی و ادبی ضروریات کے پیشِ نظر اس میں سے بعض تکراری اور فرقہ وارانہ مطالب، نقطے دے کر حذف کر دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مطابق انھوں نے مؤلف (فخر الدین حجازی) سے اس کتاب کے ترجمے کی اجازت لی تھی۔ تاہم، انھوں نے اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا کہ انھوں نے کتاب کے مختلف مقامات سے مضمون حذف کرنے کی اجازت لے لی تھی یا کہ نہیں۔ اگر انھوں نے مؤلف کی منشا و مرضی کے خلاف یہ کام کیا ہے تو اصولاً اسے مستحسن شمار نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے اپنے ترجمے کے ''حواشی'' میں بھی اصل کتاب کے ان مقامات اور مضامین کا حوالہ نہیں دیا جہاں سے انھوں نے تکراری، فرقہ وارانہ اور نیش دار مطالب حذف کیے۔ اصولِ تحقیق اور اصولِ ترجمہ کی رو سے ایسے مقامات کی نشاندہی اور مضامین کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ اگر ان کے نزدیک ضروری تھا

کہ بعض مضامین سے عوام الناس آگاہ نہ ہوں تو اہلِ تحقیق، فارسی و ادب سے آگاہ مختصر سے حلقۂ ذوق کے لیے ''حواشی'' میں حذف شدہ فارسی متن دے دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی زیرِ جائزہ، مترجمہ کتاب کے اول تا آخر مطالعے سے صرف دو مقامات پر حذف کی علامت (...) نظر آتی ہے۔ مترجمہ کتاب میں ''حضرت لوطؑ، فسادِ اخلاق کے کمر شکن'' کے ذیلی عنوان کے تحت، حذف کی علامت دے کر کچھ عبارت دی گئی ہے۔ اس سے اگلے صفحے پر بھی اسی طرح کی ایک عبارت میں علامت حذف نظر آتی ہے۔ دونوں عبارتیں درج ذیل ہیں:

> ''حضرت لوطؑ، ہاوان بن آزر کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ قرآن مجید ان کا ذکر بطور پیغمبر کے کرتا ہے۔ وہ حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لے آئے اور بُت پرستی نیز معاشرتی خرابیوں کے خلاف مبارزہ کرنے لگے۔ ان کا نام نامی ۲۳ بار قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ توریت میں اُن کا پیغمبرؑ ہونا مذکور نہیں بلکہ ان سے...... بدکاری منسوب کی گئی ہے۔ یہ اس کتاب کی تحریف ہے۔'' (۳)
>
> ''حضرت لوطؑ، علاقہ سدوم کے لوگوں کی ہدایت پر مامور تھے۔ انھوں نے اس قوم کو بُت پرستی اور خلافِ فطرت شہوت رانی سے روکنے کی سعی تبلیغ فرمائی...... ان کی قوم البتہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور اُن کی بات نہ سنی۔ آخر حضرت لوطؑ نے اس بدکار قوم کا قصہ پاک ہوجانے اور ان کا فتنہ مٹ جانے کی بددُعا کی۔ خدا نے ان کی بستیاں اُوندھی کردیں اور وہ مٹ گئے۔ (آیات ۱۶۰: ۱۷۱ سورۃ الشعرا) (۴)

مندرجہ بالا عبارات میں مقاماتِ حذف کے سیاق و سباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ حذف شدہ مواد میں بے حیائی سے متعلقہ امور کا قدرے وضاحت سے ذکر تھا، جسے فاضل مترجم نے حذف کرنا ضروری سمجھا۔ فاضل مترجم نے اگر صرف دو مقامات سے ہی کچھ مواد حذف کیا ہوتا تو اس کا ذکر کر دیتے۔ انھوں نے بعض مقامات سے تکراری اور فرقہ وارانہ مطالب کے حذف کرنے کا ذکر کیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ بھی بعض مقامات سے مواد حذف کیا گیا ہے مگر ان مقامات پر حذف کی علامت نہیں دی گئی۔

مترجمہ کتاب میں حوالہ جات و حواشی ہر ایک باب کے آخر پر یا کتاب کے آخر پر دینے کے بجائے متعلقہ صفحات کے زیریں حاشیہ (Lower Margin) میں ہی دیے گئے ہیں۔ دو صد تریسٹھ (۲۶۳) صفحات پر مشتمل اس مترجمہ کتاب کے صرف چودہ (۱۴) صفحات کے زیریں حاشیہ میں کچھ حوالہ جات اور توضیحی اندرجات دیے گئے ہیں۔ یہ چند ایک حوالہ جات و حواشی بھی اغلاط سے مبرا نہیں ہیں۔ (۵)

۱۔ صفحہ نمبر ۱۴ میں دو حوالہ جات (۱ اور ۲) دیے گئے ہیں۔ پاورقی (Footnote) میں حوالہ جات کے نمبر ۱، ۲ کے بجائے ۲، ۳ دیے گئے ہیں جو کہ درست نہیں۔ ترجمے میں فرانسیسی محقق ''فسٹل ڈے، کولنجے'' کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ پاورقی میں، مذکورہ محقق کا انگریزی میں نام ''FOSTEL BE COLANGE'' دیا گیا ہے۔ اردو و انگریزی میں دیے گئے نام غلطی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۲۔ پاورقی میں دیے گئے حوالہ جات وحواشی کی نشاندہی کے لیے یکساں عددی یا علامتی نظام اختیار نہیں کیا گیا۔ بعض مقامات (صفحہ نمبر ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۷) پر ہندسوں (۱، ۲، ۳) کے بجائے x کی علامت دی گئی ہے۔

۳۔ صفحہ نمبر ۵۴ اور اس کے حاشیے میں اردو و انگریزی میں دیا گیا نام بھی درست نہیں ہے۔ اردو نام جوں۔ آر۔ ایورٹ کو انگریزی میں JOHN R. EVEETEE لکھا گیا ہے۔ صفحہ نمبر ۵۵ پر مفکر ٹی ال کا نام دیا گیا ہے اور حاشیہ میں یہی نام TIEL لکھا گیا ہے۔

۴۔ صفحہ نمبر ۷۰ پر صرف ایک حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کا حاشیے میں نمبر ۱ کے بجائے ۲ لکھا گیا ہے۔ حاشیہ ملاحظہ فرمائیں:

''سورۃ زلزال (۹۹) میں ہے (آیات ۷۔۸): تو جس نے ذرا برابر نیکی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اُسے دیکھ لے گا۔'' (۲)

مذکورہ بالا عبارت میں آیت نمبر درست نہیں ہے۔ دیا گیا متن سورۃ الزلزال کی آیت نمبر ۷ تا ۸ کا ہے۔ لفظ ''ذرا'' کے بجائے ''ذرہ'' ہونا چاہیے۔

فارسی کتاب میں حوالہ جات متن سے متعلقہ صفحے کے زیریں حاشیہ میں دیے گئے۔ ترجمے میں اصل کتاب کی طرح تمام حوالہ جات وحواشی نہیں دیے گئے۔ مثلاً فارسی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۸ کے حاشیے میں تین حوالہ جات وحواشی (نمبر ۱ تا ۳ تک) دیے گئے ہیں۔ حوالہ نمبر ۲ میں راہ ورسمِ زندگی اور حوالہ نمبر ۳ میں انما المومنون اخوۃ (حجرات۔۱۰) لکھا ہوا ہے۔ اس متن سے متعلقہ ترجمے کے صفحہ نمبر ۶۰ پر حوالہ نمبر ۲ نہیں دیا گیا۔ حوالہ نمبر ۳ میں دی گئی آیت کا حوالہ ''۶۳:۶۴:۸'' فارسی کتاب میں دیے گئے حوالے کے مطابق نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے ترجمے میں فارسی کتاب میں دیا گیا حوالہ نمبر ۳ نہیں دیا۔ تاہم، انھوں نے آیت کے ترجمے کے ساتھ حوالہ دیا ہے مگر وہ حوالہ درست نہیں ہے۔ درست حوالہ سورہ انفال، آیات ۶۲ تا ۶۳ [۸:۶۲ تا ۶۳] ہے جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض نے

حوالے میں آیات نمبر ۶۲ تا ۶۳ کے بجائے ۶۳ تا ۶۴ تحریر کیے ہیں۔

مترجمہ کتاب میں بہت سے صفحات پر قرآنی آیات کا ترجمہ بغیر عربی متن کے دیا گیا ہے۔تمام کتاب میں صرف تین صفحات (صفحہ نمبر ۱۳۴،۱۴۵اور ۲۰۳) پر آیاتِ مقدسہ کا متن دیا گیا ہے۔صفحہ نمبر ۱۳۴اور ۲۰۳ پر عربی متن بغیر اعراب اور ترجمے کے دیا گیا ہے۔صفحہ نمبر ۱۴۵ پر سورہ طور کی آیہ مقدسہ مع اعراب دی گئی ہے مگر ترجمہ نہیں دیا گیا۔تمام آیات یا ان کے ترجمے کے حوالہ جات عربی واردو متن کے ساتھ ہی قوسین () میں دیے گئے ہیں مگر ان حوالہ جات میں بھی کوئی یکسانیت قائم نہیں رکھی گئی۔اس ضمن میں صرف دو صفحات (صفحہ نمبر ۱۳۴اور ۱۳۵) پر دیے گئے حوالہ جات سے ہی تمام کتاب میں اختیار کیے گئے طریقہ کار کی وضاحت ہو جائے گی۔

سورۃ الحشر میں اسماء وصفات کا ذکر اس طرح وارد ہوا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ج عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ج هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ط یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o (الحشر ۲۴)(۷)

پیغمبر عبادتِ خدا کی تبلیغ وتاکید کے لیے ہی مبعوث ہوئے تھے۔(۱۴:انعام)

توحید کے موجز بیان پر مبنی مختصر سورہ اخلاص (توحید) کو (اکثر) لوگ نماز میں پڑھتے ہیں۔ (سورت شمارہ ۱۱۳)

انسانی وحدت ایک بے مثل تصور ہے جو پیغمبر اسلام نے عالمِ انسانی کو دیا۔یہ تمدن ساز تصور اسلام کے اساسی نظریۂ توحید سے ہی منتخب ہے۔اس نظریے کی رو سے قرآن حکیم میں وحدتِ خداوندی کے ساتھ ساتھ وحدتِ انسانی کا بھی ذکر آیا ہے جیسے:

''تم امتِ واحدہ ہو اور میں تمھارا یکتا پروردگار۔پس میری نافرمانی سے بچو۔(۵۱:المؤمنون)

لوگ امتِ واحدہ تھے پھر خدا نے ان کے درمیان خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لیے پیغمبر بھیجے۔(۲:۲۰)

۱۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں سورۂ حشر کی آیات کا عربی متن بغیر اعراب اور ترجمے کے دیا گیا ہے۔ بطور حوالہ قوسین میں (الحشر ۲۴) لکھا ہوا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ دیا ہوا متن سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۴ کا ہے۔ دیا گیا حوالہ نامکمل اور غلط ہے۔ درحقیقت مترجمہ کتاب میں دیا ہوا متن سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۲ تا ۲۴ کا ہے۔ سورۃ الحشر، قرآن حکیم کی سورہ نمبر ۵۹ ہے۔ دی گئی آیات کا حوالہ اس طرح سے دیا جا سکتا ہے، الحشر [۲۴۔۵۹:۲۲]، سورۂ حشر ۵۹، آیات نمبر ۲۲ تا ۲۴۔ کوئی کتاب ہو یا کسی کتاب کا ترجمہ ہو، اس میں قرآنی آیات عربی متن و ترجمہ اور مکمل حوالے سے دی جانی چاہییں اور حوالہ جات بھی ایک طے شدہ ترتیب سے دینے چاہییں مگر زیر جائزہ کتاب میں ایسا نہیں کیا گیا۔ (۸)

۲۔ سورۂ حشر کی آیات کے بعد زیر جائزہ کتاب میں سورۂ انعام (۱۴:انعام) کے حوالے سے لکھا گیا ہے، ''پیغمبر عبادتِ خدا کی تبلیغ و تاکید کے لیے ہی مبعوث ہوئے تھے۔'' اس حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۴ کا ترجمہ ہے، جبکہ صورتِ حال بالکل مختلف ہے۔ سورہ انعام، قرآن حکیم کی سورہ نمبر ۶ ہے۔ یہ سورۂ مقدسہ ۱۶۵ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کی آیہ نمبر ۱۴ مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ انعام [۶:۱۴]

''فرما دیجیے: کیا میں کسی دوسرے کو (عبادت کے لیے اپنا) دوست بنالوں (اس) اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور (خود اسے) کھلایا نہیں جاتا۔ فرمادیں: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (اس کے حضور) سب سے پہلا (سر جھکانے والا) مسلمان ہو جاؤں اور (یہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ) تم مشرکوں میں سے ہرگز نہ ہو جانا۝'' (۹)

۳۔ مندرجہ بالا دوسرے اقتباس میں سورۂ مؤمنون کا دیا گیا حوالہ بھی درست نہیں۔ حوالے کے مطابق دیا گیا ترجمہ سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۵۱ کا ہے جبکہ درحقیقت دیا گیا ترجمہ سورۂ مؤمنون کی آیت نمبر ۵۲ کا ہے۔ مذکورہ آیت مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ o مومنون[۲۳:۵۲]
اور بے شک یہ تمھاری امت ہے (جو حقیقت میں) ایک ہی امت (ہے) اور میں تمھارا رب ہوں سو مجھ سے ڈرا کرو o (۱۰)

۴۔ مندرجہ بالا دوسرے اقتباس کے آخر میں دیے گئے ترجمہ آیت کے ساتھ بطور حوالہ (۲:۲۰) لکھا ہوا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ "اُمَّةً وَّاحِدَةً" (امتِ واحدہ) نو آیاتِ مقدسہ میں استعمال ہوا ہے۔ زیر تبصرہ متن کے مطابق، دیا گیا ترجمہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۳ کا ہے۔ متذکرہ آیت مقدسہ مع ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ o البقرہ[۲:۱۳]

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (تم بھی) ایمان لاؤ جیسے (دوسرے) لوگ ایمان لے آئے ہیں، تو کہتے ہیں کیا ہم بھی (اسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح (وہ) بے وقوف ایمان لے آئے، جان لو! بے وقوف (درحقیقت) وہ خود ہیں لیکن انھیں (اپنی بے وقوفی اور ہلکے پن کا) علم نہیں o" (۱۱)

مندرجہ بالا اقتباسات میں قرآنی آیات کے دیے گئے ترجمے اور ان کے حوالہ جات کے جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ دیے گئے تمام حوالہ جات درست نہیں ہیں۔ ان تمام حوالہ جات کو تحریر کرنے میں بھی یکساں اسلوب اختیار نہیں کیا گیا۔ جس کتاب یا ترجمے کے حوالہ جات، خصوصاً قرآنی آیات کے حوالہ جات درست نہ ہوں، اسے مستند قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس میں بیان کردہ شخصیات ومقامات کے نام اور تاریخی حوالہ جات بھی شک کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔

کتاب میں دو مقامات پر فارسی اشعار بغیر مکمل حوالہ جات کے دیے گئے ہیں مگر ان کا بھی ترجمہ نہیں دیا گیا۔ (۱۲)

کتاب میں بہت سی قرآنی آیات کے تراجم بطور حوالہ کے دیے گئے ہیں مگر احادیث نہیں دی گئیں۔ کتاب میں ایک جگہ پر ایک حدیث پاک بغیر حوالے کے دی گئی ہے مگر اس کا متن درست نہیں ہے۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"..... جو کوئی اللہ کا قرب چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ نیکیوں کی باقیات چھوڑ جائے۔ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے۔ "اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْعَاقِبَةِ۔" (۱۳)

مذکورہ بالا حدیث میں لفظ ''الْعَاقِبَۃِ'' کی جگہ پر ''الآخرۃ'' آیا ہے۔

کتاب میں کئی مقامات پر ادھورے، نامکمل اور بے ربط جملے نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ''پہلے آیت کا شمار ہوگا اور پھر صورت کا۔'' (۱۴)

۲۔ ''دین، عقل کی احساس اور آزادئ فکر پر مطلق حکمرانی سے عبارت ہے.....'' (۱۵)

۳۔ ''بعض نے مذہبی حس کو روحِ انسانی چوتھی بعد قرار دیا......'' (۱۶)

۴۔ ''.... یورپ کی رفاسانس (نشاۃ ثانیہ) ایک نبی، اُمّی اور اس کی کتابِ وحی، قرآن مجید کے زیرِ اثر ظہور پذیر ہے۔

۵۔ ''.... حضرت یوسفؑ حسد کا شکار ہوئے اور پھر شہوت کا....'' (۱۷)

۶۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت ملکی معیشت کی ترقی کے لیے کوشاں رہی کیونکہ طاقت اور سرمائے سے محروم اقوام زندگی کی آسائشوں اور تمدنی پیشرفت کے فائدوں سے محروم رہتی ہیں۔ ان کے ہاتھوں کا..... اور تالاب بنے اور اسے معاش تنگ و دو واضح ہے۔ (سورۃ النمل)'' (۱۸)

پہلے اقتباس میں لفظ صورت'' کے بجائے ''سورت'' لکھا جانا چاہیے تھا۔ دوسرے اقتباس میں دیا گیا جملہ قابلِ فہم نہیں ہے۔ تیسرے اقتباس میں دیے گئے جملے میں ''روحِ انسانی'' کے بعد لفظ ''کی'' کا اضافہ کرنے سے جملہ بامعنی ہوجاتا ہے۔ چوتھے اقتباس میں انگریزی لفظ ''renaissance'' (ری نائے سینس) کا تلفظ درست نہیں دیا گیا۔ پانچویں اقتباس کا جملہ ذو معنی ہے۔ اس سے غلط مفہوم بھی نکلتا ہے۔ دراصل جملہ یوں ہونا چاہیے تھا کہ ''حضرت یوسفؑ بھائیوں کے حسد کا شکار ہوئے اور انھیں عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی ورغلانے کی کوشش کی۔'' چھٹے اقتباس کا آخری جملہ ناقابلِ فہم ہے۔ اس میں سورۃ النمل میں بیان کردہ تعلیمات کے حوالے سے معاشی وسماجی ترقی کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے مگر آخری جملہ مہمل ہے۔

کتاب کے ترجمے میں جابجا مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جس وجہ سے اس ترجمے کی تفہیم میں کافی دقت پیش آتی ہے۔ کسی لغت کے استعمال اور کسی ماہر زبان وادب کی مدد ورہنمائی کے بغیر اس کی اچھی طرح سے تفہیم ممکن نہیں ہے۔ اس طرح متنی اغلاط بھی کافی نظر آتی ہیں۔ اس ضمن میں بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف چند ایک مثالوں پر اکتفا

کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۱ گزشتہ لوگوں کے قدیم تر عقائد کی تحقیق سے ہمیں معلوم ہوا کہ اُن کا مذہب اجداد پرستی، خاندان کی تشکیل اور قوانین سازی تھا۔ لیکن یاد رہے کہ قدماء کے مختلف گروہ کسی نہ کسی مظہر فطرت کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان مذاہب میں اجداد پرستی اور مظاہر پرستی متداول اور مستمر رہی اور مدتوں بعد تبدیلی ہوتی رہی۔

ص ۱۲۳: عناصر فطرت میں سے منتخب ہونے والے دیوتا کچھ عرصہ بعد خاندانی صبغے سے محروم ہو گئے تھے تو وہ خاندان سے ہی ماخود تھے اور میراث مانے جاتے رہے مگر بعد میں وہ اس امتیاز سے محروم کیے جانے لگے۔ (۱۹)

مندرجہ بالا اقتباس میں لفظ ''پوجا'' کو ''پوچا'' اور ''ماخوذ'' کو ''ماخود'' لکھا گیا ہے۔ لفظ ''صبغے'' نا قابلِ فہم ہے۔ غالباً یہاں لفظ ''غلبے'' یا ''قبضے'' آنا چاہیے۔ الفاظ ''متداول'' اور ''مستمر'' عام فہم نہیں ہیں۔ اسی طرح درج ذیل اقتباس میں سورۃ العصر کی تیسری آیت کا مفہوم مشکل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

''صاحبانِ ایمان ایک دوسرے کو راہِ حق اختیار کیے رکھنے اور صبر و شکیبائی کی تلقین کرتے ہیں۔ (وہ نقصان میں نہیں) جو ایک دوسرے کو احقاقِ حق کی صبر کی تلقین اور فہمائش کرتے ہیں۔ (آیت آخر سورہ عصر)'' (۲۰)

آسان الفاظ میں لکھا جا سکتا تھا کہ ''وہ لوگ نقصان میں نہیں ہیں جو دوسروں کو حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض، فخر الدین حجازی کی فارسی کتاب ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' کے زیرِ جائزہ ترجمے کے ''پیش گفتار'' میں لکھتے ہیں:

''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' ایرانی مصنف فخر الدین حجازی کی فارسی تالیف ''نقشِ پیامبرانؑ در تمدن جہان'' کا ترجمہ ہے۔'' (۲۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ انھوں نے فارسی کتاب کا نام درست نہیں لکھا ہے۔ کتاب کے نام میں لفظ ''جہان'' کی جگہ پر لفظ ''انسان'' آنا چاہیے۔

اسی طرح فارسی کتاب اور اس کے ترجمے میں دی گئی فہرست عنوانات میں تقابل و موازنہ سے بھی کچھ فرق نظر آتے ہیں۔ فارسی کتاب میں مقدمہ چاپ جدید، مقدمہ، پیش گفتار، معنی تمدن تا فہرست منابع تک سینتیس (۳۷) عنوانات و ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض

نے اپنے ترجمے میں فہرست مضامین کے عنوان کے تحت پیش گفتار (از مترجم)،مقدمہ کتاب از مہدی بازرگان، آغازِ کتاب،تہذیب وتمدن کا مفہوم (سہ گانہ) تا منتخب آخذ تک پچاس (۵۰) عنوانات و ذیلی عنوانات دیے گئے ہیں ۔اس طرح ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں قریباً چودہ (۱۴) ذیلی عنوانات خود سے دیے ہیں ۔انھوں نے کہیں تو تحت اللفظی ترجمہ دیا ہے اور کہیں ترجمے کے بجائے اس کا مفہوم دیا ہے۔مثلاً معنی تمدن تا فرمانھای سیاسی قرآن تک کے عنوانات کا ترجمہ اس طرح سے دیا گیا ہے:

فارسی متن	ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض
معنی تمدن	(الف) تہذیب وتمدن کا مفہوم (سہ گانہ)
	(ب) معاشی امن وامکان
	پیغمبروں کا دولت والوں سے غیر معمولی مبارزہ
اسلام وسرمایہ	اسلام اور سرمایہ
نظم از نظر دین	نظم ونسق اور امن دین کے نقطہ نگاہ سے
دین وآزادی	دین اور آزادی
اخلاق وتمدن در چشم انداز دین	دین کے نقطۂ نظر سے اخلاق وتمدن
تورات واخلاق	توریت کی تعلیم
اخلاق وانجیل	انجیل مقدس
اخلاق وقرآن	اخلاق قرآن مجید میں
آیات اخلاقی قرآن	قرآن مجید کی اخلاقی آیات
	انسانی بداصولیوں کے ساتھ مبارزہ
	معیشت کے اخلاقی احکام
	قرآن مجید کے معاشرتی احکام
فرمانھای سیاسی قرآن	قرآن مجید کے سیاسی احکام (۲۲)

مندرجہ بالا فہرست سے واضح ہوتا ہے کہ کہیں تو ڈاکٹر محمد ریاض نے تحت اللفظی ترجمہ دیا ہے،کہیں ترجمانی کی ہے۔کہیں متن سے ہٹ کر ترجمہ دیا ہے جیسے ''اخلاق وانجیل'' کا ترجمہ ''انجیل مقدس'' کیا ہے۔''تورات واخلاق'' کا ترجمہ ہونا چاہیے ''تورات اور اخلاق'' مگر انھوں

نے اس کا ترجمہ دیا ہے ”توریت کی تعلیم“۔اس طرح انھوں نے آیاتِ اخلاقی قرآن (قرآن مجید کی اخلاقی آیات) کے بعد تین ذیلی عنوانات خود سے قائم کیے ہیں۔

ان کے ترجمہ وترجمانی کی یہ روش تمام مترجمہ کتاب میں اسی طرح نظر آتی ہے۔مثلاً ”مقدمہ“ کے شروع میں دی گئی سات فارسی عبارتوں کا انھوں نے ایک مسلسل عبارت کی شکل میں ترجمہ کیا ہے۔انھوں نے پہلے جملے کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔فارسی متن اور ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

فارسی متن از ”نقش پیامبران در تمدن انسان“:

عنوان کتاب و متن ومحتوی آن نقش پیامبران در تمدن انسان است۔

راجع بہ پیغمبران ھمہ کس مختصر آشنایی واشتراک تفاھم دارد۔در ھر حال، خوانندگان این کتاب، پیامبران را بہ فراخور اطلاعات ومعتقدات خود می شناسند وافراد ودستہ معینی را در نظر می گیرند۔

اما در مورد تمدن انسان و بہ طور کلی تمدن، معلوم نیست استنباط ھمگان یکسان باشد و نا معلوم نشود تمدن چیست واحتیاج بہ چہ چیز دارد، نمی توان از نقش پیغمبران، روی آن حرف زد۔

اگر از مردم عادی واز افکار عمومی، بہ اصطلاح روشن فکر، بپرسید چہ تصوری از تمدن دارند، فوراً ذہن یا زبانشان روی خیابانھای زیبا، اتومبیل ھای مجلل، مغازہ ھای درخشان وعابرین شیک پوش می رود۔یا صحبت از کارخانہ، ھواپیما، دانشگاہ و پارلمان می نمایند۔و در حد اعلی از موشک وماہ مصنوعی واز ایدئولوژیھای تازہ بحث می شود....

اگر بپرسید تمدن از کجا آمدہ است! جواب خیلی فوری است: از اروپا و حالا از آمریکا (با آی با کلاہ البتہ)....

آیا پیغمبران نقشی در آن داشتہ یا دارند؟

ابداً! سھل است کہ دین دشمن تمدن ومانع ترقی است۔(۲۳)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

پیغمبروں کے بارے میں ہر شخص کو کچھ معلومات حاصل ہیں اور لوگ کئی باتیں یکساں طور پر سمجھتے ہیں۔اس کتاب کے پڑھنے والے اپنی معلومات اور عقائد کے مطابق پیغمبروں سے آشنائی رکھتے ہیں اور اُن کی نظر میں وہ خاص افراد ہیں اور اُن کے خاص گروہ ہیں۔لیکن انسانی تمدن کے بارے میں اور خود تمدن کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ سب کے خیالات یکساں ہوں اور جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ تمدن کیا ہے اور اسے کسی چیز کی ضرورت ہے اس کے سلسلے میں انبیاء کرامؑ کے رول کے بارے میں بات نہیں کی جا سکتی۔اگر آپ عام آدمی اور عام افکار کے لحاظ سے اصطلاحی زبان میں کسی روشن خیال شخص سے پوچھیں گے کہ تمدن سے آپ کیا مفہوم لیتے ہیں؟ تو اُن کے ذہن یا

زبان خوبصورت سڑکوں، شاندار گاڑیوں، پُر رونق دُکانوں اور خُوش لباس راستہ چلنے والوں پر مبذول ہوگی یا کارخانے، ہوائی جہاز، یونیورسٹی اور پارلیمنٹ کا ذکر ہوگا اور آخر میں میزائلوں، مصنوعی سیارے، اور نئے تصورات کی بحث ہوگی۔ اگر آپ پوچھیں کہ تمدن کہاں سے آیا تو فوری جواب یہی ملے گا کہ یورپ سے یا امریکہ سے یا فلاں جگہ سے جیسے وہ بھی کوئی سامان ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ تمدن کی ترقی میں پیغمبروں کا بھی کوئی حصہ رہا ہے تو اس کا متوقع جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ دین اس قسم کے تمدن اور ترقی کا دشمن ہے۔(۲۴)

مذکورہ بالا ترجمہ، اصل متن کے مطابق اور درست ہے۔ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔تاہم، ترجمے میں اصل متن کی عبارت سازی کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

اتفاقاً وقتی آقای فخر الدین حجازی در چند سال قبل کہ قصد تدوین این کتاب را داشتند، و در آنموقع بہ منظور مقالہ ای در مجموعہ چھاردھمین قرن بعثت بود۔ و بہ کتابھا و منابع واشخاص از جملہ اینجانب برای مطالعہ و مشاورہ مراجعہ کردہ بودند، بندہ گفتم قضیہ سادہ است: پیغمبران چون بنیادگذاران ایمان واخلاق بودہ، افکار واحکامی را ترویج می کردہ اند کہ مردم در سایہ آن، الفت واطمینان نسبت بیک دیگر پیدا کنند و بہ این ترتیب ھمزیستی آنھا کہ شرط وجود ودوام تمدن است، امکان پذیری شدہ است۔ پیغمبران را باید حقاً سازندگان اصلی تمدن دانست۔ پس خوب است بہ سراغ این معنی بروید۔(۲۵)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

چند سال پہلے کی بات ہے کہ جناب فخر الدین حجازی نے ایک ایسی کتاب لکھنے کی مجھ سے بات کی۔ اس وقت دراصل وہ چودھویں صدی بعثت رسولؐ کے مجموعے صدی میں ایک مقالہ پیش کرنے کی فکر میں تھے اور اس سلسلے میں انھوں نے کتابوں کے علاوہ اشخاص سے تبادلۂ خیال کیا جن میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بات بڑی آسان ہے کہ پیغمبر چونکہ ایمان اور اخلاق کے بانی تھے وہ ایسے افکار اور احکام پیش کرتے رہے جن سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ استوار کریں۔ تمدن کی دوسری شرط رابطہ اور ہم آہنگی ہے اور اسے پیغمبروں ہی نے ممکن بنایا لہٰذا پیغمبروں کو تمدن کا حقیقی بانی ماننا چاہیے اور آپ اس موضوع پر بیشک تحقیق کرلیں۔(۲۶)

مندرجہ بالا ترجمہ بھی متن کے مطابق اور درست ہے۔ اسے پڑھ کر فارسی عبارت کا مفہوم سمجھ آجاتا ہے۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

درزبانھای بیگانہ نیز کلمہ تمدن (Civilization) از کلمہ (Civita) کہ درمقابل وحشیگری قرار گرفتہ واز کلمہ (Civilis) کہ معنی شھرنشین دارد گرفتہ شدہ است۔ این کلمہ برای نخستین بار درکتاب عادات ورسوم ملل قدیم اثر بولانثرہ (Boulanger) فرانسوی بکار بردہ شدہ است۔ (۲۷)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

مغربی دنیا میں بھی تمدن کا مفہوم یہی ہے CIVILIS اور CIVILIZATION۔ اس کے مقابلے میں غیر متمدن زندگی وحشیانہ قرار پاتی ہے۔ یہ لفظ پہلی بار فرانسیسی مفکر بولنجر BOULANGER کی کتاب میں استعمال ہوا ہے جو قدیم قوموں کی عادات و رسوم کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ (۲۸)

مندرجہ بالا فارسی متن کے پہلے جملے کا ترجمہ درست نہیں ہے۔ فارسی متن میں بیان ہوا ہے کہ لفظ تمدن (Civilization)، لفظ (Civita) سے اخذ کیا گیا ہے جو کہ لفظ ''بربریت'' کا متضاد ہے اور یہ لفظ (Civilis) سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب شہر نشین ہے۔

فارسی متن از ''نقش پیامبران در تمدن انسان'':

علامہ فقید شیخ شلتوت می نویسد:

''دین برای انسان از شؤون قطعی اوست وزندگی بدون آن مفھومی ندارد۔ متفکر معاصر اسلامی علامہ اقبال لاھوری عقیدہ دارد کہ:

''وضعی کہ دین نسبت بہ حقیقت نھایی ومطلق دارد، متعارض با محدودیت آدمی است، دامنہ پرواز او را فراخی می بخشد وتوقع او را چنان زیاد می کند کہ بہ کمتر از دیدار مستقیم حقیقت بہ چیزی قانع نمی شود'' (۲۹)۔

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

علامہ شیخ (شلتوت) نے لکھا ہے: ''دین انسان کی قطعی شؤون میں سے ہے اور اس کے بغیر زندگی کا کوئی مفہوم نہیں۔'' علامہ محمد اقبال نے (تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ میں) لکھا ہے: ''دین حقیقتِ مطلق کے ساتھ جو رابطہ مشہود کرتا ہے، انسانی محدودیت اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتی۔ دین انسانی پرواز کی فضا وسیع کرتا اور اس کی توقعات اس قدر بڑھاتا ہے کہ وہ دیدارِ ذات سے کمتر کسی چیز پر قانع نہیں رہتا۔'' (۳۰)

مندرجہ بالا ترجمہ اصل متن کے مطابق درست ہے۔ ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

بحیثیت مجموعی، کتاب ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' کا زیرِ جائزہ ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔ یہ ترجمہ کہیں تو تحت اللفظی ہے اور کہیں با محاورہ ہے۔ بعض مقامات پر ترجمے کے بجائے ترجمانی نظر آتی ہے۔ زیادہ تر ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی کی اس رائے سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ ترجمہ کرتے وقت روحِ مضمون کو پیش نظر رکھا گیا ہے اسی لیے اصل متن کا مفہوم اردو نثر میں بڑی خوبی سے ادا کیا گیا ہے۔ (۳۱)

مترجمہ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اس میں پائی جانے والی متنی اغلاط اور تحشیہ کی بے قاعدگی کو تدوین نو، تصحیح اور تحشیہ سے درست کر کے، اس کی طبعِ نو کا اہتمام کیا جائے۔

02۔مکتوبات و خطباتِ رومی

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان، لاہور
اشاعت : باراول، ۱۹۸۸ء
صفحات : ا تا و(٦)+(۴۹۹)
قیمت : ۱۰۰روپے

فہرست مضامین:

عنوانات	صفحہ
تعارف از مرتب	۰۰۱
ترجمہ مکتوب ۱ تا ۱۴۴	۰۰۹
مکتوبات میں منقول قرآن مجید کی آیات (سورتوں کی ترتیب سے فہرست)	۲۵۱
تعلیقات مکتوب الیہم (حروف تہجی کے اعتبار سے مکتوب الیہم کا مختصر تعارف)	۲۶۳
ترجمہ ''خطبات'' (مجالس سبعہ):	۲۷۲
مجلس یکم:	۲۷۳
۱۔سنتِ رسولؐ مسلمانوں کے اتحاد کا سبب ہے۔	
۲۔غزوہ احد اور شہادتِ امیر حمزہؓ کا عبرت انگیز واقعہ	
۳۔''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی برکات اور وساوس شیطانی سے بچنے کے سلسلے میں بعض قصص و حکایات	
مجلس دوم:	۳۲۱
حکایات اور درس تقویٰ۔''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی برکات سے حضرت سلیمانؑ کا ملکِ سبا کو مسخر کرنا۔	
مجلسِ سوُم:	۳۳٦
حکایات و تمثیلات کے ذریعے مومنانہ بصیرت و فراست کی توضیح	

مجلس چہارم: ۳۵۰
ارتقائے انسانی اور مؤمنانہ زندگی کا بیان
مجلس پنجم: ۳۶۲
شیخ حبیب عجمی کی ایک کرامت۔ مقام نبوت، علم و عمل کا رابطہ
مجلس ششم: (سب سے مختصر): ۳۷۴
تقویٰ آموز اور خدا ترسانہ زندگی کے آداب
مجلس ہفتم (پیچیدہ اور ادق مباحث): ۳۷۹
علم اور تزکیہ نفس کے فضائل
مجالس میں شامل آیات قرآن مجید کی فہرست (سورتوں کی ترتیب سے) ۳۹۱
مجالس کے سلسلے میں وضاحتیں
حواشی ۳۹۸
اشاریہ (۳۲) ۴۷۵

زیرِ تبصرہ کتاب ''مکتوبات و خطباتِ رومی'' مولانا جلال الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۴-۶۷۲ھ) کی دو کتب مکتوباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خطباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) (مجالسِ سبعہ) کے اردو ترجمے پر مشتمل ہے۔ ان دونوں کتب کے علاوہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ چھ دفاتر یا جلدوں پر مشتمل مثنوی۔ مثنوی کا ڈاکٹر آر۔ اے نکلسن (۱۹۴۴ء) کا مرتبہ متن قریباً ۲۸ ہزار ابیات پر مشتمل دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔
۲۔ دیوان مرتبہ از پروفیسر بدیع الزمان فروزانفر (۱۹۷۰ء) جو کہ دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔
۳۔ فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی کا فارسی متن)

مکتوباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) اور خطباتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ) کے انتخاب اور اجزاء رومی کے ایک خلفِ رشید ڈاکٹر فریدون نافذ بک نے کوئی نصف صدی پہلے استنبول سے شائع کرائے اور ۱۹۳۷ء میں انھیں کامل صورت میں چھپوا دیا۔ ان کتابوں کی ایران میں طبع جدید بھی ہو چکی ہے۔ مکتوبات کی تعداد ۱۴۵ ہے جب کہ مواعظ پر مبنی کتاب کے عنوان ''مجالس سبعہ'' کے

مطابق مواعظ (مجالس) کی تعداد سات ہے۔ مشہور رومی شناس پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر مرحوم کی تحقیق کے مطابق پہلی مجلس دراصل چار مواعظ یا مجالس کا مجموعہ ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو مواعظ (مجالس) کی کل تعداد دس ہے۔ ایک محتاط مگر یقینی اندازے کے مطابق مکتوبات ۶۴۵ھ/۱۲۴۸ء کے بعد ارقام پذیر ہوئے ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد ریاض، ''مکتوباتِ رومی'' پر تبصرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ عصرِ رومی میں چنگیزیوں کے مظالم کی وجہ سے مسلمان سیاسی و معاشی بدحالی کا شکار تھے۔ رومی نے اپنے وعظ و ارشاد اور نثر و نظم کے ذریعے پریشان حال لوگوں کی فکری و عملی اصلاح کی کوشش کی۔ وہ مستحکم شخصیت و کردار کے حامل، دیدہ ور شخصیت تھے۔ وہ بے حد متحمل، بردبار، فیاض اور قناعت پسند تھے۔ وہ عظیم محبِّ انسان اور خیر خواہِ بشر تھے۔ ان کے مکتوب الیہم معاصر سلاطین، وزراء، امراء، علماء اور ارادت مند مرید ہیں۔ ان کے بعض خطوط اعزہ و اقارب کے نام بھی ہیں۔ انھوں نے ان مکتوبات میں مکتوب الیہم کو لوگوں کے مسائل حل کرنے اور اپنے اخلاق بہتر بنانے کی تلقین کی ہے۔ رومی چونکہ تمثیل اور داستان سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ یہ خصوصیات ان کے مکتوبات و مجالس میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ ان کا تصورِ عشق بے حد وسعت اور تنوّع کا حامل ہے اور اس کے مباحث گاہے گاہے مکتوبات میں بھی آئے ہیں۔ ان کے مکتوبات میں وسعتِ قلب، اخلاصِ عمل اور قوائے باطن کے صوفیانہ مباحث بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ انھوں نے قریباً ہر مکتوب میں عربی اور فارسی اشعار بھی تحریر کیے ہیں۔ ان کے مکتوبات میں قرآنی آیات، احادیث، اخبار اور عربی امثال بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ دیگر صوفیا کی طرح وہ بھی اکثر اخبار و روایات کو احادیثِ رسولؐ قرار دیتے رہے ہیں۔ بعض خطوط میں انھوں نے اسلامی عبادات کی روح کے بارے میں معنی خیز بحث فرمائی ہے۔ انھوں نے وزراء و امراء کو صدقہ و خیرات اور مددِ فقرا کا درس دیا ہے۔ فقرا اور مساکین کو قانع اور صابر و شاکر بننے کا درس دیا ہے۔ ان کے مکتوبات میں القاب و آداب خاصے تکلف آمیز اور مبالغہ خیز ہیں مگر انھوں نے امراء و وزراء سے اپنے لیے کچھ طلب نہیں کیا۔ دوسروں کی خاطر اپنا خونِ جگر اور وقتِ عزیز صرف کیا۔ ان مکتوبات میں ان کے نجی خطوط بھی شامل ہیں جن میں انھوں نے اپنے بیٹے کو بیوی سے حسنِ سلوک کی تلقین کی اور بہو کی ڈھارس بندھوائی اور اسے یقین دلایا کہ اپنے بیٹے کی ہر زیادتی کا مداوا کرنا ان کا فرض ہوگا۔

ڈاکٹر محمد ریاض، ''خطباتِ رومی'' پر تبصرہ کرتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ رومی اپنے والد مولانا

بہاؤالدین بلخی (م ۶۲۸ھ/۱۲۳۱ء) کے غیاب میں اوران کی وفات کے بعد ۶۲۸ ہجری اور ۶۲۹ ہجری میں، نیز ۶۳۸ ہجری تا ۶۴۲ ہجری کے دوران وعظ فرماتے رہے۔۶۴۲ تا ۶۴۵ ہجری تک وہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیس رہے۔اس کے بعد انھوں نے اکادکّا مجلس آرائی کی کیونکہ ان کا اسلوبِ زندگی بدل چکا تھا۔وہ کم سخن وخلوت نشین ہوگئے تھے۔مجالس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مطالب رومی کی شمس تبریزی سے ملاقات سے پہلے کے دور سے زیادہ جوڑ کھاتے ہیں۔ان کے تمام مواعظ کا اسلوب یکساں نوعیت کا ہے۔وہ دعا ومناجات کے بعد کوئی آیت یا حدیث اوراس کی تفسیر وشرح بیان کرتے ہیں۔تمام مجالس میں حمدِ خدا،نعتِ رسول ﷺ اور منقبتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا التزام نظر آتا ہے۔مکتوبات کی طرح مجالس بھی حکایات، تمثیلات اورعربی وفارسی اشعار سے مزیّن ہیں۔عرب اشعار کے شعراء کا پتہ نہ چل سکا مگر فارسی کے بیشتر اشعار ناصرخسرو،فردوسی،مسعودسلمان،سنائی غزنوی،عطارنیشاپوری،خاقانی شروانی اور نظامی گنجوی کے ہیں۔

ان کی ہر مجلس کا مرکزی مضمون ایک ہی رہاہے مگر ایک بات بیان کرتے ہوئے دوسری بات کی توضیح میں لگ جاتے ہیں۔ان کی مجلس دوم، دیگر مجالس پر اس لحاظ سے مقدم ہے کہ اس میں انھوں نے اپنے والدین کے لیے دعا کی ہے۔ان کی دیگر مجالس کے جزوی یا کلی اہم عنوانات درج ذیل ہیں:

حُبِّ رسول ﷺ،ایمان وایقان کی اساس ہے۔
اکلِ حلال کے بغیر روحانی ارتقاء کا امکان نہیں ہے۔
دولت وجاہ ومرتبہ حاصل ہوتو اہلِ ایمان کو سخت آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔
اسلامی معاشرے کو عدل وانصاف اورعفوومرحمت کی ضرورت ہے۔
عشق ومحبت،عقل وخرد سے برتر ہے۔
علم ودانش اورعمل میں تطابق پیدا کرنا،ایمان کا نقطہ کمال ہے۔

مختصر یہ کہ مثنوی، دیوان اور فیہ مافیہ کی طرح مکتوبات ومواعظ رومی میں بھی تعلیماتِ اسلامی کے کئی پہلو بڑے فکرانگیز انداز میں بیان ہُوئے ہیں۔(۳۳)

زیرِ جائزہ کتاب کے متن اورڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمے کی تفہیم کے لیے دومثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مکتوب ۳۰

اللہ مفتح الابواب

امیر الغ قتلغ پروانہ بک کے مراتبِ بلند کو دوام ہو اور اس کے آفتابِ اقبال کو جو **لاشــــرقية ولا غــــربية** (نہ شرقی ہے نہ غربی) کی صفت سے مستنیر ہے اور ارضی ہے نہ سماوی بلکہ خدائے ازلی و ابدی کی ایک شان ہے، ہمیشہ تاباں رکھے۔ وہ ملک الامراء، دوسروں کا معاون، صاحب انعامات، آسمان بلند کا حاجب، بلندیوں کا تاج، ایک رحمانی وزیر اور روحانی حاکم ہے۔ اس کی ذات، مطہر، منور، معطر اور لطیف و شریف ہے، وہ امیر امراء ہی نہیں، صحیح فکر اندیشے کا بھی امیر ہے۔ شک و تذبذب دور کرنے میں وہ مرشد ہادی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رہزنانِ دین اور شر و وسواس پھیلانے والے شیاطین سے محفوظ رکھے اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ خدایا، یہ راہزنانِ دین اسے اپنا جیسا بد اندیش، افسردہ دل اور بد باطن بنانے میں کبھی کامیاب نہ ہوں۔ ان راہنمائی اور راہبری کا دعویٰ کرنے والے راہزنوں کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان كثيرا من الاحبار والرهبان ليا كلون اموال الناس بالباطل ويصدون عن سبيل الله"

(بے شک اکثر احبار اور رہبان یعنی مذہبی رہنما، ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔)

؎ اندریں آستان پر تلبیس   نان بہ لاحول می شود حاصل

؎ اندریں رہ صد ہزار ابلیس آدم روئے ہست   تا ہر آدم روے را زنہار کآدم نشمری

خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں سے سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ راہزن اپنی ان کرتوتوں کے باوجود حقیقی اہل دین پر طعن و تشنیع کرنے سے باز نہیں آتے اور اپنی بداعمالیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔ امیر موصوف میرا سلام و دعا قبول فرمائیں۔ آپ کے لیے میرے دل میں شکر و امتنان کے جو جذبات موجود ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ عامرہ ولا یزال سے انھیں ہمیشہ باقی رکھنے کی توفیق دے کہ:۔

"لله خزآئن السماوات والارض "

(آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے لیے ہیں)۔

دعا ہے کہ امیر کی ذات شریف پر ان خزانوں کی بارش جاری و ساری رہے۔ آمین یارب العالمین۔(۳۴)

حواشی (مکتوب ۳۰)

۱۔ قرآن مجید ۳۵:۲۴

۲۔ ایضاً ۹:۳۴

۳۔ ترجمہ: اس راستے میں لاکھوں انسانوں کے سے ابلیس ہیں۔خبردار، ہر انسان صورت کو انسان شمار نہ کرنا اس پر مکر گھر میں ابلیس بھی ''لاحول'' سے روٹی کھاتا ہے۔(۳۵)

مکتوب ۱۲۲

اللہ مفتح الابواب

فرزند مخلص ،معتقد، نیک سیرت ،خوش خو،فخر فرزندان،علم الدین کی زندگی مسرت سے گزرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سعادت کو دوام دے،اسے شرح صدر بخشے،اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی اسے توفیق دے اور فضل خداوندی کا سایہ اس کے دو جہاں کے احوال واقوال پر چھایا رہے۔

راقم مخلص کا سلام ودعا قبول ہو۔شوقِ ملاقات دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ملاقات کی سہولت فراہم کرے اور مشکلات وموانع وعدیم الفرصتوں کو دور فرمائے۔دعا ہے کہ فرزندِ عزیز کی توجہ امورِ خیر کی طرف پہلے سے بھی زیادہ مبذول ہو کہ:

" وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السماوات والارض "

زان پیش کہ دادہ راا جل بستاند ہر داد کو دادنی است می باید داد

دنیا بازارِ خیرات ہے کہ:

"هل ادلکم علی تجارة تنجیکم "

بازارِ دنیا میں وہ بیچو اور اس سے وہ خریدو جس سے بعد میں پشیمانی نہ آئے۔اس بازار میں متاعِ خیر جس نے نہ خریدا وہ پشیمان ہوگا اور جس کسی نے خریدا اسے یہ افسوس ہوگا کہ زیادہ کیوں نہ خریدا۔

در جہان شاہدی و ما فارغ در قدح جرعۂ و ما ہشیار
زین سپس دستِ ماو دامن دوست بعد ازین گوش ما و حلقۂ یار
خیز تا ز آب روی بنشانیم گردِ این خاک تودۂ غدار
ترک تازی کنیم و در شکنیم نفسِ رنگی مزاج را بازار

اور سلام ہو ہم سب پر اور آپ پر اور ان پر جو آج آپ کے ہاں وارد ہو رہے ہیں۔آمین یارب العالمین۔(۳۶)

حواشی مکتوب ۱۲۲

۱۔ قرآن مجید ۳:۱۳۳

۲۔ مکتوب ۲۲ (۳۷)

۱۔ مکتوب ۳۰ کی قرآنی آیات کا ترجمہ عربی متن کے ساتھ ہی قوسین میں دے دیا گیا ہے جبکہ ان کے حوالہ جات حواشی میں دیے گئے ہیں۔ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی حواشی میں دیا گیا ہے۔ زیادہ تر عبارت آسان اور عام فہم ہے۔ عبارت میں چند ایک قدرے مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۲۔ مکتوب ۱۲۲ میں دی گئی قرآنی آیات کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ حواشی میں پہلی آیت مقدسہ کا حوالہ دیا گیا ہے جبکہ دوسری آیت مقدسہ کے حوالہ کے لیے مکتوب ۲۲ دیکھنے کو کہا گیا ہے۔ مکتوب ۲۲ (صفحہ ۵۳) پر مکمل آیت مقدسہ مع ترجمہ دی گئی ہے اور اس کے حواشی (صفحہ ۴۰۷) میں اس کا حوالہ ''۶۱:۱۰'' لکھا ہوا ہے یعنی سورۂ نمبر ۱۰ اور آیت نمبر ۶۱۔ قاری کی آسانی کے لیے بہتر یہی تھا کہ حوالہ مکتوب ۱۲۲ کے حواشی میں ہی دے دیا جاتا اور مزید مطالعے کے لیے مکتوب ۲۲، صفحہ ۵۳ کا حوالہ دے دیا جاتا۔ مکتوب ۱۲۲ میں پانچ فارسی اشعار دیے گئے ہیں مگر حواشی میں ان کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ ترجمے کی تفہیم کے لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات اور خطبات سے چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

﴿اللہ مفتح الابواب﴾

باری تعالیٰ چون خواھد کہ عنایت ولطف ونصرت ودولت وسعادت رابر بندۂ از بندگان خویش مقیم و پیوستہ گرداند او راتوفیق شکر دھد کہ اگر صد بار تلخی بدو رسد و یکبار شیرینی آن یک شیرینی راصد بار بصد عبارت بصد مقام باز گوید و آن صد تلخی را یکبار ھم باز نگوید الا تلخی فراق یاران دین کہ افغان کردن از فراق یاران دین تسبیحست وقرآن خواندنست وسنت انبیاست صلوات اللہ علیھم کہ ایوب علیہ السلام با چندان رنج کہ ھیچ دل طاقت ندارد عظمت بلا وشنیدن با آن ھمہ زبان او شکر دران ھشت سال روزی خالی نگشت چو در فراق یار دین یعنی عیال او کہ ھمنفس وھم درد او بود در دین بدو رسید فریاد برآورد کہ (مسنی الضر) قدر یار دین مرد دین داند قدر۔ (۳۸)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

اللہ مفتح الابواب (اللہ تعالیٰ ہی دروازے کھولتا ہے)

اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ بخشش، مہربانی، دوسروں کی مدد کرنے کی خصلت اور اقبال وخوش نصیبی کو ہمیشہ کے لیے اپنے کسی بندے کو عطا کرے تو اسے شکر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ ایسے شخص کو

سینکڑوں مصیبتیں آئیں، تو ان کا ذکر نہیں کرتا۔ مگر ایک آسائش اور نعمت ملے، تو اسے سینکڑوں طریقوں سے بیان کرتا رہتا ہے۔ راہِ دین کے دوستوں کی جدائی البتہ اسے بھی بہت شاق گزرتی ہے۔ یارانِ دین کی جدائی میں آہ وفغاں کرنا، خدا کی تسبیح، قرآن مجید کی تلاوت اور سنت انبیاءؑ کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام پر ایسی مصیبتیں آئیں کہ عام دل ان کو سننے کی تاب بھی نہیں رکھتے۔ مگر آٹھ سال کے دورِ آزمائش میں وہ کسی وقت بھی شکر کرنے سے فارغ نہ تھے۔ مگر یارانِ دین کے فراق پر انھیں بھی فریاد وفغان کرنی پڑی۔ ان کے اہل وعیال ان کے ہمدم ودم ساز اور یارانِ دین تھے اور ان کی جدائی پر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا: ''انی مسنی الضر'' (مجھے بے شک تکلیف پہنچی ہے)۔ مگر یارانِ دین کی قدر مردِ دین ہی جانتا ہے۔ (۳۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت موزوں اور خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہوئے اصل عبارت کا مفہوم اور تاثر اردو زبان میں بیان کیا ہے۔ زیادہ تر ترجمہ تحت اللفظی ہے مگر انھوں نے نہایت مہارت سے مناسب الفاظ استعمال کرتے ہوئے عبارت کی روانی متاثر نہیں ہونے دی۔ ان کی اس حکمتِ عملی کی بدولت ترجمہ، ترجمہ محسوس نہیں ہوتا بلکہ ان کی اپنی تخلیق نظر آتا ہے۔

﴿اللہ مفتح الابواب﴾

خدای بندد کار وخدای بکشاید از مقالید السموت والارض یک نظر وصد هزار عنایت منتظرم که وقت آن نظر آید مشرفۂ عزیز کریم فرزند مخلص فکر الامرا والخواص الحسیب النسیب اسد الوغا زعیم الجیوش المجاهد فی سبیل اللہ سعد الدولۃ والدین ادام اللہ علوہ وسید ومعلومست فرط دینداری ورحمت وشفقت آن یکانہ [ارحم من فی الارض یرحمك من فی السمآء] بندہ نوازی ورحمت و کهتر پروری درذات شماو آبا واجداد شما حق تعالیٰ بعنایت خود سرشتہ است و ودیعت نہادہ وآن علامت سعادت ودولت آن جهانست کہ بندۂ را بر بندگان ضعیف رحمت دهد ورحمت آن باشند کہ گناهان بزرک را خورد بینداز مجرمان وبندگی اندک ووفای اندک را بسیار بیند۔ (۴۰)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

مکتوب ۱۴۱

اللہ مفتح الابواب

مشکلات کا حل کرنے والا خدا ہی ہے کہ:

لہ مقالید السموت والارض

(آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کی ہیں)۔

فرزند مخلص، فخر امرا وخواص، صاحب حسب ونسب، غار شیر، سپاہ سالار، مجاہد راہ خدا، سعد الدولۃ

والدین (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبۂ بلندی باقی رکھے) کا خط ملا اور دل مسرور ہوا۔ انتظارِ ملاقات میں دن کاٹ رہے ہیں۔ آپ اور آپ کے باپ دادا کی دین داری اور بندہ نوازی قابلِ رشک رہی ہے آپ متوجہ ہیں کہ:

''زمین والوں پر رحم کرتا کہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔''

آپ کی یہ نیک سرشت دونوں جہاں کی سعادت کی دلیل ہے کہ آپ کمزوروں پر رحم کرتے ہیں، دوسروں کے بڑے عیوب کو معمولی جانتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کی معمولی خدمت اور وفا شعاری کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام۔ (۴۱)

ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔ موزوں اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب کی بدولت ترجمہ سلیس اور رواں ہے۔

عن الحسن البصری انه قال: حدثنی جماعة کلهم سمعو ا الحدیث عن النبی ﷺ یقول: " ان الله تعالیٰ لما خلق العقل فقال له: اقعد، فقعد۔ ثم قال له: قم فقام: ثم قام له: اقبل، فاقبل۔ ثم قال له: ادبر، فادبر۔ ثم قال له: تکلم، فتکلم۔ ثم قال له انصت، فانصت۔ ثم قال له انظر، فنظر۔ ثم قال له انصر ف، فانصرف۔ ثم قال له افهم، ففهم۔ ثم قال له وعزتی وجلالی وعظمتی و کبریائی وسلطانی وجبروتی وعلوی وارتفاع مکانی واستواءِ علی عرشی و قدرتی علی خلقی، ما خلقت خلقاً اکرم علی منك ولا احب الی منك، بك اعرف وبك اعبد وبك اعطی وبك اعاتب، لك الثواب وعلیك العقاب، صدق الله وصدق رسول الله۔ (۴۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض

حدیث رسولؐ اور اس کی توضیح

اس حدیث کو حضرت حسن بصری نے کئی صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے استناد سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کیا تو اسے بیٹھنے کو کہا اور وہ بیٹھ گئی پھر اسے اٹھنے کو کہا اور وہ اٹھ گئی۔ پھر اسے آگے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے پیچھے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے بولنے کو کہا اور وہ بولی۔ پھر اسے چپ رہنے کو کہا اور وہ چپ ہوگئی۔ پھر اسے دیکھنے کو کہا اور اس نے دیکھا۔ پھر اسے چلنے کو کہا اور وہ چلی۔ پھر اسے سمجھنے کو کہا اور اس نے کہا ہوا سمجھا۔ پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت، جلال، عظمت، کبریائی، بادشاہی، جبروت، بلند مقامی، علو مرتبہ، عرش پر قیام و استوا اور مخلوقات پر تصرف و قدرت کی قسم ہے کہ میں نے تجھ سے زیادہ محترم و مکرم

چیز پیدا نہیں کی اور تجھ سے زیادہ میرا محبوب کوئی نہیں۔ عرفان و معرفت، طاعت و عبادت، عصیان و گناہ اور ثواب و عذاب تجھ ہی سے ہے۔'' (۴۳)

ترجمہ اصل متن کے مطابق سلیس، عام فہم اور رواں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے سے پہلے عنوان قائم کر کے حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا متن نمایاں کر دیا ہے۔ حدیث پاک کے بعد آخر کے الفاظ ''صدق اللہ وصدق رسول اللہ'' کا ترجمہ شاملِ عبارت نہ ہو سکا۔

مجموعی طور پر ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' میں شامل تمام ترجمہ، اصل متن کے مطابق اور صوری و معنوی محاسن سے آراستہ ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب کے دونوں حصوں میں مندرجہ بالا مثالوں کے مطابق زیادہ تر قرآنی آیات کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ آیات، احادیث اور عربی و فارسی اشعار کے معانی لکھ دیے گئے ہیں۔ تاہم، بعض مقامات پر ترجمہ اور حوالہ جات نظر نہیں آتے۔ مکتوب اور خطبات دونوں کے ترجمے کے آخر میں (صفحہ ۲۵۱ تا ۲۶۲ اور ۳۹۱ تا ۳۹۷ پر) قرآن مجید کی آیات کی فہرست سورتوں کی ترتیب کے مطابق ''اختصار کے ساتھ'' دی گئی ہے تاکہ تقابل و مطالعے میں آسانی رہے۔ مکتوبات کا ترجمہ پہلے (صفحات ۹ تا ۲۵۰ پر) اور خطبات کا ترجمہ بعد میں (صفحہ ۲۷۲ تا ۳۹۰ پر) دیا گیا ہے۔ مکتوباتِ رومی کے جن مکتوب الیہم کے بارے میں معلومات مل سکیں، انھیں مختصراً آخر میں (صفحہ ۲۶۳ تا ۲۷۱ پر) لکھ دیا گیا ہے۔ کتاب میں دیے گئے ''حواشی'' اور ''اشاریہ'' کی وجہ سے اس کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مکتوبات وخطبات کا ترجمہ پیش کر کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوئے قریباً انتیس برس گزر گئے ہیں۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے نظرِ ثانی کے بعد دوبارہ شائع کیا جائے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ اشعار کے ساتھ ہی دے دینا چاہیے۔ قرآنی آیات اعراب کے ساتھ دی جانی چاہییں اور ان کے حوالہ جات بھی ساتھ ہی لکھ دیے جانے چاہییں۔ دیگر توضیحات اور حوالہ جات ''حواشی'' میں دینے چاہییں۔ اس طرح ''حل لغت'' کا اہتمام کر کے عام قارئین کے لیے اسے سمجھنے میں مزید آسانی پیدا کی جا سکتی ہے۔

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

03۔شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی

مؤلف : ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی

مترجم : ڈاکٹر محمد ریاض خان

پبلشرز : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

اشاعت : ۱۳۷۶خ۔۱۹۹۵م

صفحات : ۸۶

فہرست مضامین:

سخن مدیر الف

سخن مترجم ۱

پیش گفتار از مورخ نامور استاد شیخ عبدالرشید ۳

دیباچہ مؤلف بر ترجمہ فارسی ۵

چگونگی ورود محیط میر سید علی ۷

فلسفۂ اخلاق میر سید علی ۱۱

فلسفۂ سیاسی میر سید علی ۱۷

آثار عربی و فارسی سید علی ۳۷

آثار عربی ۴۷

نفوذ سید در اسلامی ساختن جامعہ و اجرای شرع ۵۰

ضمیمۂ (الف): آداب احتساب ۵۸

ضمیمۂ ب: متن رسالہ دہ قاعدہ ۶۱

ضمیمۂ ج: متن ۱۴۳بند (رسالہ منہاج العارفین) ۶۵

پی نوشتھا ۷۰

فہرست اعلام (اشخاص ۔ امکنہ) ۷۷
فہرست منابع ۸۵
فہرست انتشارات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (۴۴)

زیرِ تبصرہ ترجمہ ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی کے انگریزی مقالے: "Mir Sayyid Ali Shah Hamdani Shah-e-Hamdan" کا فارسی ترجمہ ہے۔

فہرست مندرجات سے قبل ''انتساب'' میں ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی نے اپنی اس علمی و ادبی تخلیق کو اپنے مرحوم والد سید حسن شاہ ہمدانی سے منسوب کیا ہے۔

''سخن مدیر'' میں سرپرست مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، محمد اسعدی نے شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی کی تبلیغی مساعی کو سراہا ہے اور ان کی مدح میں کہے گئے علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) کے اشعار رقم کرنے کے بعد زیرِ تبصرہ ترجمہ کا چند ایک جملوں میں تعارف کرایا ہے اور اس بات پر تاسف کا اظہار کیا ہے کہ یہ ترجمہ جو گزشتہ برس (۱۳۷۳خ/ ۱۹۹۴م) میں مکمل ہو گیا تھا، مترجم کی وفات کے بعد (۱۳۷۴خ/ ۱۹۹۵م) میں شائع ہو رہا ہے۔ (۴۵)

''سخن مترجم'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کی دینی خدمات کا ذکر کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ کشمیر شاہ ہمدان کی آمد سے ''ایرانِ صغیر'' بن گیا تھا۔ اگرچہ آج کشمیر آزاد نہیں ہے مگر بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہ ایک دن ضرور آزاد ہو گا۔ شاہ ہمدان کی شخصیت و آثار پر اردو زبان میں سیدہ اشرف ظفر اور فارسی زبان میں ڈاکٹر پرویز اذکائی تحقیقی مقالے لکھ چکے ہیں۔ قدر دان حضرات کے لیے راقم الحروف نے ڈاکٹر سید حسین شاہ ہمدانی کے انگریزی مقالے کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ ترجمے میں جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی راقم الحروف نے حواشی کا اضافہ کیا ہے اور اپنے حواشی کے ساتھ قوسین میں ''م'' لکھ دیا ہے۔ یہ مقالہ مختصر مگر مفید ہے۔ اس میں سید علی ہمدانی کی اخلاقی و سیاسی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے اور عصرِ حاضر میں ان امور کو سمجھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

''پیش گفتار'' میں نامور مورخ استاد شیخ عبدالرشید نے وادئ کشمیر کے قدرتی حسن اور تاریخی سفر پر چند جملوں میں روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیش رو سید تاج الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات کا ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر سید حسین شاہ

همدانی کو سید علی همدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور دینی خدمات پر کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کی ہے۔ انھوں نے مزید لکھا ہے کہ ڈاکٹر سید حسین شاہ ھمدانی نے محدود مآخذ ومنابع سے استفادہ کرتے ہوئے ایک اچھی کتاب لکھی ہے۔ اگر وہ دائرہ تحقیق مزید وسیع کرتے تو حقائق ونتائج تک مزید بہتر طور پر رسائی پا لیتے۔(۴۶)

''دیباچہ مؤلف بر ترجمہ فارسی'' میں ڈاکٹر سید آغا حسین ھمدانی نے شاہ ھمدان، سید علی ھمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے دیگر مقالات کا ذکر کرنے کے بعد اپنی تالیف کے مختلف ابواب کے موضوعات کا اجمالاً ذکر کیا ہے اور آخر میں انھوں نے اپنے اساتذہ اور مترجم کا شکر ادا کیا ہے۔

باب اول میں کشمیر میں دین اسلام کی آمد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں مختلف حکمرانوں کے عہدِ حکومت میں صوفیہ کی تبلیغی مساعی کا تاریخی حوالہ جات سے ذکر کیا گیا ہے۔ باب کے آخر میں شاہ ھمدان کی دینی خدمات مذکور ہیں۔ مثلاً لکھا ہوا ہے کہ

> پادشاہ مذکور باوجود تعلیمات اسلام دو خواھر را بہ رشتہ نکاح خود پیوستہ بود۔ او لباس ھندو ھارا نیز زیب تن می کرد۔ میر سید علی ھمدانی بہ این رفتار وی انتقادی نمود و در نتیجہ توصیہ وی سلطان یکی از دو زن خود را طلاق داد و لباسی را برای خود برگزید کہ در کشور ھای اسلامی آن عصر متداول بود۔ بعد از عصر قطب الدین شاہمیری، کوشش برای ترویج آداب اسلامی دوبارہ شدت پیدا کرد و سلطان اسکندر شاھمیری معروف بہ بت شکن (۷۹۶۔۸۱۶ھ) ھمہ نوع مشروب خواری و رسم ساقی زنان ھندو و مراسم زشت دیگر را کاملاً ممنوع اعلام کرد۔ میر سید علی ھمدانی بر مبنای خدمات و مقام روحانی خود در میان سایر طبقات مردم معاصر کشمیر از احترام ومحبوبیت ویژہ نفوذ تعلیمات و توصیہ ھای وی، بہ اوامر و نواھی دین اسلام بیشتر متمسک گردیدہ اند۔(۴۷)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تالیف ''حضرت میر سید علی ھمدانی شاہِ ھمدان'' میں مذکورہ بالا امور کا اس طرح سے ذکر کیا ہے:

> شاہ ہمدان جب وادی میں تشریف لائے، تو دیکھا کہ سلطان شہاب الدین نے لاعلمی کی بنا پر دو سگی بہنوں سے ایک ساتھ عقد کر رکھا ہے۔ آپ کی راہنمائی پر اس نے ایک بیوی کو طلاق دے دی اور اپنے اس فعل سے توبہ کی۔ سلطان کا ہندوانہ لباس بھی شاہ ہمدان نے ترک کروایا۔ اس سلطان اور اس کے جانشین سلطان قطب الدین نے شرع اسلامی کے نفاذ کی خاطر پوری کوشش کی اور غیر مسلم آبادی سے عمدہ سلوک کیا۔ اس کام کو سلطان اسکندر بت شکن نے، میر سید محمد ہمدانی کی زیر ہدایت اور آگے بڑھایا اور مثالی حکومت کی۔(۴۸)

باب دوم ''شیوۂ زندگی ومحیط میر سید علی ھمدانی''میں سید علی ھمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی دینی وصوفیانہ تربیت کے مختلف مراحل وادوار کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب سِوُم ''فلسفۂ اخلاق میر سید علی ھمدانی'' میں سید علی ھمدانی کی جملہ تعلیمات ومساعی خصوصاً ان کی تالیف ''ذخیرۃ الملوک'' کی تعلیمات کی روشنی میں ان کا فلسفۂ اخلاق بیان کیا گیا ہے۔

باب چہارم ''فلسفۂ سیاسی میر سید علی'' میں شاہ ھمدان کے سیاسی افکار بیان کیے گئے ہیں۔ اس باب میں حکمرانوں کو اور عوام الناس کو حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس کی ادائیگی کے لیے شاہ ھمدان کی تعلیمات اور تلقینات کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

باب پنجم '' آثار عربی وفارسی سید علی ھمدانی'' میں شاہ ھمدان، سید علی ھمدانی کی اڑتیس (۳۸) فارسی کتب ورسائل اور دس (۱۰) عربی کتب ورسائل کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔

باب ششم ''نفوذ سید علی ھمدانی در اسلامی ساختن جامعہ واجرای شرع'' میں شاہ ھمدان، سید علی ھمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی جملہ تبلیغی مساعی اور ان کے ماحصلات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے آخر میں تین ضمیمہ جات دیے گئے ہیں۔ ضمیمہ (الف) میں کتاب '' ذخیرۃ الملوک'' کے باب ہفتم ''احتساب'' کا خلاصہ دیا گیا ہے۔ ضمیمہ (ب) میں ''متن رسالہ دہ قاعدہ'' دیا گیا ہے۔ ضمیمہ ج میں متن ۱۴۳ بند (رسالہ منہاج العارفین) دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ''پی نوشتھا'' کے عنوان کے تحت ۱۲۶ حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ آخر پر ''فہرست اعلام'' دی گئی ہے۔ جس سے اس تالیف وترجمے کی افادیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔ ''فہرست اعلام'' کے بعد ''منابع'' دیے گئے ہیں۔ کتاب کے مندرجات سے واضح ہے کہ یہ نہایت گراں قدر علمی وادبی اور دینی و تہذیبی سرمایہ ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسے فارسی زبان میں منتقل کر کے فکر ہمدانی کی ترویج کے لیے نہایت اعلیٰ خدمت سرانجام دی ہے۔ ترجمے کی عبارت آسان، سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ اس گراں قدر تصنیف کا اردو میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے تا کہ اردو دان طبقہ بھی اس سے استفادہ کر سکے۔

غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

(موضوعاتی تجزیہ)

ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ ۱۴ مترجمہ مقالات و مضامین میں سے درج ذیل ۴ مقالات و مضامین افکار و تصورات پر، ۷ مقالات و مضامین ادبیات (زبان و ادب، کلام و تصانیف کے فکری و فنی محاسن) پر اور ۳ مقالات و مضامین شخصیات پر ہیں۔

نمبر	موضوع/عنوان
☆	**مذہبی و فلسفیانہ افکار و تصورات**
01-	اسمائے قرآن کی معنویت
02-	ذہنی صحت اور اسلام
03-	مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح
04-	۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان
☆	**ادبیات (اقبال کے کلام اور تصانیف کا فکری و فنی جائزہ)**
05-	ادبیات اسلام میں لفظ ''ادب'' کا تدریجی ارتقا
06-	چہل حدیث کے نادر مجموعے
07-	حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب
08-	رسالہ بہرام شاہیہ
09-	رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ
10-	رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱؛ رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲
11-	لفظ ادب کا مفہوم/لفظ ادب کے معنی کا ارتقا
☆	**اقبال اور دیگر شخصیات کے افکار و تصورات کا تقابلی جائزہ**
12-	مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ
13-	مسلمان زعما
14-	مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

ان میں سے ۲۹% مقالات ومضامین مذہبی افکار وتصورات (اسلام اور مسلمان سے متعلقہ موضوعات)، ۵۰% زبان وادب اور ۲۱% شخصیات اور ان کے تقابلی مطالعے سے متعلقہ ہیں۔

موضوعات	تعداد	شرح%
مذہبی افکار وتصورات	۰۴	۲۹%
ادبیات	۰۷	۵۰%
شخصیات (اقبال شناس حضرات، شخصیات کے ساتھ تقابلی مطالعات)	۰۳	۲۱%
	۱۴	۱۰۰%

مذکورہ بالا مقالات ومضامین کا اجمالی، موضوعاتی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

پروفیسر حکمت آل آقا (تہران) کے فارسی مقالے **''اسمائے قرآن کی معنویت''** کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض مجلّہ ''بینات'' کی جلد ۱۷، شمارہ ۳، اشاعت نومبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۴۳ تا ۵۲ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں پروفیسر حکمت آل آقا لکھتے ہیں کہ مفاہیمِ قرآن سے آگاہ ہونے کے لیے ہم بطور معلم اور متعلم درج ذیل حکمتِ عملی اختیار کریں تو بہت اچھے نتائج نکل سکتے ہیں:

۱۔ قرآن حکیم کا موضوع وار اور مطالب وار مطالعہ کریں۔

۲۔ قرآن حکیم کی تفہیم میں مدد دینے والے علوم (صرف، نحو، لغت، بلاغت اور تفسیر کے علوم) کا مطالعہ کریں۔

۳۔ قرآن حکیم کے ادبی علوم (فنونِ بلاغت سے متعلقہ علوم) کا مطالعہ کریں۔

۴۔ قرآن حکیم پر بحث کرنے والے علوم (علوم القرآن: اسمائے قرآنی، آیاتِ قرآنی کی تفسیر و تاویل سے متعلقہ علوم) کا مطالعہ کریں۔

پہلے مرحلے میں اگرچہ چوتھی صورت میں بیان کردہ علوم کا مطالعہ کیا جائے تو زیادہ سودمند ہوگا۔ مثلاً ''اسمائے قرآنی'' کا مطالعہ کیا جائے۔ علماء نے قرآن مجید کے تین سے ننانوے تک ناموں کا ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد پروفیسر حکمت آل آقا نے قرآن حکیم کے سترہ منتخب ناموں (قرآن، کتاب، کلام اللہ، ھدیٰ، فرقان، ذکر، تنزیل، احسن الحدیث، شفاء، موعظۃ، تذکرہ، حکمۃ، حبل، صراطِ

مستقیم ......) کی معنویت بیان کی ہے۔

پروفیسر حکمت آل آقا کے طرزِ بیان اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اندازِ تحریر اور اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے:

''کتاب: قرآن حکیم کی خاطر ''کتاب'' کا لفظ کئی موارد میں استعمال ہوا ہے۔ الٓمّٓo ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَo (یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہےo (الم اس کتاب میں کوئی شک و فریب کی گنجائش نہیں ہے) اور حٰمٓo وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِo ۴ (ح م قسم ہے اس واضح کتاب کی) لغت میں ''کتاب (کتب) کے معنی جمع کرنے کے ہیں، ''کتابت'' لکھنے کے معنی میں اسی لیے وضع ہوا کہ اس عمل سے ''حروف'' کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی خاطر ''کتاب'' کا لفظ اسی خاطر استعمال ہوا ہے کہ اس میں آیات، اخبار، قصص و حکام اور اس طرح کے وہ گوناگوں مطالب جن کی طرف اشارہ ہو چکا، ایک خاص نہج پر جمع ہو گئے۔ کبھی ''کتاب'' مکتوب یعنی ''کتابت شدہ'' کے معانی میں مستعمل رہا ہے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے: فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍo ۵ (پوشیدہ لکھے ہوئے ہیں) لوح محفوظ کی خاطر یہاں ''کتاب'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید کی خاطر۔ اگر ''کتاب'' بمعنی ''مکتوب'' (لکھا ہوا) استعمال ہو تو جائے تعجب نہیں اس لیے کہ ''یہ کتاب مقدس'' آمدِ وحی کے روزِ اول سے ''مکتوب'' رہی ہے۔ بہر حال ''الکتاب'' قرآن مجید کا ایک جامع صفاتی نام ہے۔

حواشی

۴ الدخان: ۱۔۲، ۵ الواقعہ: ۷۸''(۴۹)

پروفیسر حکمت آل آقا نے متعدد قرآنی آیات کے حوالے سے قرآن حکیم کے صفاتی نام ''الکتاب'' کا نہایت اچھے طریقے سے مفہوم واضح کیا ہے۔ ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ مقالہ اور اس کا ترجمہ گراں قدر علمی وادبی اہمیت کے حامل ہیں۔

استنبول یونیورسٹی میں ادبیاتِ ترکی کے پروفیسر، ڈاکٹر پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں نے **''ترکی اور فارسی زبانوں میں چہل حدیث کے نادر مجموعے''** کے موضوع پر ۱۱/ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو تہران یونیورسٹی کے ''دانشکدۂ ادبیات وعلومِ انسانی''، یعنی آرٹس فیکلٹی میں ایک بصیرت افروز تقریر کی تھی جو مذکورہ یونیورسٹی کے ماہنامہ ''مجلّہ'' بابت مہر ماہ ۱۳۴۶ ہجری شمسی میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تقریر کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمے میں تقریر کے افتتاحی و

اختتامی حصے شامل نہیں کیے گئے۔ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔مترجم نے توضیحی حواشی کی مدد سے زیرِ جائزہ مقالے کے مفاہیم میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے اور تحقیق کی نئی جہتوں کی نشاندہی کی ہے۔ یہ ترجمہ ماہانہ بینات، کراچی، جلد ۱۷، شمارہ ۶ بابت فروری ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۱۳ تا ۲۴ پر شائع ہوا ہے۔

اس مقالے میں، فاضل مقالہ نگار نے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ''چہل حدیث'' روایت کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔ ''عدد چہل کی اہمیت'' کے عنوان سے عدد ''چالیس'' کی مختلف حوالہ جات سے اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔

''چہل حدیث کی تدوین میں تنوع'' کے ذیلی عنوان سے مختلف زبانوں میں نظم ونثر کی صورت میں مرتب کیے گئے چہل حدیث کے مختلف مجموعوں کا ذکر ہے۔اس کے بعد ''ترکی اور فارسی چہل حدیث'' کے عنوان سے دس نادر مجموعاتِ چہل حدیث کا مختصر تعارف، چھ مجموعات کا قدرے زیادہ مختصر تعارف اور نو مجموعاتِ چہل حدیث کے مرتبین کے صرف نام دیے گئے ہیں۔

''نتیجہ کلام'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں بیان کرتے ہیں:

> ''یہاں ہم نے صرف فارسی کے ۲۵ مجموعوں کا ذکر کیا ہے جو''چہل حدیث'' پر مرتب کیے گئے ان میں بعض کا ترکی میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، میری ناقص تحقیق کے مطابق فارسی میں اکیس ۲۱ مجموعے اور بھی موجود ہیں، گویا کل چھیالیس مجموعے ہوئے۔عربی میں ''اربعون حدیثاً'' کے نام سے دوسوساٹھ (۲۶۰) سے زیادہ مجموعے ہیں، مگر ان کا ذکر میری اس تقریر کے موضوع سے خارج ہے، ترکی زبان میں ''چہل حدیث'' (قرق حدیث) کے اسی (۸۰) سے زیادہ مجموعوں کا مجھے علم ہے، ہمارے برادر ملک پاکستان میں گزشتہ بیس (۲۰) سال کے دوران ''چہل حدیث'' کے تیس (۳۰) سے زیادہ مجموعے دریافت ہوئے، جو فارسی یا اردو میں ہیں ؎''(۵۰)

فاضل مترجم، ڈاکٹر محمد ریاض مندرجہ بالا اقتباس کے ضمن میں ''توضیحی حاشیہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''؎ فاضل مقرر کی مراد غالباً ان کتابوں سے ہے جو اس موضوع پر پاکستان میں چھپی ہیں، برصغیر میں ''چہل حدیث'' کے اردو تراجم کے سلسلے میں ملاحظہ ہو قاموس الکتب اردو جلد اول ص ۱۶۱۔۱۷۰۔اس میں ۹۰ تراجم کا ذکر ہے'' چہل حدیث'' آثار حدیث کا ایک گرانقدر موضوع ہے، کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ (م۔۱۸۵ھ) نے سب سے پہلے ''اربعین'' کا انتخاب فرمایا اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کی روشنی میں حصول رضائے الٰہی کی خاطر یہ روش چل نکلی۔

مبلغ اسلام امیر سید علی ہمدانی (م۔۷۸۶ھ) ''حواری کشمیر'' نے الاربعین کے دو مجموعے مرتب فرمائے، ایک میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل جمع کیے (اس کے مخطوطات کتب خانہ ملی پریس، برٹش میوزیم اور تاشقند آکادمی میں موجود ہیں) دوسرے میں ایمان و عمل سے متعلقہ احادیث کو جمع فرمایا۔ اس دوسرے مجموعے کے مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، ایک نسخہ ''پنجاب پبلک لائبریری'' لاہور میں ہے۔ حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانی (م۔۱۰۳۴ھ)، شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م۔۱۰۵۲ھ) اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۔۱۱۳۶ھ) نے بھی ''الاربعین'' کا انتخاب فرمایا۔ مترجم۔(۵۱)

اللہ تعالیٰ فاضل مقالہ نگار اور فاضل مترجم کے ہر لحظہ مدارج بلند فرمائے۔ موضوع بہت اچھا ہے۔ فاضل مقالہ نگار کا طرزِ بیان دلکش، مدلل اور متاثر کن ہے۔ فاضل مترجم نے مندرجہ بالا مثال کے مطابق تمام ترجمے میں مقالہ نگار کے بیان کردہ افکار اور مہیا کردہ معلومات کو اپنے اعلیٰ تحقیقی ذوق اور وسعتِ مطالعہ کی روشنی میں مزید وسعت دے دی ہے۔ ترجمہ اور حواشی سونے پر سہاگے کے مترادف ہیں۔

''۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان'' عبد المنعم النمر الازہری کا ایک طویل مقالہ ہے جس کا ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو ترجمہ کیا جو کہ ''المعارف'' لاہور کی جنوری ۱۹۷۳ء، اپریل و مئی ۱۹۷۳ء اور بعد کی اشاعت میں سلسلہ وار شائع ہوا۔

اس ضمن میں مقالہ نگار نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد کے مسلم کش حالات میں سر سید احمد خان اور ان کے مخالف مسلم راہنماؤں کے افکار کے تناظر میں سر سید احمد خان کی سیاسی حکمتِ عملی، ان کے جدید سائنسی افکار اور عملی مساعی کا ذکر کیا ہے۔

سر سید احمد خاں انگریزوں کی مخالفت کے بجائے ان سے موافقت رکھتے ہوئے دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم و فنون میں مہارت حاصل کر کے اپنے ہم وطنوں کے شانہ بشانہ ترقی کرنے کے حامی تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جب تک متحارب قوتوں کے درمیان طاقت کا توازن موجود نہ ہو، جنگ بے نتیجہ اور مسلمانوں کے لیے بالخصوص نقصان دہ رہے گی۔ اس نقطہ نظر کے مطابق سر سید احمد خاں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں آزادی پسند مسلمانوں کا ساتھ دینے کے بجائے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ انھوں نے بعد میں انگریزی اور سائنسی علوم کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ عقائد و افکار میں تحریک پیدا کرنے کی غرض سے انھوں نے تجدد پسند نظریات پیش

کیے اور نئی کلامی بحثیں چھیڑ دیں جن کی بنا پر ان پر کفر کے فتوے لگے۔ سرسید احمد خاں نے اپنی عملی جدو جہد جاری رکھی۔ سرسید احمد خاں نے قدیم وجدید علوم کی تعلیم کے لیے علی گڑھ میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ ۱۹۱۲ء میں اس مدرسے کو سرکاری اعانت حاصل ہوگئی اور چند سال بعد اسے یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنا قبضہ اور تسلط برقرار رکھنے کے لیے اور اسے مزید مضبوط کرنے کے لیے آل انڈیا نیشنل کانگرس کی بنیاد رکھی۔ شروع میں اس میں شامل ہونے والے ہندو، انگریز دوستی کا دم بھرتے رہے۔ بعد میں انھوں نے قومی جماعت کا درجہ حاصل کرنے کے لیے کچھ مسلمانوں کو بھی ہم نوا بنالیا اور ہندو راج قائم کرنے کے لیے آزادی کی کوششیں شروع کردیں۔ انگریزوں نے ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کے اصول کے تحت اردو اور ہندی کا تنازعہ کھڑا کردیا۔ اسی پالیسی کے تحت بنگال تقسیم کیا گیا اور اسے پھر متحد کیا گیا۔ ان حالات میں سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کو کانگرس سے دور رہنے، باہم متحد رہنے اور اپنا الگ قومی تشخص برقرار رکھنے کی تلقین کی۔ ان تلخ متعصّبانہ تجربات کے پیشِ نظر مسلمانوں نے الگ سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ قائم کرلی۔ سرسید احمد کے افکار کی روشنی میں ہی دوقومی نظریہ پیش کیا گیا اور اسی نظریے کی بنیاد پر انگریزوں کی غلامی اور ہندوؤں کے ممکنہ غلبہ وتسلط سے نجات حاصل کی گئی۔

زیرِ جائزہ مقالہ سرسید احمد خاں کی علمی وسیاسی خدمات کے بارے میں بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے اس مقالے کو اردو روپ دیا ہے۔ ترجمے پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔(۵۲)

ڈاکٹر کرنل مظہر۔ ح۔ شاہ نے ذہنی صحت کی عالمی فیڈریشن (W.H.O) کے تحت ''برن'' میں منعقدہ ایک تقریب میں ''Mental Health and Islam'' کے موضوع پر ایک مقالہ پڑھا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس انگریزی مقالہ کی افادیت کے پیشِ نظر، اس کا اردو میں ترجمہ اور تلخیص کی جو ''**ذہنی صحت اور اسلام**'' کے عنوان سے ماہنامہ المعارف، لاہور کی جلد۴، شمارہ ۸، اشاعت اگست ۱۹۷۱ء کے صفحات ۴۶ تا ۵۴ پر شائع ہوا۔

اس مقالے میں ڈاکٹر کرنل مظہر شاہ نے قرآن مجید اور سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ مذہبی معتقدات اور تصورِحیات کا ذہنی صحت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ ان سے افکار وآرا کو قوت وتوانائی حاصل ہوتی ہے۔ دین اسلام فرد، معاشرہ اور تمام انسانیت کو امن وسلامتی، ذہنی و جسمانی صحت وتندرستی، دنیوی واُخروی فوز وفلاح اور حفظ وامان کے حصول کی نہ صرف راہ دکھاتا

ہے بلکہ صدق و اخلاص سے اسلامی تعلیمات پر عمل کی صورت میں یقینی، حتمی امن و سلامتی کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام میں اعتقادات، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلقہ جزوی و کلی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے یعنی سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے سے انسان کا دل، دماغ اور بدن اصلاح پا جاتے ہیں اور انسان خوف' غم' مایوسی، کینہ، بغض، عداوت، نفرت، دھوکہ دہی، بدکلامی، بدزبانی، جھوٹ، غیبت جیسے منفی اخلاق اور برے معاملات سے نجات پا کر انسانِ کامل بن جاتا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے تندرست و توانا ہوتا ہے۔ ایسے افراد کا حامل معاشرہ سلامتی اور امن کا گہوارہ ہوتا ہے۔

مقالے میں ڈاکٹر کرنل مظہر شاہ نے اپنے موقف کی حمایت میں انسان کی ذہنی، نفسیاتی اور اخلاقی اصلاح و تندرستی کے حوالے سے متعدد آیاتِ قرآنی کے تراجم دیے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس بصیرت افروز مقالے کا اچھے انداز سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ سائنسی، معلوماتی مقالے کا ترجمہ قدرے مشکل کام ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر تحت اللفظی ترجمہ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مقالے کی ''تلخیص'' پیش کی ہے۔ اس لیے نفسِ مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی گنجائش نکل آتی ہے۔ زیادہ تر ترجمہ سلیس، سہل، رواں اور قابلِ فہم ہے۔ چند ایک مقامات پر مشکل الفاظ کی رکاوٹ اور مزید تسہیل کی گنجائش نظر آتی ہے۔ مثلاً مقالے میں دیے گئے چند جملے اور راقم الحروف کی طرف سے ان کی تسہیل ملاحظہ فرمائیں۔

مقالے سے جملے

۱۔ ''......آدمی کے امیال و عواطف کو ذہنی معالجوں کی تجربہ گاہوں میں پرکھا نہیں جا سکتا۔'' (۵۳)

۲۔ ''......مذہب اور تصورِ حیات سے ہی افکار و آرا مستیز ہوتے ہیں۔'' (۵۴)

۳۔ ''......اس شعبے کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے، نیز تحقیق و تدقیق کی نئی راہوں کو کھولنے کی خاطر وحیِ مُنزل کی خطا ناپذیر ہدایات سے بھی کام لینا چاہیے......'' (۵۵)

تسہیل از مقالہ نگار

۱۔ ''انسان کی خواہشات اور جذبات (sentiments & wishes) کو تجربہ گاہوں میں پرکھا نہیں جا سکتا۔''

۲۔ ''......مذہب اور تصورِ حیات سے ہی انسان کے افکار و آرا روشنی (قوت و توانائی) پاتے ہیں۔''

۳۔ ''......(ذہنی صحت کے) اس شعبے کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنے، نیز تحقیق اور غور و فکر کی

نئی راہیں کھولنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایات (قرآنی آیات واحادیث مبارکہ) جو بالکل درست اور ناقابلِ تردید سچائی پر مشتمل ہیں، سے بھی کام لینا چاہیے......''

زیرِ جائزہ مقالے میں متعدد آیات کا ترجمہ اوران کے حوالہ جات دیے گئے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ عربی متن دے دیا جاتا تو تفہیمِ متن میں آسانی کے ساتھ غور وفکر کے نئے پہلو بھی سامنے آجاتے۔ مقالے کا موضوع بہت دلچسپ ہے۔ علامہ اقبال قرآن فہمی اور دین فہمی کے سلسلے میں اس طرح کے موضوعات اوراس طرز کے اندازِ تفکر وتدبر کے قائل تھے۔ ''ذہنی صحت، اسلام اور اقبال'' کے موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر اچھا مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔

پروفیسر کارلوالفانسونالینو نے جرمن زبان میں لفظ ''ادب'' کے مفہوم پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ پروفیسر مظفر بختیار نے تہران کے کتب خانۂ پہلوی کی طرف سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ فارسی ترجمے میں اصل عربی ماخذ سے کئی مبسوط عبارتیں من وعن نقل کردی گئی تھیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کا بھی اردو میں ترجمہ کردیا۔ فارسی سے اردو میں ترجمہ کرتے وقت انھوں نے خالص ایرانی نقطہ نگاہ سے لکھے گئے بعض حواشی حذف کردیے اور کچھ نئے حواشی کا اضافہ بھی کردیا۔ اس اضافہ کوانھوں نے لفظ ''مترجم'' سے ظاہر کیا ہے۔(۵۶)

مختلف عنوانات کے تحت مترجمہ مقالے **''لفظ ادب کا مفہوم'/ 'لفظ ادب کے معنی کا ارتقا'/ 'لفظ ادب کے معانی کا تدریجی ارتقا''** میں پروفیسر کارلوالفانسونالینو نے لفظ ''ادب'' کے عربی زبان میں مفہوم ومعانی کے تدریجی، ارتقائی اورصدیوں پر محیط ادبی سفر کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ عربی زبان سے اس لفظ کے دیگر زبانوں میں رواج پانے اور انگریزی زبان کے لفظ لٹریچر (literature) کے مترادف کے طور پر استعمال کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ انھوں نے بحث ۱ تا بحث ۶ کے ذیلی عنوانات کے تحت لفظ ''ادب'' کے استعمال کی مختلف جہتوں کی نشاندہی کی ہے۔ ''لفظ ''ادب کا جدول'' کے عنوان کے تحت ایک جدول میں اس مقالے کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔ ''تکملہ'' میں حاصل کلام بیان کردیا گیا ہے۔

اس مقالے میں پروفیسر کارلوالفانسونالینو بیان کرتے ہیں کہ عربی ادب میں، قبل از اسلام، لفظ ادب آباء واجداد کے طریقوں اوران کی عادات وخصائل سے آگاہی کے علم پر مشتمل تھا۔ بعد از اسلام اس کے مفہوم میں تدریجاً تبدیلی ہوتی گئی اور بلحاظِ مفہوم اس کی وسعت میں اضافہ ہوتا

گیا۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ لفظ ادب کو دو مفاہیم مل گئے: ایک عمومی مفہوم اور دوسرا خصوصی مفہوم۔ عمومی مفہوم کے مطابق لفظ ''ادب'' سے مراد عام معلومات، تمام غیر دینی علوم، لوگوں کی احتیاجات کا علم، لطائف وظرائف اور اشعار پر مشتمل علم، صرف ونحو، لغت، معانی اور عروض کا علم، عربی نظم ونثر کا علم، علمِ بیان، علوم دینی کی تفہیم کی خاطر عربی زبان کی تسہیل کا علم ہے۔ خصوصی مفہوم کے مطابق لفظ ''ادب'' سے مراد لکھنا پڑھنا، تادیب کرنا؛ حکمت ودانائی کی باتیں سیکھنا، انسانوں وحیوانوں کی تربیت کرنا، حسنِ اخلاق کے اموراوران کی تعلیم وتربیت ہے۔

پانچویں، چھٹی صدی ہجری تک لفظ ''ادب'' کے مذکورہ بالا دونوں مفاہیم متعین ہو چکے تھے۔ اس کے بعد اس کے کوئی جدید معانی پیدا نہ ہوئے۔ مشرق ومغرب کے درمیان نزدیکی اور قربت کے روابط بیشتر انیسویں صدی کے وسط کے لگ بھگ استوار ہوئے اور ''ادب وادبیات'' کے الفاظ ''لٹریچر'' کے مترادف بن گئے۔ اب مشرق ومغرب کے سب ہی لوگ اپنی زبان کی تخلیقات کو ''ادب وادبیات'' کہہ رہے ہیں۔ عصرِ حاضر میں لفظ ''ادب'' کے مفہوم کے بارے میں ''اختتامیہ'' میں پروفیسر کارلوالفانسونالینو' لکھتے ہیں:

> ''عصرِ حاضر کی عربی اور دوسری زبانوں کی مشرقی کتب میں لفظ ''ادب'' دو معانی میں استعمال ہونے لگا ہے۔ ایک معنی ''خاص'' اور دوسرے ''عام''۔ معنی یہ ہیں' کہ ہر زبان میں' نثر یا نظم میں جو کچھ لکھیں' سب ''ادب'' کہلائے گا۔ اس لحاظ سے ''ادب وادبیات'' کسی قوم کے علما اور ادبا کی مجموعی کوششوں اور تخلیقات کو کہا جائے گا' البتہ ''خاص'' معنی میں ادب یا دوسرے اصنافِ تحریر میں لطیف وباریک نکات کو رواں دواں اور اچھے سے اچھے انداز میں پیش کرنے کو کہیں گے۔ انواع و اقسام کی روایات وامثال' مکالموں' مناظروں' داستانوں' تواریخ' سفرناموں' اور جدتوں کو ہم ''ادب'' کہیں گے۔ ادب کے اسی خاص انداز نے سب کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر رکھا ہے۔ صاحبانِ قلب ونظر کی خاطر ادب بمنزلہ زندگی ہے جو پیہم رواں اور ہر دم جواں رہے گا، مگر اب اس میں ادب وتادیب کے خاص معانی کہاں رہے ہیں۔'' (۵۷)

تمام مقالے کے مندرجات، طرزِ تحریر اور آٹھ صفحات پر محیط، دیے گئے مفصل حوالہ جات و حواشی کے بغور مطالعہ وجائزہ سے ڈاکٹر محمد ریاض کی اس قابلِ تحسین کاوش کی قدر وقیمت اور اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی علمی وادبی خدمات پر انھیں اپنے فضل وکرم اور رحمتوں کی وسعت کے موافق جزائے کاملہ عطا فرمائے (آمین)۔

مضمون ''**حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ

ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے ۱۸ مکاتیب کا اردو ترجمہ پیش کیا ہے۔ ان مکاتیب کے مخاطب شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض درویش مرید ہیں۔ ان مکاتیب میں انھوں نے اپنے مکتوب الیہم کو برائی سے رکنے اور نیکی کرنے کی تلقین کی اور دینی، دنیوی واُخروی فلاح کے لیے نصیحتیں کی ہیں۔ ان کے مکتوب الیہم میں اس دور کے بعض مطلق العنان حکمران بھی شامل ہیں۔ انھوں نے انھیں بھی نہایت صاف گوئی، اور بے باکی سے وعظ ونصیحت کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ بیان وانداز تبلیغ سے اور ڈاکٹر محمد ریاض کے اسلوبِ تحریر واسلوبِ ترجمہ سے آگاہی کے لیے ایک دو مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

سلطان محمد بہرام شاہ، حاکم بلخ وبدخشاں اور سلطان غیاث الدین کے نام مکتوب میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ o ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ o مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ o؛ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ، ان بندگان ہوا کو دیکھو کہ ہم نے انھیں چند سالہ مہلت کار مہیا کی تاکہ وہ عرصہ قیامت کا زادِ راہ تیار کریں، مگر وہ ساری عمر فانی لذتوں کی خاطر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں اور پستیٔ ہمت کی بنا پر یوم موعود تک انھوں نے ابدی اہمیت کا حامل کوئی کام انجام نہ دیا۔ مہلت کے اختتام پر انھیں دستِ مرگ کے آگے تسلیم ہونا ہے اور اس کے بعد قبر کی وحشتیں، اور حسرت ووبال کی منازل ہیں اور وہ میرے عزیز، حال ومال اور جاہ وجلال وہاں کام نہ آئے گا۔ اپنے فرائض کا خیال رکھ اور مختصر فرصت کو غنیمت جان:

ے خاک شد آنکس کہ برین خاک زیست | خاک چہ داند کہ در این خاک چیست؟
ہر برگ درخت، چہرہ آزادہ ایست | ہر قدمی، فرق ملک زادہ ایست
صحبت گیتی کہ تمنا کند | با کہ وفا کرد کہ با ما کند

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ" (۵۸)

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ o حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن چند صحابہ کرامؓ نے رسول اکرمؐ سے عرض کیا: اپنی نبوت اور مرتبہ اعلیٰ کے طفیل ہمیں بہشت میں اپنے نزدیک جگہ دلائیے۔ فرمایا اعینو نی بکثر ت السجود (مجھے کثرت سجود دکھاؤ) پس معلوم ہوا کہ اگرچہ ہمائے محمدیؐ کی پرواز ساری کائنات کو محیط ہے اور ان کی توجہ سے مس خام، کندن بنتے رہے، مگر علو مرتبت کی خاطر اپنی محنت وکوشش کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، بہت کچھ عمل دخل حاصل ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط اور وَمَنْ يُّؤْمِنْ م بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ط میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے، مگر اے عزیز! تجھے ایمان کی طرف توجہ ہے اور نہ عمل کی طرف۔'' (۵۹)

مندرجہ بالا اقتباسات سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا بے باکانہ طرزِ تلقین عیاں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے نہایت خوبصورتی سے اصل متن کا مفہوم اردو زبان میں بیان کیا ہے۔ ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔

''حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ بہرام شاہیہ'' کا ترجمہ

اسی عنوان کے تحت دوماہی ''اسلامی تعلیم'' کی جلد۲، شمارہ۲، اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء کے صفحہ ۲۲ تا ۳۰ پر اور یہی ترجمہ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ، کی جلد۲، شمارہ ۲ کی مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اسی ترجمے کو ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''رومی کا تصور''، مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں شامل کر کے شائع کروایا۔ تینوں مقامات پر متن یکساں ہے۔

''رسالہ بہرام شاہیہ'' میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارادت مند اور مرید سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان خان حاکم بلخ و بدخشاں کو مقصدِ حیات سے آگاہ کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے کچھ نصیحتیں کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دنیا میں انسان مسافر ہے۔ یہ دنیا مقامِ آزمائش ہے۔ حیاتِ دنیوی کے آخر پر موت کی آزمائش، پھر قبر و حشر کی منازل درپیش ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے انسان ان منازل سے بفضلِ تعالیٰ بآسانی گزر سکتا ہے۔ عبادات کے حقیقی تقاضے پورے کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ نماز میں تکبیر، ثنا، حمد، تلاوتِ قرآن حکیم، تسبیحات، قیام، رکوع، سجود، تشہد، غرضے کہ نماز میں ذکرِ الٰہی اور درود و سلام پڑھتے ہوئے مختلف جسمانی حالتیں اس امر کا اظہار ہے کہ ہم ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں گے، عقائدِ باطلہ، افکارِ فاسدہ، اعمالِ سیئہ سے بچیں گے اور عقائدِ صالحہ کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لائیں گے اور اپنا فکر و عمل درست رکھیں گے۔ اسی طرح دیگر عبادات (روزہ، زکوٰۃ، حج) کے بھی حقیقی تقاضے سمجھ کر ان کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ مخلوقِ خدا کے ساتھ عدل و انصاف اور محبت و شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ حاکم و بادشاہ عدل و احسان کے ذریعے اپنی نجات کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔ اسے چاہیے کہ تقویٰ اختیار کرے، حلال ذرائع سے رقم حاصل کر کے خزانے میں جمع کرے اور اسے مخلوقِ خدا پر خرچ کرے۔ عوام الناس کو عزت و سلامتی اور آسانی کے ساتھ زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرے۔ انھیں تعلیم دے اور سرکش عناصر کا احتساب

کر کے معاشرے میں امن اور سلامتی کی فضا قائم کرے اور اسے برقرار رکھے۔ مخلوق کے ساتھ عدل کرے۔ سب کے ساتھ مساوی سلوک کرے۔ شکر، صبر اور رضا کی صفات اپنائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ والسلامہ علی من التبع الھدیٰ۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے رسالے کے شروع میں تحریر کیا ہے کہ ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہے۔ اس کے ذیلی عناوین انھوں نے خود قائم کیے ہیں۔ تمام ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ دورانِ مطالعہ کہیں بھی کوئی لفظی رکاوٹ نظر نہیں آئی۔ ترجمے کی عبارت واضح ہے اس میں کوئی ابہام محسوس نہیں ہوا۔ (۶۰)

ڈاکٹر محمد ریاض نے **''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ [با شش رسالہ وی]''** کے عنوان سے شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال، آثار اور اشعار پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ لکھا تھا۔ انھوں نے اس مقالے کے باب سوم (صفحہ ۲۴۲ تا ۳۷۷) میں **''رسالہ فتوتیہ''** کا تحقیق شدہ متن، اس کا مقدمہ اور تعلیقات دی ہیں۔

پی ایچ ڈی کی تعلیم کے مکمل ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے رسالہ فتوتیہ کا اردو میں ترجمہ کیا جو ماہنامہ فکر و نظر کی جلد ۸، شمارہ ۹، اشاعت مارچ ۱۹۷۱ء میں (صفحات ۶۷۷ تا ۶۹۷) پر شائع ہوا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور آثار پر **''حضرت میر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''** کے عنوان سے اردو میں کتاب لکھی تھی جو سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور کی طرف سے ۱۹۸۸ء میں شائع کی گئی تھی۔ اس کے صفحہ ۱۱۷ تا ۱۲۴ پر ''رسالہ فتوت نامہ'' کے مندرجات مختصراً بیان کیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ رسالہ ''کتاب الفتوۃ (فارسی)'' کے عنوان سے محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں طبع کرایا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کسی نہ کسی حوالے سے حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور احوال و آثار پر فارسی و اردو زبانوں میں لکھتے رہے۔ اردو میں اس ضمن میں، حضرت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، احوال اور مختلف تصانیف خصوصاً نظامِ فتوت اور رسالہ فتوتیہ پر ان کے بہت سے مقالات و مضامین شائع ہوئے مگر وہ اپنی ان علمی و ادبی تخلیقات کو یکجا نہ کر پائے۔

یہ امر نہایت حیرت انگیز اور افسوس ناک ہے کہ انھوں نے اردو و فارسی زبان و ادب پر

مہارت کے باجود سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کا اردو میں ترجمہ نہ کیا۔ اس حوالے سے متفرقات کے بجائے اگر وہ صرف اپنے اس مقالے کا ہی اردو میں ترجمہ کردیتے تو ان کی یہ علمی وادبی خدمت شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ پر لکھے گئے ان کے بہت سے اردو وفارسی مقالات اور مختصر کتب کی مجموعی افادیت سے بڑھ کر مفید ثابت ہوتی۔

اردو ترجمہ ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ'' کے شروع میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''رسالہ فتوتیہ'' کی قدروقیمت اور اہمیت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ''بقامت کہتر وبقیمت بہتر'' کا مصداق ہے۔ اخلاق، تصوف اور جوانمردی کے موضوع پر یہ ایک منفرد رسالہ ہے۔(٦١)

ڈاکٹر محمد ریاض اس رسالے کے ترجمے کے لیے اختیار کیے گئے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''یہ رسالے کا تقریباً تحت اللفظ ترجمہ ہے۔ مؤلف نے اپنے عصری تقاضوں کے تحت، مرادفات واسجاع زیادہ لکھے۔ مشائخ اور بزرگانِ تصوف کے القاب میں بھی انھوں نے تطویل سے کام لیا ہے۔ لہٰذا ان حصوں کے ترجمے میں ہمیں کچھ تصرف کرنا پڑا ہے۔ مؤلف نے عربی عبارات کا فارسی ترجمہ پیش کیا تھا۔ ہم نے قرآن مجید کی آیات کے علاوہ، باقی عربی عبارات کا ترجمہ براہِ راست پیش کردیا ہے۔ حواشی میں مؤلف کے مآخذ کی طرف اشارے کردیے گئے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ (مترجم)''(٦٢)

مندرجہ بالا اقتباس میں دیے گئے الفاظ ''تقریباً تحت اللفظ ترجمہ'' اور ''کچھ تصرف کرنا پڑا'' غور طلب ہیں۔ فاضل مترجم نے مختصر الفاظ میں، کنایتاً بتایا ہے کہ یہ ترجمہ ''رسالہ فتوتیہ'' کے آزاد ترجمے اور مفہوم پر مشتمل ہے۔

ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔ صفحات کے پاورقی میں دیے گئے حواشی و توضیحات تسلی بخش ہیں۔ ترجمے میں قریباً اسی فارسی اشعار دیے گئے ہیں مگر ان کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا۔ ترجمے کے آخر پر ان مآخذ کی فہرست دی گئی ہے جن کی مدد سے حواشی لکھے گئے ہیں۔ اسلوب ومعیار ترجمہ سے آگہی کے لیے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

فارسی متن از کتاب الفتوۃ:

> ''امابعد، ای ٢عزیز بدانکہ لفظ ''اخی'' لفظی است متداول گشتہ میان خلق واین لفظ رامعنی رفیع ٣

وحقیقتی وسیع ۴ است وبیشتر اہل زمانہ بظاہر لفظ بیحاصل واسم ۵ بے معنی قناعت کردہ اند واز اسرار حقائق دینی محروم ماندہ ۶ وجمعی از ارباب نفوس شخصی را برخود تقدیم میکنند ووی را ''اخی'' میخوانند وبہ دواعی مرادات نفسانی چند روزہ صحبتی بانفاق'' میدارند کہ آخر بوحشت وعداوت می انجامد۔ بدین سبب کلمہ ای چند بر مقتضای ۷ این معنی آنچہ زبان وقت املا کند، در قلم خواہد آمد وایمائی کردہ خواہد شد تا تنبیہی بود طالبانِ این معنی را، انشاء اللہ تعالیٰ۔''

حواشی:

۱۔ مم: افضل الانام (اضافہ بعد از صحابہ کرام) در متن کلمہ ''بستان'' بود کہ ''بوستان'' نوشتہ شد۔

۲۔ آیا (اضافۂ کاتب): یقول الشیخ الکامل المکمل المحقق الصمدانی العارف المعروف بسید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ واظہر لنا برہ۔

۳۔ مم: رفیعی

۴۔ ایضاً: وسیعی

۵۔ چ: رسم

۶۔ درخ: ماند

۷۔ پاوچ: باتفاق

۸۔ ابا: مقتضی۔ (۶۳)

اردو ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''نظام ''فتوت'' کی اصطلاح ''اخی'' بہت پہلے سے لوگوں میں رائج رہی مگر کم ہی افراد اس کی اصل سے آگاہ ہوں گے۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کو ''اخی'' پکارتے ہیں مگر یہ ہوا وہوس کے بندے جلد ہی اختلافات میں الجھتے اور ایک دوسرے سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ تمھاری فرمائش پر اس زمانے کے طرزِ تحریر کے مطابق، میں یہ رسالہ اسی خاطر لکھنے لگا ہوں کہ لوگ اخیت کی روح اور اخوت کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس موضوع کی نمایاں باتوں کا یہاں ذکر کر دیں گے۔'' (۶۴)

فارسی متن اور اردو ترجمے کے تقابل وموازنہ سے واضح ہوتا ہے کہ ترجمہ تحت اللفظی نہیں بلکہ آزاد ہے اور متن کی ترجمانی پر مشتمل ہے۔ مندرجہ بالا فارسی متن کا درج ذیل تحت اللفظی ترجمے سے موازنہ کیا جائے تو ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ، ترجمانی نظر آتا ہے۔

''اس کے بعد اے عزیز تو جان لے کہ لفظ ''اخی'' ایسا لفظ ہے جو مخلوق میں رائج رہا ہے اور اس لفظ کا مفہوم اعلیٰ اور در حقیقت وسیع ہے اور زیادہ تر اہلِ زمانہ بظاہر لاحاصل لفظ اور بے معنیٰ اسم پر

قناعت کر لیتے ہیں اور حقائقِ دینی کے اسرار سے محروم رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو خود پر ترجیح دیتے ہوئے اخی (بھائی) کہتا ہے اور چند روزہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لوگ نفاق پر مبنی میل جول رکھتے ہیں جو بالآخران کی جدائی اور دشمنی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے تمھاری فرمائش پر اس زمانے کے طرزِ تحریر کے مطابق اس لفظ کے چند معانی لکھنے لگا ہوں تا کہ طالبانِ حقیقت اس لفظ کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔''

فارسی متن از کتاب الفتوۃ:

''ای عزیز! اخی باید کہ بمکارم اخلاق موصوف بود و بخصائل، پسندیدہ آراستہ باشد: باپیران[۴] بحرمت باشد، باجوانان بنصیحت، باطفلان بشفقت، باضیعفان برحمت، بادرویشان بہ بذل و سخاوت، باعلماء بتوقیر وحشمت، باظالمان بعداوت، بافاجران باہانت، باخلق باحسان ومروت، باحق بتضرع واستکانت، بنفس بجنگ، باخلق[۵] بصلح، باھوء بمخالفت، باشیطان بمحاربت، برجفای خلق متحمل، در[۶] مقابل اعداء حلیم، دروقت مصائب صابر، درحالت رجاشاکر، بعیوب نفس خود عارف، از ذکر عیوب خلق ساکت، اندوہ ومصیبت خلق راکارہ، بتقدیرات قضای ازلی راضی، از بدعت وھواء دور، قدم درشریعت راسخ[۱] نفس درطریقت ثابت، از مواضع تہمت محترز، برعلم نجات حریص، از اہل غفلت متنفر، در[۲] سفر، مصاحبان[۳] رابطاعت معاون، برجماعت مواظب، زیردستان راناصح، باندک دنیا قانع، دراحوال واھوال آخرت متفکر، از افعال واقوال خود خائف، از فضیحت[۴] ورسوائی قیامت ترسان وبفضل وعنایت دیان امیدوار۔

حواشی

۴۔ ایاومم: باپیران بہر ساخت باشد؟

۵۔ درمم وچ: خلق ودربقیہ خلایق

۶۔ چ: مقابلہ

۱۔ مم: شریعت؟

۲۔ چ مم: فقط دارد

۳۔ مم: بماصاحبان

۴۔ قطعیات (۶۵)''

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

''میرے عزیز، اخی وہ ہے جو مکارم اخلاق کا اس طرح حامل ہو کہ:

اس کے خصائل پسندیدہ ہوں، بوڑھوں کا احترام کرے، جوانوں کو نصیحت کرتا رہے۔ بچوں پر

شفقت اور کمزوروں پر رحم کرے۔ دوستوں کے ساتھ بذل وسخاوت برتے، علمائے دین کا وقار ملحوظ رکھے، ظالموں سے عداوت برتے، فاسق و فاجر لوگوں کو کھری کھری سنائے، مخلوقِ خدا پر احسان و مروت کی بارش جاری رکھے، اور اپنی اس توفیق پر خدا کے آگے انکساری و عاجزی دکھائے۔ ''اخی'' دوسروں سے صلح برتے مگر اپنے نفس نیز ہوا و ہوس اور شیطان کے خلاف جنگ کرے۔ دشمنوں کے مقابلے میں بردبار، مصائب و آلام میں صابر، رحمتِ خداوندی کا امیدوار اور ہر حال میں شاکر ہو۔ اپنے عیوبِ نفس پر نظر رکھے اور دوسروں کے عیوب بیان کرنے سے ساکت رہے۔ دوسروں کے غم دیکھ کر اسے رنج ہو، اور ان کی خوشی سے خوشی۔ وہ تقدیراتِ ازلی پر راضی ہو۔ بدعات فی الدین سے بچے اور شریعت کے مسلمات میں راسخ العقیدہ ہو۔ راہِ طریقت میں ثابت قدم اور بدنامی کے کاموں سے دور بھاگنے والا ہو۔ عذابِ الٰہی سے خائف اور نجات کا طالب ہو۔ اہلِ غفلت سے دور رہے الا یہ کہ ان کو نصیحت کرنا ہو۔ وہ اپنے احباب اور ہم نشینوں کو شفقت سے سمجھائے اور دوسروں کی دل آزاری سے محترز رہے۔ وہ اپنے سارے اعمال کا محاسبہ کرنے والا روزِ قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ مانگنے والا ہو۔ خلاصہ ''اخی'' وہ ہے جو دین اسلام کی تعلیمات پر عامل اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کا کام کرتا ہے: اس کے کام ایسے ہوتے ہیں جن سے زندگی میں کامیابی اور بعد از مرگ دامنِ ایزدی میں باعزت پناہ ملے۔''(٦٦)

مندرجہ بالا اقتباس شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے خوبصورت، دلنشین، جامع و بلیغ طرزِ بیان کا مظہر ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے خوبصورتی سے فارسی عبارت کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ زیادہ تر ترجمہ تحت اللفظی ہے۔ اقتباس کے آخری حصے کا ترجمہ، ترجمانی پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا اسلوبِ ترجمہ منفرد ہے۔ اپنے تراجم میں وہ صوابدیدی اختیارات کے تحت مختلف مقامات پر تحت اللفظی، بامحاورہ و آزاد ترجمہ یا ترجمانی کی روش اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔ ترجمے کی کوئی بھی صورت ہو، تاہم وہ اصل مفہوم کی ادائیگی کا خیال ضرور رکھتے ہیں۔

ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کی جلد ٦، شمارہ ٧، اشاعت اپریل ١٩٧١ء کے صفحہ ٥٨ تا ٦٠ پر **''رسالہ قدوسیہ'' یا ''عقبات''** کے اردو ترجمے کی قسط اول اور اسی مجلّے کی جلد ٦، شمارہ ١١، اشاعت اگست ١٩٧١ء کے صفحہ ٥٢ تا ٥٧ پر اس کی قسط دوم شائع ہوئی تھی۔ اس مقالے کا حافظ عبید اللہ فاروقی کا کیا ہوا ایک جزوی اردو ترجمہ ماہنامہ ''الرحیم''، حیدرآباد پاکستان کے شمارہ اپریل، مئی ١٩٦٧ء میں ''مصباح الفرقان'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس رسالے کے مندرجات کی علمی و ادبی اور دینی اہمیت کے پیشِ نظر ڈاکٹر محمد ریاض نے مکمل رسالے کا ''رسالہ

قدوسیہ یا عقبات'' کے عنوان سے اردو میں ترجمہ کیا۔(۶۷)

اس رسالے کا آغاز یوں ہوتا ہے:

''تا نقاشان کارگاہ قضا از خمخانۂ تقدیر نقوش اقبال و ادبار بر لوحِ استعداد قاصدان راہِ سعادت وشقاوت می نگارند......''(۶۸)

ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں:

''جب تک کارخانہ قضا و قدر کے نقاش راہ سعادت کے عازمین کے الواح پر خمخانۂ تقدیر کے زیرِ ہدایت اقبال و ادبار کے نقوش ثبت کرتے ہیں......''(۶۹)

شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ کشمیر کے نامور بادشاہ قطب الدین شاہ میری رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۵۔۷۹۶ھ) کی نصیحت کی خاطر لکھا تھا۔ اس میں انھوں نے بادشاہ کو عبادات (نماز، روزہ، زکوۃ، حج) کے حقیقی تقاضے ادا کرنے کی تعلیم دی ہے اور بخل، کبر، ظلم اور ریا سے بچنے کی تاکید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بخل، کبر، ظلم اور ریا راہِ حقیقت کی چار دشوار گزار گھاٹیاں ہیں۔ قوتِ ایمانی اور حسنِ عمل سے سالک ان گھاٹیوں کو عبور کر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوسکتا ہے۔ اس رسالے میں جابجا قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی مدد سے نفسِ مضمون کی وضاحت کی گئی ہے۔ رسالے کا نام اور مضمون سورۃ البلد کی آیت ۱۱، ''فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ'' وہ تو (دینِ حق اور عملِ خیر کی) دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا'' سے اخذ کیا گیا ہے۔

ترجمے کی عبارت کافی زیادہ حد تک قابلِ فہم اور تسلی بخش ہے۔ رسالے کے متن، شاہِ ہمدان کے طرزِ بیان اور اسلوبِ ترجمہ سے آگاہ ہونے کے لیے صرف ایک مثال پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عزیز سلطان! اخلاقِ ذمیمہ کے ذریعے انسان قعرِ مذلت میں گر جاتا اور نیک و بد کی تمیز نہیں کر سکتا ہے۔ فضائل و رذائلِ اخلاق کی بحث بڑی مطول ہے۔ یہاں میں ان چار رذائل کی طرف اشارہ کروں گا جن کی وجہ سے حکام و امراء بداعمالی کی راہ پر چلتے اور ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کا مصداق بنتے ہیں۔ یہ رذائل بخل، کبر، ظلم اور ریا ہیں۔ جنھیں نیکی کی مزاحم قوتیں بننے کی مناسبت سے ہم ''عقبات'' (مشکل گھاٹیاں) کہیں گے۔ تم اپنے فرائض امارت سے عہدہ برآ ہونے کی خاطر ان ''عقبات'' سے سنبھل کر گزرو۔''(۷۰)

''مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح'' رسالہ قدوسیہ یا عقبات کا ہی اردو ترجمہ ہے۔

ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کی اپریل ۱۹۷۱ء اور اگست ۱۹۷۱ء کی اشاعتوں میں شائع ہونے والا یہ اردو ترجمہ الولی حیدر آباد، سندھ کی جلد۲، شمارہ ۱، ۲ کی اشاعت اپریل ومئی ۱۹۷۳ء میں صفحہ ۶۰ تا ۷۰ پر نئے عنوان ''مسلمان حکام کو چہار گانہ نصائح'' سے شائع کیا گیا تھا۔

''ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانائے روم کا اثر'' مشہور اقبال شناس مستشرق پروفیسر ڈاکٹر اینماری شیمل کے انگریزی مقالے کا ترجمہ ہے۔ یہ انگریزی مقالہ دوماہی ''معارف اسلامی''، تہران کے اگست ۱۹۶۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا تھا جو ماہنامہ ''فکرونظر'' اسلام آباد کی جلد۷، شمارہ ۸، اشاعت فروری ۱۹۷۰ء کے صفحات ۵۹۹ تا ۶۱۳ پر شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں پروفیسر ڈاکٹر اینماری شمل نے مولانا روم کی شخصیت پر لکھی گئی کتب اور ان کی تصانیف کے دنیا کی دیگر زبانوں میں ہونے والے تراجم کے حوالے سے مشرق ومغربی ممالک (برصغیر پاک وہند، ایران، ترکی، یورپی ممالک) کے ادبیات پر مولانائے روم کی شخصیت اور آثار کے اثرات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ مولانا نے ترکی ادبیات وفنونِ لطیفہ پر لازوال اثرات مرتب کیے۔ اٹھارھویں صدی میں ترکی میں متعین ایک فرانسیسی افسر جے۔ ڈے والنبرگ نے مثنوی مولانا روم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرایا۔ ۱۸۱۸ء میں مشہور مستشرق ہیمر پرگستال نے ''تاریخ ادبیات ایران'' تالیف کی اور اس میں مولانائے روم پر خاصی مبسوط بحث کی۔ ۱۸۱۹ء تا ۱۸۲۱ء کے درمیان مولانائے روم کے نام نے جرمنی میں شہرت حاصل کی۔ لترس کے چرچ تھالاک کے ایک شخص پوپ نے ۱۸۲۱ء میں لاطینی زبان میں ایک مختصر رسالہ لکھا اور اس میں مولانائے روم کے فکر وفلسفہ اور عرفان سے بحث کی۔ اسی سال ۱۸۲۱ء میں ایک جرمن مستشرق فریدرچ روکرٹ نے مولانائے روم کی غزلیات اور ان کی شخصیت پر ۴۴ غزلیات پر مشتمل ایک مجموعہ شائع کیا جو کہ بہت مشہور ہوا۔ ۱۸۳۸ء میں روزن وگشوانو نے دیوان شمس تبریزی (دیوان غزلیات مولانا رومی) کا ایک انتخاب جرمنی زبان میں ترجمہ کیا۔ ۱۸۴۹ء میں روکرٹ نے مثنوی کے دو دفتر جرمن زبان میں منظوم ترجمے کیے اور ۱۸۸۰ء میں وہن فیلڈ اور ریڈ ہاؤس بھی مثنوی کا ترجمہ کرنے میں لگ گئے۔ آر اے نکلسن، ان کے جانشین اے جے آربری اور جرمن سکالر ایچ ریہر نے مولانائے روم کی شخصیات اور آثار پر گراں قدر کام کیے۔ تاہم، اس قدر مساعی کے باوجود یورپ میں مولانائے روم کو عمر خیام، شیخ سعدی شیرازی یا خواجہ حافظ کے برابر شہرت نہ ملی۔ ایران میں مولانائے روم کی شخصیت، افکار اور آثار پر بہت کام ہوا۔

اس ضمن میں، عصرِ حاضر میں پروفیسر بدیع الزمان فروز انفر کی تحقیقات و تدقیقات نہایت قابلِ تحسین ہیں۔ عرب ممالک میں مولانائے روم کے افکار کی تاثیر معمولی اور جزوی ہے۔ برصغیر پاک و ہند بشمول بنگلہ دیش میں، حکمران طبقہ، صوفیاء اور علماء کے حلقوں میں اور عوام الناس میں مولانائے روم کی شخصیت، افکار اور آثار کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور اس ضمن میں بہت کام کیا گیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد اور خضرِ راہ تسلیم کیا اور ان کے افکار کی ترفیع، ترویج اور توضیح میں نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔(۱۷)

بحیثیت مجموعی، زیرِ جائزہ تحقیقی مقالہ مولانائے روم کی شخصیت اور آثار کے عالمگیر اثرات کے دلچسپ، مؤثر، مدلل اور جامع تبصرے پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا دلچسپ، موثر اور خوبصورت انداز سے اردو ترجمہ کر کے گراں قدر علمی و ادبی خدمت سرانجام دی ہے۔ انھوں نے مقالے کا مفہوم مزید واضح کرنے کے لیے ضروری حواشی و حوالہ جات بھی دیے ہیں۔

علامہ اقبال نے بیدل اور برگساں کے تقابلی مطالعے پر مبنی ایک انتقادی مقالہ ''Bedil in the Light of Bergson'' ۱۹۱۵ء تا ۱۹۱۷ء کے عرصے میں لکھا تھا۔ یہ مقالہ اقبال میوزیم میں غیر مطبوعہ صورت میں پڑا رہا۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے سے تصحیح و تدوین کے بعد اسے ''اقبال ریویو (انگریزی)'' بابت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع کروایا۔ بعد میں انھوں نے اس مقالے کا اردو میں ''مطالعۂ بیدل فکرِ برگساں کی روشنی میں'' کے عنوان سے ترجمہ کیا۔ انھوں نے اردو ترجمے کے ساتھ کچھ حواشی بھی دیے اور اسے اصل قلمی متن کے کامل عکس اور اس کے کمپوز شدہ مسودے (Transcription) کے ساتھ، کتابی شکل دی جسے ۱۹۸۸ء میں اقبال اکادمی پاکستان، لاہور نے شائع کیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے اس مقالے کا اردو ترجمہ ''بیدل برگساں کی روشنی میں'' کے عنوان سے کیا جو سہ ماہی ''ادبیات''، اسلام آباد کی جلد ۱، شمارہ ۴، اشاعت اپریل تا جون ۱۹۸۸ء کے صفحات ۸۴ تا ۱۰۶ پر شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس امر کا صریحاً یا کنایتاً بھی ذکر نہیں کیا کہ ڈاکٹر تحسین فراقی کے ترجمے کے بعد انھیں ان کے ترجمے یا حواشی میں کیا کمی محسوس ہوئی یا کن امور کا ذکر کرنا ضروری تھا جن کی وجہ سے انھوں نے اس مقالے کا ترجمہ کیا۔ بہر حال یہ امر تو واضح ہے کہ انھیں پہلے ترجمے میں کوئی کمی بیشی محسوس ہوئی یا کچھ ایسے امور ان کے پیش نظر تھے جن کا پہلے ترجمے کے حواشی میں ذکر نہیں ہو پایا جس وجہ سے انھوں نے نئے ترجمے کی ضرورت محسوس کی۔ بیدل، برگساں اور اقبال کے افکار کے تقابلی مطالعہ کے لیے اور فکرِ اقبال کی تفہیم کے

لیے، اس مترجمہ مقالے کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اور ڈاکٹر تحسین فراقی کے تراجم میں تقابل وموازنہ کے لیے اصل متن کے ساتھ صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہیں۔

انگریزی متن:

Let us now trace the various steps of Bergsonian thought in the poetry of Bedil. It is, however, necessary to state here that Bedil wrote a good deal of prose and poetry. The present study is based on his Diwan alone (comprising almost thirty thousand verses) of which the present writer fortunately possesses a manuscript copy.

1) The first point to be noted is that our intellect can touch only the surface of Reality, it can never enter in to it. Bedil is never tired of emphasising this fact:-

"موج و کف مشکل کہ گردد محرمِ قعرِ محیط
عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست"

"The wave and the foam cannot see in to the depth of the ocean:
A whole world is restless for the knowledge of Reality,
Yet does not posses the necessary qualification"!

Physical science armoured with logical categories decomposes the Real with its conceptualization of it. It is only a kind of post-mortem examination of Reality and consequently cannot catch it as a living forward movement:-

"ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیقِ تو گل کرد
در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است"

"All these arguments which blossom out of thy investigation are nothing more than tiny star-lamps in the lustrous residence of the Sun"(۴۲)

ترجمہ از ڈاکٹر محمد ریاض:

"آیئے اب ہم بیدلؔ کی شاعری میں برگساںؔ کے تفکر کے مختلف مراحل ملاحظہ کریں۔ البتہ یہاں یہ بات بیان کرنا ضروری ہے کہ بیدلؔ نے نظم اور نثر میں بہت لکھا ہے۔ میرا موجودہ مطالعہ اس کے دیوان تک محدود ہے جس میں کوئی تیس ہزار شعر ہیں اور راقم کے پاس خوش قسمتی سے اس کا ایک مخطوطہ موجود ہے۔

ا۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل صرف حقیقت کی سطح کو مس کر سکتی ہے اور اس کے اندر غوطہ زنی

نہیں کرسکتی۔ بیدؔل اس حقیقت پر زور دینے سے کبھی خستہ نہیں ہوتے:

''موج و کف مشکل کہ گردد محرمِ قعرِ محیط
عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست''

ترجمہ: پانی کی لہر اور جھاگ کے لیے مشکل ہے کہ گہرے سمندر کی راز دار بن سکے۔ دنیا علم و تحقیق کے لیے بیتاب ہے اور اس کام کی اس کے پاس لیاقت نہیں ہے۔

طبعی سائنس منطقی عناصر کے ساتھ مسلح ہو کر حقیقت کے تصورات واضح کرنے سے قاصر ہے۔ یہ حقیقت کا ایک قسم کا پوسٹ مارٹم معائنہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک زندہ پذیر حرکت کے طور پر حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا:

''ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیقِ تو گل کرد
در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است''

ترجمہ: یہ تمام دلائل جن کا چراغ تو نے اپنی تحقیق سے روشن کر رکھا ہے ایسے ہی ہیں جیسے سورج کے گھر میں ستاروں کا چراغ ہو۔ (۷۳)

ترجمہ از ڈاکٹر تحسین فراقی:

آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسانی فکر کے مختلف درجات کا کھوج لگائیں۔ البتہ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ بیدل نے نثر اور نظم کا کافی سرمایہ چھوڑا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ صرف ان کے دیوان پر مبنی ہے۔ (جو تقریباً تیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے) اور جس کا ایک خطی نسخہ خوش قسمتی سے راقم کے پاس ہے۔

ا۔ پہلا قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی محض سطح کو چھو سکتی ہے۔ اس کے عمق میں داخل نہیں ہوسکتی۔ بیدل اس حقیقت پر زور دیتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے:

''موج و کف مشکل کہ گردد محرمِ قعرِ محیط
عالمے بیتابِ تحقیق است و استعداد نیست''

ترجمہ: ''سمندر کی موج اور جھاگ سمندر کی گہرائیوں میں نہیں دیکھ سکتے۔ ایک عالم ہے جو حقیقت کی ماہیت جاننے کے لیے بے تاب ہے لیکن اس کی استعداد سے عاری ہے۔''

علم طبیعی منطقی استدلال سے مسلح ہو کر ''حق'' The Real کی نظریہ سازی کر کے اس کا خاتمہ کر ڈالتا ہے۔ یہ حقیقت کے بعد از مرگ معائنے اور تحلیل کے سوا کچھ نہیں اور نتیجۃً اسے ایک زندہ پیش قدم محرک کے طور پر گرفت میں نہیں لاسکتا:

''ایں جملہ دلائل کہ ز تحقیقِ تو گل کرد
در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است''

ترجمہ: ''یہ تمام دلائل جو تمھاری تحقیق و تفتیش سے پھوٹ رہے ہیں، چمکتے ہوئے سورج کے مقابلے میں ننھے ننھے ستاروں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔'' (۷۴)

ڈاکٹر تحسین فراقی نے تحت اللفظی پابندی کے ساتھ بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ کرتے وقت بھی ان اشعار کے علامہ اقبال کے کیے ہوئے انگریزی ترجمے کو مدنظر رکھا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے تحت اللفظی پابندی کا زیادہ خیال رکھنے کے بجائے بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے فارسی اشعار کا ترجمہ بھی اپنی صوابدید سے کیا ہے۔ دونوں تراجم قریباً یکساں معیار کے ہیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی کے ترجمے میں ادبی رنگ غالب نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے قدرے زیادہ آسان الفاظ میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر بعض جملوں کا ترجمہ، ترجمانی کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ دونوں تراجم میں کچھ غور طلب امور بھی نظر آتے ہیں۔ پہلے جملے کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

English Text

Let us now trace the various steps of Bergsonian thought in the poetry of Bedil.

ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ

آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسان کے تفکر کے مختلف مراحل ملاحظہ کریں۔

ڈاکٹر محمد تحسین فراقی کا ترجمہ

آیئے اب ہم بیدل کی شاعری میں برگسانی فکر کے مختلف درجات کا کھوج لگائیں۔

ڈاکٹر تحسین فراقی نے لفظ ''trace'' کا ترجمہ ''کھوج لگائیں'' اور ''steps'' کا ترجمہ ''درجات'' کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے لفظ ''trace'' کا ترجمہ ''ملاحظہ کریں'' اور ''steps'' کا ترجمہ ''مراحل'' کیا ہے۔ جملے کے مجموعی مفہوم اور لغت کے مطابق ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔ کھوج لگانے اور ملاحظہ کرنے میں بہت فرق ہے۔ حقائق کا کھوج لگائے بغیر انھیں ملاحظہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ کرنے کے معنوں میں انگریزی الفاظ ''look'' یا ''watch'' یا ''notice'' استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ ''steps'' کے دونوں معانی ''درجات'' اور ''مراحل'' درست ہیں۔ تاہم کسی کی فکری سطح کے مدارج کے تعین کے لیے لفظ ''درجات'' زیادہ موزوں نظر آتا ہے۔ لفظ ''مراحل'' کسی کام یا عمل کرنے کا طریقہ کار بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

کسی ایک لفظ کے کئی معانی ہوسکتے ہیں۔ترجمہ کرتے وقت جملے کی بناوٹ ومفہوم اوراس کے سیاق وسباق کے مطابق الفاظ کے مختلف معانی میں سے زیادہ موزوں معنی اخذ کیا جاتا ہے۔

دوسرے جملے کے ترجمے میں بھی یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے محاورہ (idiom)''A good deal of'' کا ترجمہ'' کافی سرمایہ'' کیا ہے۔وہ ترجمے میں لکھتے ہیں، ''بیدل نے نثر اور نظم کا کافی سرمایہ چھوڑا ہے۔'' ڈاکٹر محمد ریاض ترجمے میں لکھتے ہیں،'' بیدل نے نظم اور نثر میں بہت لکھا ہے''۔انگریزی جملے'' Bedil wrote a good deal of prose and poetry'' میں لفظ prose(نثر) پہلے آیا ہے اور poetry(نظم) بعد میں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ترجمے میں الفاظ کی ترتیب بدل دی ہے اور ان کے ترجمے میں محاورے'' a good deal of'' کا مفہوم بھی واضح نہ ہوسکا۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس جملے کا ترجمہ،اس کے مفہوم اور بناوٹ کے مطابق کیا ہے۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے''point to be noted'' کا ترجمہ'' قابلِ توجہ نکتہ'' کیا ہے جو کہ درست ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ''نکتہ'' کیا ہے جو کہ نامکمل ہے۔اس طرح ڈاکٹر تحسین فراقی نے''is never tired of'' کا ترجمہ'' کبھی نہیں تھکتے'' کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ'' کبھی خستہ نہیں ہوتے'' کیا ہے۔ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ زیادہ بہتر ہے۔

دونوں تراجم کے متن کے ساتھ تقابلی موازنے سے مذکورہ بالا نوعیت کے کئی غور طلب امور سامنے آئے ہیں۔مثلاً

English Text

The first point to be noted is that our intellect can touch only the surface of Reality,.....

ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ

پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل صرف حقیقت کی سطح کو مس کرسکتی ہے۔

ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ

پہلا قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی محض سطح کو چھو سکتی ہے۔

مندرجہ بالا جملے میں لفظ only بطور adverb استعمال ہوا ہے۔اس لیے یہ verb کا مفہوم واضح کرنے کے لیے استعمال ہوگا۔ڈاکٹر تحسین فراقی نے اس کا ترجمہ اسم (Noun) سطح کے ساتھ بطور اسمِ صفت کے کیا ہے۔راقم الحروف کے نزدیک اس کا ترجمہ ہونا چاہیے''پہلا قابلِ

توجہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری عقل حقیقت کی سطح کو محض چھو سکتی ہے۔''

مندرجہ بالا اقتباس کے آخر پر دیے گئے فارسی شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمہ بھی غور طلب ہے:

در خانۂ خورشید چراغانِ نجوم است

"......are nothing more than tiny star lamps in the lustrous residence of the Sun"

ڈاکٹر تحسین فراقی کا ترجمہ

چمکتے ہوئے سورج کے مقابلے میں ننھے ننھے ستاروں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا ترجمہ

..... ایسے ہی ہیں جیسے سورج کے گھر میں ستاروں کا چراغ۔

ڈاکٹر تحسین فراقی نے فارسی شعر کے مصرعے میں دیے گئے الفاظ ''خانہ'' اور ''چراغان'' کا ترجمہ نہیں کیا۔ لفظ ''چراغان'' جمع ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کا ترجمہ ''چراغ'' کیا ہے جبکہ اس کا ترجمہ ہونا چاہیے ''چراغوں'' اور ان کے مترجمہ جملے کے آخر پر الفاظ ''ستاروں کا چراغ ہو'' کے بجائے ''ستاروں کے چراغ ہوں'' آنے چاہییں۔ علامہ اقبال کے انگریزی ترجمے کو مدنظر رکھیں تو اس کا ترجمہ ہونا چاہیے ''سورج کے روشن گھر میں چمکتے ہوئے ستاروں کے ننھے چراغوں سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔''

جس قدر کوئی ترجمہ اصل متن کے مفہوم کے مطابق اور ادبی محاسن سے آراستہ ہوگا، اسی قدر وہ زیادہ قابلِ اعتماد، خوبصورت اور مستحسن قرار پائے گا۔ ترجمہ کرتے وقت صرف ونحو کے اصولوں، دونوں زبانوں کی تہذیبی وثقافتی روایات، متن کے حقیقی مفہوم، ممکن حد تک تحت اللفظی پابندی، روزمرہ ومحاورہ کے استعمال اور فنی وادبی تقاضوں کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا لحاظ رکھنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے عموماً ترجمے کو تخلیقی روپ دینا بہت مشکل اور بعض صورتوں میں محال تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارے فاضل مترجمین تحقیق وتنقید اور اردو وفارسی زبان وادب کے روشن مینار ہیں۔ ان کی گراں قدر علمی وادبی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ راقم الحروف نے جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے یہ ایک عامی طالب علم کی عامی سی طفلانہ کوشش ہے اور اس کوشش میں بھی خطا کا امکان ہے کیونکہ تحقیق میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی۔

انقرہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حلمی ضیاء الکن کا انگریزی مضمون بعنوان **''فکر اسلامی کے**

فلسفۂ مغرب پر اثرات'' کے عنوان سے استنبول یونیورسٹی کے شعبۂ ادبیات کے مجلّے ، مجموعہ شرقیات کے شمارہ ۴۰ سال ۱۹۶۱ء میں صفحہ ا تا ۲۱ پر چھپا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون کا ترجمہ کیا، تلخیص کی اور تحشیہ کے ساتھ اسے ''**یورپ کی نشاۃِ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ**'' کے عنوان سے سہ ماہی ''العلم'' کراچی کی جلد ۲۱ ،شمارہ ا، اشاعت جنوری تا مارچ ۱۹۷۲ء میں چھپوایا۔ یہی مضمون بغیر کسی تبدیلی کے ماہنامہ ''المعارف'' لاہور کی جلد ۱۷، شمارہ ۸، اشاعت اگست ۱۹۸۴ء کے صفحات ۱۹ تا ۳۴ پر شائع ہوا۔اس مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے ساتویں سے دسویں صدی تک اسلامی فکر و فلسفہ کی ترقی ، بعد کی تین صدیوں میں منصۂ شہود پر آنے والی تصانیف ، مختلف سائنسی ، علمی و ادبی شعبہ جات میں مسلمان حکماء و فلاسفہ (بوعلی ابن سینا، متوفی ۴۲۸ھ، ابنِ ماجہ، متوفی ۵۳۹ھ، ابن رشد متوفی ۵۹۵ھ، ابنِ طفیل متوفی ۱۱۸۵ء، ابن خلدون متوفی ۱۴۰۶ء، امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ /۱۱۱۱ء) کی خدمات و آثار، اہلِ مغرب کے تعصّباتِ و تنگ نظری اور یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کے آغاز پر فکر انگیز تبصرہ کیا ہے۔ یہ مضمون قابلِ مطالعہ ہے۔اس کی افادیت کے پیشِ نظر، اسے میٹرک کی سطح پر شاملِ نصاب کیا جانا چاہیے۔ترجمے کی عبارت سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔اس ضمن میں اختتامیہ بطور مثال، پیشِ خدمت ہے۔:

> ''چودھویں صدی عیسوی کے اواخر تک یورپ میں علوم و فنون اور بظاہر دینِ مسیحی کے ماسوا ہر چیز کی مخالفت جاری رہی۔ارسطویت کی مخالفت سے افلاطونی اشراقیت کی طرف توجہ کا رجحان بڑھا۔ اب منطق کی ''جدلیت'' سے زیادہ ''تجربیت'' (Empiricism) کی حمایت کی جانے لگی۔اس طرح فلسفۂ اسلامی اور حکمائے یونان، ارسطو و افلاطون کے نظریات کو اس طرح ڈھالا جانے لگا کہ وہ زیادہ سے زیادہ پُرکشش ثابت ہوں ۔ پندرہویں صدی عیسوی کے اختتامی سالوں میں عربی سے لاطینی میں ترجمہ ہونے والی کتابوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ پادریوں کی مخالفت کے وجودان کے مطالعہ و تدریس پر کچھ فرق نہ پڑ سکتا تھا۔یہ کتابیں یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہوگئی تھیں ۔اس طرح رفتہ رفتہ ارسطو کی ''مشائیت کی مخالفت اور افلاطونی اشراقیت و تحقیقی تجربیت کی حمایت سے تحریک احیاء العلوم [Renaissance] کا زمینہ فراہم ہوگیا۔'' (۷۵)

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات

(فہرست تبصرات بمطابق الف بائی ترتیب)

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم وبیش چونتیس اردو کتب پر تبصرات تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔ان تبصرات کی الف بائی ترتیب پر مشتمل فہرست درج ذیل ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
01-	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)
02-	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات
03-	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات
04-	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال
05-	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)
06-	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)
07-	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)
08-	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)
09-	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)
10-	بیدل	خواجہ عباداللہ اختر	ادبیات (سہ)
11-	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ
12-	حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی	بصائر
13-	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)
14-	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)
15-	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا
	دانائے راز		اظہار
	دانائے راز		برکاتِ اقبال
16-	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
-17	سہ ماہی فکر و نظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)
-18	سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''		رومی کا تصوّرِ فقر
-19	سید جمال الدین افغانی، حالات و افکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)
-20	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)
-21	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا
-22	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار
-23	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصوّرِ فقر
-24	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال
-25	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)
-26	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)
-27	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات
-28	گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح	نامعلوم	بصائر
-29	مثمر	خان آرزو	ادبیات
-30	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)
-31	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات
-32	مکتوبات و مواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)
-33	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-34	وامق و عذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا	ادبی دنیا

مندرجہ بالا تبصرات میں سے درج ذیل تبصرات ایک سے زیادہ بار شائع ہوئے:

۱۔ دانائے راز ۳بار

۲۔ سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' ۲بار

ڈاکٹر محمد ریاض کے لکھے گئے چونتیس (۳۴) تبصرات میں سے ۱۳تبصرات اقبالیاتی ادب پر اور ۲۱تبصرات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

(اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۱۴)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
-01	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین	ادبیات (سہ)
-02	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان	اقبالیات
-03	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر	اقبالیات
-04	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد	آفاقِ اقبال
-05	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی	ادبیات (سہ)
-06	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز	ادبیات (سہ)
-07	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر	ادبیات (سہ)
-08	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی	ادبیات (سہ)
-09	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم	ادبیات (سہ)
-10	دانائے راز	احمد احمدی بیرجندی	ادبی دنیا
	دانائے راز		اظہار
	دانائے راز		برکاتِ اقبال
-11	زندہ رود	جاوید اقبال	اقبال (سہ)
-12	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین	اقبال
-13	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال	اقبالیات

(غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے تبصرات۔۔۲۰)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/کتاب
-01	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو	اردو (سہ ماہی)
-02	بیدل	خواجہ عباد اللہ اختر	ادبیات (سہ)
-03	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو	صحیفہ
-04	حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ	میر سید علی ہمدانی	بصائر
-05	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم	فنون (سالنامہ)
-06	سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجد الرحمٰن	ادبیات (سہ)

نمبر	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف	نام مجلّہ/ کتاب
07-	سیبک فتاحی نشاپوری اوراس کی تصنیف ''حسن ودل''	سیبک فتاحی نشاپوری	اردو (سہ ماہی)
	سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''		رومی کا تصوّرِ فقر
08-	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی	اقبال (سہ)
09-	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی	ادبیات (سہ)
10-	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی	ادبی دنیا
11-	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق	اظہار
12-	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب	رومی کا تصورِ فقر
13-	فارسی اوراردو شہرِ آشوب	محمد جعفر	فاران (م)
14-	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی	اقبال (سہ)
15-	گلشنِ راز اوراس کی ایک ناتمام شرح	نامعلوم	بصائر
	مثمر	خان آرزو	ادبیات (سہ)
16-	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی	اقبال (سہ)
17-	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی	اقبالیات
18-	مکتوبات ومواعظ مولانا رومی	مولانا رومی	الحق (م)
19-	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم	ادبیات (سہ)
20-	وامق وعذرا: دو داستانیں	ظہیر محمد رضا	ادبی دنیا

ترتیب زمانی کے مطابق جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ مختلف مجلّات میں چھبیس سال (۱۹۶۹ء تا ۱۹۹۴ء) کے عرصے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے جو چونتیس تبصرات شائع ہوئے، ان میں سے ۱۹۷۶ء میں ۶؛ ۱۹۹۲ء میں ۵؛ ۱۹۹۳ء میں ۴؛ ۱۹۷۱ء، ۱۹۸۱ء اور ۱۹۹۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۳، ۳؛ ۱۹۷۶ء، اور ۱۹۸۴ء میں سے ہر ایک سال میں ۲، ۲؛ ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۵ء میں سے ہر ایک سال ۱، ا تبصرہ شائع ہوا۔

(فہرست تبصرات بمطابق ترتیب زمانی)

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
-01	ستمبر 1969ء	فارسی اور اردو شہرِ آشوب	محمد جعفر
-02	جنوری 70ء	حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ	سید علی ہمدانی
-03	جولائی و اکتوبر 71ء	گلشنِ راز اوراس کی ایک نا تمام شرح	نامعلوم
-04	ستمبر، اکتوبر 71ء	دانائے راز	احمد احمدی بیر جندی
-05	ستمبر، اکتوبر 71ء	شاہِ ہمدان کے مکاتیب	سید علی ہمدانی
-06	اکتوبر 72ء	وامق وعذرا: دو داستانیں	ظہیر، محمد رضا
-07	1976ء	امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال	امیر خسرو
-08	اکتوبر 1976ء	اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ	فخر الدین حجازی
-09	مارچ 1977ء	حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے	امیر خسرو
-10	اپریل 1979ء	مکتوبات ومواعظ مولانا رومی	مولانا رومی
-11	جولائی 1979ء	اقبال اور سوشلزم	ایس اے رحمان
-12	جولائی 1979ء	مطالعہ قرآن	مولانا محمد حنیف ندوی
-13	جولائی تا ستمبر 79ء	سیبک فتاحی نشاپوری اوراس کی تصنیف ''حسن ودل''	سیبک فتاحی نشاپوری
-14	اکتوبر 1979ء	سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار	شاہد حسین رزاقی
-15	اکتوبر 1979ء	زندہ رود	جاوید اقبال
-16	جنوری، فروری 81ء	داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)	فضل حسین تبسم
-17	اکتوبر 1981ء	فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم	مولانا محمد اسحاق بھٹی
-18	اکتوبر 1981ء	مشرق بعید میں طلوعِ اسلام	سید قدرت اللہ فاطمی
-19	جولائی 84ء	علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء	سلطان محمود حسین
	اکتوبر، نومبر 84ء	دانائے راز	احمد احمدی بیر جندی+
-20	مئی، جون 86ء	شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق
-21	1987ء	اقبال ایک مطالعہ	کلیم الدین احمد
	1988ء	دانائے راز	احمد احمدی بیر جندی+
-22	جنوری تا مارچ 89ء	اقبال ایک تحقیقی مطالعہ	ملک حسن اختر

نمبر	تاریخ	موضوع/عنوان	مصنف/مؤلف
23-	1990ء	شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی	نجم الدین زرکوب
24-	بہار1992ء	اقبال پیامبرِ امید	محمد حسین عرشی
25-	بہار1992ء	بیدل	خواجہ عباداللہ اختر
26-	بہار1992ء	شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار	فردوسی
27-	بہار1992ء	ملفوظاتِ رومی	عبدالرشید تبسم
28-	سرما1992ء	سہ ماہی فکرونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر)	ساجدالرحمن
29-	خزاں1993ء	اقبال اور اسلامی معاشرہ	الطاف حسین
30-	سرما1993ء	اقبال پیغمبرِ خودی	ڈاکٹر منظور ممتاز
31-	سرما1993ء	حیاتِ اقبال کا ایک سفر	ہارون الرشید تبسم
32-	سرما1993ء	مشمر	خان آرزو
33-	جنوری، مارچ94ء	کلیات اقبال (اردو۔فارسی)	علامہ محمد اقبال
34-	خزاں، بہار، سرما94ء	اقبال دشمنی ایک مطالعہ	محمد ایوب صابر
35-	خزاں، بہار، سرما94ء	اقبال کا سیاسی سفر	محمد حمزہ فاروقی
	1995ء	اقبال پر ایک فکرانگیز فارسی کتاب ''سروداقبال'' کا مقدمہ	فخر الدین حجازی+

ڈاکٹر محمد ریاض کے غیر اقبالیاتی ادب پر تبصرات کی موضوعاتی فہرست درج ذیل ہے:

(فہرست تبصرات بمطابق موضوعات)

نمبر موضوع/عنوان

☆ **اسلام اور مسلمان**

01۔ شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ

02۔ شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی

03۔ فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم

04۔ مشرق بعید میں طلوعِ اسلام

05۔ مطالعہ قرآن

☆ **فارسی زبان وادب**

06۔ سبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''

07۔ شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار

08۔ فارسی اور اردو شہرِ آشوب

09۔ گلشنِ راز اور اس کی ایک ناتمام شرح

10۔ مثمر

11۔ وامق وعذرا: دو داستانیں

☆ **اردو زبان وادب**

12۔ داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)

13۔ سہ ماہی فکر ونظر، اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر

☆ **شخصیات کا تقابلی مطالعہ**

امیر خسرو

14۔ امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال

15۔ حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے

سید علی ہمدانی اور ہمدانی سلسلہ کے دیگر بزرگ

16۔ حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ

17۔ شاہِ ہمدان کے مکاتیب

مرزا بیدل

18۔ بیدل

مولانا روم

19۔ مکتوبات ومواعظ مولانا رومی

20۔ ملفوظاتِ رومی

دیگر شخصیات

21۔ سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار

غیر اقبالیاتی ادب پر لکھے گئے ۲۱ تبصرات میں سے ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوع سے متعلقہ ۵ عدد، ''اردو و فارسی زبان و ادب'' سے متعلقہ ۸ اور ''شخصیات'' سے متعلقہ ۸ تبصرات لکھے۔ان کا اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۳۸% اور غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کام ۶۲% ہے۔ ان کے اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ۵۵% تبصرات کا تعلق اردو و فارسی زبان و ادب سے ہے۔ان کے ۱۸% تبصرات ''مذہبی افکار'' اور ''اسلام اور مسلمان'' کے موضوعات سے تعلق رکھتے ہیں اور ۲۷% تبصرات کا تعلق شخصیات سے ہے۔

(ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کا موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی ادب			غیر اقبالیاتی ادب			کل تعداد و شرح	
موضوعات	تعداد	شرح%	موضوعات	تعداد	شرح%	تعداد	شرح%
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%
زبان و ادب	۱۱	۳۲%	زبان و ادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

تمام تبصرات کا الف بائی ترتیب سے موضوعاتی، تحقیقی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

غیر اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات و مضامین پر تبصرات

01۔ شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عربی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''التعرّف'' تصوف کی قدیم ترین کتب (اللمع فی التصوف، قوت قلوب، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، وغیرہ) میں سے ایک ہے۔ اس کا مکمل نام ''التعرّف لمذھب اھد التعرّف'' ہے اور مصنف شیخ ابوبکر محمد بن اسحاق کلاباذی بخارائی (م ۳۸۰ ہجری) ہیں۔ اس کا متن ۱۹۳۳ء میں قاہرہ میں شائع ہوا تھا۔ اسے مشہور مستشرق اے جی آربری (م ۱۹۴۹ء) نے مرتب کیا تھا۔ اس کا متن ۱۳۸۰ھ میں قاہرہ سے پھر شائع ہوا۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس کا ترجمہ ۱۳۹۱ھ میں اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور سے شائع کرایا ہے۔

مصنف کے ایک شاگرد شیخ ابوابراہیم اسماعیل بن محمد بخارائی (م ۴۳۴ ہجری) نے فارسی زبان میں اس کتاب کی شرح لکھی تھی، چار جلدوں پر مشتمل یہ ضخیم شرح ۱۳۲۸ ہجری میں برصغیر کے مشہور مطبع ''نولکشور'' میں شائع ہوئی تھی۔

شرح التعرّف کا کسی نامعلوم صاحبِ علم نے خلاصہ مرتب کیا۔ اس کا ۱۳۱۷ھ کا لکھا ہوا ایک مخطوطہ دریافت ہوا تھا جس کی مدد سے ۱۹۴۰ء میں ۵۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب کی صورت میں خلاصۂ شرح تعرّف بزبان فارسی طبع ہوا۔

خلاصہ شرح تعرّف کا دریافت ہونے والا واحد مخطوطہ مغربی جرمنی کی توتیگن یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے جس کی مدد سے ڈاکٹر احمد علی رجائی بخارائی، ڈین فیکلٹی ادبیات، مشہد یونیورسٹی نے اسے مرتب کیا اور بنیاد فرہنگ ایران کے توسط سے طبع کروایا۔

''خلاصہ شرح تعرّف''، ''شرح تعرّف'' کی طرح ۷۵ ابواب پر مشتمل ہے۔ مرتب نے اسے نہایت سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک جامع فہرست اعلام ہے۔ اس کے علاقہ متنِ کتاب میں منقول احادیثِ نبوی ﷺ کی ایک فہرست (ص ۵۶۳ تا ۵۸۰ پر) دی گئی ہے اور مصادر ومنابع کا ذکر کیا گیا ہے۔

مقدمہ میں خلاصہ نگار نے توضیح دی ہے کہ اصل کتاب ''التعرّف'' کے مطالب کو اس نے جوں کا توں باقی رہنے دیا ہے۔مگر شرح تعرّف کی صرف ضروری باتوں کو نقل کیا ہے۔ یہ اصل کتاب اور شرح التعرّف کا عمدہ معرّف ہے اور جس نے یہ دونوں کتابیں نہ پڑھی ہوں، وہ اس خلاصے کی مدد سے ان دونوں سے آشنا ہو سکتا ہے۔(۷۶)

''خلاصہ شرح التعرّف'' کے بعض ابواب طویل اور بعض مختصر ہیں۔ان میں سے تین مختصر ابواب کے مطالب ملاحظہ فرمائیں:

باب ہفدھم

معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم صوفیا کی نظر میں

صوفیا اس بات کے قائل ہیں کہ نبی مکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج بیداری کی حالت اور بدن کی صحبت میں آسمان ہفتم اور ان مقامات تک جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی آمد کے لیے مخصوص فرمائے تھے،تشریف لے گئے تھے۔صوفیا رویا و خواب کے قائل ہیں اور اُن کے خیال میں سچے خواب کی بشارتیں یا تقریریں اور پیش بینیاں قابلِ تصدیق ہیں۔

روایات میں ہے کہ اوطر بائیل نام کا ایک فرشتہ لوح محفوظ کے ایک گوشے میں متمکن ہے۔وہ انسانوں کو ملنے والی نعمتیں انھیں بذریعہ خواب دکھاتا رہتا ہے اور ان کی زیست کا اہتمام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ **اذاجاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا ينفقون**(۱۴:۴۱) جب ان کی موت آتی ہے تو لمحہ بھر کے لیے تاخیر کر سکتے ہیں نہ پہلے جا سکتے ہیں) کے مطابق راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں۔''(ترجمہ)(۷۷)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں کتاب کا نام درست نہیں دیا گیا۔کتاب کا درست نام'' التعرّف لِمَذْھَبِ اَھلِ التصوف'' ہے جبکہ مضمون میں اس کا نام''التعرّف لمذھب اھد التصوف'' لکھا ہوا ہے۔مضمون میں'' خلاصہ شرح تعرّف'' کے بنیادی مآخذ اور اردو ترجمے کے بارے میں تسلی بخش معلومات فراہم کی گئی ہیں۔اس مضمون میں فارسی وعربی متون بغیر ترجمے کے اور'' خلاصہ شرح تعرف'' کے تین ابواب کے مطالب بغیر عربی وفارسی متون کے دیے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا''معراجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صوفیا کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت دیا گیا ترجمہ ومطلب درست نہیں۔اس میں آیتِ مقدسہ کا دیا گیا متن اور حوالہ بھی درست نہیں۔اس عبارت میں سورہ اعراف(۷) کی آیت ۳۴(۷:۳۴) کے آخری حصے کا متن دیا گیا ہے۔

کتاب''التعرّف لمذھب اھل التصوف'' کا باب الثامنِ عشر(باب نمبر ۱۸) چار صفحات

(صفحہ نمبر ۵۴ تا ۵۷) پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحہ نمبر ۵۷ کے آخر پر مندرجہ بالا متن سے ملتا جلتا متن موجود ہے۔ اصل متن، سورہ اعراف (۷) کی آیت ۳۴ (۷:۳۴) اور اس کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن ملاحظہ کریں۔

”وأقروا بمعراج النَّبی صلی ا اللہ علیه وسلم وأنه عرج بِهِ الَی السَّمَاء السَّابِعَة والَی ماشاء اللہ فِی لَیلَة فِی الْیَقْظَة ببدنِهِویصدقون بالرؤیا وأنَّهَابشَارَة للْمُوْمِنین وإنذارلَهُم وتوقیف وَعِنْد هم أَن من مَاتَ أَوقتل فبأ جله وَلَا یَقُولُونَ باخترام الْآجال وَأَنه فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَایَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ“(۷۸)

”یہ لوگ نبی ﷺ کے ”معراج“ پر ایمان رکھتے ہیں نیز یہ کہ ان کو ساتویں آسمان تک لے جایا گیا پھر وہاں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔ یہ واقعہ ایک رات کے اندر بیداری کے عالم میں بدن کے ساتھ پیش آیا۔ صوفیاء خواب کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ یہ مومنین کے لیے بشارت بھی ہوتا ہے اور ان کے لیے تنبیہ بھی۔ نیز یہ خواب واقعہ سے موافقت بھی کھاتا ہے اور نہیں بھی۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص مرجاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے وہ اپنی مدت حیات ختم ہو جانے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ ان کا یہ عقیدہ نہیں کہ (قتل میں) مدتِ حیات کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ نیز ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مدتِ حیات ختم ہوگئی، پھر موت نہ ایک گھڑی کے لیے پیچھے ہٹ سکتی ہے نہ پہلے آسکتی ہے۔“(۷۹)

اس مضمون میں ”کتاب التعرّف لمذھب اھل التصوف“ کے باب نمبر ۴ کا دیا گیا ترجمہ ومطلب بھی درست نہیں ہے۔ اصل متن ملاحظہ کریں:

الْبَابِ الرَّابِع

فِیْمَن صنف فِی الْمُعَامَلَات

أَبُوْ مُحَمَّد عبد اللہ بن مُحَمَّد وأَبُو عبد اللہ أحمد بن عاصم الأنطاکیان وعبد اللہ بن خبیق الأنطاکی والحارث بن أسد المحاسبی ویحیی بن معَاذ الرَّازِیّ وأَبُو بکر مُحَمَّد بن عمر بن الْفضل الْوراق التِّرْمِذِیْ وَأَبُوعُثْمَان سعید بن اِسْمَاعِیل الرَّازِیّ وأَبُو عبد اللہ مُحَمَّد بن عَلِیّ التِّرْمِذِیْ وأَبُو عبد اللہ مُحَمَّد بن الْفضل الْبَلْخِی وأَبُو عَلیّ الجوز جانی وأَبُو الْقَاسِم ابْن اِسحَاق بن مُحَمَّد الْحَکِیم السَّمرقَنْدِی وَهَؤُلَاء هم الْأَعْلَام المذکورون المشهورون الْمَشْهُود لَهُمْ بِالْفَضْلِ الَّذین جمعُو عُلُوم الْمَوَارِیث اِلَی عُلُوم الِاکْتِسَاب سمعُوا الحَدِیث وجمعوالْفِقْه وَالْکَلَام واللغة وعلم الْقُرْآن تشهد بذلك

کتبهمْ ومصنفاتهم ولم نذکر المُتأَخّرِیْنَ وَأهل الْعَصر وَإِن لم یَکُونُو بِدُونِ
من ذکرنا علما لِأن الشُّهُود یُغنی عَن الْخَبَر عَنهُم وَبِالله التَّوفِیق۔(۸۰)

کتاب ''التعرّف'' سے باب نمبر۴ کے اصل متن کے بعد اب زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے ہوئے ترجمے کا موازنہ کریں۔ترجمے میں بیان کردہ نام اصل متن سے بہت مختلف ہیں۔یہ ترجمہ نہ تو لفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔

''ان چند صوفیا و مشائخ کے اسمائے گرامی جو اہلِ معاملہ رہے ہیں، یہ ہیں۔ابو محمد عبداللہ الانطاکی، حارث محاسبی، یحییٰ معاذ رازی، ابو عثمان سعید بن اسماعیل رازی، ابو بکر وران ترمذی، محمد بن علی ترمذی، محمد فضل بلخی، ابو علی جرجانی، اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی، یہ اقرار اپنے علم و فضل کی بنا پر مشہور و معروف ہیں۔انھوں نے محنت سے میراث علمی کا اکتساب کیا ہے۔انھوں نے احادیث نبوی لوگوں سے سنیں اور جمع کیں اور فقہ و علم کلام و نعت اور علوم قرآن مجید کے بارے میں ان کی تصانیف ان کی محنت، علم و فضل پر شاہد ہیں اور متاخر اہلِ علم ان کے اثر سے مستفید ہوئے ہیں مگر یہ اس گروہ کے مفصل اسماء نہیں اور دیگر اہل تبع کو مزید حضرات کو متعارف کرنا چاہیے(ترجمہ)۔(۸۱)

اصل متن سے ترجمے (مطالب) کا موازنہ کریں تو ترجمے میں کئی نام تبدیلی ہو گئے ہیں۔ مثلاً ''ابو محمد عبداللہ بن محمد و ابو عبداللہ احمد بن عاصم الانطاکیان و عبداللہ بن خبیق الانطاکی'' کے بجائے ترجمے میں صرف ''ابو محمد عبداللہ'' لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔اسی طرح اصل متن میں دیئے گئے تمام ناموں کا ترجمے سے موازنہ کریں تو کافی فرق نظر آتا ہے۔اصل متن میں علم اللغت کا ذکر ہے مگر اس کا ترجمہ لفظ ''نعت'' سے کیا گیا ہے۔

باب نمبر۴ کا ڈاکٹر پیر محمد حسن کا کتاب ''التعرف''، مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن، لاہور میں دیا گیا ترجمہ درست ہے۔وہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ان کا ترجمہ اصل متن کے عین مطابق ہے۔انھوں نے حواشی میں مذکورہ بالا صوفیہ کے سنین وفات بھی دیے ہیں۔

جنھوں نے معاملات میں تصانیف کیں

ابو محمد عبداللہ بن محمد انطاکی، ابو عبداللہ احمد بن عاصم انطاکی، عبداللہ بن خبیق انطاکی، الحارث بن اسد المحاسبی (م ۲۴۳ھ)، یحییٰ بن معاذ رازی (م ۲۵۸ھ)، ابو بکر محمد بن عمر بن الفضل الورّاق ترمذی (م ۳۴۷ھ) ، ابو عثمان سعید بن اسماعیل رازی (م ۲۹۸ھ)، ابو عبداللہ محمد بن علی ترمذی (م ۳۱۸ھ تقریباً)، ابو عبداللہ محمد بن الفضل بلخی (م ۳۱۹ھ)، ابو علی جوزجانی اور ابو القاسم بن اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی۔

مذکورہ بالا اشخاص صوفیاء کے سرکردہ اور مشہور لوگ ہیں جن کی فضیلت کی سب نے شہادت دی

ہے۔ انھوں نے علوم میراث اور علوم اکتساب دونوں کو جمع کیا۔ حدیث سنی، فقہ، علم کلام، لغت اور علم القرآن کو جمع کیا جس کی شہادت ان کی کتابوں اور تصانیف سے ملتی ہے۔ ہم نے متاخرین اور معاصرین کا ذکر نہیں کیا اگر چہ یہ لوگ ان کے مقابلے میں علم کے اعتبار سے کم درجہ نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشاہدہ عینی کے ہوتے ہوئے خبر کی ضرورت نہیں رہتی۔ (۸۲)

باب نمبر ۳۳ کا دیا گیا ترجمہ بھی اصل متن کے عین مطابق نہیں ہے۔ یہ ترجمہ نہ تو لفظی ہے اور نہ ہی بامحاورہ۔ اگر اسے ترجمے کے بجائے ترجمانی تصور کیا جائے تو پھر بھی تمام اردو عبارت کا مفہوم کلی طور پر سمجھ نہیں آتا۔ عربی متن اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

اَلْبَاب الثَّالِث وَالثَّلَاثُونَ ۔فِی الْکَشْف عَن الخواطر

قَالَ بعض الشُّيُوخ الخاطر على أَرْبَعَة أوجه خاطر من الله عزوجل وخاطر من الملك و خاطر من النفس وخاطر من الْعَدو فَالَّذِی من الله تَنْبِيه وَالَّذِی من الْملك حث على الطَّاعَة وَالَّذِی من النَّفس مُطَالبَة الشَّهْوَة وَالَّذِی من الْعَدو تَزْيين الْمعْصِيَه فبنور التَّوحِيد يقبل من الله وبنور الْمعرفَة يقبل من الْملك وبنور الْإِيمَان ينْهَى النَّفس وبنور الْإِسْلَام يرد على الْعَدو (۸۳)

باب سی وسوم ۳۳۔قلوب وخواطر

بعض صوفیہ ومشائخ نے لکھا ہے کہ خاطر و دل چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا حامل اور دوسرے کو فرشتہ صفت بنایا ہے۔ تیسرا نفس ہوس والا ہے اور چوتھا شیطانی، قلب رحمانی اپنے حامل کو بیدار اور فعال رکھتا ہے۔ متقی دل کو اطاعت و بندگی کی توجہ لاحق رہتی ہے۔ نفس و ہوس والے دل کو شیطانی خواطر کی ہوس و شہوت اور گناہ و معصیت میں لذت ملتی ہے۔ مصنف ''التعرّف'' نے بتایا ہے کہ رحمانی قلوب انوارِ توحید کو قبول کرتے ہیں اور تجلیاتِ معرفت سے مستفید ہوتے ہیں۔ خواطر ملکی کا بھی یہی حال ہے۔ وہ نورِ ایمان کی مدد سے ہوس و شہوت کے عقبات دیکھ لیتے ہیں اور دشمن دین امور کا مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرے قلوب کے معاملات واضح ہیں۔ (ترجمہ) (۸۴)

باب نمبر ۳۳ کا ڈاکٹر پیر محمد حسن کا کیا ہوا ترجمہ اصل متن کے مطابق ہے۔ اصل متن اور ڈاکٹر پیر محمد حسن کے ترجمے کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض کا کیا ہوا ترجمہ ملاحظہ کریں تو بہت زیادہ فرق نظر آتا ہے۔

اَلْبَاب الثَّالِث وَالثَّلَاثُونَ۔ فِی الْکَشْف عَن الخواطر

قَالَ بعض الشُّيُوخ الخاطر على أَرْبَعَة أَوجه خاطر من الله عز وَجل و خاطر من الْملك و خاطر من النَّفس و خاطر من الْعَدو۔ فَالَّذِی من الله تَنْبِيه

وَالَّذِی من الملك حث علی الطَّاعَة وَالَّذِی من النَّفس مُطالبَة الشَّهوَة وَالَّذِی من الْعَدو تَزْیِین الْمَعْصِیَة فبنور التَّوْحِید یقبل من الله و بنور الْمعرفَة یقبل من الْملك و بنور الْإِیمَان ینْهَی النَّفس و بنور الْإِسْلام یرد علی الْعَدو۔ (۸۵)

دل پر گذرنے والے خیالات کی تحقیق وتفتیش

کسی ایک شیخ نے کہا ہے: خاطر (دل پر گزرنے والے خیال) چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اللہ عزوجل کی طرف سے ہوتا ہے، ایک فرشتے کی طرف سے، ایک نفس کی طرف سے اور ایک شیطان کی طرف سے۔

جو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ انسان کو بیدار کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ جو فرشتے کی طرف سے ہوتا ہے، وہ اطاعت گزاری پر برانگیختہ کرنے کے لیے ہوتا ہے اور جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے وہ نفسانی خواہشات کا مطالبہ ہوتا ہے اور جو دشمن (شیطان) کی طرف سے ہوتا ہے، وہ اللہ کی نافرمانی پر ابھارنے کے لیے ہوتا ہے۔

صوفی نورِ توحید کے ذریعے سے اللہ کی طرف سے آنے والے خیال کو قبول کرتا ہے اور معرفت کے نور کے ذریعے سے وہ فرشتے کے خیال کو قبول کرتا ہے اور نورِ ایمان کے ذریعے سے وہ نفس کو روکتا ہے اور نورِ اسلام کی مدد سے دشمن (شیطان) کو رد کرتا ہے۔ (۸۶)

زیرِ تبصرہ مضمون میں کہیں سن ہجری دیا گیا ہے تو کہیں صرف سن عیسوی دیا گیا ہے اور کہیں دونوں دیئے گئے ہیں۔ مضمون کے آخر پر حوالہ جات وحواشی بھی نہیں دیے گئے۔

حاصل کلام:۔ حاصل کلام یہ ہے کہ زیرِ تبصرہ مضمون کا موضوع نہایت اہم ہے اور اس میں دی گئی معلومات بھی نہایت گراں قدر ہیں۔ تاہم، اس میں دیا گیا ترجمہ اصل متن کے مطابق نہیں ہے۔ تدوینِ نو اور تصحیح وتحشیہ سے اسے بہتر شکل دی جا سکتی ہے۔

02۔شیخ نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) ان کے مجموعہ مضامین پر مشتمل کتاب ''رومی کا تصورِ فقر'' میں شامل ہے۔قریباً ۹ صفحات (صفحہ نمبر ۱۵۱ تا ۱۶۰) پر مشتمل اس مضمون میں انھوں نے شیخ نجم الدین ابوبکر ابن محمد زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اوران کی کتاب ''فتوت نامہ'' کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شیخ نجم الدین ابو بکر ابن محمد زرکوب تبریزی ساتویں آٹھویں صدی ہجری کے صوفیہ میں سے تھے۔صوفیہ کے معروف تذکروں میں ان کے مجمل حالاتِ زندگی ملتے ہیں۔ ''روضات الجنات و جنات الجنان'' سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیخ سعد الدین حموی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔وہ اپنے عصر کے محترم اور مخبر صوفیہ میں شمار ہوتے تھے۔سلطان ایلخانی کے مشہور وزیر رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (م ۷۱۸ھ) اور شیخ کے درمیان مکاتیب ہوتی رہی ہے۔ رشید الدین اپنے مکاتیب میں شیخ موصوف کا بے حد احترام کرتے نظر آتے ہیں۔شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے دو کتابیں ''فتوت نامہ'' اور ''صحبت نامہ'' لکھیں۔ان میں سے ''صحبت نامہ'' ایک منظوم تصنیف تھی جو اب ناپید ہے۔(۸۷)

فتوت یا جواں مردی مسلمانوں کا ایک اجتماعی اخلاقی نظام رہا ہے۔اس نظام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پر یکساں زور دیا جاتا ہے۔فتوت یا جواں مردی کی تحریک عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں دوسری تا گیارہویں صدی ہجری کے دوران مختلف ناموں کے ساتھ موجود رہی ہے۔

شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے عصر میں یا ان سے کچھ پہلے اور بعد کئی فتوت نامے عربی یا فارسی زبانوں میں لکھے گئے ہیں۔شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۲ھ) نے فارسی میں دو فتوت نامے لکھے۔ابن المعمار حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۲ھ) نے عربی میں فتوت نامہ تحریر کیا۔ آٹھویں صدی ہجری میں شیخ عبدالرزاق کاشانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۶ھ)، شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۳۶ھ) اور میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۸۶ھ) نے فتوت نامے لکھے تھے۔(۸۸)

فتوت نامہ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے محتویات:۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ فتوت نامہ بطور اخلاقی نظام کے بہت جامع ہے۔اس فتوت نامے میں شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مباحث مختصر رکھے ہیں مگر ان کی گفتگو خاصی باہدف اور رسا رہی ہے۔

آغاز میں انھوں نے فتوّت اور تصوّف کی تعریفیں اور دونوں کے رابطے بیان کیے ہیں۔ان کے نزدیک ''فتوّت''، عملی ''تصوّف'' ہے۔صوفیہ میں سے بعض تارک الدنیا ہوسکتے ہیں مگر فتیان عملی لوگ ہوتے ہیں۔ وہ دین کے ظاہری ادب کے عامل ہونے کے علاوہ خلقِ خدا کو رفاہ و آسائش دینے کی خاطر کوشش کرتے ہیں۔شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ کسی ضعیف ونزار اور جسمانی نقص کے حامل شخص کو فتیٰ نہیں مانتے تھے۔

اسی طرح عورتوں کی فتنہ پردازیوں سے مسحور ہوجانے والا بھی فتیٰ نہیں ہوسکتا۔جواں مرد وہ ہے جو خالق اور مخلوق کے ساتھ اپنے عہد کو نبھائے۔خالق کے ساتھ بندگی کا عہد ہے اور مخلوق کے ساتھ بنی نوع انسان ہونے کے اتحاد واتصال کا۔خالق کی عبادت کی جائے اور مخلوق کے ساتھ تعاون علی البر کیا جائے تو فتوت کا چہرہ نمایاں ہوجائے گا۔ جواں مرد، ابنائے نوع کا حامی اور پشتیبان ہوتا ہے۔وہ خالق کا نیازمند ہے مگر دوسروں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی اس کا شعار و وثار بنتا ہے۔فتوت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں مضمر ہے کہ'' **التعظیمہ لامر والشفقة علی خلق اللہ**''۔

شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر صاحبانِ فتوت ناموں کی طرح انبیاءؑ، صحابہؓ اور بزرگانِ تصوف کے حالات سے استناد اور استشہاد کیا ہے۔انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حوالے سے فتوت کی مثالیں پیش کی ہیں۔وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتشِ نمرود میں ڈالے جاتے وقت حضرت جبریل علیہ السلام سے بھی مدد نہ لی کہ مبادا اس سے توحیدِ حقیقی میں خلل واقع ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے آتش کدے کو ان کے لیے گلزار بنادیا۔

حضرت علیؓ، نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے موقع پر جان کی پرواہ کیے بغیر آپ ﷺ کے بستر پر اطمینان سے سوئے رہے تاکہ کفار کو نبی کریم ﷺ کی ہجرت کا علم نہ ہوسکے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سب مال واسباب راہِ خدا میں پیش کردیا اور خود کے لیے

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کو کافی جانا۔(۸۹)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے سے کچھ عبارت کا ترجمہ تحریر کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

"..... جان کی فتوت کی مثال حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی پیش کی۔آپ نے غارِثور میں اپنا پاؤں سانپ کے مُنہ پر رکھا،سانپ کے کئی ڈنگ کھائے اور ہلے تک نہیں۔مبادا خلائق کی بہترین ہستی جاگ جائے۔آپ نے مالی فتوت وجواں مردی کا نمونہ بھی فراہم کیا۔ایثار کے ایک موقع پر آپ کے پاس اسی ہزار درہم تھے۔آپ یہ سب رقم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور کندھے پر ایک گلیم ڈالے آ کھڑے ہوئے۔نبی اکرم ﷺ نے پوچھا:ابوبکر!اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑا؟فرمایا خدا تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کو۔

مالی جواں مردی کا درس علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سیکھیں،ان کے پاس ایک دفعہ چار درہم تھے،آپ نے ایک چھپا کر اور دوسرا آشکارا سائل کو دے دیا۔تیسرا رات کو راہِ خدا میں دے دیا اور چوتھا دوسرے دن صبح دے کر قصہ پاک کر بیٹھے اوراس آیت مبارکہ کا مصداق بنے کہ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (سورہ بقرہ:۲:۲۷۴)

کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت علیؓ اوران کے اہل ع عیال نے پانچ دن تک افطار نہ کیا تھا۔اگلے دن جو کی پانچ روٹیوں کا اہتمام کیا گیا کہ حضرت علیؓ،حضرت فاطمہؓ،حضرت حسنؓ،حضرت حسینؓ اور ان کا ایک خدمت گار افطار کرے،لیکن اس وقت ایک فقیر آ نکلا اورسب نے اپنی اپنی نانِ جویں اسے دے ڈالی۔

نیکی بکن اگرچہ اندک دانندش　　　که اندک نیکی از تو بسیار دانندش
آن سخت رسن که آب از چہ بکشد　　　موموا ست کہ جمع شد رسن خوانندش

نیکی کرو اگرچہ لوگ اسے کمتر سمجھتے ہوں۔(تم اگر) چھوٹی سی نیکی بھی کرو گے تو اُس (ذات حق تعالیٰ کے حضور) اسے بڑا جانا جائے گا۔

وہ چھوٹی سی رسی جس کے ذریعے کنویں سے پانی (باہر) کھینچا جاتا ہے،ایک ایک بال ہے جس کے اکٹھا ہونے اورانہیں بل دیئے جانے (بٹنے) کے بعد اسے رسی کہتے ہیں۔مراد چھوٹی چھوٹی (بال برابر) نیکیاں مل کر بہت بڑے نیک عمل
میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔(ترجمہ از مقالہ نگار)

فرماتے ہیں (صفحہ ۱۷۲) کہ حضرت امام احمد بن حنبل نے چار سو درے کھائے اورقرآن مجید کو

مخلوق نہ کہا ۔ یہ بھی جواں مردی اور فتوت کی ہی ایک مثال ہے یہاں انھوں نے مختلف اعضاو جوارح کی فتوت اور اقسام فتوت سے بھی بحث کی ہے۔ آگے فتوت کی ایجابی اور سلبی صفات آتی ہیں۔اس فصل کا اختتام یوں ہے۔

”..... قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الجماعة رحمة و الفرقة عذاب یعنی در جماعت رحمت است و در تنہائی عذاب“

شیخ زرکوب فتوت نامے میں منقول ہر آیت یا حدیث کا فارسی ترجمہ بھی نقل کرتے رہے ہیں۔
کتاب کا آخری حصہ فتوت کے آداب و رسوم کے بارے میں ہے۔ مسلکِ فتوت میں داخلے لنگر گاہ، خرقۂ فتوت، شلوار پوشی اور نمکین پانی پینا، وغیرہ یہاں بالتفصیل مذکور ہیں۔“(۹۰)

اقوالِ فتیان:۔ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوت نامے میں بزرگانِ فتوت کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ ان میں سے اکثر اقوال ”مروت“ کے بارے میں ہیں۔ مروت کو فتوت کی بہتر شرائط میں سے ایک شرط قرار دیا گیا ہے۔ ان بہتر شرائط کو عطار نامی ایک شاعر نے (یہ عطار نیشاپوری نہیں ہے) اپنے منظوم فتوت نامے میں بیان کیا ہے۔ شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتوت نامے میں ایک الگ باب تحریر کر کے اس میں مختصراً یہ شرائط بیان کی ہیں۔ اس باب میں انھوں نے بزرگانِ تصوف اور فتیان کے اقوالِ فتوت بھی تحریر کیے ہیں۔ مثلاً:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اہلِ مروت قیامت کے دن امن و آسائش میں ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: مروت (عفت، غیرت) مال داری اور تنگ دستی دونوں کی صورت میں بخشش کرنے کا نام ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مروت، صدق گفتار اور دوسروں کی خاطر رنج و مصیبت برداشت کرنا ہے۔

مروت:۔ مروت اگرچہ فتوت و جوانمردی کا ایک شعبہ ہے مگر اس جزو میں کل کی جملہ تعلیمات سما گئی ہیں۔ باب ”فتوت“ کے آغاز میں لکھا ہے:

”بزرگانِ فتوت نے خوب کہا ہے کہ مروت اس مسلک کی ایک شاخ ہے، لیکن یہ خاکسار کہے گا کہ فتوت کے ہر جزو میں مروت کی نسبت سرایت کیے ہوئے ہے۔ فتوت ایک درخت ہے تو مروت اس کا میوہ ہے۔ ہم نے ”قصیدۂ فتوت“ میں اس بات کو واضح کیا ہے۔“ (۹۱)

ڈاکٹر محمد ریاض شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے ”فتوت نامہ“ کے باب ”مروت“ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مروت اللہ تعالیٰ، انبیاء، فرشتوں، بزرگانِ دین، اولیاء اللہ، اپنے اہل و عیال، رشتہ داروں اور عام مخلوق کے ساتھ نسبت و رابطہ رکھنے اور اس رابطے کو نباہنے کا نام ہے۔

اس باب میں شیخ زرکوب رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت و رابطے کی وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رابطہ مضبوط کرنے کے لیے، اوامر و نواہی کی پابندی کرنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاءؑ سے نسبت مضبوط کرنے کے لیے ان کی سنت کی پیروی ضروری ہے۔ فرشتے نبی کریم ﷺ پر ہر وقت درود شریف بھیج رہے ہیں اور مومنوں کی بخشش کے لیے بھی دعا گو ہیں، ان سے رابطہ رکھنا یہ ہے کہ انھیں اچھے الفاظ سے یاد کیا جائے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی فرمان بردار مخلوق مانا جائے۔ اس باب میں نہایت اچھے طریقے سے نسبت، رابطہ و تعلق مضبوط بنانے اور حقوق و فرائض کی پاسداری کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ (۹۲)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ''فتوت'' یا ''جواں مردی'' ڈاکٹر محمد ریاض کے پسندیدہ موضوعات میں سے ایک ہے۔ انھوں نے اس موضوع پر متعدد مضامین و مقالے لکھے ہیں۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی انھوں نے اس موضوع پر لکھے گئے اپنے چند ایک مضامین و مقالات کا ذکر کیا ہے۔ ''فتوت'' کے موضوع میں، اپنی دلچسپی اور نگارشات کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''.....راقم سطور اس موضوع کے بارے میں ۱۹۶۸ء سے تا ایں دم (۱۹۸۷ء) لکھتا رہا ہے...'' (۹۳)

''..... (میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ) کے رسالہ ''فتوتیہ'' کو راقم نے ۱۹۷۱ء میں ادارہ اوقاف، پنجاب، لاہور کی طرف سے شائع کروایا تھا.....'' (۹۴)

ڈاکٹر محمد ریاض، شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے میں مذکور آداب و رسومِ فتوت کے بارے میں مزید معلومات کے حصول کے لیے اپنے ایک مقالے کا مطالعہ تجویز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...... (دیکھیے ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد، بابت اپریل و مئی ۱۹۷۰ء میں میرا مقالہ) (۹۵)

''عطار (یہ عطار نیشاپوری نہیں ہے) کے منظوم فتوت نامے کو راقم نے ادارہ اوقاف ایران کے مجلّہ معارف اسلامی میں شائع کروایا تھا (تہران، اپریل ۱۹۶۹ء)......'' (۹۶)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضامین و مقالات میں زیرِ تبصرہ موضوع (نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا فتوت نامہ) سے متعلقہ بنیادی و ثانوی مآخذ کا ذکر بھی کیا ہے تاکہ اہلِ ذوق حضرات اپنی ضرورت کے مطابق ان سے استفادہ کر سکیں۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

''فتوت نامہ'' مجلّہ اقتصاد دانشکدہ استنبول کے ۱۹۴۹ء کے ''فتوت نمبر'' میں شائع ہوا۔ مرتضیٰ صراف نے رسائل جواں مرداں (تہران ۱۹۷۳ء) نام کے مجموعے میں اُسے دوبارہ شائع

> کروا دیا ہے۔ یہ دونوں اشاعتیں کتب خانہ ایا صوفیا استنبول کے مخطوط نمبر ۲۰۴۹ کی رُو سے ہیں، مگر ''فتوت نامہ' کی جو عبارات ''روضات الجنات وجنات الجنان'' میں نقل ہوئی ہیں، وہ اس میں ناپید ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ زرکوب کے ''فتوت نامے'' کے بعض حصے مخطوطے سے غائب ہیں یا انھوں نے بھی شہاب الدین سہروردی (م۶۳۲ھ) کی طرح ایک سے زائد ''فتوت نامے'' لکھے تھے۔ (۹۷)

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ عالم اسلام کے مختلف ممالک میں دوسری تا گیارہویں صدی ہجری تک فتوت یا جوانمردی کی تحریک مختلف ناموں کے ساتھ موجود رہی ہے۔ اس تحریک کے رطب و یابس کو پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ جواد مرحوم نے ابن المعمار حنبلی (م۶۴۲ھ) کی کتاب الفتوۃ، عربی (مطبوعہ از بغداد ۱۹۵۸ء) کے مبسوط مقدمے میں اجاگر کیا ہے۔ (۹۸)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''فتوت'' کے موضوع پر دیگر منابع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ''شیخ زرکوب کے عصر میں یا ان سے کچھ پہلے اور بعد کئی فتوت نامے عربی یا فارسی زبانوں میں لکھے گئے ہیں۔ اُوپر ابن المعمار حنبلی کے عربی فتوت نامے، (کتاب الفتوۃ) کا ذکر آیا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی کے دو فارسی فتوت نامے دست یاب ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری میں شیخ عبدالرزاق کاشانی (م ۷۳۶ھ) شیخ علاء الدولہ سمنانی (م ۷۳۶ھ) اور میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (۷۸۶ھ) نے فتوت نامے لکھے تھے۔'' (۹۹)

ڈاکٹر محمد ریاض نے دس صفحات پر مشتمل اپنے زیرِ تبصرہ مضمون میں شیخ نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کی دو تصانیف ''فتوت نامہ'' اور ''صحبت نامہ'' کا ذکر کیا ہے۔ ''صحبت نامہ'' ایک منظوم تصنیف تھی، جو ناپید ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مضمون ''نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا فتوت نامہ'' میں تین صفحات پر شیخ مذکور کی دوسری کتاب ''صحبت نامہ'' سے قریباً ۲۷ تا ۳۹ فارسی اشعار دیے ہیں۔ اس طرح انھوں نے ایک ناپید ہونے والی کتاب کے مندرجات متعارف کرانے، انھیں کسی حد تک محفوظ کرنے اور علم دوست حضرت کو اس کی اہمیت سے آگاہ کر کے اسے دریافت کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی فراہم کردہ مذکورہ بالا معلومات ان کے نہایت گراں قدر علمی و ادبی ذوق اور علم دوستی کا بیّن ثبوت ہیں۔

تاہم، ڈاکٹر محمد ریاض کے قریباً تمام مضامین و مقالات میں فارسی اشعار اور فارسی عبارات بغیر حوالہ و ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ اسی طرح خاطر خواہ حوالہ جات و حواشی بھی نہیں دیے گئے۔

زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی یہی صورتِ حال نظر آتی ہے۔اس میں قریباً ۴۰ کے قریب فارسی اشعار اور ایک فارسی عبارت بغیر حوالہ جات و ترجمے کے دیئے گئے ہیں اور توضیحی حواشی بھی مفقود ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون میں نجم الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوت نامے کی کچھ عبارت کا اردو ترجمہ دیا ہے۔اس عبارت میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۴ کے عربی متن میں لفظ ''اَجْرُهُمْ'' نہیں دیا گیا۔(۱۰۰)

قرآنی آیت کا نامکمل صورت میں شائع ہونا، بہت زیادہ غفلت و لاپرواہی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس بات کا تعین کرنا مشکل ہے کہ یہ غلطی کس کی ہے؛ مضمون نگار کی، کاتب کی یا پروف خواں کی۔

بحیثیت مجموعی ان کا زیرِ تبصرہ مضمون گراں قدر افکار اور معلومات پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔فتوت کے موضوع پر ان کی تمام علمی و ادبی نگارشات کو پیشِ نظر رکھ کر اردو زبان میں ''نظامِ فتوت'' پر ایک جامع تحقیقی کتاب تخلیق کی جا سکتی ہے۔اس موضوع پر ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جا سکتا ہے۔

03۔ ’’فقہائے ہند‘‘ (جلد چہارم، حصہ دوم)

زیرِ تبصرہ مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ۴۱۶ صفحات پر مشتمل مولانا محمد اسحاق بھٹی کی کتاب ’’فقہائے ہند‘‘، جلد چہارم، حصہ دوم پر تبصرہ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور نے ۱۹۷۸ء میں طبع کی تھی۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض کتاب ’’فقہائے ہند‘‘ (جلد چہارم، حصہ دوم) پر تبصرے میں لکھتے ہیں کہ موجودہ جلد گیارہویں صدی ہجری کے فقہاء کے حالات اور ان کے کارناموں کو محیط ہے۔ حصہ اول میں اکبری عہد کے فقہا، متکلمین، مورخین، صوفیہ اور شعرا کا حال لکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں اکبری عہد کے علاوہ بعد کے ادوار کے فقہا، متکلمین، مورخین وغیرہ کا ذکر ہے۔ مقدمہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں جہانگیر اور شاہ جہاں کے وقائع سلطنت، ان کی علم دوستی اور فقیہ نوازی سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں فقہا و علماء کا ذکر ضمناً اور بعض کا تفصیلاً آیا ہے۔ جن فقہا و علماء کا ذکر تفصیل سے آیا، ان میں علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی، مفتی عبد السلام لاہوری، ملا عبد القادر بدایونی، شیخ عبد الوہاب متقی مکی، سید علم اللہ شاہ بریلوی اور شیخ یعقوب صرفی کشمیری خصوصیت کے ساتھ قابلِ توجہ ہیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب کی کئی خوبیاں قابلِ توجہ ہیں۔ ان خوبیوں میں سلیس اندازِ بیان، محققانہ استناد، اصل عربی اور فارسی متون کے اقتباسات مع اردو ترجمہ پیش کرنا اور ہجری سنین کا التزام سرفہرست ہیں۔ (۱۰۱)

کتاب کے کچھ مندرجات سے اختلافِ رائے کا اظہار کرتے ہوئے، ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ’’بدقسمتی سے اقوامِ مشرق خصوصاً مسلمانوں نے بادشاہوں اور امیروں کے بارے میں جو کچھ لکھا، اس میں مبالغے کا عنصر زیادہ ہی نظر آتا ہے حالانکہ بعض مستثنیات کو چھوڑ کر بادشاہوں کی صحیح تصویر وہی ہے جو شیخ سعدی نے ’’گلستان‘‘ میں اس طرح کھینچی ہے کہ ’’گاہ سلامے می رنجند و گاہ بدشنامِ انعامے می دہند‘‘۔ (۱۰۲)
>
> ’’معروف لوگوں کا ذکر اس کتاب میں بالتفصیل آیا ہے، مگر کم معروف اور گم نام قسم کے فقہا کا ذکر تشنگیٔ بیان کا مظہر ہے۔ کئی حضرات کے سنینِ ولادت و وفات اور ان کی کسی تصنیف یا کارنامے کا ذکر مفقود ہے۔ بہتر ہوتا کہ ایسے لوگوں کا ذکر ضمناً اور تبعاً جداگانہ طور پر آتا۔‘‘ (۱۰۳)

کتاب کے مزید وضاحت طلب امور کے حوالے سے ڈاکٹر محمد ریاض، شیخ یعقوب صرف کشمیری کے حالات وآثار میں لکھتے ہیں:

''صرفی کا سالِ ولادت ۹۲۸ ہجری ہے نہ کہ ۸۰۸ہجری (کتاب کا صفحہ۴۰۱)۔مصنف لکھتے ہیں (صفحہ۴۰۲): ''شیخ یعقوب صرفی شاعر بھی تھے''۔حقیقت یہ ہے کہ وہ فارسی کے ایک بہت بڑے شاعر تھے۔ان کا خمسہ اور دیوان کشمیر کے فارسی ادب میں خاص مقام رکھتا ہے۔عربی علم الصرف میں غیر معمولی مہارت کی وجہ سے لوگ انھیں ''صرفی'' کہتے تھے۔ان کے ضمن میں دو غیر معمولی معروف باتیں یہاں مجھے نہ نظر آئیں۔ایک یہ کہ شیخ فیضی کی بے نقطہ حروف پر مشتمل عربی تفسیر ''سواطع الالہام'' پر انھوں نے فی البدیہ بے نقطہ عربی حروف کے الفاظ میں تقریظ لکھی ہے۔ دوسرے یہ کہ حرمین شریفین کے سفر کے ذیل میں آپ مشہد گئے اور وہاں شاہ تہماسپ صفوی سے ملاقات کی تھی۔انھوں نے شاہ کو سنی شیعہ اتحاد کے سلسلے میں کوششیں تیز کرنے کی التماس کی اور دوسری باتیں کیں۔''(۱۰۴)

حاصل کلام:۔اپنے تبصرے کے آخر پر بطور حاصل کلام ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی ''فقہائے ہند'' اسلامی علما وفقہا کے کارناموں سے آگاہی حاصل کرنے کا ایک مفید سلسلہ کتب ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔زیرِ تبصرہ کتاب میں ضروری حوالہ جات وحواشی متعلقہ صفحات کے زیریں حاشیہ میں دیے گئے ہیں۔حوالہ جات میں صرف کتابوں کے نام اور صفحات نمبر دیے گئے ہیں جبکہ ان کتابوں کے بارے میں دیگر ضروری معلومات کتاب کے آخر پر (صفحہ نمبر ۴۰۹ تا۴۱۶) پر مراجع ومصادر میں دی گئی ہیں۔مصنف ومؤلف نے کتاب کے بعض مندرجات کے بارے میں تشنگی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب کے مندرجات کی اصلاح وبہتری کے لیے قارئین سے مدد ورہنمائی کی درخواست کی ہے۔(۱۰۵)

ڈاکٹر محمد ریاض نے بادشاہوں کے بارے میں گلستانِ سعدی سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول تحریر کیا ہے کہ'' گاہ سلامے رنجند وگاہ بادشنامِ انعامے می دہند''۔ یہ قول حکایت نمبر ۱۶ میں مذکور ہے۔درست قول یہ ہے:

''......وقتے بسلامے برنجند وگاہے بہ دُشنامے خلعت دہند......''

ترجمہ: کبھی تو سلام کرنے سے رنجیدہ ہوجاتے ہیں اور کبھی گالی پر خلعت (لباس) بخشتے ہیں۔(۱۰۶)

اپنے زیرِ تبصرہ مضمون کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''ہمارے بعض مصنف ۱۸۵۷ کے ماقبل دور کے واقعات کو بیان کرتے وقت خواہ مخواہ عیسوی سنین لکھتے ہیں حالانکہ سارا عالمِ اسلام ہجری سنین لکھنے کا ہی عادی ہے اور ہمیں بھی، کم از کم اردو کتابوں میں، یہی التزام کرنا چاہیے۔ انگریزی عمل داری کے بعد بہر حال عیسوی سنین کا رواج ہو گیا تھا اور ۱۸۵۷ء سے بعد کے واقعات کو ان سنین میں لکھنا ایک امرِ مجبوری ہے۔(۱۰۷)

اگر ڈاکٹر محمد ریاض کی رائے کے مطابق ۱۸۵۷ء سے قبل کے واقعات کو ہجری سنین میں اور بعد کے واقعات کو عیسوی سنین میں بیان کرنے کا رواج ہو جائے تو اس دو عملی کی وجہ سے تحقیقی امور میں واقعات کے پہلے یا بعد میں وقوع پذیر ہونے کا تعین کرنا مشکل ہو جائے گا۔ محققین تو ایک طرف رہے، عام قارئین بھی بہت زیادہ الجھن کا شکار ہو جائیں گے۔ اس لیے بہترین حکمتِ عملی یہی ہے کہ واقعات ہجری و عیسوی دونوں سنین کے حوالے سے دیے جائیں۔

بحیثیت مجموعی، زیرِ تبصرہ کتاب پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون گراں قدر معلومات اور تسلی بخش تعارفِ کتاب پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون میں زیرِ تبصرہ کتاب ''فقہائے ہند'' کی تمام جلدوں کے نئے ایڈیشن محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے اہتمام اور دار النوادر الحمد مارکیٹ، اردو بازار کے اشتراک سے ۲۰۱۳ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ کتاب فقہائے ہند کی ادارہ ثقافت اسلامیہ کی تمام جلدیں اور دار النوادر، اردو بازار لاہور کے طبع کردہ نئے ایڈیشنز بھی PDF فارمیٹ میں Kitabosunnat.com پر موجود ہیں۔ اس کی جلد پنجم حصہ اول علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: 923.454م ح ف;Barcode5745

اس کی جلد پنجم حصہ دوم یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔

Call No: 297.946س ف

موضوع سے دلچسپی رکھنے والے افراد ان منابع تک بآسانی رسائی حاصل کر کے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

04۔ مشرق بعید میں طلوعِ اسلام

زیرِ تبصرہ مضمون میں سید قدرت اللہ فاطمی کی ۱۹۶۶ء میں ریڈیو پاکستان پر نشر ہونے والی تقاریر کے متن پر مشتمل کتاب ''مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام'' پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ۱۹۷۸ء میں ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور نے شائع کیا تھا۔ مشرقِ بعید سے مراد چین ہے۔ اس کتاب میں برصغیر چین میں اسلام کے ورود کی پہلی تین صدیوں (ساتویں صدی عیسوی کے وسط سے دسویں صدی عیسوی کے آغاز تک) کا ذکر تفصیل سے موجود ہے، مگر چودھویں صدی عیسوی کے اواخر تک اس سرزمین میں اسلام اور مسلمانوں کا حال ضمنی اور تبعی نوعیت کا ہے۔ کتاب کی عبارت سلیس اور رواں ہے۔ مصنف کتاب سید قدرت اللہ فاطمی اس کتاب کے اجمالی اور ادھورے مضامین کو ضروری توضیحات و تفصیلات کے اضافے سے مکمل کرنا چاہتے تھے مگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے ایسا نہ کر پائے۔ (۱۰۸)

زیرِ تبصرہ کتاب ''مشرق بعید میں طلوعِ اسلام'' کے آغاز میں پروفیسر فاطمی نے چین میں اسلام کے ورود کے تاریخی پس منظر کے بیان میں عربوں کی جہاز رانی اور ان کی کامیاب تاجرانہ پالیسیوں سے بحث کی ہے۔ چین میں سب سے پہلے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین داخل ہوئے جنھوں نے ہجرتِ حبشہ کی اور پھر سب اپنے مولد کی طرف لوٹنے کے بجائے چین آ نکلے۔ مہاجرینِ چین میں رسول اللہ ﷺ کے ماموں حضرت ابو وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ غالباً حضرت قیس بن حذافہ، حضرت عروہ بن ابی اثاثہ اور ابو قیس بن الحارث (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی تھے۔ (۱۰۹)

زیرِ تبصرہ کتاب میں چین پر اسلام کے تمدنی اثرات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض نامور مسلمان چینیوں کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ تاہم، اس میں مصادر و منابع کی طرف اشارے تو موجود ہیں، مگر کتبِ حوالہ ندارد۔

حاصل کلام:۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنے تبصرے کے اختتام پر بطورِ حاصل کلام لکھتے ہیں کہ مجموعی طور پر یہ مختصر کتاب بڑی ایمان افروز ہے اور زیادہ سے زیادہ افراد کو اسلام کی تمدنی تاریخ کے اس پہلو کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (۱۱۰)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ بعض مصنفین اور محققین اپنی تحقیقات وتصانیف کو افادۂ عام کے لیے طبع کرنے یا طبع کرانے میں کافی تساہل وتغافل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اس طرح ان کی محنت رائیگاں جاتی ہے۔ پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی بھی اسی مسئلے کا شکار تھے۔وہ زیرِ تبصرہ کتاب کو نظر ثانی کے بعد چھپوانا چاہتے تھے مگر فرصت نہ ملنے کی وجہ سے ایسا ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ اسے نہ چھپوانے سے بہتر ہے موجودہ شکل میں ہی چھپوا دیا جائے کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں،انھوں نے یہ کتاب چھپوادی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کے اس طرزِ فکر اور طرزِ عمل کو سراہا ہے۔

اپنی اس کتاب میں پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی نے ایک بڑے عالمی مغالطے کی طرف توجہ دلائی ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ بعض چینی مورخین اور مغربی مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کے چچیرے ماموں (آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے حقیقی چچازاد بھائی) حضرت ابو وقاصؓ کو ان کے بیٹے حضرت سعد بن ابی وقاص (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ اشتباہ کر لیا ہے۔ پاکستان میں بھی بعض کتب میں یہ اشتباہ نظر آتا ہے۔مثلاً اسلامیات کی میٹرک کی کتاب کے صفحہ ۱۱۵ پر لکھا ہوا ہے کہ فاتح جنگِ قادسیہ اور یکے از عشرہ مبشرہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہیں حالانکہ وہ نبی اکرم ﷺ کے چچیرے ماموں زاد ہیں۔(۱۱۱)

مندرجہ بالا اشتباہ اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہمیں اپنے اساتذہ وطلبا میں حقیقی ذوقِ تحقیق اور ذوقِ عمل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون،زیرِ تبصرہ کتاب کے مختصر اور جامع تبصرے پر مشتمل ہے۔ضروری حوالہ جات وحواشی کے اضافے سے اسے مزید بہتر بنایا جا سکتا تھا۔(۱۱۲)

05۔ مطالعہ قرآن

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ)، اقبال اکادمی کے مجلّے اقبال ریویو کی جلد ۲۰، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۹ء میں صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲ پر شائع ہوا تھا۔ اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا محمد حنیف ندوی کی تصنیف ''مطالعہ قرآن'' کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''مولانا محمد حنیف ندوی ایک فکر انگیز مصنف ہیں۔ انھوں نے علامہ ابوالحسن اشعری، امام محمد غزالی اور امام ابن تیمیہ ایسے متکلمین کے افکار کو آسان زبان میں پیش کیا۔ ایک کتاب میں انھوں نے علامہ ابن خلدون کے افکار کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ فلسفیانہ اور دینی مباحث کے بارے میں بھی ان کی تصانیف موجود ہیں۔ ''مطالعہ قرآن'' ان کی ایک حالیہ تالیف ہے جس کے اجزا اس ادارے کے رسالے ''المعارف'' میں بھی متناوباً شائع ہوتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر ایس۔ اے رحمان مرحوم، ریٹائرڈ چیف جسٹس آف پاکستان نے کتاب پر ایک مختصر ''پیش لفظ'' تحریر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ 'مطالعہ قرآن'، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب ''الفوز الکبیر'' سے الہام گیر ہے، مگر مولانا محمد حنیف ندوی نے نئے اسلوب سے اس کی تبویب کی اور نئے مباحث چھیڑے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ محتویات قرآن کو جاننے کے لیے اس بلند پایہ دینی تالیف کا مطالعہ بے حد سودمند ہوگا۔''(۱۱۳)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے کتاب کے درج ذیل سولہ عناوین کی فہرست دی ہے:

قرآن کا تصورِ وحی و تنزیل، قرآنِ مجید اور کتبِ سابقہ، اسفارِ خمسہ، عہد نامہ جدید اور اناجیلِ اربعہ، قرآنِ حکیم اور اس کے اسماء و صفات، قرآنی سورتوں کی قسمیں اور ترتیب، قرآنی سورتوں کی زمانی و مکانی تقسیم، جمع و کتابتِ قرآن کے تین مراحل، قرآنِ حکیم کی لسانی خصوصیات، اعجازِ قرآن اور اس کی حقیقت، محتویاتِ قرآن، مشکلاتِ قرآن، قرآن کے رسم الخط کے بارے میں نقطۂ اختلاف (یہاں نکتہ غالباً نقطہ لکھا گیا ہے؟) تفسیر، تفسیر کے دو مشہور مدرسۂ فکر، اولیاتِ قرآنی۔ (۱۱۴)

ڈاکٹر محمد ریاض مزید لکھتے ہیں کہ ''مطالعہ قرآن'' ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور کی شائع کردہ بلند کتب میں سے ایک ہے۔ یہ کتاب اشاریے کے بغیر ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس میں اشخاص و اماکن، کتب و رسائل کے علاوہ، اصطلاحاتِ خاص کا اشاریہ بھی شامل ہوتا۔ (۱۱۵)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِتبصرہ مضمون دراصل مولانا محمدحنیف ندوی کی کتاب ''مطالعہ قرآن'' کا مختصر سا تعارف نامہ ہے۔اس میں کتاب کے عنوانات کی فہرست دی گئی ہےاور کتاب کے آخر پر ''اشاریہ'' کے مفقود ہونے کا ذکرکیا گیا ہے۔کتاب کے مندرجات کے حوالے سے کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا۔اگرتبصرہ میں زیرِتبصرہ کتاب کے مندرجات کے حوالے سےاس کے علمی وادبی اور تحقیقی معیارکوواضح کردیاجاتاتوتبصرہ لکھنے کا مقصد کماحقہٗ پوراہوجاتا۔

06۔سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن ودل''

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ سب سے پہلے سہ ماہی اردو، جلد ۵۵، شمارہ ۳ متعلقہ جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء میں صفحات نمبر ۳۷ تا ۶۴ پر شائع ہوا۔اس کے بعد ان کا یہ مقالہ بغیر کسی خاص، قابلِ ذکر تبدیلی کے، ان کے مجموعۂ مضامین ''رومی کا تصورِ فقر'' کی شکل میں ۱۹۹۰ء میں مقبول اکیڈمی، لاہور سے شائع ہُوا۔

مقالے کے شروع کے دس صفحات پر، ڈاکٹر محمد ریاض نے سیبک فتاحی نشاپوری کی شخصیت اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ بعد کے سترہ صفحات پر بطور ضمیمہ، سیبک فتاحی کے رسالے یا کتابچے ''حسن ودل'' کا لفظی ترجمہ دیا ہے۔آخری صفحات (صفحہ نمبر ۱۸۶ کے آخر سے صفحہ نمبر ۱۸۸) پر حواشی اور حوالے دیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ محمد سیبک نیشاپوری آٹھویں نویں ہجری صدیوں کے ایک معروف شاعر، مصنف اور خطاط تھے۔ان کا سال وفات ۸۵۲ یا ۸۵۳ ہجری بتایا جاتا ہے۔ان کا نام ''محمد'' اور ان کے والد کا نام ''یحییٰ'' تھا۔سیبک کے علاوہ فتّاحی، تفّاحی، اسراری اور خماری ان کے چار دوسرے تخلص تھے۔ان کا لقب ''کمال الدین'' تھا۔وہ بڑے جُزرس اور لفظی ومعنی صنعتوں کے دلدادہ تھے۔سیبک کا مولد و مدفن نشاپور تھا مگر کچھ عرصہ وہ ہرات رہے۔ جہاں وہ سلطان شاہرخ تیموری (۸۰۷۔۸۵۲ ہجری) کے دربار سے وابستہ تھے۔وہ اچھے شاعر، ادیب اور نکتہ سنج تھے۔شہرت سے گریزاں تھے۔ان کا حلقہ احباب وتلامیذ محدود تھا۔

تصانیف اور انشعابات:۔سیبک کی کتابیں فنی، ادبی اور فکری نوعیت کی ہیں۔ان میں تخیّل، لفظی ومعنوی خوبیوں اور ڈرامائی ومکالماتی حسن وخوبی کی فراوانی ہے۔اس قسم کی تصانیف پڑھنے، سمجھنے والے قدر دان ہر عصر میں محدود ہی ہوتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے سیبک اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق شہرت حاصل نہ کر سکے اور ان کی زیادہ تر کتب شائع نہ ہوسکیں۔ان کی اب تک درج ذیل تصانیف دریافت ہوچکی ہیں۔ ان تصانیف کے ناموں اور موضوعات سے ان کے متنوّع ذوق کا پتہ چل جاتا ہے۔

نمبر شمار	تصانیف کے نام	موضوعات
۱۔	حفظ الصّحۃ (فارسی نثر)	حفظانِ صحت کے آداب واحکام
۲۔	البسہ	مختلف لباسوں کا نام
۳۔	دیوانِ سیبک	قصائد، غزلیات، قطعات اور ایک ساقی نامہ پر مشتمل مختصر دیوان
۴۔	تعبیر نامہ (نثر)	خوابوں کی تعبیر
۵۔	تجلیات	ضائع وبدائع، جنس کا خصوصی بیان
۶۔	شبستان نکات وگلستانِ لغات	شبستانِ نکات کا موضوع تعمیرِ سیرت اور حسنِ اخلاق ہے۔ گلستانِ لغات کا موضوع لفظی مناسبات اور ان کا حسنِ بیان ہے۔
۷۔	شبستانِ خیال (نثر اور فارسی مثنوی)	دینی اور عرفانی داستانیں
۸۔	دہ نامہ	دس مراتبِ عقل کا بیان
۹۔	دستورِ عشق (پانچ ہزار اشعار پر مشتمل فارسی مثنوی)	حُسن ودل سے متعلقہ تفصیلی مباحث ونکات۔ اس کا سالِ تصنیف ۸۴۰ ہجری ہے۔
۱۰۔	حسن ودل	فارسی مثنوی ''دستورِ عشق'' کے مطالب کے لُبِّ لباب پر مبنی قریباً ساڑھے چار سو سطور پر مشتمل رسالہ یا کتابچہ۔ یہ رسالہ ۸۴۰ ہجری کے بعد اور ۸۴۳ ہجری سے قبل لکھا گیا۔ اس رسالے کے دو انگریزی تراجم موجود ہیں۔ ایک بار جرمن میں بھی ترجمہ ہوا۔ متعدد ترک مصنفین اور شعرا نے اس کے تراجم اور تتبعات پیش کیے ہیں۔ فارسی میں بھی اس کے انعکاسات موجود ہیں۔ ملّا وجہی دکنی (۱۰۴۵ ہجری) کی کلاسیکی اردو کتاب ''سب رس'' کا ماخذ ومنبع یہی رسالہ ہے۔

سیپک کی شاعری:۔ڈاکٹر محمد ریاض رسالہ ''حسن ودل'' اور مثنوی ''دستورِ عشاق'' کے طرزِ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''..... مثنوی ''دستورِ عشاق'' کا بیان، ''حسن و دل'' کی مسجّع و موجز عبارات کے مقابلے میں مفصل نثر ہی نہیں، رنگین تر بھی ہے..... ''(۱۱۷)

''سیبک نشاپوری نثر میں ہنر نمائی کرتے ہیں مگر شعر میں برجستگی ،سلاست و روانی اور دلآویزی دکھاتے ہیں۔ وہ متقدّم فارسی شعرا کے اشعار پر تضمین بھی کرتے رہے ہیں۔ حافظ شیرازی کے ایک مصرعے کی برجستہ تضمین ملاحظہ ہو۔(۱۱۸))

حافظ شیرازی کے ایک مصرعے کی تضمین پر سات اشعار تحریر کرنے کے بعد، ڈاکٹر محمد ریاض نے مثنوی ''دستورِ عشاق'' کے آغاز سے چودہ اشعار اور بعد کے دو مختلف مقامات سے چونسٹھ اشعار دیے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے بطورِ ضمیمہ، صفحات نمبر ۱۷۰ تا ۱۸۶ پر ترجمہ قصہ ''حسن ودل'' دیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔اس رسالے کے حقیقی مفہوم تک رسائی کے لیے، اسے کئی بار بغور پڑھنا ہوگا۔ اس کے مختلف کرداروں کو سمجھے بغیر اس کے نفسِ مضمون سے کوئی اخلاقی سبق اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

اس کہانی کے مختلف کردار حسن اور عشق کے معاملات میں کارفرما مختلف سماجی کرداروں، گوناں گوں ذہنی ونفسیاتی کیفیات، انسانی جذبات، محسوسات اور ان کی باہمی کشمکش کو ظاہر کرتے ہیں۔ درج ذیل ٹیبل کی مدد سے کہانی کے مختلف کرداروں کے علامتی و عملی کردار سے آ گہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ تاہم، اس کہانی کے حقیقی مفہوم تک رسائی کے لیے کافی غور وفکر کرنا ہوگا۔

وصف	کردار	عملی کردار
عقل	بادشاہ	دیارِ مغرب (ملک یونان) کا بادشاہ
دل	شہزادہ	عقل کا بیٹا
بدن	''عقل'' کا مضبوط قلعہ	
دماغ	''عقل'' کا محل	عدل وانصاف سے پُر رونق مقام۔
نظر	''دل'' کا جاسوس	چالاک، دانا، حکیم، مملکتِ بدن کا نگران، ادیب۔
توبہ	''رزق'' راہب کا بیٹا	اس نے ''غمزہ''، ''نظر'' اور ان کے ساتھیوں کو

وصف	کردار	عملی کردار
		روکنے کی کوشش کی مگرنا کام رہااور ’’عقل‘‘ کے حضور پہنچ کرتمام ماجرا سنایا۔
صبر	عقل کے لشکر کا امیر	’’عقل‘‘ نے ’’دل‘‘ کو رہا کیا اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جس کے امیر کا نام ’’صبر‘‘ تھا۔
وہم	’’دل‘‘ کا وزیر	دل کا ایک وزیر جو معبد کے قریب رہا کرتا تھا۔
خیال	’’حسن‘‘ کا خادم	’’نظر‘‘ کے ہمراہ دل کو لینے اس کے ملک گیا۔ ’’وہم‘‘ کی شکایت پر ’’عقل‘‘ نے ’’دل‘‘ ، ’’خیال‘‘ اور ’’نظر‘‘ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ ’’دل‘‘ اور ’’خیال‘‘ پکڑے گئے۔ ’’نظر‘‘ فرار ہوکر ’’حسن‘‘ کے حضور پہنچا اور ان کی گرفتاری کی خبر دی۔
مہر	عشق کا سپہ سالار	’’عشق‘‘ نے اپنے سپہ سالار ’’مہر‘‘ کو ’’دل‘‘ اور ’’صبر‘‘ کے مقابلے کے لیے بھیجا۔
آن	’’حسن‘‘ کا بھائی	اس نے کوہ قاف سے آکر ’’عقل‘‘ کے لشکر کو شکست دی اور ’’دل‘‘ کو گرفتار کیا۔
نسیم	’’دل‘‘ کی حامی	اس نے لشکرِ زلف کو منتشر کیا تھا۔
چاہِ ذقن		’’گلشنِ رخسار‘‘ کا ایک کنواں جہاں ’’دل‘‘ کو قید کیا گیا۔
وفا	سپہ سالار ’’مہر‘‘ کی بیٹی۔	’’حسن‘‘ نے ’’وفا‘‘ کے مشورے سے ’’شہر دیدار‘‘ کے نزدیک واقع اس کے ’’باغ دلکشا‘‘ اور اس کے ساتھ چشمۂ آشنائی پر ’’دل‘‘ کو ’’زلف‘‘ کے ذریعے پہنچا دیا تا کہ وہاں کے قصرِ وصال میں علاجِ دردِ فراق ہو سکے۔ ’’وفا‘‘، ’’ناز‘‘ اور ’’تبسم‘‘ کے تعاون سے ’’قصرِ وصال‘‘ میں ’’حسن‘‘ اور ’’دل‘‘ کی کئی رات ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

وصف	کردار	عملی کردار
غیر	دیو ”رقیب“ کی بیٹی	اس نے دھوکے سے ”دل“ سے ملاقات کی۔
رزق	راہب پیر	”رزق“ نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات کا سرچشمہ بہشت میں ہے اور دنیا میں اس کی نشانی رونے والی آنکھ کا حصول ہے۔
ہمت	بادشاہ	”ہمت“ نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات کا منبع دنیا میں ہے۔اس نے ”نظر“ کو آبِ حیات کا پتہ دیا اور اپنے بھائی ”قامت“ کے نام خط دیا تھا۔ جب وہ ”عقل“ اور ”دل“، ”عشق“ کے پاس گرفتار ہوئے تو ”ہمت“ نے ”عقل“ اور ”دل“ کا سمجھوتہ کرایا جس کے نتیجے میں ”عقل“ کو ”عشق“ نے وزیر بنالیا اور ”دل“ کی اپنی شاہزادی ”حسن“ سے شادی کر دی۔
ناموس	حکمران	”ناموس“ نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ آبِ حیات سے مراد عزت ہے۔ جس کی عزت و آبرو نہیں اسے قیامت تک کوئی یاد نہیں کرتا۔
عشق	بادشاہ	سرزمینِ مشرق کا بادشاہ۔
حسن	شہزادی	عشق کی بیٹی۔
شہرِ دیدار		کوہ قاف کا شہر۔
		”شہر دیدار“ کا باغ جس میں ”دہان“ نام کا چشمہ ہے۔ آبِ حیات اس چشمے میں مخلوط ہے۔ شہزادی ”حسن“ اس باغ میں آکر رہتی تھی اور آبِ حیات پیتی تھی۔
رقیب		”شہر سنگسار“ کا بادشاہ اور ”شہر دیدار“ کا نگران دیو۔
قامت	”ہمت“ کا بھائی	”حسن“ کے لشکر کا علم بردار۔
زلف	”حسن“ کا ایک امیر	ہندوستان کا ایک چابک دست کمند انداز جس نے ”مارپا“ سے نجات پانے اور ”شہر دیدار“ تک پہنچنے

وصف	کردار	عملی کردار
		میں ’’نظر‘‘ کی مدد کی۔
ناز	دائی	حسن کی دلسوز اور ہمدم دائی۔
غمزہ جادو	’’نظر‘‘ کا بھائی	’’نظر‘‘ کا بھائی جو ’’حسن‘‘ کے خادموں میں شامل ہو گیا تھا۔ شہزادی نے اسے تیر انداز مقرر کیا تھا۔

اگر کسی تحریر سے اخلاقی سبق اخذ نہ ہو سکے تو اسلامی اصولِ افادہ کے تحت وہ تحریر بے کار ہے۔ اس اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قصہ ’’حسن و دل‘‘ کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

ملک یونان میں ’’عقل‘‘ نام کا ایک بادشاہ تھا جس کی تمام دیارِ مغرب میں حکومت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ’’دل‘‘ نام کا ایک بیٹا عنایت فرمایا۔ ’’دل‘‘، ’’عقل‘‘ کے زیرِ تربیت پروان چڑھا اور حکمرانی کی صلاحیت حاصل کر لی۔ ’’عقل‘‘ بادشاہ کے مضبوط قلعے کا نام ’’بدن‘‘ تھا۔ بادشاہ نے ’’دل‘‘ کو اس میں بٹھایا۔ اس قلعے کے اوپر ’’دماغ‘‘ نام کا ایک دیدہ زیب محل تھا۔ یہ ’’عقل‘‘ کا معبد تھا۔ ’’دل‘‘ نے عدل و انصاف سے اسے پر رونق بنا دیا۔ ایک رات ’’دل‘‘ کی محفلِ خاص میں ’’آبِ حیات‘‘ اور اس سے ملنے والی ہمیشہ کی زندگی کا ذکر ہوا تو ’’دل‘‘ کو ’’آبِ حیات‘‘ تک پہنچنے کی طلب ہوئی۔ اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس نے ممکن حد تک رابطے کیے مگر سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ ’’دل‘‘ کا ایک چالاک جاسوس تھا۔ اسے ’’نظر‘‘ کہتے تھے۔ ’’نظر‘‘، مملکتِ بدن کا نگران تھا۔ ’’نظر‘‘ نے ’’دل‘‘ سے وعدہ کیا کہ وہ ’’آبِ حیات‘‘ کی تلاش میں دنیا بھر کی خاک چھان مارے گا۔ ’’دل‘‘ کی ہدایت پر ’’نظر‘‘، ’’آبِ حیات‘‘ کی تلاش میں نکل پڑا۔ وہ ’’عافیت‘‘ نام کے ایک خطے میں پہنچا اور وہاں کے جوان حکمران ’’ناموس‘‘ سے مل کر ’’آبِ حیات‘‘ کی طلب کا معاملہ بیان کیا۔ ’’ناموس‘‘ نے کہا، آبِ حیات سے مراد آبرو اور عزت ہے۔ جس کی عزت و آبرو نہیں، اسے قیامت تک کوئی یاد نہیں کرتا۔ ’’نظر‘‘ اس فلسفے سے مطمئن نہ ہُوا۔ وہاں سے وہ ایک پہاڑ کے دامن میں واقع ’زہد وریا‘ کی گھاٹی پر پہنچا اور وہاں ’’رزق‘‘ نام کے ایک راہب پیر کے معبد پر پہنچ کر، ان سے ملا اور ’’آبِ حیات‘‘ کے بارے میں پوچھا۔ ’’رزق‘‘ بولا، ’’آبِ حیات‘‘ کا سر چشمہ باغِ بہشت میں ہے اور دنیا میں اس کی نشانی، رونے والی آنکھ کا حصول ہے۔ اس لیے رونا چاہیے خواہ جھوٹ موٹ کا ہی رونا ہوتا کہ لوگ عقیدت کرنے

لگیں اور ارد گرد اکٹھے ہو جائیں۔ ’’نظر‘‘ کو ’’رزق‘‘ کا جواب اور ریاکاری پسند نہ آئی اور وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہاں سے وہ ایک صحرائی علاقے میں پہنچا جس کے جوان بادشاہ کا نام ’’ہمت‘‘ تھا۔ ’’ہمت‘‘ سے ’’نظر‘‘ کی ملاقات ہوئی تو ’’ہمت‘‘ نے بتایا کہ سرزمینِ مشرق کے بادشاہ کا نام ’’عشق‘‘ ہے۔اس کی نامور، بے نظیر اور حسین بیٹی کا نام ’’حسن‘‘ ہے۔ بادشاہ نے شہزادی کی خاطر کوہ قاف میں ایک شہر بنایا ہے جس کا نام ’’شہر دیدار‘‘ ہے۔اس شہر میں ایک بے مثل، بہشت نما باغ ہے جس کا نام ’’گلشن رخسار‘‘ ہے۔ ’’گلشن رخسار‘‘ میں ’’چشمۂ دہان‘‘ نام کا ایک خفیہ چشمہ ہے۔ ’’آبِ حیات‘‘ اس چشمے میں مخلوط ہے۔ ’’حسن‘‘ اپنے امرا و سپاہ کے ساتھ ’’گلشن رخسار‘‘ میں آتی ہے؛ محفلیں سجاتی ہے اور آبِ حیات پیتی ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لیے ’’شہر سنگسار‘‘ کو عبور کرنا ہوگا جس کا حکمران ’’رقیب‘‘ نام کا ایک دیو ہے اور وہ ’’عشق‘‘ بادشاہ کے حکم سے ’’شہرِ دیدار‘‘ کا نگران ہے۔ وہاں سے اگر کوئی گزر جائے تو اس کا سامنا ’’حسن‘‘ کے لشکر کے علم بردار ’’قامت‘‘ سے ہوگا جو کہ میرا (’’ہمت‘‘) کا بھائی ہے۔ وہاں سے گزر کر ’’مارپا‘‘ (سانپ کے سے پاؤں والے لوگوں) کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ’’ہمت‘‘ نے اپنے بھائی ’’قامت‘‘ کے نام ’’نظر‘‘ کو رقعہ دیا۔ ’’نظر‘‘ نے ’’شہرِ دیدار‘‘ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ راستے میں گرفتار ہُوا اور ’’رقیب‘‘ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے ’’رقیب‘‘ کو حیلے بہانے سے ہمنوا بنایا اور اس کے ساتھ ’’شہرِ دیدار‘‘ کی طرف چل پڑا۔ راستے میں وہ ’’قامت‘‘ کے باغ میں ٹھہرے۔ ’’نظر‘‘ نے ’’قامت‘‘ کو اس کے بھائی ’’ہمت‘‘ کا لکھا ہوا مکتوب دیا۔ ’’ہمت‘‘ نے ’’نظر‘‘ کی مدد کی۔اس طرح ’’نظر‘‘ کو ’’رقیب‘‘ سے آزادی ملی اور وہ ’’شہرِ دیدار‘‘ کی طرف بڑھا۔ راستے میں شاہزادی ’’حسن‘‘ کے ایک امیر ’’زلف‘‘ کی اس پر نظر پڑی۔ اس نے ’’مارپا‘‘ سے نجات پانے اور ’’شہرِ دیدار‘‘ پہنچنے میں ’’نظر‘‘ کی مدد کی۔ ’’شہر دیدار‘‘ کے چار گوشے تھے: عشوہ، کرشمہ، شیوہ اور شمائل۔ وہاں کی عجیب وغریب چیزیں دیکھنے کے بعد ’’نظر‘‘ ’’گلشن رخسار‘‘ میں آیا۔ وہاں اس کی ملاقات نازنین، ’’حسن‘‘ کے خال (تل) کے غلام بچوں سے ہوئی۔ انھوں نے ’’نظر‘‘ کو بتایا کہ وہ اُس باغ کی حفاظت پر مامور ہیں۔ ’’گلشن رخسار‘‘ میں ہی ’’نظر‘‘ کو اپنا بھائی ’’غمزہ‘‘ ملا جس کے توسط سے وہ شاہزادی ’’حسن‘‘ تک پہنچا۔ ’’نظر‘‘ کو ’’حسن‘‘ نے ایک قیمتی پتھر دکھایا جو ’’دل‘‘ کی صورت کا تھا۔ ’’نظر‘‘ نے اس سے ’’دل‘‘ کا تعارف کرایا۔ ’’حسن‘‘ نے اپنے خادم ’’خیال‘‘ کو ’’نظر‘‘ کے ہمراہ بھیجا کہ وہ ’’دل‘‘ کو لے آئے۔ ’وہم‘ کی شکایت پر ’’عقل‘‘ نے ’’دل‘‘، ’’خیال‘‘ اور ’’نظر‘‘ کو فوراً

قید کرنے کا حکم دیا۔ ''دل'' اور ''خیال'' تو پکڑے گئے مگر ''نظر'' فرار ہو کر ''حسن'' کے حضور پہنچا اور ان کی گرفتاری کی خبر دی۔ ''حسن'' نے ''غمزہ'' کو بلا کر ''نظر'' کے ہمراہ شہر بدن کو بھیجا کہ ''دل'' اور ''خیال'' کو آزاد کرا کر لے جائیں۔ راستے میں ''رزق'' راہب کے بیٹے ''توبہ'' نے اپنے لشکر کے ہمراہ ''غمزہ''، ''نظر'' اور ان کے ساتھیوں کو روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا اور ''عقل'' کے حضور پہنچ کر سب ماجرہ سنایا۔ ''عقل'' نے ''دل'' کو رہا کیا اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجا جس کے امیر کا نام ''صبر'' تھا۔ ''نظر'' اور ''غمزہ'' جادو کے ذریعے ''دل'' اور ''عقل'' کو ''شہر دیدار'' کے قریب لے گئے اور ''حسن'' کو ''دل'' کو لے آنے کا واقعہ بیان کیا۔ ''حسن'' نے اپنے باپ ''عشق'' کو شہرِ بدن کے بادشاہ ''عقل'' کی لشکر کشی کی خبر دی۔ ''عشق'' نے اپنے سپہ سالار ''مہر'' کو ان کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ ''غمزہ''، ''قامت'' اور ''زلف'' نے بہادری کے جوہر دکھائے۔ تیسری رات ''دل'' کی حامی ''نسیم'' نے لشکرِ ''زلف'' کو پریشان کر کے رکھ دیا۔ ''حسن'' کے خال ''ماموں'' نے ''حسن'' کے بھائی ''آن'' کو کوہ قاف سے مدد کے لیے بلایا۔ اس کی مدد سے ''دل'' گرفتار ہُوا اور ''عقل'' اور جملہ لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ ''دل'' کو ''گلشن رخسار'' کے ایک کنویں ''چاہ ذقن'' میں قید کیا گیا۔ ''عقل'' کو بیڑیاں پہنا کر اقصائے چین میں بھیج دیا گیا اور وہاں قید کر دیا گیا۔ ''عشق'' نے مشرق سے مغرب پر حملہ کیا اور شہر ''بدن'' پر قبضہ کر لیا۔ ''حسن'' نے سپہ سالار ''مہر'' کی بیٹی ''وفا'' کے مشورے سے، ''شہر دیدار'' کے نزدیک واقع اس کے ''باغ دلکشا'' اور اس کے ساتھ ''چشمہ آشنائی'' پر ''زلف'' کے ذریعے پہنچا دیا تا کہ وہاں کے ''قصرِ وصال'' میں علاج دردِ فراق ہو سکے۔ ''وفا''، ''ناز'' اور ''تبسم'' کے تعاون سے ''قصرِ وصال'' میں کئی رات ''حسن'' اور ''دل'' کی ملاقات ہوتی رہی۔ کسی طرح دیو ''رقیب'' کی بداخلاق، چغل خور بیٹی ''غیر'' کو ''حسن'' اور ''دل'' کی ملاقاتوں کا علم ہو گیا اور وہ ''حسن'' کی لاعلمی اور بے خبری میں ''حسن'' کی شکل اختیار کر کے ''دل'' سے ملنے لگی۔ ''حسن'' کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے ''دل'' کو زندان عتاب نامی وادی میں بھیج دیا۔ ''رقیب'' کو ''حسن'' اور ''دل'' کے تعلق کی خبر ہوئی تو اس نے ''دل''، ''تبسم'' اور ''نظر'' کو وہاں سے شہر سنگسار کے بیابان فراق میں واقع قلعہ ہجران نامی قید خانے میں لا کر بند کر دیا۔ اس دوران ''حسن'' کو ''دل'' پر ترس آ گیا اور دونوں میں خفیہ خط و کتابت کے ذریعے رابطہ ہو گیا۔ ''ہمت'' کو جب ''صبر'' سے بادشاہ ''عقل'' اور اس کی فوج کی شکست کی خبر ملی تو اس نے ''عقل'' اور ''دل'' کی آزادی کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں

''عقل'' اور'' دل'' کو رہائی ملی۔ ''عشق'' نے ''عقل'' کو اپنا وزیر اور '' دل'' کو اپنا داماد بنا لیا۔ اس کے بعد ''حسن'' اور'' دل'' عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک دن '' دل''، ''ہمت'' اور ''نظر'' کے ہمراہ ''گلشنِ رخسار'' کی سیر کر رہا تھا کہ ''سرچشمہ دہاں'' کے قریب سبزے کے بیچ میں ''آبِ حیات'' اور اس کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نظر آئے ۔ وہ ان کے حضور دو زانو ہو کر ادب سے بیٹھ گیا۔ انھوں نے طریقۂ فقر کی تعلیم دی، خدمتِ خلق کا گر سکھایا۔ ان کی تعلیمات پر عمل کر کے'' دل''، اس کے بیٹوں اور اعقاب نے ہمیشہ کی نیک نامی پائی۔

اس داستان کے آخر میں سیبک نیشاپوری نے بطور'' حاصل مطالعہ'' یا' حاصل کلام' حضرت خضر علیہ السلام کے زبانی فوز و فلاح سے بھرپور دائمی و ابدی حیات پانے کے لیے طریقۂ فقر اختیار کرنے اور خدمتِ خلق کرنے کی تعلیم دی۔ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ سے، ذاتِ باری تعالیٰ سے اور مخلوق سے مہر و وفا، صدق و صفا اور اخلاص کا رشتہ قائم کرے۔ اخلاقِ سیئہ سے بچ کر اور اخلاقِ حسنہ سے متصف ہو کر، تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن کرے۔ ہر طرح کی برائی سے بچے۔ نیکی کے کام کرے۔ مخلوقِ خدا کی ہر ممکن طریقے سے خدمت کرے اور اس طرح معرفت و قربِ الٰہی حاصل کر کے حیاتِ جاوداں حاصل کرے۔ (۱۱۹)

کہانی کے مصنف نے بزبانِ خضر علیہ السلام مختصر الفاظ میں کہانی کا اخلاقی سبق بیان کیا ہے۔ عام قاری کے لیے اس اخلاقی سبق کی تفہیم آسان بنانے کے لیے ضروری تھا کہ ڈاکٹر ریاض اس ضمن میں ضروری باتیں تحریر کر دیں۔ انھیں خود بھی اس بات کا احساس تھا، مگر انھوں نے یہ کام آئندہ کسی موقع کے لیے موقوف کر دیا۔ ان کے مضمون کے آخر پر دیے گئے حوالہ جات و حواشی کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعد میں کبھی فرصت کے لمحات میں داستان ''حسن و دل'' کے اسرار و رموز اور کرداروں کی موزونی پر بحث کرنا چاہتے تھے مگر اس کا انھیں موقع نہ مل سکا۔ (۱۲۰)

ڈاکٹر محمد ریاض سیبک فتاحی نیشاپوری کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے مبسوط تحقیقی مقالہ بھی لکھوانا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے کوشش بھی کی۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''......سیبک اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق شہرت حاصل نہ کر سکے۔ اب راقم الحروف کی کوشش سے ایک طالب علم ان کے بارے میں مبسوط تحقیقی مقالہ لکھنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔''(۱۲۱)

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ پہلی بار سہ ماہی اردو کے جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء کے شماروں (ج ۵۵

ش ۳) میں شائع ہوا تھا۔ یہی مقالہ بغیر کسی ردّ و بدل اور تبدیلی و اضافے کے، رومی کا تصورِ فقر' مطبوعہ ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر محمد ریاض اگست ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک وفاقی گورنمنٹ کالج ،ایچ۔8،اسلام آباد میں بطور قائم مقام پرنسپل خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں کوشش و دریافت سے بھی اس بات کا تعین نہیں ہوسکا کہ ان ایام میں وہ کس تعلیمی ادارے کے اور کس طالب علم سے اس موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھوانے کی سعی کرتے رہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں ہی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع کیا گیا۔ وہ وہاں ۱۹۸۱ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کم و بیش چودہ (۱۴) سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ شعبہ اقبالیات میں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک ایم فل اقبالیات کے اڑتالیس (۴۸) مقالات پایہ تکمیل کو پہنچے۔ ۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۴ء کے اختتام تک ان کی نگرانی میں کل بارہ (۱۲) تحقیقی مقالات تکمیل کو پہنچے۔ ان سب مقالات اور ۲۰۱۵ء تک کی فہرست کے مطابق ابھی تک اس موضوع پر تحقیق نہیں ہوئی ہے۔

معیارِ ترجمہ:۔ رسالہ 'حسن و دل' کے فارسی متن سے ڈاکٹر محمد ریاض کے اردو ترجمے کے موازنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ترجمہ اصل متن کے مطابق اور عین درست ہے۔ ترجمہ لفظی مگر رواں ہے۔ تاہم، ترجمے میں بعض مقامات پر مشکل (اردو و فارسی) الفاظ کے استعمال سے اسے سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ اس ضمن میں رسالہ 'حسن و دل' کے شروع ، درمیان اور آخر کے مختلف مقامات سے چند فارسی عبارات اور ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

(1)

امارا وی گوید کہ نظر را برادری بود بغایت تندخو، نام او ''غمزۂ جادو'' ودر خردسالی از نظر جدا رفتہ و گرفتار اھل یغما از خطار فتہ؛ آخر بملازمت حسن افتادہ وحسن او را بر تیر اندازان سروری دادہ۔ از قضا آن لحظہ کہ نظر نظارۂ گلشن رخسار می نمود، غمزہ درمیان نرگس زار مست افتادہ بود، چون نظر را دید باز نشناخت۔ برخاست وتیغ بر سر او افراخت وگفت: چہ کسی واز کجایی کہ درین گلشن بیگانہ می نمایی کہ بجہت دزدی از طریق خیانت می آیی؟

القصہ، نظر را بقصد کشتن، غمزہ بدمست جامھا از تن برکند و چشمش را بربست۔ (۱۲۲)

لیکن قصے کے راوی نے ایک اور بات یہاں کہی ہے:۔ کہتے ہیں کہ ''نظر'' کا ایک سخت مزاج بھائی

تھا۔اسے غمزہ جادو کہتے تھے۔ (۲۱) وہ بچپن میں نظر سے جدا ہو گیا۔اور غارت گروں نے اسے ختا پہنچادیا۔مگر اتفاق سے وہ بھی ''حسن'' کے خادموں میں شامل ہو گیااور شاہزادی نے اسے تیر اندازوں کا منصب بخشا۔ ''نظر'' جس وقت ''گلشن رخسار'' کی گلگشت کر رہا تھا، ''غمزہ'' اس وقت نرگس زار میں مست پڑا تھا۔وہ ''نظر'' کو پہچان نہ سکا اٹھا اور ''نظر'' کے سر پر شمشیر رکھ کر بولا: تو کون ہے؟ اور اس اجنبی باغ میں کیا چوری اور غارت گری کرنے آیا ہے؟ قصہ کوتاہ مست غمزہ نے ''نظر'' کی آنکھیں بند کر دیں اور اس کے کپڑے اتار دیے تا کہ اسے قتل کر ڈالے۔ (۱۲۳)

(2)

اما راوی گوید کہ خاتم یاقوت کہ حسن بدل فرستادہ بود و دل آنرا بنظر دادہ بود؛ خاصیت آن خاتم آن بود کہ ھرکرا آن خاتم دردھان بودی از چشم مردم نھان بودی و خاصیت دیگر آنک ھرکرا آن خاتم ھمراہ بودی چشمۂ آبِ حیات بچشم او نمودی؛ پس نظر آن خاتم را دردھان نھان کرد و روی بجانب شہر دیدار آورد و باندک مدتی بگلشن رخسار رسید و چشمہ فم را درمیان گلزار بدید، قصد کرد کہ آز آن چشمہ شربتی نوشد و از عمر جاودانی لذتی یابد؛ از قضا چون نظر دھان بگشاد و خاتم از دھانش در چشمہ افتاد و عجبتر آنکہ چون خاتم از دھان نظر در چشمہ روان شد چشمہ نیز از نظر پنہان شد۔ (۱۲۴)

راوی اب کہتا ہے کہ ''حسن'' نے ''دل'' کے لیے جو یاقوتی انگوٹھی بھیجی تھی، اور جسے ''دل'' نے ''نظر'' کو دے رکھا تھا، اس کی ایک خصوصیت تھی: جو کوئی اسے منہ میں رکھتا، وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا۔دوسرے یہ کہ جس کسی کے پاس وہ انگوٹھی ہوتی اسے ''آبِ حیات'' کا چشمہ نظر آنے لگتا تھا۔ ''نظر'' نے وہ انگوٹھی منہ میں ڈالی اور ''شہر دیدار'' کی طرف بھاگ نکلا۔وہ جلد ہی ''گلشن رخسار'' میں پہنچا اور اس باغ میں ''چشمۂ دہان'' کو دیکھنے لگا۔ارادہ کیا کہ آب حیات ، پیے اور عمر جاودانی سے بہرہ مند ہو، مگر اتفاق سے جب اس نے منہ کھولا تو انگوٹھی چشمے میں جا گری۔تعجب کی بات ہے کہ انگوٹھی کے گرتے ہی چشمہ اس کی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ (۱۲۵)

(3)

چون مھر پیش عشق رسید و عشق قصہ گرفتار شدن عقل و دل بشنید ، فرمان داد عقل را، کہ زلف بچنگ آوردہ و زنجیر کردہ، بجانب چین رواں کند و بند کردہ و در زندان کند۔

عشق چون این طرح بینداخت، از مشرق بمغرب تاخت و شھر بدن را تخت گاہ خود ساخت و انواع اساس انداخت۔ (۱۲۶)

بہر حال ''مہر'' جب ''عشق'' کے حضور گیا اور ''عشق'' نے ''عقل'' اور ''دل'' کی گرفتاری کا حال سنا، تو اس نے ''عقل'' کے بارے میں جسے ''زلف'' نے گرفتار کیا تھا حکم دیا کہ اسے بیڑیاں پہنا کے اقصائے چین بھیجیں اور وہاں قید کر دیں۔ اس کے بعد ''عشق'' نے مشرق سے مغرب پر حملہ کیا اور شہر ''بدن'' میں اپنا تخت جمایا۔ (۱۲۷)

(4)

حسن را این تدبیر موافق افتاد و درھمان شب زلف را فرمان داد کہ امشب دلرا از چاہ ذقن برھان و بباغ دلکشا و چشمہ آشنایی برسان۔

پس زلف عزم چاہ ذقن کرد و کمند انداخت و دلرا از چاہ برآورد و درشب بگردن نشانید و بباغ و چشمہ رسانید۔ القصہ، چون دل بعد یک ماہ از چاہ زندان رسید بباغ و بستان ساعتی درگرد آن باغ ھمچو آب گشت۔ درمیان ریاحین لحظہ یی دلش درخواب رفت، از قضا حسن نیز از قفای دل عزیمت باغ کرد و باوفا و ناز روی بگلشن آورد؛ چون ساعتی در اطراف باغ گردید ناگاہ بسر بالین دل رسید۔ سر دل در کنار خود نھاد و قطرات آب از چشم بگشاد و چون اشک حسن بروی دل رسید خواب از چشم دل برمید و چون دل چشم بگشاد سر خود را در کنار حسن دید نعرہ یی بزد و بیھوش شد و در خاک درغلطید، پس حسن او را بخیال و نظر بگذاشت و راہ قصر وصال برداشت۔ (۱۲۸)

''حسن'' کو ''وفا'' کی تدبیر راس آئی۔ اس نے اسی رات ''زلف'' کو حکم دیا کہ ''دل'' کو ''چاہ ذقن'' سے آزاد کرے اور اسے ''باغ دلکشا'' اور ''چشمہ آشنائی'' میں پہنچائے۔ ''زلف'' نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اس نے ''چاہ ذقن'' کا عزم کیا، وہاں کمند ڈالا، اور ''دل'' کو باہر لایا، رات کو اسے گردن پر بٹھایا اور باغ و چشمہ تک پہنچایا۔ ''دل'' ایک ماہ کی قید کے بعد جب یہاں آیا، تو پانی کی طرح باغ کے گرد رواں ہوا مگر گل ریحاں پر گلگشت کرتے ہوئے سو سا گیا۔ اتفاق سے ''حسن'' بھی ''وفا'' اور ''ناز'' کو ساتھ لیے باغ میں آنکلی۔ وہ کچھ دیر تک سیر کرتی رہی اور اتنے میں ''دل'' کے سرہانے آگئی۔ اس نے ''دل'' کا سر اپنی آغوش میں لیا اور رونے لگی۔ ''حسن'' کے آنسو ''دل'' پر گرے اور وہ بیدار ہو گیا۔ آنکھ کھول کر اس نے جب اپنے سر کو ''حسن'' کی گود میں دیکھا تو فریاد بلند کی۔ بے ہوش ہو گیا اور مٹی پر لوٹنے لگا۔ ''حسن'' اسے ''خیال'' اور ''نظر'' کے پاس اسی حال میں چھوڑ کر ''قصرِ وصال'' کو چل دی۔ (۱۲۹)

اغلاط:۔ تحقیقی مقالہ ''سیبک فتّاحی نیشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل'' میں کچھ منطقی و متنی اغلاط بھی نظر

آئیں۔

1۔ مقالے کے صفحہ نمبر ۱۶۱ پر حوالہ نمبر ۴ نہیں دیا گیا جبکہ حواشی اور حوالے میں حوالہ نمبر ۴ کا متن دیا گیا ہے۔

2۔ اس مقالے میں سالِ تصنیف ''دارخرم'' اصل سنِ تصنیف کے مطابق نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''مثنوی ''دستورِ عشاق'' کا سالِ تصنیف ''دارخرم'' ۸۴۰ ہجری ہے۔

پی این روضۂ بستانِ عالم   چہ تاریخ تمامش؟ ''دارخرم'' (۱۳۰)

علمِ جُمل کے مطابق ''دارخرم'' کی عددی قیمت ۸۴۰ نہیں بلکہ ۱۰۵۴ ہے۔ جبکہ لفظ ''خرم'' کی عددی قیمت ۸۴۰ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

د	ا	ر		خ	ر	م
۴	۱	۲۰۰		۶۰۰	۲۰۰	۴۰
۲۱۴			+	۸۴۰		

= ۱۰۵۴

اس لحاظ سے مذکورہ مثنوی کا سالِ تصنیف لفظ ''خرم'' سے نکلتا ہے نہ کہ ''دارخرم'' سے۔

3۔ صفحہ نمبر ۱۶۵ پر حوالہ نمبر ۱۵ کے بجائے ۵ لکھا ہوا ہے۔

4۔ صفحہ نمبر ۱۶۴ پر 'مباحث' کے بجائے 'مباحت'؛ صفحہ نمبر ۱۷۱ پر 'زہد وریا' کے بجائے زہد دریا؛ صفحہ نمبر ۱۷۲ پر 'بتائیں' کے بجائے بتاتیں' اور صفحہ نمبر ۱۸۲ پر 'ناز' کے بجائے 'نار' لکھا ہے۔

5۔ 'حواشی اور حوالے' کے عنوان کے تحت دیے گئے حواشی اور حوالہ جات میں بھی کچھ اغلاط نظر آئی ہیں۔ مثلاً

حوالہ ۴ میں لفظ 'شمسی' کے بجائے 'سمسی' لکھا ہے۔

حوالہ ۵ میں 'بحثوں' کے بجائے 'بحثوی' لکھا ہے۔

حوالہ ۱۳ میں R.S. GREEN SHEILD کے بجائے R.S.GREEN SHIELV لکھا ہے۔

۱۹۷۹ء میں مطبوعہ اس مقالے کا حوالہ ۴ اس طرح سے دیا گیا ہے:

ARTHUR BROWNE کا ترجمہ ۱۸۰۱

DR.RUDOLF اور جرمن از ۱۸۲۸ کا DUBLIN WILLIAM PRICE
DUORAK(۱۸۸۹ء)(۱۳۱)

''رومی کا تصور فقر'' میں شامل اس مقالے کا حوالہ ۱۴ اس طرح سے دیا گیا ہے:

PUBLIN 1801 کا ترجمہ ARTHUR BROWNE DR.RUDOLF
اور 1828 کا WILLIAM WILLIAM PRICE(1889-DURAK)
جرمن (۱۳۲)

۱۹۷۹ء کو شائع ہونے والے اس مقالے کا حوالہ ''رومی کا تصور فقر'' میں بالکل غلط لکھا گیا ہے۔

6۔ حوالہ ۱۶ کے تحت ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''بعض حضرات نے غلطی سے لطائف لامعی کو سیپک کی تصنیف قرار دیا ہے۔(۱۳۳)

اگر اس حوالے میں واضح کر دیا جاتا کہ کس تحقیق سے ثابت ہُوا کہ لطائف لامعی، سیپک کی نہیں بلکہ کسی اور کی تحقیق ہے تو حوالہ زیادہ تسلی بخش ہو جاتا۔

7۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں فارسی و اردو زبان کے بہت سے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن کے اگر ترجمے کے آخر پر معانی یا مفاہیم دے دیے جاتے تو عام قارئین کے لیے نفسِ مضمون سمجھنا آسان ہو جاتا۔ مثلاً صفحہ نمبر ۱۶۳ پر لفظ 'انشعابات'، صفحہ نمبر ۱۶۷ پر 'مسجّع و موجز' صفحہ نمبر ۱۷۰ پر اسجاع، صفحہ نمبر ۱۷۴ پر 'جور و مرور'، صفحہ نمبر ۱۷۹ پر 'تلویحاً، صفحہ نمبر ۱۷۵ پر 'جزع یمانی'، صفحہ نمبر ۱۷۸ پر 'دعائے سیفی'، وغیرہ وغیرہ۔

8۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس تحقیقی مقالے میں سیپک فتاحی نشاپوری کی علمی وادبی خدمات کے حوالے سے اٹھاسی (۸۸) فارسی اشعار دیے ہیں مگر کسی ایک شعر کا بھی اردو میں ترجمہ یا مفہوم نہیں دیا۔ اس کے برعکس ایران کے ایک فارسی مجلّے میں رسالہ 'حسن و دل' کا فارسی متن اور کچھ مضامین دیے گئے ہیں۔ اس مجلّہ میں رسالہ 'حسن و دل' میں استعمال ہونے والے ستاسی (۸۷) مشکل الفاظ کے الف بائی ترتیب میں معانی دیے گئے ہیں۔

07۔شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار

یہ مقالہ سہ ماہی ادبیات کے شمارہ ۱۹، جلد ۵، مطبوعہ بہار ۱۹۹۲ء کے صفحات نمبر ۲۸۲ تا ۲۹۲ پر شائع ہُوا ہے۔ اپنے گیارہ صفحات پر مشتمل اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے فارسی زبان کے عظیم شاعر ابوالقاسم فردوسی طوسی (م ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ) کی مشہورِ زمانہ، عظیم مثنوی ''شاہنامہ فردوسی'' کا جامع تعارف کرایا ہے۔ انھوں نے اس مثنوی کے حوالے سے ان عظیم اخلاقی امور کا ذکر کیا ہے جن کی فردوسی نے مختلف داستانوں کے حوالے سے تعلیم دی ہے۔ یہ مثنوی کم و بیش ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے اور اسے مکمل کرنے میں قریباً تیس پینتیس سال لگے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہنامہ فردوسی'' کے مختلف مطبوعہ نسخوں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ ۱۹۹۰ء کو یونیسکو نے ''سالِ فردوسی'' قرار دیا اور اس سال دنیا کے مختلف ممالک میں فردوسی کی یاد میں اور ان کے شاہنامہ کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں مقالات پیش کیے گئے۔ ۱۹۹۰ء کے آخری عشرے میں تہران میں بھی بین الاقوامی فردوسی کانگریس منعقد ہوئی جس میں کوئی ڈیڑھ سو غیر ملکی مندوب شامل ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شاہنامہ فردوسی ایک بہت بڑا ادبی شاہکار ہے۔ اس میں حکمت و دانش، رمز و ایما، جہانگیری اور بہتر زندگی گزارنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ شاہنامہ میں حمد خداوندی بھی ہے۔ کئی اشعار اخلاقی، فلسفیانہ، معاشرتی، تمدنی اور سیاسی مضامین پر مشتمل ہیں۔ عظیم نعمتِ خداوندی، عقل و دانش کی فردوسی نے بے نظیر انداز سے تعریف کی ہے۔ فردوسی ان شعرا میں شامل ہے جنہیں حکیم کہا جاتا ہے۔ فردوسی نے حکمت و دانش کی تعلیم دیتے ہُوئے بعض مشہور عقلاء (نوشیرواں، دانش مند وزیر بوزرجمہر، حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے قضا و قدر کے عقدے وا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہدِ مسلسل، عملِ پیہم، برے اخلاق سے بچنے اور پاکبازی اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔ انھوں نے مختلف واقعات کے حوالے سے حکمت و دانش کی تعلیم دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ غرور کا سر نیچا ہوتا ہے۔ جس کسی نے بھی برائی کی، اسے جلد یا بدیر انجامِ بد سے دوچار ہونا پڑے گا۔ فردوسی کی انھی اعلیٰ تعلیمات اور شاعرانہ چابک دستی کی وجہ سے انھیں عالمی شاعر قرار دیا گیا ہے۔ کسی شاعر کا یہ قطعہ بہت مشہور ہے کہ جس

طرح انوری قصیدے اور سعدی غزل میں ممتاز ہیں، وہی کیفیت مثنوی میں فردوسی کی ہے ۔

در شعر سہ تن پیمبرانند ہر چند کہ لانبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی (۱۳۴)

عظیم شعرا بھی فردوسی کے اشعار کی تضمین خاص عنوان سے کرتے رہے ہیں ۔مثلاً شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی ''بوستان'' میں رحم ورحمدلی کے بیان میں ''شاہنامہ'' کے ایک شعر کی اس طرح تضمین کی ہے ۔

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت برآں تربت پاک باد!
میازار مورے کہ دانہ کش است کہ جاں دارد وجان شیریں خوش است (۱۳۵)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فردوسی کے ایک شعر کی ''خودی'' کے عنوان سے اس طرح تضمین کی ہے ۔

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض
یہ کہتا ہے فردوسی دیدہ ور عجم جس کے سرمے سے روشن بصر
ز بہرِ درم تند و بدخو مباش تو باید کہ باشی، درم گو مباش (۱۳۶)

''شاہنامہ فردوسی'' میں موجود اخلاقی تعلیمات کی قدر و قیمت کے پیشِ نظر بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ فردوسی کا یہ بیان تعلّی نہیں، بلکہ حقیقت ہے ۔

بناہائے آباد گردد خراب ز باران وز تابشِ آفتاب
پی افگندم از نظم کاخی بلند کہ از باد و باراں نیابد گزند
نمیرم ازیں پس کہ من زندہ ام کہ تخمِ سخن را پراگندہ ام
ہر آنکس کہ دارد ہش و رای و دیں پس از مرگ بر من کند آفریں (۱۳۷)

ترجمہ: آباد عمارات بارش اور تمازت آفتاب سے ویران ہوجاتی ہیں۔ مگر میں نے شاعری کا ایک اونچا محل تعمیر کیا ہے جسے ہوا اور بارش سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے چونکہ اعلیٰ شاعری کا ایک بیج بویا ہے، میں اس کے بعد زندہ رہوں گا اور مروں گا نہیں۔ جس کسی میں عقل و ہوش، قوتِ فیصلہ اور دین داری ہوگی، وہ میرے مرنے کے بعد میری توصیف ہی کرے گا۔ (۱۳۸)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ایک سو دس فارسی اشعار اور دو اردو اشعار کی مدد سے اپنا نقطہ نظر اچھی طرح واضح کردیا ہے۔ فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ زیادہ تر اشعار کے

حوالہ جات بھی نہیں دیے گئے۔

مقالات ومضامین میں تاریخی واقعات وشخصیات کے سلسلے میں دی گئی معلومات کی تصدیق کے لیے حوالہ جات دینا ضروری ہوتا ہے تاکہ محققین کے لیے آسانی رہے۔اسی طرح فارسی اشعار کے ترجمے کا التزام بھی ضروری ہے۔

زیادہ تر مجلّات میں شائع شدہ مقالات ومضامین میں پروف خوانی کی بہت سی اغلاط نظر آتی ہیں۔خصوصاً فارسی اشعار کی کمپوزنگ اور پروف خوانی میں بہت زیادہ بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔اس وجہ سے مصنف ومترجم کی محنت بھی رائیگاں جاتی ہے۔

اس مقالے میں ''توضیحات اور ماخذ'' کے عنوان سے ۱۳عدد حوالہ جات وتوضیحات دی گئی ہیں مگر اصل مقالے میں حوالہ جات نمبر۱۰ تا۱۳نہیں دیے گئے۔ فارسی اشعار کی کمپوزنگ بھی درست نہیں۔الفاظ میں فاصلہ کم وبیش ہونے کی وجہ سے انھیں شناخت کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ے خدا وند نام و خدا وند جائے خدا وند روزی ده و رہنمای (۱۳۹)
نبد دادگر ترز نوشین روان که بادا همیشه روانش جواں (۱۴۰)

پہلے شعر میں لفظ''خداوند'' دو حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ لکھ دیا گیا ہے۔دوسرے شعر کے پہلے مصرعے میں الفاظ کی بے ترتیبی قابلِ ملاحظہ ہے۔

قابلِ تحقیق امور:۔''فردوسی کا تصورِ اخلاق''،''اقبال اور فردوسی کے افکار اور تصورِ اخلاق (تقابل و موازنہ)''،''شاہنامہ فردوسی کا موضوعاتی مطالعہ'' کے عنوانات پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔

08۔فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)''، ماہنامہ ''فاران'' کراچی کی جلد ۲۱، شمارہ ۶، اشاعت ستمبر ۱۹۶۹ء کے صفحہ نمبر ۴۴ تا ۴۶ پر شائع ہوا تھا۔اس میں انھوں نے شہر آشوب کے موضوع پر ڈاکٹر محمد جعفر کے ایک ضمیمے، ڈاکٹر سید عبداللہ کے ایک مقالے اور احمد گلچیں معانی کی کتاب ''شہر آشوب در شعر فارسی'' کے مندرجات کا اجمالی ذکر کیا ہے تا کہ محقق ان تاریخی شہر آشوبوں سے خاطر خواہ استفادہ کر سکیں۔پاکستان کے نامور محقق اور عالم ڈاکٹر سید عبداللہ نے ''شہر آشوب کی تاریخ'' کے عنوان سے اردو میں ایک مبسوط مقالہ لکھا تھا جو ''مباحث''، لاہور ۱۹۶۵ء میں طبع ہوا تھا۔اس میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے فارسی، اردو، عربی اور ترکی شہر آشوبوں کا ذکر کیا تھا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس اردو مقالے کے چیدہ چیدہ حصے فارسی میں ترجمہ کر کے تہران یونیورسٹی کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر محمد جعفر محجوب کو بھیجے جو پہلے ہی شہر آشوب پر ایک مختصر نوٹ اور مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ ہجری) کے مبسوط شہر آشوب کا تحلیل و تجزیہ لکھ چکے تھے۔انھوں نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحقیقات سے استفادہ کیا اور اس موضوع پر ایک ضمیمہ تحریر کیا۔ان کا یہ ضمیمہ تقریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔اس ضمیمے میں انھوں نے مشہور اردو شاعروں کے شہر آشوبوں کا بھی ذکر کیا۔اپنے اس ضمیمے میں انھوں نے ڈاکٹر سید عبداللہ کی تحقیقات سے اتفاق کیا۔وہ ڈاکٹر سید عبداللہ کی اس تعریف (شہر آشوب) سے خاص طور پر بڑے متاثر ہوئے تھے۔انھوں نے لکھا:

> ''دراصل کسی نظم کا شہر آشوب کی صف میں شامل ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں چند بنیادی اوصاف و شرائط موجود ہیں۔اولین شرط اس نظم کی یہ ہے کہ اس میں کسی شہر (یا ملک) کے مختلف طبقوں کا تذکرہ ہو، علی الخصوص کاریگروں اور پیشہ وروں کا ذکر۔دوسری شرط اس نظم کی یہ ہے کہ اس میں اقتصادی اختلال یا کسی حادثے کی وجہ سے سیاسی اور مجلسی پریشانی کا ذکر ہو۔ابتدائی زمانے کے شہر آشوبوں میں پہلی صفت غالب تھی مگر بعد میں دوسری صفت بھی شہر آشوب کے ساتھ لازم ہوگئی۔''(۱۴۱)

ڈاکٹر محجوب نے قدیم ترین شہر آشوب کے بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی درج ذیل تحقیقات و آرا سے اتفاق کیا اور اپنے مقالے میں ان کا حوالہ دیا۔ڈاکٹر سید عبداللہ کے حوالے سے وہ لکھتے

ہیں:

''مسعود سعد سلمان (۴۳۸۔۵۱۵ء) کے دیوان (طبع ایران) میں ایک نظم شہر آشوب موجود ہے، جس کے بندوں کی تعداد حروف تہجی کے مطابق ہے، ہر بند میں تعداد اشعار اور بحر مختلف ہے۔لیکن الف سے یا تک سب ردیفیں ہیں اور ہر بند میں کسی نہ کسی طبقے کے محبوب کا ذکر ہے۔شاید قدیم ترین شہر آشوب یہی ہے، ممکن ہے ہندی اثرات کے تحت لکھا گیا ہو۔''(۱۴۲)

''بہر حال یہ نکتہ قابلِ غور و توجہ ہے کہ پہلے شہر آشوب کو ایک لاہوری شاعر یعنی برصغیر کے ایک باشندے نے لکھا ہے اور اس کے بعد صدیوں تک فارسی شعرا کے دواوین میں شہر آشوب کا نام و نشان نہیں ملتا۔ فارسی شہر آشوب لکھنے کا رواج اُس وقت شروع ہوا جب ایرانی شعراء کی بھاری تعداد ہندوستان جانے لگی ۔مؤلف ''مباحث'' کی نظر میں اکبر اور جہانگیر کے عہد میں ایرانی شاعروں نے جو شہر آشوب ایران میں لکھے اور ہندوستان لائے وہ تذکرہ نگاروں کی آراء کے مطابق ، ہزلیہ اور ہجویہ مضامین کے حامل تھے، اور ممکن ہے ایرانی شاعروں نے ایسے اشعار ہندوستانی ماحول سے متاثر ہو کر لکھے ہوں ۔صفوی دور کے بہت سے شعرائے فارسی نے ایران میں رہ کر شہر آشوب لکھے تو ہیں، مگر ایسے شاعروں کی اکثریت آخر کار برصغیر میں جا پہنچی ہے۔ برصغیر میں فارسی اور اردو کے متعدد شہر آشوب لکھے گئے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ چنانچہ ایک معاصر شاعر مرحوم علامہ محمد کیفی (م ۱۹۵۶ء) نے متعدد شہر آشوب لکھے اور اس فن کو ترقی دے کر ''عالم آشوب'' کا عنوان دیا ہے..''(۱۴۳)

ڈاکٹر محجوب نے اپنے ضمیمے میں کئی فارسی شاعروں کے شہر آشوبوں کا ذکر کیا اور نمونے پیش کیے جن میں سے بعض برصغیر سے تعلق رکھتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

''ایک دلچسپ شہر آشوب نعمت خاں عالی (م ۱۱۲۱ھ) کا ہے، شاعر محی الدین اورنگزیب عالمگیر کے فوجی جوانوں کی فلاکت زدگی اور ناداری کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔

درایں ملک امروز کس را نیست سامانی — چو گنج افتادہ اند اہل ہنر در کنج ویرانی

بہ سرحدی رسیدہ خلق را افراط ناداری — کہ معنی ہم ندارد ایں زماں حرف سخن دانی

سپاہی ہم بہ میدان قناعت می کند جولان — ز شمشیر و سپر دارم دم آب و لب نانی

محاسب سال را بنوشت ماہ و روز در دفتر — برای آن کہ معلومش نشد شوال و شعبانی

(ص ۶۹۸)

ایک دوسرا دلچسپ شہر آشوب وحید قزوینی (م ۱۱۲۰ ہجری) کا ہے، جس کے ۵۴۴ ابیات میں سے صرف چند کو شامل کیا گیا اور مولف پورے شہر آشوب کو جداگانہ چھاپنے کا اہتمام فرما رہے ہیں۔

شاعر اس میں ہنرمند معشوقوں کا ذکر اور ان کی چالاکی و بدحالی پر اظہار افسوس کرتا ہے۔''(۱۴۴)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر محجوب کے ٹھیک ایک سال بعد دی ماہ ۱۳۴۴ش میں تہران سے ہی مشہور ایرانی محقق اور پاکستان دوست مصنف احمد گلچیں معانی نے ۱۴۸ صفحات پر مشتمل ''شہر آشوب در شعر فارسی'' کے عنوان سے شہر آشوب کے موضوع پر کتاب شائع کی۔ اس کتاب میں احمد گلچیں معانی نے ۳۹ فارسی شاعروں کے شہر آشوبوں کا ذکر کیا اور نمونے دیئے ہیں، ان میں بعض کا تعلق برصغیر سے ہے یعنی وہ حضرات جن کے نتائج افکار سے اُردو کو براہِ راست حصہ ملا ہے، مثلاً (مسعود سعد سلمان کے علاوہ) امیر خسرو دہلوی (م ۷۲۵ھ) جن کی متعدد رباعیات یہاں درج ہیں)، فیض اکبر آبادی (۱۰۰۴ ہجری)، عبدالحکیم عطا تتوی (۱۱۱۸ھ)، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (۱۱۳۳ یا ۱۱۳۴ ہجری)، احمد یار خاں یکتا خوشائی لاہوری (۱۱۴۷ ہجری) اور میرزا محمد بخش آشوب شاہجہاں آبادی (۱۱۹۹ھ) وغیرہ

ایران کے چند دوسرے اساتذہ کے شہر آشوبوں کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ ان میں اوحدالدین انوری ابیوروی (۵۸۷ھ تقریباً) حکیم شفاہی (۱۰۳۷ھ) اور تقی الدین اوحدی بلیانی صاحب تذکرہ ریاض الشعراء وغیرہ قابل ذکر ہیں۔(۱۴۵)

مندرجہ بالا گزارشات کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ شہر آشوب کے موضوع پر مندرجہ بالا تینوں گراں قدر ماخذ قابلِ مطالعہ ہیں۔ امید ہے کہ محقق حضرات ان تاریخی شہر آشوبوں سے خاطر خواہ استفادہ کریں گے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں مختلف ماخذ اور ان کے صفحات نمبر متعلقہ اقتباسات کے ساتھ ہی دیے گئے ہیں جن سے حوالہ جات کے بارے میں تسلی بخش معلومات فراہم نہیں ہوتیں۔ مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ کے مقالے کے ذکر کے ساتھ بطور حوالہ لکھا ہوا ہے، ''مباحث، لاہور ۱۹۶۵ء''۔ اب مجلّہ یا کتاب ''مباحث'' کے بارے میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اس کا مدیر اور پبلشر کون ہے۔ اسی طرح دیگر اقتباسات کے بارے میں بھی تسلی بخش حوالہ جات نہیں دیے گئے۔ مضمون میں چار فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ محقق گلچیں معانی کی تحقیق پر انتقاد بھی دیا گیا ہے مگر کئی بار مطالعہ کرنے کے بعد بھی واضح نہیں ہوتا کہ ''گلچیں معانی'' کی تحقیقات پر کس وجہ سے یا ان کے کس نقطۂ نظر پر تنقید کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ مضمون میں وحید قزوینی کے ۵۴۴ ابیات پر مشتمل شہر آشوب کا

ذکر کیا ہے۔ڈاکٹر محمد جعفر محجوب کے مطبوعہ مقالے ''سبک خراسانی درشعر فارسی'' کے مطابق مذکورہ شہر آشوب کے خالق کا مکمل اور درست نام ''وحید قزوینی'' نہیں بلکہ ''طاہر وحید قزوینی'' ہے اور یہ شہر آشوب ۵۴۴ ابیات پر نہیں بلکہ ۵۶۶ ابیات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر محمد جعفر محجوب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''یک شہر آشوب تام وتمام دیگر متعلق بہ میرزا طاہر وحید قزوینی وزیر معروف دوران صفوی است.... این شہر آشوب بالغ بر ۵۶۶ بیت است ... شہر آشوب وحید قزوینی ازنمونہ ھای، نادر این نوع شعر است کہ بہ تمامی بہ دست مارسیدہ ونگارندہ امیدوار است کہ تمامی آن راجداگانہ تصحیح ومقابلہ کند وانتشار دھد .....''(۱۴۶)

مندرجہ بالا اقتباس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیرِ تبصرہ مضمون میں دیے گئے اقتباسات اور مندرجات کی بغیر تصدیق کے تائید نہیں کی جاسکتی۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون شہر آشوب کے بارے میں قیمتی آرا اور معلومات پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر ''شہر آشوب کی تاریخی وسماجی حیثیت'' پر تحقیق کرائی جاسکتی ہے۔

09۔ ''گلشن راز'' اور اس کی ایک ناتمام شرح

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) دائرہ معین المعارف کے سہ ماہی رسالہ ''بصائر'' جلد ۸، شمارہ ۴۔۳ کا بابت جولائی و اکتوبر ۱۹۷۱ء میں صفحہ نمبر ۱۱ تا ۲۲ پر شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شیخ سعد بن محمود شبستری تبریزی اور ان کی منظوم تصنیف ''گلشنِ راز'' اور ''گلشنِ راز'' کی چند ایک معروف شرحوں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے ''گلشنِ راز'' کی ایک ناتمام و نامعلوم شرح پر تبصرہ تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ سعد بن محمود شبستری تبریزی (۶۸۷۔۷۲۰ھ/۱۲۸۸۔۱۳۲۰ء) ایک باکمال عالم اور نابغہ صوفی تھے۔ دینی، فلسفیانہ اور عرفانی مسائل میں شیخ کی وسعتِ معلومات اور دقتِ نظری کا لوہا مانا جاتا تھا اور دور و نزدیک سے لوگ ان سے رجوع کرتے تھے۔ اس شہرت کا نتیجہ تھا کہ ۷۱۷ھ میں ہرات کے ایک مشہور صوفی اور عالم سید صدرالدین احمد معروف بہ امیر حسین رکن الدین سادات (م ۷۱۸ھ) نے شیخ کی خدمت میں چند (قریباً ۱۷) منظوم سوالات بھیجے اور جواب کی التماس کی۔ یہ سوالات دین، فلسفہ اور عرفان و تصوف کے معروف مسائل کے بارے میں تھے۔ شیخ محمود نے ۷۱۷ھ تک نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔ انھوں نے ان سوالات کے منظوم جواب لکھ دیے۔ اس کے بعد، اپنے بعض شاگردوں مثلاً شیخ امین الدین تبریزی کے اصرار پر شیخ نے جوابات کو شرح وبسط کے ساتھ لکھا اور اسے ''گلشن'' کا نام دیا۔ بعد کے ارادت مندوں نے اسے ''گلشن راز'' کہنا شروع کردیا۔ اس مثنوی کے جواب میں علامہ اقبال نے مثنوی ''گلشنِ راز جدید'' لکھی۔ گلشنِ راز کے ساتھ ہی (اس سے کچھ عرصہ قبل یا فوراً بعد) شیخ محمود شبستری نے ایک اور مثنوی لکھی جو کہ ''سعادت نامہ'' کے نام سے معروف ہے۔ ''سعادت نامہ'' کے اشعار ''گلشن راز'' کے بعض مطالب کی توضیح کرتے اور شیخ محمود کی برجستہ اور پختہ شاعری کے لیے دلیل ناطق ہیں۔

مثنوی ''گلشنِ راز'' کے کل ۱۰۰۸ اشعار ہیں۔ ابتدائی ۱۳۱ ابیات حمد و نعت کے، ۳۷ تمہید میں اور باقی ۸۷۰ اشعار ۱۷ سوالات کے جوابات پر حاوی ہیں۔ مثنوی کے فلسفیانہ مباحث اور ادق مطالب کی عقدہ کشائی کے لیے اس کی متعدد شروح لکھی جاتی رہی ہیں جن میں معروف تر مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ان کے مذکورہ بالا شاگرد امین الدین تبریزی کی شرح

۲۔ شرح (تفسیر) گلشن راز از حسین بن اسماعیل نیشاپوری مؤلفہ ۸۹۱ھ/۱۴۸۶ء

۳۔ مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشن راز از محمد بن یحیٰی جیلانی لاہیجی

۴۔ اثیری نور بخشی کی شرح جو ۸۷۷ھ میں تالیف ہوئی، سب سے زیادہ معروف ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں بھی چھپ چکا ہے۔

۵۔ خواجہ کربالی شیرازی (شجاع الدین) کی شرح (۱۴۷)

ایک ناتمام، نا معلوم شرح:۔ڈاکٹر محمد ریاض ''گلشنِ راز کی ایک نا تمام و نا معلوم شرح'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس شرح کا صرف ایک ہی مخطوطہ ہے جو استراز برگ (فرانس) کے قومی کتب خانے میں موجود ہے۔ اس کتب خانے کی فہرست میں صفحہ ۸۱۰ پر یہ مخطوطہ ۴۱۷۷ کے نمبر پر درج ہے۔ اسے تہران یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عسکر حقوقی نے دریافت کیا تھا۔ انھوں نے اسے ۱۹۶۴ء میں چھپوایا تھا اور ۱۹۶۷ء میں تعلیقات و اضافات کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کیا گیا۔ مخطوطے کے آخر میں ۹۸۶ھ مرقوم ہے۔ نسخے پر نہ کاتب کا نام ہے اور نہ ہی مصنف کا۔ اس مخطوطے میں گلشن راز کے ۱۱۶۸ اشعار کی شرح ملتی ہے جو تمہید اور پہلے چار سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اشعار کی شرح متنوّع انداز میں لکھی گئی ہے۔ کسی شعر کی شرح ایک دو سطروں میں دی گئی ہے تو کسی اور شعر کی شرح بائیس سطروں تک ہے۔ یہاں ہم ۱۶۸ شعروں میں سے صرف ۸ شعروں کے مطلب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ دو شعر آخری ہیں (۱۶۷۔۱۶۸) اور چھ مختلف حصوں سے منتخب کیے گئے ہیں۔ چار اشعار کا مطلب فارسی میں اور باقی چار اشعار کا مطلب اردو میں دیا گیا ہے۔ اس سے پوری شرح کا اندازہ ہو جائے گا۔ (۱۴۸)

فارسی زبان میں شرح اشعارِ گلشنِ راز:۔

تفکّر رفتن از باطل سوئ حق   بجزو اندر بدیدن کُلِّ مُطلق

باطل اشارت بوجہ ممکناتست و حق اشارت بہ حقیقت وجود کہ قیامِ این اشیاء بدُ وست و تفکّر تصوّر نفسِ مدرکہ است و صُورت از صُور تہای ذہنی یا خارجی را یا موجود یا معدوم و نفسِ تصوّر راز تذکرؔ گویند و چون از و بگذشت' اورا ''عبرت'' میگویند بواسطۂ آنکہ نفس عبور کرد از و۔ تصوّر چون از برای تدبر امری بود بحصول شئی کہ حاصل نبودہ باشد' آنرا ''تفکّر'' گویند'۔

تناسُخ زان سبب شد' کفر باطل   کہ آن از تنگ چشمی گشت حاصل

مذہب تناسخ آن است کہ ایشان می گویند کہ رُوحِ انسانی لطیفہ ایست از عالم قدس و اوراطہارت وکمالِ ذاتی است وبالقوۃ حاصل است وآمدن بدین عالم از جہت ظہورِ آن کمال بالقوۃ است و ہر روحی کہ اوکمال خود حاصل کرد مناسب بحقیقت خود پیدا کرد اوراعروج واقع شد و بقای ابدی یافت واگر حاصل کرد ازین بدن بہ بدن دیگر متعلق می شود ہمچنین تا آن زمان کہ کمال کہ مقصود است حاصل کند این مذہب باطل است از جہت آنکہ حق راظہور در ہمہ اشیاء است پس در مرتبۂ کمال آن چیز می تواند بود کہ حاصل شود واحتیاج بدان نباشد کہ بجای دیگر نقل کند وگرنہ عجز لازم آید۔"

در آلا فکر کردن شرط را ہست　　ولی در ذاتِ حق محض گناہست

یعنی چون نور ذاتِ حق را بدیدۂ ادراک نمی توان دید از جہت غلبۂ آن نور بر دیدۂ بینندہ پس ضرورت واسطہ باید کہ آن واسطہ را ہم صفائی باشد تا بواسطۂ آن صفا' آن نور در نماید وکدورتی نیز باید کہ بواسطۂ آن کدورت صورت منعکس گردد وآن روشنی کہ در نورِ مطلق است در سواد آن نمایندۂ مقدار کمتر نماید' نور دیدہ زیادت شود وادراک ممکن گردد واگر نہ چنین باشد' ادراک محال بود۔

اگر یک ذرّہ را برگیری از جای　　خلل یابد ہمہ عالم سراپای

از برای آنکہ عالم ذرّہ است وذرّہ وعالم یک چیز اند۔ درہم بہم سرشتہ ازلاً وابداً پس ہرگاہ کہ شیٔ واحدی را کہ بہ جمیع جہالت واحد باشد جزوی از اجزای اورا برگیری خلل یابد چون در حقیقت جزو عین کل است درین محل سخن بسیار است این مختصر برای ذکر آن مناسب نیست ومحال است کہ جزوی از اجزای عالم را برتوان داشت۔"

اردو زبان میں شرح اشعارِ گلشنِ راز:۔

چو برخیزد خیال از چشم احول　　زمین و آسمان گردد مبدّل

یہ بات نفسِ انسانی کی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔اس معنی میں کہ وہ تقلید کی حالت کو چھوڑ کر تحقیق کے میدان میں آئے۔ یہاں تک کہ عرفانِ نفس اور معرفت کے بلند ترین درجے پر جا پہنچے اور کثرت سے وحدت کی طرف سفر کرے۔اُس وقت یہ زمین اور آسمان جن کے ساتھ اس کا تعین وابستہ تھا، دوسرے انداز کے نظر آتے ہیں اور وہ شخص زمین وآسمان کی وحدت و یک رنگی کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ زمین وآسمان کے عالم علوی اور سفلی کے تعینات کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔گویا زمین وآسمان کے بارے میں اُس کا نظریہ تبدیل ہوتے ہی خود یہ

تغیر پذیر ہو جاتے ہیں۔ آسمان و زمین کما کان موجود ہیں۔ مگر اس کے نقطۂ نظر نے ان کو تبدیل کر دیا ہے۔

برو ای خواجہ خود را نیک بشناس   کہ نبود فربہی مانند آماس

اس قول میں موجودات کی ظاہری حالت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر چہ موجودات و مظاہر نظر آتے ہیں مگر ان کی حیثیت ایسی ہے جیسے سوجن نہ کہ موٹاپا۔ سوجن کثرت بخارات سے ہو جاتی ہے اور موٹاپا گوشت پوست اور خون کی کثرت سے۔ دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔ موجودات کے تعینات، ابدان ہوں یا ارواح بظاہر موجود و اصیل معلوم ہوتے ہیں اور ہستی ان کے رگ و پے میں سرایت کردہ نظر آتی ہے مگر ہستی مطلق کے مقابلے میں ان کی کیا اصلیت ہے؟ وہ بذاتِ خود موجود ذات ہے اور یہ باقی موجودات، عارضی اور نمائشی۔

رمد دارد دو چشم اہلِ ظاہر   کہ از ظاہر نہ بیند جز مظاہر

اہلِ ظاہر میں اکثریت ایسے علماء کی بھی ہے جن کی ظاہر دانش و بینش تو مسلّم مگر بصیرتِ باطنی سے محروم ہیں اور اشیاء کی کُنہ اور کیفیت درونی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ حواسِ باطنی کے منکر ہو جاتے ہیں اور اہلِ باطن پر خردہ گیری کرتے ہیں اور اس طرح حقیقت اور عدل و انصاف سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ مصرع: فی ہر چہ ترا نیست، کسی را بنود۔

بگو سیمرغ و کوہ قاف چہ بود؟   بہشت و دوزخ و اعراف چہ بود؟

مختلف درویش اپنے اپنے طریقوں کے مطابق سیمرغ اور کوہ قاف کے معانی بیان کرتے ہیں۔ سیمرغ موجوداتِ کلی کا استعارہ ہے جن میں کوہ قاف بھی شامل ہے سیمرغ رُوح اور کوہ قاف جسم، سیمرغ کمالِ انسانیت ہے اور کوہ انسانیت کا تانا بانا' سیمرغ انسان کامل ہے اور کوہ قاف اُس کا مرتبہ تمکین۔ بہشت جاوداں، جہنم شعلہ بداماں' اور اعراف جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے، مقامات کے نام ہیں اور ہر کوئی اپنے فہم و ذوق کے مطابق ان کے بھی معانی بیان کرتا ہے۔ عقلاء کے نزدیک بہشت موجود ازلی کی محبت گاہ ہے اور یہ لازوال ہستی کے ساتھ ابدی رابطہ کا مقام ہے۔ دوزخ ایسا مقام ہے جہاں وحشت، پریشانی اور گھٹن محسوس ہو اور اعراف بہشت و دوزخ کی درمیانی حالت ہے۔ اس کے مقابلے میں عرفاء کہتے ہیں کہ بہشت وجود نفس ہے، دوزخ مرتبہ امکان ہے اور اعراف خود نفوس ہیں۔ اسی طرح دُوسروں نے کہا ہے کہ بہشت وصال ہے، دوزخ ہجراں ہے اور اعراف انتظار گاہِ محبت۔ کاملین نے فرمایا ہے بہشت انسانی نفس کے کمال

کا نام ہے۔ دوزخ اس کا زوال واسقاط ہے اور اعراف اطمینان نفس اور استوا کی کیفیت ہے۔ یہ وہ حالت ہے جو اشراف کو نصیب ہوتی ہے اور آخر کار انھیں منزل بالا تک لے جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماٰب مرقومہ ۹۸۶ھ''(۱۴۹)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کے کم وبیش ۱۵۴۳ اشعار دیے ہیں۔ تمام اشعار بغیر حوالہ جات اور ترجمے کے دیے گئے ہیں۔ چند ایک فارسی عبارات بھی دی گئی ہیں۔ مگر وہ بھی بغیر ترجمے کے ہیں۔ اردو زبان میں لکھے گئے اور اردو مجلّہ میں چھپنے والے اس مضمون میں انھوں نے اردو دان طبقے کی علمی وادبی ضرورتوں کے پیش نظر فارسی اشعار ومتن کا ترجمہ نہیں دیا، جس سے اس مضمون کی افادیت محدود ہو گئی ہے۔

مضمون میں کچھ صفحات کے نیچے (پاورق میں) چند ایک حواشی وحوالہ جات دیے گئے ہیں جن سے نفسِ مضمون کی تفہیم میں کچھ مدد ملتی ہے۔ تاہم، ان حواشی وحوالہ جات میں بھی فارسی متن کا ترجمہ اور متن سے متعلقہ حوالہ جات مفقود ہیں۔

اس مضمون میں کچھ بے ربط جملے بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''شیخ محمود تک۔۔(۷۱۷ھ) نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔۔''(۱۵۰)

یہ جملہ نامکمل اور مبہم ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوا ہے، غالباً، وہ لکھنا چاہتے ہوں گے؛ شیخ محمود نے ۷۱۷ھ تک نثر میں تو کتابیں لکھی تھیں مگر شعر کبھی نہ کہا تھا۔

ایک اور جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''مثنوی گلشن راز کے کل ۹۳۸ اشعار ہیں۔ ابتدائی ۲۱ بیت حمد ونعت کے، ۳۷ تمہید میں اور باقی ۸۷۰ اشعار ۱۷ سوال کے جوابات پر حاوی ہیں...... ''(۱۵۱)

مندرجہ بالا عبارت میں خط کشیدہ الفاظ واحد جمع کے درست وغلط استعمال کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس عبارت میں ''۲۱ بیت'' کے بجائے ''۲۱ ابیات'' اور ''۱۷ سوال'' کے بجائے ''۱۷ سوالات'' کے الفاظ آنے چاہییں تھے۔

ایک جگہ پر لکھا ہوا ہے:

''اس شرح میں کل ۱۶۸ اشعار کی شرح ملتی ہے جو تمہید اور پہلے چار سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے۔ پوری صورت حال یوں ہے۔ ۱۵ ابیات تمہید کے، دس پہلے سوال کے جواب میں، ۸۱ دُوسرے سوال، ۱۸ تیسرے کے لیے اور ۶۴ چوتھے سوال سے مربوط ہیں...... ''(۱۵۲)

اس عبارت میں مختلف اشعار کی دی گئی تعداد کو جمع کریں تو حاصل جمع (۱۵+۱۰+۸۱+۱۸+۶۴=) ۱۸۸ بنتا ہے نہ کہ ۱۶۸۔

اس عبارت کے بعد کے صفحہ پر لکھا ہوا ہے:

''یہاں ہم ۱۶۸ اشعروں میں صرف ۸ شعروں کے مطلب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ دو شعر آخری ہیں (۱۶۷۔۱۶۸) اور چھ مختلف حصوں سے منتخب......''(۱۵۳)

اس سے واضح ہوتا ہے شرح کے کل اشعار ۱۶۸ ہیں۔ اس مضمون میں موضوعات کے حوالے سے مختلف اشعار کی تحریر کی گئی تعداد درست نہیں ہے۔

مضمون کے شروع میں شیخ محمود شبستری کا نام اور دورِ حیات یوں لکھا ہوا ہے: شیخ سعدار بن شبستری تبریزی (۶۸۷۔۷۲۰ھ/۱۲۸۸۔۱۳۲۰ء)۔

شیخ محمود شبستری پر لکھی گئی کتب اور آن لائن ریسورسز سے استفادہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام درست نہیں لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح دورِ حیات میں سے سنِ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کا مکمل نام سعد الدین محمود بن امین الدین عبدالکریم بن یحییٰ شبستری اور سن وفات ۷۲۰ھ کے بجائے ۷۴۰ھ منقول ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ تبصرہ مضمون میں شیخ محمود شبستری کا مکمل اور درست نام نہیں لکھا ہوا۔ یہاں ''سعد الدین'' کے بجائے ''سعدار بن'' لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سنِ وفات کے ضمن میں بھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔(۱۵۴)

ڈاکٹر محمد ریاض نے یہ مضمون گلشنِ راز اور اس کی شرح کے موضوع پر تحریر کیا تھا۔ مگر اس مضمون میں دیے ہُوئے ۵۳ فارسی اشعار میں سے ۲۸ اشعار شیخ محمود شبستری کی دوسری مثنوی ''سعادت نامہ'' میں سے دیے گئے ہیں۔ اصل موضوع تک پہنچتے ہوئے، غالبًا، کسی مصروفیت کی وجہ سے یا دلچسپی کم ہونے کی وجہ سے صاحبِ مضمون نے ''گلشن راز کی ایک نا تمام و نا معلوم شرح'' کے تعارف کے ضمن میں فارسی کے صرف ۱۸ اشعار اور وہ بھی بغیر ترجمے کے دیے ہیں۔ ان میں سے ۴ اشعار کی شرح فارسی میں اور دیگر ۴ اشعار کی شرح اردو میں دی ہے اور اس شرح پر بغیر کسی تبصرے کے اس جملہ پر گفتگو مکمل کر دی:

''اسی تعارف پر اس مختصر گفتگو کو ختم کیا جا رہا ہے۔''(۱۵۵)

قریباً ۱۱ صفحات پر مشتمل مختصر سی گفتگو کا ایک مختصر سے جملے پر اختتام دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی دلچسپی کے موضوعات کے حوالے سے نو دریافت مخطوطات، نئی و پرانی

مطبوعہ کتب اور مضامین و مقالات کے بارے میں بھرپور آگہی رکھتے تھے۔اس حوالے سے جہاں کہیں سے انھیں معلومات فراہم ہوتیں،علم دوست حضرات کے لیے قلم بند کر دیتے تھے۔اسی طرح وہ نت نئے موضوعات پر مضامین و مقالات بھی تحریر کرتے رہتے تھے۔وہ نہایت گہرا تحقیقی و تنقیدی شعور اور نہایت اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے۔وہ نہایت محنتی،ذہین،مخلص،دیانتدار اور علم و علماء سے محبت رکھنے والے انسان تھے۔ان کی تصانیف،تالیفات،تراجم،مقالات و مضامین اور کتب علمی و ادبی لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کی حامل ہیں۔تاہم،نظرِ ثانی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تحریروں میں کچھ کمزوریاں نظر آتی ہیں جن کی وجہ سے ان کی تمام علمی و ادبی نگارشات کی تدوین،تصحیح،تحشیہ اور طبعِ نو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

وہ کوئی مقالہ یا مضمون لکھتے وقت عام قاری کی علمی و ذہنی سطح کو بھول جاتے یا نظر انداز کر دیتے ہیں۔بغیر کسی حوالے کے اشعار دے دیتے ہیں۔فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیتے۔دیے گئے ان کے فارسی و اردو اشعار کا متن بھی تحقیق طلب ہوتا ہے۔ان کے دیے گئے آٹھ دس اشعار میں سے دو تین کا متن درست نہیں نکلتا۔ان کے متن میں بعض مقامات پر مشکل الفاظ بھی نظر آتے ہیں جن کی تفہیم کے لیے لغت کا سہارا لینا پڑتا ہے۔اگر کہیں کسی صنفِ شعر کا ذکر کرتے ہیں تو اس کی واجبی سی تعریف بھی نہیں دیتے جیسا کہ انھوں نے اس مضمون میں بھی (صفحہ نمبر ۱۵ پر) ''صنعتِ تجنیس تام'' کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح وہ بعض وضاحت طلب امور کی حوالہ جات و حواشی میں وضاحت نہیں دیتے جیسا کہ اس مضمون میں (صفحہ نمبر ۱۶ تا ۱۷ پر) انھوں نے لکھا ہے کہ اثیری نوربخشی کی شرح گلشن راز جو ۸۷۷ھ میں تالیف ہوئی سب سے معروف ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں چھپ چکا ہے۔اس بات کا ذکر نہیں ہوا کہ اردو ترجمہ کس نے کیا اور کہاں سے شائع ہوا ہے ۔ڈاکٹر محمد ریاض کے بعض مضامین و مقالات میں دیکھا گیا ہے کہ انھوں نے اچانک بات نا تمام اور ادھوری چھوڑ دی اور اس پر مزید گفتگو آئندہ کے لیے موقوف کر دی۔

ان کا زیرِ تبصرہ مضمون بھی ''گلشن راز کی ایک نا تمام شرح'' کا نا تمام سا تعارف ہے۔اس مضمون (تبصرہ) کے آخر پر فارسی اشعار کا فارسی میں مطلب دیا ہے اور ترجمہ نہیں دیا۔جہاں ترجمہ دیا ہے وہاں فارسی متن نہیں دیا۔ان کے دیگر مقالات و مضامین کی طرح اس مضمون کے جائزے سے بھی یہ واضح تاثر ملتا ہے کہ یہ مضمون ایسے قارئین کے لیے لکھا گیا ہے جنھیں اردو و فارسی زبانوں میں مہارت حاصل ہے اور جو بغیر مستند حوالہ جات کے متعلقہ منابع و مآخذ تک بآسانی رسائی رکھتے

ہیں۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کے مقالات ومضامین کی افادیت محدود دائرہ کے مخصوص افراد تک سمٹ کر رہ جاتی ہے۔تاہم تدوینِ نو سے انھیں عام قارئین کے لیے سہل اور مکمل طور پر قابلِ استفادہ بنایا جاسکتا ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی نگرانی میں ۲۰۰۰ء میں ''اقبال اور محمود شبستری'' کے موضوع پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی کام ہو چکا ہے۔تاہم، گلشنِ راز اور گلشنِ راز جدید کے فکری وفنی تقابل پر تحقیقی کام ہوسکتا ہے۔اسی طرح شیخ محمود شبستری کی شخصیت، فکروفن پر اور گلشن راز کے منثور ومنظوم اردو تراجم اور اردو شروح کے حوالے سے ایم فل / پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جاسکتی ہے۔(۱۵۶)

10۔ مثمر / خان آرزو

ڈاکٹر محمد ریاض کا قریباً اڑھائی صفحات پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کے شمارہ ۲۵، جلد ۶، متعلقہ سرما ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں انھوں نے انندرام مخلص اور میر تقی میر کے استاد خان آرزو (۱۰۹۹ھ۔۱۱۶۹ھ) اور ان کی فارسی لغت اور زبان شناسی کی کتاب ''مثمر'' کا تعارف کرایا ہے۔

خان آرزو متاخر تیموریوں (مغلوں) کے عہد کے ایک نامور شاعر، ادیب، محقق اور لغت شناس تھے۔ تذکرہ نویسوں اور سوانح نگاروں کے مطابق انھوں نے دو درجن سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے کئی مطبوعہ اور متداول ہیں۔ جیسے خیابان، جو گلستانِ سعدی کی شرح ہے، شرح قصائد عرفی، تصحیح غرائب اللغات مؤلفہ عبدالواسع ھانسوی، مجمع النفائس جو تذکرہ شعراء ہے، دادِ سخن جس میں انداز و اسلوبِ تحریر کی بحث ہے، سراج اللغات، غیاث اللغات، چراغِ ہدایت اور تنبیہ الغافلین (اسلوبِ ہند کے دفاع میں) اور مثمر جس کی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر ریحانہ خاتون نے تدوینِ نو کی اور اس پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

''مثمر'' پاکستان کے ایک معتبر تحقیقی و تعلیمی ادارے نے شائع کی ہے اور اس میں ڈاکٹر ریاض الاسلام اور پروفیسر عبداللطیف نے کتاب، مصنف اور مرتب کے بارے میں عمدہ تعارفی معلومات فراہم کی ہیں۔ یہ کتاب ۴۱، اصول و ابواب میں منقسم ہے۔ اس میں فارسی زبان اور اس کے مختلف علاقائی ناموں اور لہجوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ کتاب معتبر کتبِ لغت جیسے فرہنگ جہانگیری، فرہنگ رشیدی اور برہانِ قاطع سے عجیب نکات اخذ کر کے لکھی گئی ہے۔

خان آرزو ایک اعلیٰ شاعر بھی تھے۔ ان کے دیوان میں غزلوں، مثنویوں اور دیگر اصنافِ سخن کے اعلیٰ نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ''مثمر'' ان کی اہم لسانی کتاب ہے۔ اس کا ہر محقق لسانیات کے پاس اور ہر کتب خانے میں موجود ہونا ازبس ضروری ہے۔ (۱۵۷)

جائزہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مضمون میں خان آرزو اور ان کی تصنیف ''مثمر'' کے بارے میں تسلی بخش حد تک معلومات فراہم کی ہیں۔ مضمون میں خان آرزو کا مکمل نام نہیں دیا گیا اور اس امر کا بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ ''مثمر'' کا تصحیح شدہ متن پاکستان کے کس ادارے

نے شائع کیا تھا۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ خان آرزو کا مکمل نام ''سراج الدین علی خان آرزو'' ہے۔ ریحانہ خاتون کا یہ مقالہ ۶۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے ۱۹۹۱ء میں انسٹیٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز، شعبہ فارسی، کراچی نے شائع کیا تھا۔ (۱۵۸)

11۔ وامق وعذرا: دو داستانیں

ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون ماہنامہ ادبی دنیا، لاہور کے اکتوبر ۱۹۷۲ء کے شمارے میں صفحہ نمبر ۶۵ تا ۶۶ پر شائع ہُوا تھا۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے عشقیہ داستانوں کے دو روایتی کرداروں وامق (عاشق) اور عذرا (معشوقہ) کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم نے ''وامق وعذرا'' نام کی بیس منثور و منظوم تالیفات کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ان تالیفات میں سے پانچ نثر کی ہیں، ایک کشمیری میں اور باقی چودہ فارسی میں ہیں۔ فارسی کتابوں میں سے بارہ کی پوری کیفیت معلوم ہے جبکہ باقی دو کا صرف ذکر ہی ملتا ہے۔ ''وامق وعذرا'' نام کی ان کتابوں کے قصص و واقعات مختلف ہیں صرف نام کا اشتراک ہے۔ ان سب میں وامق عاشق اور عذرا معشوقہ ہے۔ عرفانی شعرا نے اس عشق کو حقیقی رنگ دیا ہے۔ ان داستانوں میں قدیم ترین وہی ہے جسے حکیم ابوالقاسم حسن بن احمد عنصری بلخی (م ۴۳۱ ہجری) نے نظم کیا ہے اور اس کا ماحصل یوں ہے:

> وامق اور عذرا' اور دیگر کردار عربی نظر آتے ہیں مگر قصہ یونان سے مربوط ہے۔ عذرا کا باپ فلقراط یونان کا بادشاہ تھا جس کے دارالحکومت کا نام بامش تھا۔ عذرا کی والدہ کا نام یانی تھا۔ چونکہ ان کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی، اس خاطر والدہ نے اس کی تعلیم و تربیت مردانہ طور پر کی تھی۔ عذرا کے معلم فلاطوس نے اسے شاہ سواری اور حرب کے جملہ آداب سکھائے تھے۔ وامق ایک خوبصورت نوجوان تھا جس کی عذرا سے خاندانی قرابت تھی مگر وہ مفلوک الحال تھا۔ ماں کی وفات کے بعد، سوتیلی ماں نے اس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ ایک دن تو سوتیلی ماں کھانے میں زہر ملا کر وامق کا کام تمام کرنے والی تھی کہ اسے خبر ہوگئی۔ اپنے دوست 'طوفان' کے مشورے سے وہ گھر سے بھاگ کر بامش پہنچا۔ بادشاہ فلقراط سے فریاد کی اور پناہ مانگی۔ خاندانی قرابت کی بنا پر بادشاہ نے وامق کی خوب خاطر مدارات کی اور اسے پناہ دیدی۔ دہیں رہتے ہوئے عذرا نے اسے دیکھا اور اظہارِ مہربانی کیا۔ وامق بھی اس پر فریفتہ ہوگیا۔ اس طرح عشق ومحبت کی شیریں داستان شروع ہوئی۔ مثنوی کا آخری حصہ ''المیہ'' ہے۔ فلقراط نے وامق کے ساتھ عذرا کی شادی کی خواہش کی سخت مخالفت کی اور وامق کو وہاں سے دور بھگا دیا۔ کچھ عرصے بعد ایک لڑائی میں فلقراط مارا گیا اور عذرا گرفتار ہو کر ہرنقالیس نامی سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالی گئی۔ وامق کو جب خبر ہوئی تو وہ بڑی جوانمردی سے عذرا کی رہائی کے لیے چلا اور دادِ شجاعت دے کر آخر کار اسے چھڑا لایا۔ اس

طرح عاشق ومعشوق وصال سے ہمکنار ہوئے۔ مثنوی کا ماحصل اتنا ہی ہے۔(۱۵۹)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض ''وامق وعذرا'' نامی دو ایسی داستانوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا ڈاکٹر مولوی محمد شفیع مرحوم کی تحقیقات میں ذکر نہیں کیا گیا۔ یہ دونوں داستانیں ڈاکٹر محمد ریاض کے استاد، تہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد جعفر محجوب نے دریافت کی تھیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض ان دونوں داستانوں کا مختصر سا تعارف کراتے ہوئے ان کا خلاصہ اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

وامق اور عذرا نامی ایک منظوم داستان ملا محمد رضا نوعی قوچانی (م ۱۰۱۹ھ) نے لکھی ہے۔ لامعی، شاہزادہ دانیال اور عبدالرحیم خانخاناں کے زیرِ حمایت شعراء میں سے تھا۔ تذکرۂ سرو آزاد میں تصریح ملتی ہے کہ وامق اور عذرا کا یہ واقعہ اس نے شاہزادہ دانیال کی فرمائش پر لکھا تھا۔ واقعہ کچھ یوں تھا:

''شاہنشاہ اکبر کے عہد میں ایک نوجوان ہندو کی شادی ہوئی۔ شادی کی رات نوجوان اکبر آباد کے بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی دکان کی چھت اس پر گری اور وہ دب کر مر گیا۔ اس کی نعش جب گھر لائی گئی تو بیحد دلگداز سماں تھا۔ کہاں سہاگ رات کی خوشیاں اور کہاں یہ جگر دوز ماتم۔ بات بادشاہ کے دربار تک پہنچی۔ معلوم ہوا کہ بدقسمت دلہن ستی ہونے پر مصر ہے۔ بادشاہ نے دلہن کو دربار میں بلوایا۔ اسے انعام وکرام سے نوازا اور چونکہ وہ ابھی حقوقِ زوج سے بہرہ مند نہ ہوئی تھی، اسے ستی ہو جانے سے باز رہنے کی تلقین کی۔ دلہن نے نہ مانا اور جل کر راکھ ہو گئی۔ اس واقعے سے ہر کوئی اندوہ گیں تھا اور دلہن کے چندے ماہتاب حسن کے خاکسترِ سیاہ بن جانے سے ہر واقفِ حال کو قلق تھا۔ شاہزادہ دانیال نے نوعی قوچانی کو حکم دیا کہ اس واقعہ کو نظم کرو۔ شاعر نے تعمیل کی اور اس طرح یہ مثنوی وجود میں آئی۔ اس مثنوی میں، جو پانچ صد ابیات پر مشتمل ہے، نوعی نے شاعرانہ تصرفات کرتے ہوئے دولہا کو وامق اور دلہن کو عذرا کا نام دیا ہے۔ حال آنکہ ان کے حقیقی نام کچھ اور تھے۔

دو ہندو زادۂ، مشرب فرشتہ — بشر خلقت، ولی قدسی سرشتہ
یکی را نام وامق از پدر بود — بہ شیرینی مثل ہمچوں شکر بود
دگر را نام عذرا کردہ مادر — رُخش در نیکوئی، خورشید انور (۱۶۰)

شاعر نے کوئی چالیس شعر، حمد ونعت اور تمہیدات کے لیے وقف کیے۔ کچھ اشعار میں ضمنی تمثیلات اور بیانات ملتے ہیں۔ اصل قصہ کوئی تین سو اشعار پر مشتمل ہے۔ ان اشعار میں شاعر نے وامق وعذرا کی محبت کا اور آخر میں ان کی المناک جدائی کا ذکر کیا ہے۔

وامق اور عذرا نامی دوسری کتاب نثر میں ہے، اگر چہ مصنف نے جگہ جگہ اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ مصنف کا نام ظہیر ہے مگر اس کے حالاتِ زندگی دستیاب نہیں۔ جو اشعار اس نے نقل کیے ان میں سعدیؔ، حافظ اور صائب تبریزی کے اشعار زیادہ ہیں اور اس سے اتنا ظاہر ہے کہ ظہیرؔ کم از کم صائب کے عہد یا اس کے بعد کا مصنف ہے۔ صائبؔ کی وفات ۱۰۸۷ھ میں ہوئی، کتاب ۱۳۷۸ھ میں تہران میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا سبک نگارش دلپذیر نہیں کہا جا سکتا۔

''اس کتاب میں وامقؔ ملکہ سبا (بلقیس) کے رشتہ داروں میں سے ہے اور عذرا ایک پری کا نام ہے۔ قصہ بڑا طویل اور دلچسپ ہے۔ وامق ملک سبا کے بادشاہ ناصر شاہ کا بیٹا ہے۔ اس کی ماں نگارین' یمن کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ عذراؔ جابلسا نامی ملک کے بادشاہ شہبال بن صلعال کی پری زاد بیٹی ہے۔ نجومیوں نے وامق کے غیر معمولی مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ البتہ یہ امر بھی بتا دیا گیا تھا کہ اس کی جوانی پر حوادث ہوگی۔ شاہزادے کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بڑا اہتمام کیا گیا تھا۔ ایک دن وہ اپنے محل واقع ''شہر سبز'' میں بیٹھا ہوا تھا کہ پری زاد عذرا آ نکلی۔ اس نے شاہزادے کا دل موہ لیا اور بعد میں اپنی ایک تصویر بھی اس کی نشست گاہ میں لگوا دی مگر وامق کے باپ نے اس تصویر کو چھپا دیا۔ وامق جب تخت نشیں ہوا تو اس نے ضروری کاغذات نکلوانے اور سلطنت کے اسرار و رموز معلوم کرنے کی کوشش کے دوران اس تصویر کو دیکھا تو یاد تازہ ہوگئی۔ وہ وفورِ محبت سے چل نکلا کہ عذرا کو کہیں سے تلاش کرے۔ کشتی میں بیٹھا ایک درویش صفت شخص نعیم بن شاہ ناعم سے مصروفِ گفتگو تھا کہ آصف ثانی بن برخیا (ملکہ سبا بلقیس کا وزیر) وہاں آ نکلا۔ وہ وامق کو وہاں لے آیا اور عذرا کو سب کچھ بتا دیا۔ عذرا جو پہلے سے فریفتہ تھی، وامقؔ کے پاس گئی اور دونوں کی شادی کی تیاریاں کی جانے لگیں۔ البتہ یہ کام اتنا آسان نہ تھا، آدم زاد اور پری زاد کی شادی۔ عذرا کے باپ نے اس شادی کی مخالفت کی اور عذرا کو خوش رکھنے کی خاطر یہ شرط لگائی کہ وامق جنات کو تسخیر کر سکے تو شادی کا اہل ہوگا۔ وامقؔ نے اس امتحان میں بھی کامیابی حاصل کی مگر عذرا کے باپ نے اب دیگر حیلے بہانے شروع کر دیے۔ آخر کار شہبال کے وزیر، طیفورؔ کی کوشش سے شادی طے ہوتی ہے اور عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہنچتے ہیں۔'' (۱۶۱)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے رومانوی داستانوں کے دو معروف کرداروں وامق اور عذرا کے نام سے منسوب مختلف کرداروں اور واقعات پر مبنی بائیس منثور و منظوم تالیفات میں سے تین داستانوں کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ قدیم ترین داستان ہے جسے عنصریؔ نے نظم کیا ہے۔ دوسری ملا محمد رضا نوعیؔ قوچانی (م ۱۰۱۹ھ) کی منظوم

داستان ہے۔ تیسری داستان ظہیر نام کے کسی غیر معروف شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ مضمون تینوں داستانوں کے بارے میں خصوصی مگر مختصر اور باقی داستانوں کے بارے میں عمومی معلومات پر مشتمل ہے۔ دوسری داستان کے تعارف میں ملا محمد رضا نوعیؔ قوچانی کی فارسی مثنوی سے تین اشعار بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں ۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض مثنوی کے آغاز میں حمد و نعت اور تمہیدات پر مبنی کوئی چالیس اشعار دیے گئے ہیں مگر انھوں نے اپنے اس مضمون میں حمد و نعت کا کوئی شعر نہیں دیا۔ اگر حمد و نعت کے کچھ اشعار اور ان داستانوں سے اخلاقی سبق اخذ کر کے تحریر کر دیے جاتے تو ''ادب برائے زندگی'' اور ''ادب برائے اصلاح'' کے فلسفہ کے مطابق عین درست ہوتا اور یہ تحریر شاعر، تبصرہ نگار اور قارئین کے لیے صدقہ جاریہ کا باعث بن جاتی۔

تینوں داستانوں کے بنیادی مآخذ اور حوالہ جات نہیں دیے گئے ۔ اس مضمون میں داستانوں کا تعارف تو کرایا گیا ہے مگر ان کی ادبی خصوصیات پر کچھ بھی تحریر نہیں کی گیا۔ ظہیرؔ کی ''داستانِ عذرا و وامق'' کے حوالے سے صرف ایک ایسا جملہ لکھا نظر آتا ہے کہ ''اس کا سبک نگارش دلپذیر نہیں کہا جا سکتا۔''(۱۶۲)

احادیث میں ارشاد ہُوا ہے کہ بروزِ قیامت ہر ایسی محفل انسان کے لیے باعث حسرت و ندامت اور باعث یاس و افسوس ہوگی جس میں کوئی خیر، بھلائی، نیکی اور حق کی بات نہ کی گئی ہوگی، جس میں ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہیں کیا گیا ہوگا۔ اس اصول کے تحت علمی، فنی اور ادبی شہ پاروں کی قدر و قیمت اور افادیت بھی متعین کی جا سکتی ہے۔

12۔داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر) مجلّہ فنون لاہور کے سالنامہ ۸۱۔۱۹۸۰ء، جلد:۱، شمارہ ۱۵، اشاعت جنوری، فروری ۱۹۸۱ء کے صفحہ نمبر ۶۳۸ تا ۶۳۹ پر شائع ہوا تھا۔ یہ کتاب اسپارک پبلی کیشنز، اردو بازار کراچی سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''داستان ہیر رانجھا'' اور اس کے خالق، شاعر فضل حسین تبسم کی شخصیت اور علمی و ادبی خدمات پر مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ فضل حسین تبسم موضع ٹمن، ضلع اٹک کے ایک بزرگ شاعر، محقق اور ادیب ہیں۔انھوں نے ہیر رانجھا کی معروف رومانی داستان کو اردو مثنوی کا موقر جامہ پہنایا۔انھوں نے اس داستان کا تاریخی نام ''مثنوی خندہ تقدیر'' رکھا ہے۔ یہ مثنوی ۱۹۴۳ء تا ۱۹۵۹ء کے درمیانی عرصے کے کوئی ساڑھے چار ماہ میں تخلیق ہوئی مگر کوئی ۲۰۔۲۱ سال بعد ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔اس کی تقریظ مشہور ادیب و شاعر جناب سید ضمیر جعفری نے لکھی اور ''سخنہائے گفتنی'' کے عنوان سے خود شاعر نے اس کتاب کا تعارف کرایا ہے۔ یہ کتاب سید وارث شاہ کی پنجابی ہیر کو مدنظر رکھ کر شاہنامہ فردوسی کی معروف بحر ''متقارب'' میں لکھی گئی ہے۔(۱۶۳)

مصنف کتاب، فضل حسین تبسم ادیب فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد بطور استاد زبانِ فارسی ہائی سکولوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔انھوں نے تحریکِ خلافت میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔ان کی کئی تصانیف منتظرِ اشاعت ہیں۔انھوں نے پنجابی شاعری کی صنف ''ماھیا'' پر خوب کام کیا ہے۔نظیرا کبر آبادی کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری کے ایک فارسی شاعر شاہ محمد صالح تبتّی تھانیسری پران کا محققانہ کام نہایت پُر ارزش مانا جاتا ہے۔(۱۶۴)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا لکھا ہوا یہ مضمون زیرِ تبصرہ کتاب کے عنوان کی حد تک ہی محدود رہا۔اس میں نفسِ مضمون کے معیار اور مندرجات کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا گیا۔

13۔ سہ ماہی فکر و نظر

سہ ماہی ''فکر و نظر'' ادارہ تحقیقات اسلامی' مسجد الفیصل، اسلام آباد سے شائع ہونے والا ایک مجلّہ ہے۔ اس ادارے نے ۱۹۹۱ء میں ''اندلس'' کے موضوع پر عربی، انگریزی اور اردو زبانوں میں الگ الگ تین خصوصی شمارے شائع کیے۔ عربی اور انگریزی شماروں میں سے ہر ایک چار چار سو صفحات کی ضخامت پر مشتمل تھا۔ اردو شمارہ ۷۹۰ صفحات پر مشتمل تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اس مضمون میں سہ ماہی ''فکر و نظر'' کے خصوصی اردو شمارے پر تبصرہ کیا ہے۔

اپنے مضمون کے شروع میں انھوں نے سپین میں ۸ سو سالہ اسلامی دور کی بنیاد، عروج اور زوال کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۱۹۹۱ء میں مغربی دنیا نے سپین کے مسلمانوں سے آزادی کا پانچ سو سالہ جشن منایا جبکہ پاکستان میں دیگر اسلامی ممالک کی طرح، سپین کے اسلامی دور کی یاد منانے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلے میں نومبر ۱۹۹۱ء میں لاہور میں ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا جس میں اردو، انگریزی اور عربی زبان میں مقالے پیش کیے گئے۔ اس موقع پر ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے اردو، انگریزی اور عربی میں الگ الگ خصوصی ''اندلس نمبر'' شائع کیے۔ اس مخصوص شمارے کے مدیر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن اور ادارۂ مذکور کے ڈائریکٹر جنرل جناب ظفر اسحاق انصاری نے بھرپور توجہ سے اسے اعلیٰ تحقیقی مجلّہ بنا دیا۔ مجلّے کا سرورق مشہور مسجد قرطبہ کے عکس سے مزین ہے۔ اس کی پروف خوانی، کتابت اور طباعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ تکراری مطالب حذف کرنے کا خصوصی اہتمام نظر آتا ہے۔ ابتدائی صفحات تبدیل کر کے اسے ایک اعلیٰ تحقیقی کتاب کی شکل دی جا سکتی ہے۔

''فکر و نظر'' کا یہ خصوصی شمارہ تمہید کے بعد ایک تاریخی تجزیے اور تبصرے پر مشتمل ہے۔ تمہید (حرفِ آغاز) میں مدیر مجلّہ نے اندلس کے اسلامی دور کی علمی و ادبی اور تہذیبی و تمدنی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ تمہید کے بعد تاریخی تجزیہ و تبصرہ دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اپنے تجزیے میں تاریخِ اندلس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی ہے۔ بعد کے موضوعات ذیل کے عنوانات کے تحت کئی مقالوں پر مشتمل ہیں:

تفسیرِ قرآن، حدیث نبوی، سیرتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، فقہ، تاریخ، ادب، اقبالیات، طب، فلسفہ و

کلام، تہذیب و ثقافت اور اندلس کی اہم شخصیات۔

مندرجہ بالا عنوانات کے تحت دیے گئے ذیلی عنوانات درج ذیل ہیں؛ عنوانات کا تنوع اور رنگارنگی قابلِ توجہ ہے:

علمائے اندلس کی تفسیری خدمات، اندلس کے محدثین کرام، اندلس میں سیرت نگاری، اسلامی اندلس میں فقہ مالکی کا ارتقاء، اندلس کا رازی خاندانِ مورخین، اندلس میں عربی شاعری اور نثر نگاری، اندلس میں نعتیہ شاعری کے خاص موضوعات، اندلس اور علامہ اقبال از راقم الحروف (ڈاکٹر محمد ریاض)، اندلس قدیم و جدید اردو سفر ناموں میں، اندلس میں طب کا ارتقاء اور اندلس کے سقوط پر شعراء اندلس کے مرثیے۔

اس مخصوص شمارے کا آخری عنوان ''کتابیاتِ اندلس'' ہے جس میں ڈاکٹر اختر راہی نے بڑی محنت سے اندلس کے بارے میں عربی، اردو، انگریزی اور چند دوسری زبانوں میں شائع ہونے والی کتب اور مجلّوں کی نشاندہی کی ہے تاکہ کسی خاص شعبہ تحقیق کے دلدادہ حضرات اپنی تشفی کے منابع حاصل کر سکیں۔

علامہ اقبال نے اندلس کے بارے میں فارسی، اردو اور انگریزی میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ وہ سقوطِ بغداد پر غور کرتے رہے اور انھوں نے برصغیر میں مسلم میراث کی قدر کرنے کی تاکید کی تاکہ سقوطِ اندلس جیسے کسی حادثے سے محفوظ رہا جا سکے۔ ''اندلس کی اہم تر شخصیات'' کے عنوان کے تحت امام ابو اسحاق شاطبی، حافظ امام عبدالبر، فلسفی اور طبیب ابن رشد اور محدث ابن رشد پر مقالے پیش کیے گئے۔ ابن رشد کے بارے میں، اس شمارے میں دو مضامین شامل ہیں؛ ایک علم کلام کے حوالے سے اور دوسرا اس کے فلسفے کے سلسلے میں۔ ابن رشد علامہ اقبال کے خصوصی پسندیدہ متکلم اور فلسفی تھے۔

اس خصوصی شمارے کے لیے لکھنے والے اہلِ قلم میں سے اکثر نے اندلس کے حوالے سے ''فکرِ اقبال'' کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار: ڈاکٹر محمد ریاض نے بہت اچھے طریقے سے سہ ماہی ''فکر و نظر'' کے خصوصی شمارے ''اندلس'' پر تبصرہ پیش کیا۔ ان کے تبصرے سے اس خصوصی شمارے کے صوری و معنوی محاسن کا واضح تصور ملتا ہے۔ اس تبصرے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خصوصی شمارہ کے ''حرفِ آغاز'' سے ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا صفحہ نمبر اقتباس کے ساتھ ہی تحریر کر دیا ہے۔ انھوں نے مضمون کے آخر پر حوالہ

جات و حواشی نہیں دیے۔انھوں نے اس مضمون میں تین مقامات پر علامہ اقبال کے چھ اشعار دیے ہیں مگر ان کے حوالہ جات بھی تحریر نہیں کیے۔یہ اشعار بغیر حرکات (زبر، زیر، پیش) کے دیے گئے ہیں جس وجہ سے عام قاری انھیں درست تلفظ سے نہیں پڑھ سکتا۔مضمون میں دیے گئے چھ میں سے چار اشعار میں لفظی اغلاط پائی جاتی ہیں۔مضمون میں دیے گئے، اغلاط سے مملو اشعار اور کلیاتِ اقبال اردو کے مطابق درست اشعار مع حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

مضمون میں دیے گئے اشعار	درست اشعار از کلیاتِ اقبال اردو
ہے زمین قرطبہ بھی دیدۂ ملسم کا نور ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثل شمع طور	ہے زمینِ قُرطبہ بھی دیدۂ مسلم کا نور ظلمتِ مغرب میں جو روشن تھی مثلِ شمعِ طور
قبر اس تہذیب کی یہ سرزمین پاک ہے جس سے خاک گلشن یورپ کی رگ نم ناک ہے (۱۶۵)	قبر اس تہذیب کی یہ سرزمینِ پاک ہے جس سے تاکِ گلشنِ یورپ کی رگ نمناک ہے (۱۶۶)
پوشیدہ تیری خاک میں سجدوں کے نشان ہیں خاموش اذانیں ہیں تری باد سحر میں (۱۶۷)	پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں (۱۶۸)
جن کی نگاہوں نے کی تربیت شرق و غرب ظلمت یورپ میں تھی جن کی خرد راہ ہیں (۱۶۹)	جن نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب ظلمتِ یورپ میں تھی جن کی خرد راہ بیں (۱۷۰)

قابلِ تحقیق امور:۔ ”علامہ اقبال اور اندلس“ کے موضوع پر ایم فل اقبالیات یا ایم فل اردو کی سطح پر تحقیق کرائی جاسکتی ہے۔اسی طرح ”سپین میں اسلام کے عروج و زوال کے اسباب فکرِ اقبال کے تناظر میں“ کے موضوع پر بھی تحقیق کی جاسکتی ہے۔

15۔حضرت امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کے دواوین کے دیباچے
مع
14۔امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کا دیباچہ غرۃ الکمال

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون (تبصرہ) ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' سہ ماہی اردو، جلد ۵۶ ،شمارہ ۱، اشاعت ۱۹۷۶ء کے صفحہ نمبر ۳۱ تا ۴۱ پر شائع ہوا تھا۔اس مضمون میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے دیوان موسوم بہ ''غُرۃ الکمال'' کا خلاصہ پیش کیا تھا۔

قریباً ایک سال بعد ان کا مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' صحیفہ، لاہور کی جلد ۹۲، شمارہ ۱۹۰، اشاعت مارچ ۱۹۷۷ء میں شائع ہُوا جس میں انھوں نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے پانچوں دواوین کے دیباچوں کے مطالب کا خلاصہ تحریر کیا۔اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دواوین کے دیباچوں میں اپنی شخصیت اور فکر و فن کے بارے میں اہم امور کا ذکر کیا ہے۔

پہلے دیوان (تحفۃ الصغر) کا دیباچہ:۔ یہ دیباچہ قریباً چھ سات صفحات پر مشتمل ہے۔خسرو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس دیوان میں ان کے چار سال (۱۶ سے ۱۹ سال کی عمر) کا کلام شامل ہے۔اسے ۶۷۱ ہجری میں مدوّن کیا گیا تھا۔اسی سال وہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت ہوئے تھے۔دیگر دیباچوں کی طرح، اس دیباچے میں بھی انھوں نے حمد، نعت اور منقبتِ شیخ کے بعد اپنی شخصیت اور فکر و فن کے حوالے سے آغازِ سخن کیا ہے۔اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ میرے والد کا نام ''لاچین'' (بمعنی باز یا عقاب) اور لقب سیف الدین تھا۔مجھے بچپن میں لکھنے پڑھنے سے زیادہ شعر و موسیقی کا شوق تھا۔سعد الدین قاضی سے خطاطی سیکھی۔میں اپنے اس ابتدائی کلام کی جمع آوری اور تدوین کا قائل نہ تھا۔اپنے دوست تاج الدین زاہد کے اصرار پر ایسا کرنا پڑا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔حقیقت یہ ہے کہ اس دیوان میں بھی خسرو کا بیشتر کلام ہموار اور پختہ نظر آتا ہے۔نمونے کے طور پر اس دیوان کی ایک غزل دیکھیں جو سعدی کی تتبع میں ہے۔

شمع فلک بر آید باآتشین زبانہ ساقیٔ نا مسلمان، درده مئے مغانہ
کشتیٔ من روان کن، مانا کرانہ یابم دریای غم ندارد چون ہیچ جا کرانہ
می نیم خورد خود دہ، وز پارۂ برنجی دل برلب تو دارم، بی خواستنِ بہانہ
نی نی کہ از رخ خود بےہوش کن کہ باری یکدم خلاص یابم از محنتِ زمانہ
رو تا رویم بیرون دستم بگردنِ تو تو بیخودِ صبوحی، من بیہش زمانہ
ای مہ غلام حسنت، چون در خمار باشی نی روی خواب شستہ، نہ موی کردہ شانہ
مطرب برودِ خود زن دستی بابر باران وین زہد خشک ما را تر کن بیک ترانہ
خسرو، خرابِ مطرب، تو مستِ نازو سرخوش ھان در چنیں نشاطی یک رقصِ عاشقانہ (۱۷۱)

دوسرے دیوان (وسط الحیات) کا دیباچہ: ۔دوسرے دیوان کو امیر خسرو نے قریباً ۳۲ سال کی عمر میں ۶۸۳ ہجری میں تدوین کیا۔ اس میں کوئی ساڑھے آٹھ ہزار ابیات ہیں۔ دیباچہ ''تحفۃ الصغر'' کے دیباچے سے تقریباً دوگنا ہے۔ اس میں بھی امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حمدِ خدا، نعتِ رسول ﷺ اور منقبتِ شیخ کے بعد دیگر امور پر اظہارِ رائے کرتے ہیں۔

ابتدا میں خسرو نے نعمتِ زبان کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے بعد خوش زبانی اور خوش الحانی کا مرتبہ بتایا ہے کہ موزوں اور متوازن بات کرنا ایک اور خدائی انعام ہے۔ فرماتے ہیں شعرو سخن ایک ودیعت اور نعمت ہے۔ اس کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ دورِ جوانی (۲۰ تا ۳۴ سال کے عرصہ حیات) میں کہے گئے کلام کو وسط الحیات (میانۂ زندگی) کا نام دیا ہے۔ دین اسلام میں ''میانہ روی'' کی خصوصی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ وسط الحیات کا یہ دیوان جوشِ جوانی سے بہرہ مند ہے اور ''تحفۃ الصغر'' سے بہتر و برتر ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض: ۔ڈاکٹر محمد ریاض اس دیباچے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپنے اس دیباچۂ دیوان میں خسرو نے پہلے غزل کی لطافت بیان کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے قصیدے کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیباچے کی عبارت مسجع اور مقفیٰ ہے۔ اس میں بزبانِ نثر بھی سلطانِ وقت (بلبن) اور شہزادہ محمد کی کسی قدر مدح ملتی ہے۔ اس میں خسرو نے خاقانی شروانی (م ۵۹۵ ہجری) کی تقلید کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ کریں۔ (۱۷۲)

ے نکوتر چیزی اندر شعر نام است کہ ماند زندہ زین نقش سیاھی
تن خسرو بمیرد این یقین است ولی خسرو نمیرد ھیچ گاھی

ب آوردہ ام شفیع دل زار خویش را پندی بدہ دو نرگس خوں خوار خویش را
ای دوستی کہ ہست خراش دلم ز تو مرہم نمی دھی دل افگار خویش را
مردم کہ نازکی و گراں بار می شوی جانم کہ بر تو می فگند بارِ خویش را (۱۷۳)

تیسرے دیوان غرۃ الکمال کا دیباچہ:۔ خسرو نے اپنا تیسرا دیوان ''غرۃ الکمال'' (علامتِ کمال یا آغاز کمال) کوئی ۴۵ سال کی عمر میں ۶۹۵ ہجری میں مرتب کیا۔ دیباچے میں حمد، نعت، منقبتِ مرشد اور مدحِ سلطان کے بعد دیگر ادبی مطالب ملتے ہیں۔ متن کے کوئی ۹۰ صفحے ہیں۔ مولانا الطاف حسین حالی کے ''مقدمہ شعر و شاعری'' کی مانند یہ دیوان کا مقدمہ ہی نہیں، ادبی اور انتقادی مضامین کے پیشِ نظر ایک مستقل تالیف بھی ہے۔ اس دیباچے میں خسرو نے فکر و فن اور ادب کے حوالے سے مختلف موضوعات پر اظہار رائے کیا ہے جس کا اجمالی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

مقامِ شعرا:۔ دیباچے میں خسرو نے بہت اچھے طریقے سے شعر و شاعری کے بارے میں اسلامی نقطۂ نگاہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''...... نطق و سخن وری کی بنا پر انسان، حیوانات سے ممیز ہے اس لیے اسے چاہیے کہ حسنِ سخن اور زیبائی تحریر کا خیال رکھے۔ شعر، موزوں سخنی کی علامت ہے اور اس کا مقام بے حد بلند ہے۔ نثر میں شعر کی تاثیر مفقود ہے۔ اس لیے شعر، سحر سے قریب تر ہے۔ از روئے شرع بھی اخلاق آمیز اشعار، مستحسن ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ الشعرا (۲۶) میں شعراء کو میدانِ عمل میں سرگرداں دکھایا گیا، اور ان کے پیروؤں کو گمراہ قرار دیا گیا، مگر مومن اور درست کردار شعراء اس سے مستثنیٰ کیے گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے مضامین کے حامل اشعار کو پسند فرمایا ہے۔ آپ نے ''بیان'' کو ''سحر'' ہی قرار نہیں دیا، شعر کو ''حکمت'' بھی فرمایا ہے۔ قرآن مجید کے اعجاز بیان میں بھی شعری رنگ ہے (مثلاً دیکھیے سورہ مرسلات اور سورہ نازعات کی ابتدائی آیات)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اشعار از بر تھے۔ حضرت علیؓ نے خود بھی اشعار کہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ شعر پڑھا کرتی تھیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شعر کہے ہیں۔ بنا بریں' شعر از روئے دین معیوب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء، حکما اور فضلا شعر کہتے رہے ہیں۔ شاعر، حکیم و فلسفی بھی رہے ہیں اور بعض حکیم و فلسفی بھی شعر کہتے رہے ہیں۔'' (۱۷۴)

عربی اور فارسی شاعری:۔ خسرو نے ''غرۃ الکمال'' کے دیباچے میں عربی اور فارسی شاعری کا تقابل اور موازنہ بھی پیش کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''عربی، قرآن مجید کی زبان ہے اور قابل صد احترام و ارادت ہے۔ اس زبان کے لسانی حسن کا

کیا کہنا کہ الفاظ کے قوالب مقرر ہیں اور ایک لفظ کے متعدد معانی ہیں، اور شعرا اور راقمین اس خصوصیت سے کافی حسن پیدا کرتے ہیں مگر کئی دلائل کی بنا پر فارسی شاعری عربی شاعری سے احسن اور بہتر ہے مثلاً عربی شاعری میں قافیہ ہے اور ردیف نہیں جب کہ فارسی شاعری میں ردیف کا بالعموم التزام کیا جاتا ہے اور اس سے بڑا حسن پیدا ہوتا ہے۔ ایران کے بعض عربی شاعروں نے ردیف کا استعمال کیا مگر عربوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ اوزان بحور میں بھی عربی شعرا زحیف سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کر سکتے۔ معنی آفرینی میں عرب شعرا قابل تعریف ہیں مگر فارسی شعراء جیسے انوری، خاقانی، ظہیر فاریابی اور نظامی یا کمال اصفہانی کی جولانی طبع نے ایسے نئے نئے نکتے پیدا کیے کہ جن سے عربی شاعروں کا دامن تہی نظر آتا ہے۔ پس الفاظ کی تنگ دامانی اور عموماً وحدتِ معانی کے باوجود فارسی شاعر، عربی شاعروں سے آگے نکل گئے ہیں......''(۱۷۵)

فارسی اور برصغیر کے مسلمان:۔ خسرو لکھتے ہیں کہ اس عصر میں برصغیر اور توران (یعنی موجودہ روسی ترکستان اور افغانستان وغیرہ) کی فارسی صحیح اور فصیح ہے جبکہ اہلِ فارس کی زبان خراب ہو چکی ہے۔ یہ لکھتے کچھ اور بولتے کچھ ہیں۔ ان کی علاقائی زبانیں فارسی میں دخیل ہیں۔ ہند میں ہر کہیں (خصوصاً مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں میں) ایک جیسی فارسی بولتے اور لکھتے ہیں۔(۱۷۶)

شاعری اور اسلوبِ شاعری:۔ خسرو لکھتے ہیں کہ شاعروں کے تین درجے ہیں۔ پہلے درجے پر صاحبِ طرز شعرا ہیں جو دوسروں کی خاطر جادۂ فکر و عمل فراہم کرتے ہیں جیسے رضی الدین نیشاپوری، انوری، ظہیر فاریابی اور نظامی۔ دوسرے درجے پر اساتذہ کے مقلد اور پیرو شعرا ہیں جیسے مجیر الدین بیقانی، خاقانی کا مقلد تھا یا خاقانی بعض امور میں سنائی کا مقلد تھا۔ تیسرے درجے پر سرقہ کرنے والے شعرا ہیں جو اسلوب کی پیروی نہیں کرتے، الفاظ اور معانی چوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا شاعر استادِ کامل کہلانے کا حق دار ہے جس کا کلام استادانِ سخن کے اسلوب پر محکم ہو، صوری و معنوی اغلاط اور اشتباہات سے مبرا ہو، کلام شاعرانہ اور ادیبانہ رنگ پر ہو نہ کہ واعظانہ اور سوقیانہ طرز پر اور اس کے معانی و مضامین دوسروں کے سرقہ نہ ہوں۔

اپنے کلام کے بارے میں خسرو کہتے ہیں کہ میرا کلام بعض موارد میں شاید استادانہ نہ ہو اور اس میں اغلاط بھی ہوں۔ تاہم، میرے کلام میں رنگ شاعرانہ ہے اور ذاکرانہ نہیں اور میں نے دوسروں کے معانی و مضامین بھی چوری نہیں کیے۔(۱۷۷)

سرگزشتِ خسرو:۔ اس دیباچے میں خسرو اپنی سرگزشت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''..... والد (لاچین) سیف الدین محمود، سیف شمسی، نے ان کی عمر کے ساتویں سال میں انتقال

فرمایا، اس کے بعد ان کی پرورش اور تعلیم نانا (امیر عماد الملک) کے زیرِ سایہ ہوئی۔ خسرو بیس سال کے تھے (۶۷۱ ہجری تقریباً) کہ ان کے نانا نے ۱۱۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ اس وقت تک ایک دیوانِ شعر مرتب کر چکے تھے اور متداول علوم وفنون (از انجملہ موسیقی اور خطاطی) میں بھی مہارت کسب کر چکے تھے۔ امورِ معاش کی خاطر آپ نے سلطان بلبن کے بھتیجے خان معظم کتلو خان (ملک چھجو) کے دربار کا رخ کیا۔ وہاں آپ کا خاصا شہرا اور احترام تھا مگر ایک دن ملک چھجو خفا ہو گیا اور خسرو کو یہ دربار چھوڑ کر سامانہ میں شاہزادہ بغرا خان کے ہاں ملازمت کرنا پڑی۔ ہوا یہ کہ ملک چھجو کے ہاں ایک محفلِ شعر و سرود میں بغرا خان نے خسرو کو انعام دیا جسے آپ نے قبول کر لیا اور ملک چھجو اس بات پر سخت ناراض ہو گیا تھا۔ سامانہ میں خسرو کا اقبال اور بھی چمکا۔ انھیں شاہزادے کے ساتھ لکھنوتی بھی جانا پڑا مگر تھوڑے عرصے میں آپ وہاں سے لوٹ آئے اور شاہزادہ محمد قآن (خان شہید) کی دعوت پر ملتان آ گئے۔ شاہزادے کی شہادت (۶۸۳ ہجری) کے واقعہ تک آپ وہیں رہے، پھر لکھنوتی چلے گئے (امیر حاتم خاں کے دربار میں) ۶۸۶ ہجری میں سلطان بلبن کی وفات پر معزالدین کیقباد نے اقتدار سنبھالا۔ دربار سے کئی دعوتیں آئیں مگر خسرو اس خوش گزران سلطان سے دوری اختیار کیے رہے مگر سلطان اور اس کے والد بغرا خان کی آشتی آمیز ملاقات کے موقع پر انھیں جانا ہی پڑا اور ایک مثنوی (قرآن السعدین) لکھنے کی ماموریت قبول کرنا پڑی۔ کوئی تین سال بعد سلطان جلال الدین خلجی تخت نشین ہوا۔ اس سلطان نے خسرو کو "امیر" سے ملقب کیا اور بے حد قدر کی۔" (۱۷۸)

حاسدین ومخالفین کی تنقید کا جواب:۔ خسرو کی شاعری پر حاسدین نے کئی طرح سے تنقید کی۔ انھوں نے نہایت خوبصورتی سے ان کے اعتراضات کے جواب دیے۔ انھوں نے حاسدین کی توجہ اس نکتے کی طرف مبذول کرائی کہ آنے والا وقت خود بتا دے گا کہ کس کا شعر نقش دوام ہے اور کس کا نقشِ فنا، خدا کی قدرت کہ خسرو کا کہا سچ ثابت ہوا۔ بقول علامہ اقبال ۔

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو (۱۷۹)

تشکر، استغفار اور مناجات:۔ دیباچہ "غرۃ الکمال" کے آخر میں خسرو دعا کرتے ہیں کہ اگر اس دیوان میں ان کے قلم سے کوئی بات قرآن مجید اور سنتِ نبوی کے خلاف نکلی ہو تو ان کا اعتذار قبول کر لیا جائے۔ آخر پر کلمۂ شہادت پر انھوں نے بات مکمل کر دی ہے۔ (۱۸۰)

چوتھے دیوان (بقیہ نقیہ یعنی باقی ماندہ پاکیزہ کلام) کا دیباچہ:۔ اسے امیر خسرو نے بعمر ۶۵ سال ۷۱۶ ہجری میں مرتب کیا۔ یہ دیباچہ ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آیات واحادیث

کے علاوہ عربی عبارات اور اشعار کی خاصی فراوانی نظر آتی ہے۔ پختہ تر دینی شعور نے انھیں بے حد محتاط، ادب آموز اور اصلاح طلب بنا دیا ہے۔اب وہ شعر وادب برائے زندگی کے سخت حامی نظر آتے ہیں۔ دیباچے میں حمد، نعت اور منقبتِ پیر کے بعد ولیانِ نعمت کا شکریہ ہے۔اپنے شعر کی روانی اور بے ساختگی کا ذکر کر کے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

''شعر موہبت الٰہی ہے ۔ یہ بڑا مؤثر ذریعہ ابلاغ ہے لیکن مسلمان شعرا کو چاہیے کہ اس کے ذریعے قرآن مجید، احادیثِ رسول ﷺ اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کو لوگوں کے خاطر نشیں کریں۔شعر میں مستور پند ونصیحت، واعظانہ گفتار سے کہیں مؤثر ہے،اس لیے اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔''

اس کے بعد امیر خسرو کہتے ہیں:

''اب ان کی توجہ اس امر پر مبذول ہے کہ دینی حقائق زبانِ شعر میں بیان کریں،اور اپنے سوزِ دل سے قارئین کو بھی بہرہ دیں۔اس مقصد کے لیے اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی اساسی اہمیت ہے۔آسودہ دل سے نکلی ہوئی بات مؤثر نہیں ہوتی۔اس لیے وہ اپنی باطنی اصلاح کے لیے کوشاں ہیں اور ہر ناصح کو اس روش پر عمل کرنا ناگزیر ہے کہ:

لیطھر بزنا من کل لوث و یرغب فیہ طیبا کل نفس

''...... شاعری میں دروغ ومبالغہ سے بچنا ہر کسی کا کام نہیں،مگر شعراء کو نبی اکرم ﷺ کی اس وعید پر توجہ رکھنا چاہیے جو آپ ﷺ نے امرؤالقیس کے لیے بیان کی تھی کہ ''**اشعر الشعراء و قائدھم الی النار**''۔اس لیے یہ بات اہم نہیں کہ کسی نے شعر کیسا کہا؟ یہ بھی دیکھنا ناگزیر ہے کہ اس نے کیا کہا ہے؟ خسرو اپنے شاعرانہ تغزلات کے احتمال کا ذکر کر کے خدائے تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ:

بین کہ تا حال چون من چہ شود من گرد باد ھویٰ و آتش تیز
باد و آتش کجا رسند گر من یابم از جانبِ تو راہ گریز (۱۸۱)

پانچویں دیوان نہایۃ الکمال (کمال وتکامل کی آخری حد) کا دیباچہ:۔ خسرو نے اپنا پانچواں دیوان اپنی عمر کے آخری سال (۷۲۵ ہجری) میں مرتب کیا۔اس میں بھی اکثر اصنافِ سخن موجود ہیں مگر اس کا دیباچہ بہت مختصر ہے۔اس میں حمد، نعت اور منقبتِ شیخ کے مضامین خاصے مفصل ہیں۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ اس دیوان کے نہایۃ الکمال ہونے میں شک نہیں۔ان کے پیشرو

وں میں سب سے بڑے شاعر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔امیر خسرو کی درج ذیل غزل ملاحظہ کریں۔اس میں سعدی کی غزل کا ہی لفظی ومعنوی کمال نظر آتا ہے۔سادگی، روانی، برجستگی اور دلآویزی نقطۂ کمال پر ہے۔

مفلسی از پادشاهی خوشتر است — مفسدی از پارسائی خوشتر است
پادشاہی است دردِ سر، ولی — چون نگه کردم، گدائی خوشتر است
پادشاهان چون بخود ندهند راه — بافقیران، بی نوائی خوشتر است
آدمی چون کبر در سر می کند — با سگِ کو، آشنائی خوشتر است
دل که از سودای خوبان بشکند — آن شکست از مومیائی خوشتر است
آشکارا عشق بازی با بتان — از بسی زهدِ ریائی خوشتر است
نیست لذت عشق را بعد از وصال — عشقِ بازان را جدائی خوشتر است
عشقِ دونان خسروا از سربنه — عشق ہا سرِ خدائی خوشتر است (۱۸۲)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں صرف تیسرے دیوان موسوم بہ ''غرۃ الکمال'' کے دیباچے کے اہم مطالب تحریر کیے تھے۔بعد میں قریباً ایک سال بعد انھوں نے اپنے دوسرے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں ''غرۃ الکمال'' سمیت پانچوں دواوین کے اہم مطالب قلم بند کر دیئے۔اپنے ان مضامین میں انھوں نے ضروری حواشی وحوالہ جات اور بعض فارسی اشعار کا ترجمہ دے کر، ان کی افادیت میں اضافہ کر دیا ہے۔علمی وادبی نقطۂ نگاہ سے یہ مضامین بہت زیادہ قدر وقیمت کے حامل ہیں۔

زیرِ تبصرہ دونوں مضامین میں یہ امر ناقابلِ فہم ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ دے دیا ہے اور بعض کا ترجمہ نہیں دیا۔اسی طرح فارسی اشعار کے حوالہ جات بھی مفقود ہیں۔دونوں مضامین کے تقابل وموازنہ سے کچھ منطقی ومتنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔مثلاً اپنے مضمون ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''......(امیر خسرو) فرماتے ہیں کہ ان کا کلام بعض موارد میں شاید استادانہ نہ ہو اور اس میں اغلاط بھی ہیں۔البتہ رنگ شاعرانہ ہے اور ذاکرانہ نہیں اور دوسروں کی چوری بھی نہیں کرتے۔اس خاطر وہ ''شاعر ناتمام'' ہیں۔

ندہم از انصاف خویش اینجا تمام ناتمام، ناتمام ناتمام (۱۸۳)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں لکھتے ہیں:

''......اپنے سبک کے بارے میں خسرو فرماتے ہیں:

نی دھم از عدل خویش این جا تمام ناتمام، ناتمام، ناتمام''

شبلی نعمانی، شعر العجم جلد دوم میں اسے ایک دشمنانہ تبصرہ قرار دیتے ہیں! بہر حال خسرو فرماتے ہیں کہ ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا ہے ورنہ اغلاط سے مبرا ہے۔ ہاں، وہ واعظانہ شعر نہیں کہتے بلکہ شاعرانہ وحکیمانہ اسلوب رکھتے ہیں اور دوسروں کے الفاظ ومعانی کا سرقہ بھی نہیں کرتے اس لیے انھیں 'استاد تمام' کہا جا سکتا ہے''(۱۸۴)

(بنیادی مآخذ) دیوان ''غرۃ الکمال'' کے فارسی متن پر مشتمل دیباچے کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون ''امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں دیا گیا ترجمہ اور فارسی شعر درست ہے جبکہ ان کے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں دیا گیا شعر اور ترجمہ درست نہیں۔ شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ''عدل'' کی جگہ پر ''انصاف'' آنا چاہیے۔ اسی طرح اقتباس میں دیے گئے ایک جملے میں خط کشیدہ حصہ بھی درست نہیں ہے۔

''ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا ہے ورنہ اغلاط سے مبرا ہے'' کی جگہ پر لفظ ''نہ'' کے درست استعمال سے جملہ ہونا چاہیے، ''ان کا کلام ہر جگہ صاحبانِ طرز اساتذہ کا سا نہیں ہے اور نہ ہی اغلاط سے مبرا ہے''۔ زیرِ تبصرہ اقتباس کے آخری جملے میں بھی ''استاد تمام'' کے بجائے ''استادِ ناتمام'' کے الفاظ آنے چاہییں۔ اصل فارسی متن ملاحظہ فرمائیں:

''حاصل از چہار شرطِ استادی در دو شرط اقرار کردم کہ استقرارے ندارم و در آن مقال استقلال نہ یکے مالکِ طرزِ ملکی ام و دوم از خطِ خطا خلاص ندارم اما در دو شرطِ دگر یکے در سیاقِ سخن بر نسقِ شعر اُو دوم عدمِ انتحال۔

بحمد اللہ کہ درین دو شرط توانم کہ آزادانہ از ھر مواخذہ تحریر کنم پس ھم خود اینک حکم حالِ خود شدم، و حکم کردم کہ در مسندِ استادی نیم تمام دارم کہ اگر استادانِ تمام بندہ خسرو را در استادی نیم تمام گیرند ہم تمام باشم۔ بیت:

ندھم از انصاف خود اینجا تمام ناتمام ناتمام ناتمام (۱۸۵)

مزید برآں یہ کہ شعر العجم، حصہ دوم کے متعلقہ حصے کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ شبلی نعمانی نے امیر خسرو کے اپنے کلام پر کیے گئے اس تبصرے کو دشمنانہ قرار نہیں دیا تھا بلکہ انھوں نے

اسے انصاف پر مبنی تبصرہ قرار دیا تھا۔شبلی نعمانی اس ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

''کیا دنیا میں اس سے زیادہ کوئی انصاف پرستی اور بے نفسی کی مثال مل سکتی ہے۔امیر کے کلام پر ریویو کرنے کے لیے اس سے زیادہ بڑھ کر کیا دلیلِ راہ ہوسکتی ہے۔''(۱۸۶)

مندرجہ بالا زیرِ تبصرہ مضامین میں موجود متنی اغلاط کے باوجود ان کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ان کی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے ساتھ انھیں ازسرِ نو طبع کرایا جائے۔

تحقیق طلب امور:۔ اپنے مضمون ''امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ غرۃ الکمال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس دیباچے کے متن کی تصحیح کے بعد انھوں نے اسے طباعتِ جدید کی خاطر دے دیا ہے۔(۱۸۷)

اسی طرح وہ اپنے مضمون ''حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے دواوین کے دیباچے'' میں لکھتے ہیں:

''راقم الحروف نے پانچوں دیباچوں کے متن کو مرتب کیا اور ان پر ضروری حواشی بھی لکھے، جو عنقریب شائع ہوں گے۔''(۱۸۸)

مندرجہ بالا اقتباسات میں کی گئی نشاندہی کے مطابق ضروری ہے کہ امیر خسرو کے دواوین کا تصحیح شدہ، مدون کیا ہوا متن ترجمے کے ساتھ شائع کیا جائے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے پانچوں دواوین کا متن ۷۷۔۱۹۷۶ء میں بعد از تصحیح مرتب کیا تھا۔ لاہور سے نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریباتِ امیر خسرو نے وزیر الحسن عابدی کا مرتبہ متن دیوان ''غرۃ الکمال'' ۱۹۷۵ء میں شائع کیا تھا۔اس متن کے ساتھ تقابل وموازنہ سے ڈاکٹر محمد ریاض کے مدون کیے ہوئے متن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لے کر اس ضمن میں مزید پیش رفت بھی کی جاسکتی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے ایم فل کی سطح پر ''اقبال کے تصورِ اخلاق کا تحقیقی جائزہ ۲۰۰۲ء''، ''شبلی اور اقبال (۲۰۰۳ء)'' اور ''علامہ اقبال اور امیر خسرو کا فلسفۂ اخلاق'' کے موضوعات پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ جات لکھے جاچکے ہیں۔''علامہ اقبال اور شیخ سعدی کا فلسفۂ اخلاق'' یا ''علامہ اقبال اور امیر خسرو کا نظریہ شعر و ادب'' کے موضوعات پر بھی تحقیقی مقالہ جات لکھوائے جاسکتے ہیں۔

16۔حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ

ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون (تبصرہ)،''حضرت امیر سید علی ہمدانی اوران کا فتوت نامہ''، سہ ماہی بصائر، کراچی کی جلد ۷، شمارہ ۱، اشاعت جنوری ۱۹۷۰ء (صفحہ نمبر ۱ تا ۳۷) پر شائع ہوا۔اس مضمون کے صفحہ نمبر ۱ تا ۱۲ پر انھوں نے حضرت امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اوران کی دینی خدمات کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کوان کی دینی خدمات اور مقام ومرتبے کی وجہ سے امیر کبیر، علی ثانی اور شاہ ہمدان کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔خطہ کشمیر کے آپ سب سے بڑے داعی، مبلغ اور محسن ہیں، اس لیے''حواری کشمیر'' بھی کہلاتے ہیں۔آپ ۱۲ رجب ۷۱۴ھ کو ہمدان میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام سید شہاب الدین اور والدہ کا نام سیدہ فاطمہ ہے۔آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔فارسی اور عربی زبانوں ، نیز مروجہ اسلامی معقول ومنقول علوم میں تبحر حاصل کیا۔آپ نے ۱۲ برس کی عمر میں سیر وسلوک کی وادی میں قدم رکھا۔بیس سال کی عمر میں علوم ظاہری وباطنی سے فارغ التحصیل ہوگئے۔۷۳۴ھ کے لگ بھگ آپ روحانی فوائد اور تبلیغِ اسلام کی غرض سے سیر وسیاحت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔تمام اسلامی ممالک میں تین بار گئے اور بعض غیر اسلامی ممالک مثلاً روم، وغیرہ میں بھی گئے۔آپ نے دورانِ سیاحت، اسلام کی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔آپ کی تبلیغ سے مسیحانِ روم میں سے بھی کئی اشخاص مسلمان ہوئے۔

۷۵۳ھ کے لگ بھگ ۴۰ برس کی عمر میں آپ سیاحتوں سے لوٹ کر اپنے مولد ہمدان آئے۔آپ نے شادی کی اور وہاں ارشادِ خلائق کا سلسلہ جاری رکھا۔کچھ عرصہ بعد آپ ختلان جا بسے۔اس کا موجودہ نام''کولاب'' ہے اور یہ روس کی جمہوریہ تاجکستان کا معروف شہر ہے۔وہاں آپ نے ایک گاؤں خرید کر وقف فی سبیل اللہ کر دیا۔مسجد اور خانقاہ بنوائی۔اپنے مزار کے لیے جگہ مخصوص کر لی اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بعد از وفات وہیں دفن کیا گیا۔

۷۷۳ ہجری میں دو نامور اشخاص شاہ ہمدان سے بیعت ہوئے۔ایک امیر زادہ شیخ خواجہ اسحٰق ختلانی تھے اور دوسرے شیخ نور الدین جعفر بازاری بدخشی، جنھوں نے شاہ صاحب کے احوال ومناقب کو''خلاصۃ المناقب'' نام کی ایک گراں قدر کتاب میں جمع کیا۔خواجہ اسحٰق ختلانی کو شاہ

ہمدانی سے خرقہ نیابت و جانشین حاصل ہوا۔ شاہ صاحب کی اکلوتی بیٹی بھی ان سے بیاہی گئی۔ خواجہ صاحب سے دو سلسلے چلے جواب بھی کم و بیش باقی ہیں ۔ پہلا نور بخشی سلسلہ ہے جو امیر سید نور بخش (م ۸۶۹ ہجری) کے توسط سے چلا ہے۔ دوسرا ذہبی سلسلہ ہے جو اُن کے دوسرے مرید اور داماد سید عبداللہ برزش آبادی مشہدی (م ۸۷۲ ہجری) کے ذریعے سے رواج پذیر ہوا اور ایران میں اب بھی متداول ہے۔

۷۷۴ ہجری میں تیمور کی مخالفت کی وجہ سے شاہ ہمدان چھ یا سات سو سادات کے ساتھ کشمیر تشریف لائے۔ شاہ ہمدان نے کشمیر کے بادشاہ شہاب الدین اور سلطان فیروز شاہ تغلق میں صلح کرا کے ان کی باہمی لڑائی ختم کرائی ۔ فیروز شاہ تغلق کی تینوں بیٹیوں کو بادشاہ کشمیر کے تینوں عزیزوں (بادشاہ کے فرزند، ولی عہد قطب الدین اور میر سید حسن بہادر بن میر سید حسین سمنانی) سے بیاہ کر ان کے درمیان رشتہ اخوت کو استوار کیا۔

شاہ ہمدان کی تبلیغی مساعی کی بدولت، ان کے ہاتھ پر کم از کم ۳۷ ہزار غیر مسلم اسلام لائے۔ انھوں نے ۱۲ بار پا پیادہ حج کیا۔ انھوں نے بدھ ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ ہجری کو ''پاخلی'' کے مقام پر وفات پائی۔ مرض الموت کے عالم میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے قرآنی کلمات آپ کے ورد زبان تھے اور عجیب اتفاق ہے کہ یہ ان کے سالِ وفات کے برابر یعنی ۷۸۶ ہیں۔ ان کے ایک معاصر شاعر مولانا آنی نے کہا:

حضرت شاہ ہمدان کریم　　آیۂ رحمت ز کلامِ قدیم
گفت در دمِ آخر و تاریخ شد　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہ ہمدان کی وصیت کے مطابق انھیں مقررہ مقام ''کولاب'' میں ہی دفن کیا گیا۔ وہ ایک کامل عارف اور تیز بین مبلغ تھے۔ سیاحت کے دوران انھوں نے چودہ سو اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور چونتیس بزرگوں نے ان کو خرقہ ارشاد اور اجازت نامہ بھی دیا۔ انھوں نے اپنے عہد کے تمام باکمالوں (سید نعمت اللہ ولی کرمانی، سید اشرف جہانگیر سمنانی و دیگر حضرات) سے روابط حسنہ رکھے۔ ہمدان سے کشمیر تک بجز امیر تیمور تمام بادشاہ و اُمرا اُن کے معتقد تھے۔ انھوں نے بھر پور طریقے سے بادشاہ، اُمرا اور عوام الناس کی اصلاح کے لیے کام کیا۔ انھوں نے لوگوں کی سماجی، معاشی اور اخلاقی اصلاح اور ترقی کے لیے بھر پور کردار ادا کیا۔ انھوں نے تصوف و عرفان، سیاست اور شرح تعلیماتِ اسلامی کے موضوعات پر کم از کم سو سے پونے دو سو تک رسالے اور کتابیں

تصنیف کیں ۔ راقم الحروف (ڈاکٹر محمد ریاض) کی دسترس اور مطالعے میں ۸۳ رسالے اور کتابیں آئی ہیں جن میں ۲۰ عربی اور باقی ۶۳ فارسی میں ہیں ۔ فارسی میں ان کی زیادہ مشہور کتابیں ''ذخیرۃ الملوک''، ''مشارب الاذواق''، ''مراۃ التائبین''، ''رسالہ ذکریا''، ''اورادفتحیہ'' اور ''دہ قاعدہ'' ہیں جب کہ عربی میں ''شرح اسماء اللہ''، ''اسرار النقطہ'' اور ''خواطریہ'' ہیں ۔ ان کی بعض کتابیں چھپ چکی ہیں اور دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں ۔ بعض کتابوں کی شرح بھی ہو چکی ہے ۔ شاہ صاحب کی سب سے ضخیم اور معروف کتاب ''ذخیرۃ الملوک'' ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے ۔ علامہ اقبال بھی شاہ ہمدان کے معتقد تھے ۔ انھوں نے ''جاوید نامہ'' میں شاہ ہمدان کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ۔

شاہ ہمدان شعر میں 'علی' اور 'علائی' تخلص کرتے تھے ۔ انھوں نے اکتالیس غزلیں (چہل اسرار) ، کوئی ۹ رباعیاں اور کچھ تعداد میں اشعار کہے ہیں ۔ مختصر یہ کہ فارسی و عربی ادبیات اور تاریخ تصوف میں شاہ صاحب کا بڑا ارفع مقام ہے ۔ (۱۸۹)

شاہ ہمدان کی شخصیت اور ان کی دینی ، علمی اور ادبی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت ، نظامِ فتوت اور شاہ ہمدان کے فتوت نامے کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی ہیں اور مضمون کے آخر (صفحہ نمبر ۱۷ تا ۳۷) پر شاہ ہمدان کے ''رسالہ فتوتیہ'' کا تصحیح شدہ فارسی متن مع ضروری حواشی و حوالہ جات کے دیا ہے مگر اس کا اردو ترجمہ نہیں دیا ۔

ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ فتوت نامہ ، رسالہ الفتوۃ ، کتاب الفتوہ یا فتوتیہ ایسی کتابوں یا رسالوں کو کہتے ہیں جن میں فتوت (جوانمردی) کے آداب و رسوم پر روشنی پڑتی ہو ۔ عربی اور فارسی میں ایسی کئی کتابیں ہیں مگر سب کی سب مطبوعہ یا آسانی سے دستیاب نہیں ہیں ۔

جوانمردی یا فتوت کا اسلامی ممالک میں بے حد رواج رہا ہے ۔ یہ روش تصوف کے ساتھ ساتھ اور جداگانہ بھی چلتی رہی اور تصوف کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی اور مکتبِ فکر و عمل نہیں ملتا جس نے اتنا وسیع رواج پایا ہو ۔ تحریکِ فتوت سے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ یورپ بھی متاثر ہوا ۔ پانچویں صدی سے بارھویں صدی ہجری تک مختلف علاقوں میں نظامِ فتوت کے تحت قائم ہونے والے زوایا ، لنگر خانوں اور اجتماع گاہوں کی کیفیات ملتی ہیں ۔ (۱۹۰)

شاہ ہمدان کا فتوت نامہ : ۔ نظامِ فتوت سے متعلقہ ضروری امور پر اظہارِ رائے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے ''شاہ ہمدان کا تصحیح شدہ رسالہ فتوتیہ'' دیا ہے جسے انھوں نے ۸۶۳ ہجری تا ۱۳۰۴ ہجری

کے درمیان میں دریافت ہونے والے قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب کیا تھا۔

''رسالہ فتوتیہ'' کے شروع میں شاہِ ہمدان نے حمد باری تعالیٰ بیان کی ہے اور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ لفظ ''اخی'' کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ عموماً لوگ اس لفظ کے حقیقی مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے اور ''اخوت'' کے تقاضے پورے نہیں کر پاتے۔ ارباب طریقت کے نزدیک لفظ ''اخی'' کے تین معانی ہیں اور اس لحاظ سے یہ تین قسم کے مراتب رکھتا ہے: اول عام، دوم خاص اور سوم اخص؛ اول لغوی، دوم نص حقیقی، سوم اصطلاحی معنوی۔

اول مفہوم یہ ہے کہ لغت کی رو سے اپنے والدین کی اولاد کو بہن بھائی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کو بہن بھائی کہا جائے تو ایسا صرف رسماً اور تکلفاً کہا جاتا ہے مگر حقیقی طور پر ایسا نہیں سمجھا جاتا۔

مرتبہ دوم خواص مومنین اور علمائے دین کا ہے کہ وہ علم اور نورِ ایمان کی بدولت تقلید و رسوم کے مرتبے سے ترقی پا جاتے ہیں اور تمام ''مومن بھائی بھائی ہیں'' کے ارشاد کے بموجب رشتۂ ایمان کی بدولت ہر ایک کو بھائی جانتے ہیں۔

مرتبہ سوم اصطلاحی ہے۔ اس مرتبے پر اربابِ قلوب اور اہلِ تحقیق فائز ہیں۔ ان کے نزدیک فتوت راہِ سلوک میں ایک مقام ہے۔ یہ فقر کا ایک حصہ اور ولایت کی ایک قسم ہے۔ (۱۹۱)

اربابِ قلوب میں جو کوئی بخشش و عطا، سخاوت و عفت، امانت و شفقت، حلم و تواضع اور تقویٰ کے اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے اسے ''اخی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور وہ مقامِ فتوت پر فائز ہو جاتا ہے۔ اہلِ فتوت کے خرقہ میں شامل کلاہ (ٹوپی) اور سراویل (شلوار)، علامت ہیں مخلوق کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے اور ان کی پردہ پوشی کرنے کی۔ فتوت اگرچہ مقاماتِ فقر میں سے ایک مقام ہے مگر یہ تمام مقامات کی اصل ہے اور تمام مقامات کا دارومدار اس پر ہے بلکہ تمام کمالاتِ انسانی کے قواعد اور بنیاد فتوت پر منحصر ہیں اور مکارمِ اخلاق کے تمام درجات اس میں شامل ہیں۔

شاہ ہمدان نہایت خوبصورت انداز سے ''فتوت'' کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''وچنانچہ در عالم ظاہر اگر چہ شخصی رافطنت و استعداد بحدی رسد کہ ہزار کتاب را بی استاد بخواند وفہم کند، اصلاً سخن او مسموع نباشد و فتوی وی را اعتبار نباشد تا نزد استادی بخواند کہ نسبت علم وی نقل بہ نقل بہ صحابہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم درست شدہ باشد، ہمچنیں در طریقتِ فقر و فتوت اگر کسی صد سال مجاہدہ

کشد و بسعی تمام بذل مجہود کند آن را ہیچ اعتباری نبود تا آنکہ خدمت مردی کند کہ در طریقت وفتوت منتسب بود بہ رسول ﷺ و آن خلعت طریقت وفتوت کہ رسول ﷺ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بداں مخصوص گردانید و از ان حضرت نقل و بہ نقل بداں کس رسیدہ بود، بوی رساند و سلسلہ نسبت فتوت وطریقت را با حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درست کند۔'' (۱۹۲)

اس کے بعد، شاہ ہمدان بزرگانِ امت اور مشائخ طریقت قدس اللہ اسرارہم سے منقول فتوت کے بارے میں گیارہ تعریفیں بیان کرنے کے بعد صفاتِ فتوت کے چہار ارکان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''وفتوت را صفات بسیار است ولیکن مدار جمیع صفات بہ چہار رکن باز میگردد کہ آن اساس کار فتوت است و آن اینست کہ امام اولیاء وسید اتقیاء منبع عین فتوت ومعدن جود ومروت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرمود در حقیقت ایں معنی وقال: **ارکان الفتوۃ اربعۃ العفو مع القدرۃ والحلم فی الحال الغضب والنصیحۃ مع العداوۃ والایثار مع الحاجۃ**'' فرمود کہ ارکان فتوت چہار چیز است: عفو کردن با توانائی و بردباری در وقت خشم و نیک اندیشی با دشمنی وایثار کردن با وجود احتیاج بموثر بہ پس ازین معنی معلوم شد کہ مجموع مراتب واوصاف فتوت بحقوق عباد راجع میشود و آنکہ رسول اللہ ﷺ فرمود: ''**لایزال اللہ تعالیٰ فی حاجۃ العبد مادام العبد فی حاجۃ اخیہ المسلم**'' واشارت بدیں معنی است وہم در صحاح آمدہ است کہ ''**الخلق کلھم عیال اللہ واحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ**'' رسول اللہ ﷺ فرمود کہ خلق ہمہ عیالان خدایند و دوست ترین ہمہ نزد حق تعالیٰ آن کسی است کہ منفعت بہ عیالان او بیشتر رساند۔'' (۱۹۳)

اس کے بعد شاہ ہمدان نے (صفحہ نمبر ۲۴ تا ۲۷ پر) اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت کی مختلف اقسام کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اہلِ سعادت وہ ہیں جو کہ مقصدِ حیات کی تکمیل کی خاطر صدق وخلوص سے عبادت کرتے ہیں اور حسنِ اخلاق سے مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ جس میں یہ صفات پائی جائیں وہ طائفہ اربابِ فتوت سے تعلق رکھتا ہے اور اسے ''اخی'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اس کے بعد شاہ ہمدان نے طاعاتِ قلبی، طاعاتِ بدنی اور طاعاتِ مالی میں فرق بیان فرمایا ہے۔ انھوں نے عبادات، ان کے حقیقی تقاضوں کے مطابق ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ انھوں نے بطور مثال نماز کی ادائیگی کا طریقہ تحریر فرمایا ہے۔ اس طریقہ سے نماز ادا کرنے سے نماز مومن کی معراج بن جاتی ہے۔

اس رسالہ کے ''اختتامیہ'' میں شاہِ ہمدان خوبصورت اور جامع انداز سے ضابطۂ حیات کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ای عزیز اخی! باید کہ بہ مکارمِ اخلاق موصوف بود و بہ خصائل پسندیدہ آراستہ باشد: باپیران بحرمت باشد باجوانان بنصیحت ، باطفلان بہ شفقت ، باضعیفان برحمت ، بادرویشان بہ بذل و سخاوت ، باعلماء بتوقیر وحشمت ، باظالمان بعداوت ، بافاجران باھانت ، باخلق باحسان ومروت ، باحق بتضرع واستکانت' بنفس بجنگ' باخلق بصلح ، باہواء بمخالفت ، باشیطان بمحاربت ، برجفائی خلق متحمل ، درمقابل اعداء حلیم ، دروقت مصائب صابر ، درحالت رجاشاکر' بعیوب نفس خود عارف ، از ذکر عیوب خلق ساکت ، اندوہ ومصیبت خلق را کارہ ، بتقدیرات قضائی ازلی راضی ، از بدعت وہوادور ، قدم درشریعت راسخ نفس درطریقت ثابت ، ازمواضع تہمت محترز ، برعلم نجات حریص' از اہل غفلت متنفر' درسفر مصاحبان رابطاعت معاون بر جماعت مواظب زبردستان راناصح' باندک دنیا قانع ، دراحوال واھوال آخر متفکر ، ازافعال واقوال خودخائف ، ازفضیحت ورسوائی قیامت ترسان وبفضل وعنایت دیان امیدوار۔ (۱۹۴)

اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج کر اور حمدِ باری تعالیٰ بیان کرکے بات مکمل کر دیتے ہیں۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مضمون ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ'' سہ ماہی بصائر کے جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نومبر ۱۹۶۵ء تا جنوری ۱۹۶۹ء پی ایچ ڈی کی تعلیم کے سلسلے میں تہران میں مقیم رہے تھے۔ وہاں سے واپسی کے بعد وہ نومبر ۱۹۶۹ء تا نومبر ۱۹۷۰ء تک گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس، کراچی میں بطور اردو لیکچرار خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب ان کا متذکرہ بالا مقالہ شائع ہوا تو وہ کراچی میں ہی مقیم تھے۔ ان کا زیرِ تبصرہ مقالہ، پی ایچ ڈی کی تکمیل کے کچھ عرصے بعد ہی لکھا گیا تھا۔ سہ ماہی ''بصائر'' میں شائع ہونے والے اس مقالے کے مندرجات ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (باشش رسالہ ازوی) سے ماخوذ ہیں۔ اس میں دیا گیا ''رسالہ فتوتیہ'' ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں، ''باب سوم: رسالہ فتوتیہ ومقدمہ وتعلیقات آن'' کی فصل دوم: ''سخنی دربارۂ رسالۂ فتوتیۂ میر سید علی ہمدانی'' کے ذیلی عنوان ''متن رسالۂ فتوتیہ'' کے تحت (صفحہ ۳۴۱ تا ۳۶۶ پر) موجود ہے۔ سہ ماہی ''بصائر'' میں رسالہ کے پاورقی میں اردو میں دیے گئے حواشی، پی ایچ ڈی کے مقالے کے مذکورہ متن کے پاورقی میں دیے گئے حواشی سے کچھ مختلف ہیں۔ اردو حواشی میں چند ایک اضافی

توضیحات اور حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض سہ ماہی ''بصائر'' میں مطبوعہ مقالے میں لکھتے ہیں:

''یہ متن (متن تصحیح شدہ رسالہ فتوتیہ) دس قلمی نسخوں سے تصحیح کیا گیا ہے، البتہ اختلافی عبارات کی نشاندہی سے گریز کیا گیا ہے۔ تعارفی نوٹ اور متن کے حواشی جداگانہ تیار کیے گئے ہیں۔ اس متن کا حامل قدیم ترین نسخہ قلمی ۸۶۳ہجری میں اور جدید تر ۱۳۰۴ہجری میں لکھا گیا ہے... ''(۱۹۵)

ڈاکٹر محمد ریاض پی ایچ ڈی کے مقالے میں تدوینِ متن کے وقت ملحوظِ نظر رکھے گئے نسخوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''متن این رسالہ بامقایسۂ مصنف نسخۂ خطی وعکسی ونیز از روی نسخۂ چاپ شدۂ آن تصحیح گردیدہ است.... ''(۱۹۶)

مندرجہ بالا عبارت کے بعد اگلے صفحے پر ''خصوصیات نسخہ'' کے عنوان کے تحت آٹھ نسخوں کے حوالہ جات دیے گئے ہیں جن میں سے چار خطی نسخے، تین عکس نسخے اور ایک چاپی (مطبوعہ) نسخہ ہے۔ ان میں سے قدیم ترین نسخہ ۸۶۳ہجری کا اور جدید تر قلمی نسخہ ۱۳۰۴ہجری کا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے پی ایچ ڈی کے مقالے کے بعد اس سے اخذ کردہ زیرِ تبصرہ مقالے میں دس قلمی نسخوں سے رسالہ فتوتیہ کے متن کی تصحیح کا ذکر کیا ہے جبکہ پی ایچ ڈی کے مقالے میں سات عکسی و قلمی نسخوں سے استفادے کا ذکر ہے۔ انھوں نے رسالے میں مطبوعہ مضمون میں نہ تو یہ وضاحت کی ہے کہ ان کا یہ مضمون پی ایچ ڈی کے مقالے سے اخذ کردہ ہے اور نہ ہی یہ وضاحت کی ہے کہ مذکورہ سات نسخوں کے علاوہ کن تین نسخوں سے استفادہ کیا گیا۔ رسالے اور پی ایچ ڈی کے مقالے میں دیے گئے ''رسالہ فتوتیہ'' کے متون میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مقالہ، زیرِ تبصرہ موضوع پر سیر حاصل بحث' گراں قدر معلومات اور تحقیقات پر مبنی ہے۔ انھوں نے اپنے مقالے میں موقع محل کی مناسبت سے اشعار بھی دیے ہیں۔ دیے گئے تمام اشعار بغیر ترجمے کے ہیں اور ان کے دیے ہوئے حوالہ جات بھی نامکمل ہیں۔

مقالے میں دیے گئے حواشی کی بدولت اس کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ انھوں نے مقالے میں بعض مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب کے حوالہ جات بھی دیے ہیں جن کی مدد سے مزید تحقیقات میں مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً شیخ نورالدین جعفر بازاری بدخشی نے شاہ ہمدان کے احوال ومناقب پر کتاب ''خلاصۃ المناقب'' قلمبند کی تھی۔ ڈاکٹر محمد ریاض اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے

قلمی نسخہ جات برلن، استنبول اور آکسفورڈ کی لائبریریز میں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک لائبریری میں ایک ایک نسخہ موجود ہے۔ لاہور میں بھی ایک نسخہ موجود ہے۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف بخاری نے اس کی تصحیح کی اور اسے مدوّن کیا ہے مگر یہ ابھی تک چھپا نہیں ہے۔(۱۹۷)

ڈاکٹر محمد ریاض شاہ ہمدان کی شاعری کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> ایران کے بعض فضلا نے غلطی سے علی یا علائی شیخ علاء الدولہ سمنانی کا تخلص جان کر بعض غزلوں کو ان کے نام سے چھاپ دیا ہے۔ حالانکہ شیخ کا تخلص علاؔ اور علاء الدولہ ہے نہ کہ علی یا علائی۔ یہ تسامح کئی کتابوں میں نظر آیا اور راقم الحروف نے اس کی تصحیح کی خاطر ایک مقالہ ایران میں چھپوا دیا ہے۔(۱۹۸)

''فتوت'' کے موضوع پر منابع کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> فتوت نامہ، رسالۃ الفتوۃ، کتاب الفتوہ یا فتوتیہ ایسی کتابوں یا رسالوں کو کہتے ہیں جن میں فتوت (جوانمردی) کے آداب و رسوم پر روشنی پڑتی ہو۔ عربی اور فارسی میں ایسی کئی کتابیں ہیں مگر سب کی سب مطبوعہ یا آسانی سے دستیاب نہیں ہیں۔''(۱۹۹)

اس کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض نے فتوت کے موضوع پر دس منابع کا ضروری تفصیلات اور ان کی دستیابی کے ذرائع کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فتوت کے موضوع پر ڈاکٹر محمد ریاض کی ایک کتاب'' فتوت نامہ: تاریخ، آئین، آداب و رسوم تالیف، تصحیح و تحشیہ'' کے عنوان سے ۱۳۸۲ میں ایران سے شائع ہو چکی ہے۔ ان کی یہ فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔(۲۰۰)

ڈاکٹر محمد ریاض، شاہِ ہمدان کی شخصیت، فکر و فن اور ان کی دینی، علمی اور ادبی خدمات کے حوالے سے بہت عمیق اور وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ راقم الحروف کی دسترس اور مطالعے میں شاہ ہمدان کی ۸۳ کتابیں اور رسالے آئے ہیں جن میں بیس عربی اور باقی ۶۳ فارسی میں ہیں۔ شاہِ ہمدان کی کتابوں اور رسائل کے مطالعے کے علاوہ بھی شاہِ ہمدان، نظامِ فتوت اور نظامِ تصوف کے بارے میں ان کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ انھوں نے علامہ محمد اقبال، شاہِ ہمدان، اسلام اور مسلمان اور نظامِ فتوّت کے موضوعات پر مدام العمر کام کیا۔(۲۰۱)

ڈاکٹر محمد ریاض، اس مقالے میں لکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان ۱۲ رجب ۷۱۴ھ کو ہمدان میں پیدا ہوئے۔ ابجد کی رو سے آپ کی تاریخِ ولادت کلمہ ''رحمۃ اللہ علیہ'' سے نکلتی ہے۔(۲۰۲)

ابجد کی رو سے کلمہ ''رحمۃ اللہ'' کے اعداد ۷۱۴ نہیں بلکہ ۷۲۰ ہیں۔ اگر کلمہ ''رحمۃ اللہ'' میں سے لفظ ''رحمۃ'' کے بجائے ''رحمت'' قیاس کر لیا جائے اور لفظ ''اللہ'' کے دوسرے الف

(ا+ل+ل+ا+ہ) کے اعداد شمار نہ کیے جائیں تو کل اعداد ۱۴۱۷ بنتے ہیں۔اس لیے شاہ ہمدان کی تاریخ ولادت کلمہ ''رحمۃ اللہ'' سے نہیں بلکہ ''رحمت اللہ'' سے نکلتی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

ر	ح	م	ت	ا	ل	ل	ہ	ا	ہ
۲۰۰	۸	۴۰	۴۰۰	۱	۳۰	۳۰	۵	۱	۵

۶۵۳ + ۶۷

۷۲۰

تحقیق طلب امور:۔ ''شاہ ہمدان کی تصانیف کے اردو تراجم'' کے موضوع پر ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کرائی جاسکتی ہے۔اسی طرح مقتدرہ اداروں اور فارسی و اردو زبان و ادب کے ماہرین کو چاہیے کہ ان کی جن تصانیف کا اردو میں ترجمہ نہیں ہوا،اس کا اہتمام کریں۔اسی طرح ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی کتب کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے۔''رسالہ فتوتیہ'' کا ترجمہ بھی ہونا چاہیے کیونکہ اس کا تصحیح شدہ متن مع تحشیہ موجود ہے اور رسالہ بھی اتنا ضخیم نہیں ہے۔

17۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب

اس مضمون (تبصرہ) میں ڈاکٹر محمد ریاض نے میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک مخطوطے کے ترجمے کا تعارف کرانے اور اس پر تبصرہ کرنے کے بعد ان کے دریافت ہونے والے مکاتیب کے مندرجات کا تعارف کرایا ہے۔اس مضمون کے پہلے حصے میں ڈاکٹر محمد ریاض، سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے انیس رسالوں سے جمع کیے گئے اقتباسات پر مشتمل ایک کتابچے "اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ" پر تبصرہ کر کے یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ کتابچہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات پر نہیں بلکہ ان کے انیس رسالوں کے اقتباسات کے ترجمے پر مشتمل ہے۔اسے مرتب یا کاتب نے غلطی سے "مکتوبات" کا نام دے دیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ جون ۱۹۷۰ء میں فاضل کشمیریات، محمد عبداللہ قریشی نے انھیں بڑی تقطیع کے ۵۷ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان "اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ" عنایت فرمایا۔یہ کتابچہ ملک فضل الدین ککے زئی نے تقسیمِ ملک سے قبل لاہور سے شائع کیا تھا۔اس کتابچے کے آغاز میں دیے گئے عنوانات درج ذیل ہیں:

اقسامِ مخلوق، موجودات، طلب علم، تجدید و تفرید، باعفّت و بے ریا عشق و محبت، اوصافِ روح، نزولِ بلا، وصول الی الحق، تصفیہ باطن، بلا و محنت، شریعت و طریقت، فضل و کرم، عیوب و بلّیاتِ دنیا، معرفت صفاتِ قلب، توجہ و انابت، ملاقات، بندگی اور احکامِ خداوندی سے تمسّک وغیرہ۔

شاہ صاحب کے جن رسائل سے یہ اقتباسات لیے گئے ہیں وہ رسالے ابھی تک شائع نہیں ہُوئے اور مخطوطات و عکسیات کی صورت میں ملتے ہیں۔اس لیے ان مندرجات کے سیاق و سباق سے آگاہ ہونے کے لیے بہت زیادہ محنت و کوشش اور تحقیق کی ضرورت ہے۔اندریں حالات اس کتابچے پر اتنا ہی تبصرہ کافی ہے۔

اس مضمون کے دوسرے حصے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کے دریافت اور دستیاب ہونے والے مکاتیب کا تعارف کرایا اور ان کے مندرجات پر تبصرہ کیا ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اب تک شاہ ہمدان کے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی میں) راقم الحروف کو دستیاب ہوئے ہیں جن کی مختصر صورت حال مندرجہ ذیل ہے:

۱۔ وادیٔ جموں وکشمیر کے مقتدر بادشاہ قطب الدین شاہمیری (۷۷۵۔۷۹۶ ہجری) کے نام ایک خط۔

۲۔ بدخشاں اور بلخ کے حاکم سلطان محمد بہرام شاہ بن سلطان کے نام دو خط

۳۔ پاغلی کے حکام غیاث الدین اور علاؤ الدین کے نام بالترتیب تین اور ایک خط

۴۔ کونار کے حاکم سلطان طغان خان کے نام تین خط۔

۵۔ مولانا نور الدین جعفر رستاق بازاری بدخشی (م۷۹۷ھ) کے نام چار خط۔

۶۔ مولانا محمد خوارزمی کے نام ایک خط

۷۔ میر زادہ میر (ان کے حالات زندگی ہمیں معلوم نہیں) کے نام ایک خط۔ باقی سات خطوط کے مکتوب الیہم نامعلوم ہیں۔

اس اجمالی کیفیت کی اب کچھ تفصیل عرض کرتا ہوں۔ (۲۰۳)

مکتوب نمبر ۱ پر تبصرہ:۔ سلطان قطب الدین، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں آپ تقریباً ساڑھے چار سال تک کشمیر میں رہے۔ سلطان کے نام اپنے اس مکتوب میں آپ نے سلطان کو نیکی کا حکم دیا ہے اور برائی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

> ''اس سلطان کی خاطر، خدائے تعالیٰ اس کی اصلاح احوال فرمائے، ہماری مخلصانہ دعائیں مخصوص ہیں۔ خدا انھیں قبول فرمائے.... میرے عزیز، اگر دینداری وہ ہے جس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہ عمل پیرا تھے اور آدابِ اسلامی وہی تھے جن پر قرونِ اولیٰ کے بزرگ کاربند تھے تو ہم اور ہمارے اعمال کیا ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ یہ احساس رکھیں کہ ہمارے دعویٰ ایمان سے مجوسیوں کو بھی شرم آرہی ہے اور یہودی وغیرہ بھی ہماری دینداری کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہیں دیتے... خوب سن لو کہ روز قیامت ہر کسی سے اس کے فرائض منصبی کے بارے میں سخت باز پرس ہوگی۔ عبادات اس پر مستزاد ہیں۔ اگر عوام سے نماز و روزہ وغیرہ کے بارے میں محاسبہ ہوگا تو سلطان سے ان سب کے ساتھ عدل وانصاف برتنے کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔ اپنے فرائض کو خدا ترسی کے ساتھ انجام دیتے رہو.... میرے عزیز! بدکاری اور حرام خوری سے مجتنب رہ اور خدا کی مخلوق کی حاجت روائی میں مصروف رہ۔'' (۲۰۴)

مکتوب نمبر ۲ اور ۳ پر تبصرہ:۔ سلطان محمد بہرام شاہ بلخ و بدخشاں، سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا مخلص مرید تھا۔ اس کے نام کے دونوں مکتوبات ناصحانہ ہیں۔

مکتوبات نمبر ۴ تا ۱۰ پر تبصرہ:۔ علاقہ پکھلی کے حکام کے ساتھ شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے

خصوصی مرشدانہ روابط رہے ہیں ۔ یہ علاقہ موصوف کی تبلیغی سرگرمیوں کا بڑا مرکز رہا اور اسے ''کافرستان'' سے ''نورستان'' بنانے میں ان کا بڑا ہاتھ تھا۔اس علاقے کے اشرار اور علمائے سوء کے ہاتھوں ان پر غیر معمولی مصائب بھی گزرے ہیں۔سلطان غیاث الدین اور ایک دوسرے مخطوطے کی رو سے سلطان طغان خان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''میرے عزیز، ان شقی لوگوں کی بداطواری اور غنڈہ گردی کے پیش نظر میں چاہتا تھا کہ کچھ عرصہ کی خاطر میں یہاں سے دوسرے مقامات کی طرف چلا جاؤں مگر تو نے یہاں تبلیغی کام جاری رکھنے کا اصرار کیا اور امر ربی بھی یہی تھا کہ ''اللہ کا امر غالب ہے'' (سورہ یوسف ۲۱) ۔میرے کام کے آغاز پذیر ہونے کی خاطر تیری حکومت کے عمّال نے منادی بھی کرادی تھی ۔ میں نے اللہ اور رسول کی رضا کے حصول کی خاطر اور تیرے عہدِ حکومت کی نیک نامی کے لیے تبلیغی کام شروع کردیا۔اور آج جاہل فتنہ پردازوں کے ایک گروہ نے ،جن کی حرکات کا مجھے علم ہے،نہایت ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا اور بے حیائی وفتنہ پردازی پر اتر آئے ۔اگر تیری یا تیری حکومت کے عمال کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی نہ ہوتی ،تو وہ ایسی جرأت کیسے کرلیتے ؟ میرے عزیز، کیا تیری آرزو ہے کہ اس علاقے کے اشرار میرے ساتھ وہی حشر کریں جو یزید نے حضرت حسینؓ کے ساتھ کیا تھا ؟ اگر ایسا ہُوا تو ہم دادا کی سنت پر عمل کرکے دکھادیں گے ۔ہم ان سب مشکلات ومصائب کو اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ تم اور تمھارے عمال سلطنت ،مملکت میں امن وامان قائم رکھنے میں ناکام دکھائی دے رہے ہیں۔

....اس بندۂ ضعیف نے رب العزت کے ساتھ پیمانِ وفاداری استوار کر رکھا ہے کہ اگر آسمان سے آگ بلکہ شمشیر برآں کی بارش ہونے لگے تو بھی میں جب تک دم میں دم ہے حق کہوں گا اور دنیوی مصالح کی خاطر دین فروشی نہیں کروں گا....''

ایک دوسرے خط میں وہ سلطان غیاث الدین کو عدل وانصاف پر عامل رہنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ایک مکتوب میں سلطان طغان خان کو لکھا ہے:

''منصف مزاج حاکم کو چاہیے کہ وہ حکمرانی کی ذمہ داریوں اور غوائل سے غافل نہ ہو۔وہ اس نعمت خداداد کے صحیح استعمال سے اپنا زادِ راہ بنائیں۔حاکمِ وقت کی بڑی ذمہ داری عدل واحسان سے کما حقہ کام لینا ہے۔''

ایک مکتوب میں سلطان علاؤالدین کو لکھتے ہیں:

''سلطان کی ذمہ داری از روئے قرآن مجید، اقامت صلوٰۃ ، ایتائے زکوٰۃ ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امور ہیں ۔ تجھے چاہیے کہ بندگانِ خدا کی دادرسی کو معمولی کام نہ جانے اور تمام

معاملات میں سلاطین، انبیاء اور خلفائے راشدینؓ کی سیر کرام کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے رکھے۔''(۲۰۵)

دیگر مکتوبات پر تبصرہ:۔ ڈاکٹر محمد ریاض شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے باقی ماندہ خطوط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شاہ ہمدان کے باقی ماندہ خطوط جن میں ایک عربی خط بھی ہے ان کے مریدوں اور ارادت مندوں کے نام ہیں۔ ایک خط میں نورالدین جعفر بدخشی صاحب'' خلاصۃ المناقب'' کو صحت کی بحالی کی خاطر چند دوائیں تجویز کی ہیں۔ ایک دوسرے خط میں بدخشی کے ایک خواب کی تعبیر لکھتے ہیں کہ اُس کا اپنے آپ کو بحالتِ پرواز دیکھنا، اُس کی روحانی ترقی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک دوسرے خط میں وہ کسی مرید کو اس کے کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر تلقینِ صبر فرماتے ہیں۔ مذکورہ عربی خط میں عرفانی مطالب کا ذکر ہے اور عربی نیز فارسی اشعار سے استشہاد فرمایا ہے۔(۲۰۶)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مضمون (تبصرہ) امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، ان کی دینی خدمات اور تصانیف کے بارے میں گراں قدر معلومات پر مشتمل ہے۔ قریباً پانچ صفحات (صفحہ نمبر ۵ تا ۹) پر مشتمل اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہ ہمدان کے انیس رسالوں کے منتخبہ اقتباسات کے اردو ترجمے پر مشتمل کتابچہ'' اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' کا مختصر اور جامع تعارف کرایا ہے اور اس پر واجبی سا تبصرہ تحریر کیا ہے ۔اس کے علاوہ انھوں نے شاہ ہمدان کے دست یاب ہونے والے ۲۳ مکاتیب (فارسی اور عربی) کے مندرجات کے حوالے سے ان کی شخصیت اور دینی خدمات پر تعارف و تبصرہ پیش کیا ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے اس مضمون سے کچھ تحقیق طلب امور کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔

۱۔ اس مضمون میں زیرِ تبصرہ کتابچے'' اردو ترجمہ مکتوبات حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' دریافت کر کے اسے ضروری توضیحات کے ساتھ طبع کرانا چاہیے۔

۲۔ ماہنامہ'' الحق'' پشاور کے ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء کے شمارے میں شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے'' عقبات'' کا ترجمہ شائع ہوا تھا جو ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا تھا۔ شاہِ ہمدان کے دیگر رسائل کے ترجمے کے ساتھ یہ ترجمہ بھی چھپوانا چاہیے۔(۲۰۷)

18۔ بیدل

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ابوالمعانی مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی ثم دہلوی کی شخصیت اور فکر و فن پر لکھی گئی خواجہ عباداللہ اختر کی کتاب ''بیدل'' پر تبصرہ تحریر کیا ہے۔ تین صد چرانوے (۳۹۴) صفحات پر مشتمل اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہُوا تھا۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض، کتاب ''بیدل'' کے مندرجات پیش نظر رکھتے ہُوئے، مرزا عبدالقادر بیدل کی شخصیت اور فکر و فن کا تعارف کراتے ہُوئے لکھتے ہیں کہ بیدل (۱۰۵۴۔۱۱۳۳ھ / ۱۶۴۲۔۱۷۲۰ء) کمیت اور کیفیت، دونوں اعتبار سے قابلِ توجہ شاعر ہیں۔ انھوں نے لاکھ سے زیادہ شعر کہے۔ ان اشعار میں اکثر اصنافِ سخن موجود ہیں۔ ان کے تمام کلام کو چار جلدوں پر مبنی مکمل کلیات کی شکل میں ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء کے دوران افغانستان میں شائع کیا گیا۔ ان ہی سالوں میں ایران میں اس کی آفسٹ صورت میں تجدیدِ طبع ہُوئی۔ کلیات کے علاوہ بیدل کی تصانیف میں تین نثری مجموعے: رسالہ چہار عنصر، رسالہ رقعات اور رسالہ نکات شامل ہیں۔ مرزا بیدل کے کلام میں پائی جانے والی تراکیب کی ندرت و جدت اور ان کے اعلیٰ افکار کے پیش نظر مرزا اسداللہ غالب نے انھیں ''بحرِ بیکراں'' اور ''محیطِ بے ساحل'' اور علامہ اقبال مرحوم نے ''مرشدِ کامل'' قرار دیا ہے۔ اس کی نظیر متقدمین میں چند ہستیاں ہیں۔ متاخرین میں اس کا مثل بمشکل پیدا ہوگا۔

مرزا عبدالقادر بیدل کا ترکوں کے قبیلہ برلاس سے تعلق تھا۔ بیدل پانچ برس کے تھے کہ ان کے والد مرزا عبدالخالق وفات پا گئے۔ اس کے ڈیڑھ سال بعد ان کی والدہ بھی رحلت کر گئیں۔ انھوں نے اپنے چچا مرزا قلندر کی کفالت میں تعلیم و تربیت پائی اور سپہ گری سیکھی۔ انھوں نے پندرہ برس کی عمر میں شہزادہ شجاع بن شاہ جہاں کی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ جب اقتدار کی جنگ میں اورنگ زیب کو فتح حاصل ہُوئی تو مرزا بیدل اڑیسہ میں اپنے خالو مرزا ظریف کے پاس آ گئے۔ ۱۰۷۵ھ میں مرزا ظریف کا انتقال ہو گیا تو وہ دہلی آ گئے۔ یہاں وہ اورنگزیب کے وزیر اعظم عمدۃ الملک جعفر خان کے بیٹے کامگار خان کی سرپرستی میں آ گئے۔ ۱۰۹۰ھ میں اورنگزیب نے کامگار

خان کو دکن بلالیا تو بادشاہ کا ایک معتمد عاقل خان رازی ان کا سرپرست بنا۔ اورنگزیب کی وفات کے بعد بیدل تیرہ برس زندہ رہے۔ بیدل ایک سیر چشم اور قناعت پسند شخص تھے۔ انھوں نے کسی امیر یا بادشاہ کی مدح کم ہی کی، البتہ وہ امرا کی محفل میں شعر پڑھتے رہے اور اخلاقی موضوعات پر تقاریر بھی کرتے رہے۔ بیدل نے تمام زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی مگر علم کی جو دولت انھیں میسر تھی امراء اس کے لیے ان کے محتاج تھے۔ خداداد مقبولیت نے انھیں پاکستان، ایران، افغانستان اور ہندوستان میں زندہ و تابندہ رکھا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں۔

اے مردہ دل، آرایش مرقد چہ تمناست　　نام تو ہمہ بہ کہ لب گور نہ گیرد (۲۰۸)

ڈاکٹر محمد ریاض، کتاب ''بیدل'' کے مندرجات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مصنف کتاب ''بیدل'' نے اس کتاب میں مرزا عبدالقادر بیدل کے حالات بیان کرنے کے بعد ان کے دیوان اور نثری مجموعوں، چہار عنصر، رقعات اور نکات کے مندرجات کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے مختلف موضوعات پر مرزا بیدل کو دادِ تحقیق دی ہے۔ ان عنوانات میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں: امروز و فردا، تجد دِامثال، سیرِ دل، خودی، زنار، رسم و عادات، اخلاقیات۔

کتاب کا آخری عنوان ''مقامِ بیدل'' ہے۔ مصنف نے عام قارئین کی سہولت کے لیے بیدل کے اشعار کا ترجمہ دیا ہے یا ان کا مفہوم اردو میں پیش کیا ہے۔ مصنف کا مطالعہ قابلِ رشک ہے۔ انھوں نے بیدل فہمی کی خاطر عربی، فارسی اور اردو کے کئی شعراء کے اشعار نقل کیے اور فلاسفر اور متفکرین کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔ مصنف شاعر بھی تھے اور انھوں نے کتاب کا اختتام بیدلؔ کے ایک شعر کی توضیح میں اس طرح کیا ہے۔

بلبل بنالہ حرف چمن را مفسر است　　یارب زبان نگہتِ گل ترجمان کیست

''نالہ بلبل'' اور ''گل'' دونوں پریشان ہیں۔ ''حرفِ چمن'' کی شرح تو نالہ بلبل ہے مگر بوئے گل کس کی ترجمانی کر رہی ہے اور حسن و عشق کس کی نمائندگی کر رہے ہیں؟

شیرازہ گل تھا بکھرا ہوا، بے ربط عبارت نگہت تھی
یہ مصرع بہار ہستی کا موزوں نہ تھا، افشا ہو نہ سکا
کوشش تو بہت کی غالب نے اور اختر نے بھی ریختہ میں
انداز وہ شعرِ بیدل کا ابیات میں پیدا ہو نہ سکا
(۲۰۹)

اپنے مضمون (تبصرہ) کے آخر میں، ڈاکٹر محمد ریاض نے زیرِ تبصرہ کتاب میں پائی جانے والی اغلاط پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور اس میں اشاریہ مرتب کر کے شامل کرنے کی ضرورت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ اس مضمون میں مرزا عبدالقادر (۱۰۵۴۔۱۱۳۳ھ/۱۶۴۲۔۱۷۲۰ء) کی شخصیت اور فکروفن کا تاریخی پس منظر میں جائزہ لیتے ہوئے کچھ تاریخی واقعات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ان تاریخی واقعات کے حوالے سے دیے گئے سنین میں سے کچھ مندرجات درست نہیں ہیں ۔اورنگزیب کے بارے میں کتب تاریخ میں درج ہے کہ وہ ۱۰۲۸ھ میں پیدا ہُوا۔ اپنے باپ شاہجہاں کو نظر بند کر کے چالیس کی عمر (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء) میں تختِ نشین ہُوا۔ بڑے رعب اور دبدبے کے ساتھ پچاس سال بمطابق (ہجری تقدیم) حکومت کی اور نوّے برس عمر پا کر ذوالقعدہ ۱۱۱۸ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۷ء) میں، دکن میں فوت ہُوا۔(۲۱۰)

زیرِ تبصرہ مضمون میں شاہجہان کی معزولی اور اورنگزیب کی تخت نشینی کا سال ۱۰۴۹ھ /۱۸۵۸ء درج ہے یعنی یہاں ۱۰۶۸ھ کے بجائے ۱۰۴۹ھ اور ۱۶۵۸ء کے بجائے ۱۸۵۸ء لکھا ہُوا ہے جو کہ ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اسی صفحہ پر ۱۰۷۵ھ کے بجائے ۱۰۷۵ء لکھا ہُوا ہے۔اورنگزیب عالمگیر کا دورِ حکومت ۱۰۶۸ھ۔۱۱۱۸ھ/۱۶۵۸ء۔۲۱ فروری ۱۷۰۷ء کے عرصے پر مشتمل تھا۔اس لیے یہاں ۱۰۷۵ء کے بجائے ۱۰۷۵ھ آنا چاہیے تھا۔

اس تبصرے میں فارسی متن (اشعار ونثر) کے اردو ترجمہ کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''.....اس کتاب (بیدل) کی عام قارئین کے نقطہ نظر سے خوبی یہ ہے کہ مصنف نے بیدل کے اشعار کا یا ترجمہ دیا ہے یا ان کا مفہوم اردو میں پیش کر دیا گیا ہے اور اس طرح مضامین اور معانی کی غرابت محسوس نہیں ہوتی.....''(۲۱۱)

کتاب میں پائی جانے والی اغلاط اور ''اشاریہ'' کی عدم موجودگی پر تشویش اور افسوس کا اظہار کرتے ہُوئے ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''.....زیرِ تبصرہ علمی کتاب میں جہاں اغلاط افسوس ناک حد تک ہیں وہاں اشاریہ بھی نہیں ملتا۔ حال آنکہ ایسی کتاب کا اشخاص، کتب وجرائد اور موضوعات وغیرہ کے حوالے سے اشاریہ مرتب کرنا کتاب کی مقبولیت میں چند گنا اضافہ کرنے کے مترادف ہے.....''(۲۱۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کے مذکورہ بالا ارشادات عین درست ہیں۔مگر افسوس کے جن مجلّات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے اپنے مقالات ومضامین شائع ہُوئے ہیں ان کے مدیران' کمپوزرز اور ر پروف خوان حضرات کی کاہلی،غفلت،لاپرواہی اور خود ڈاکٹر محمد ریاض کی اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے ان کی تصانیف،تالیفات،تراجم اور مقالات ومضامین میں سے اکثر میں یہی صورتِ حال نظر آتی ہے ۔ترجمہ اور حوالہ جات کا تسلی بخش التزام نہیں۔اکثر فارسی اشعار بغیر ترجمے اور بغیر حوالہ جات کے دیے گئے ہیں۔چند ایک فارسی اشعار کے ساتھ کہیں کہیں ترجمہ نظر آتا ہے۔کہیں ترجمے کے بجائے صرف مفہوم نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرہ سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ عباد اللہ اختر کی تصنیف ''بیدل''،مرزا عبدالقادر بیدل کے ایک لاکھ سے زیادہ اشعار،اور ان کی نثری تخلیقات چہار عنصر،رسالہ رقعات اور رسالہ نکات کی نگارشات کے حاصل کلام پر مبنی نہایت گراں قدر تخلیق ہے۔اس تصنیف کا مطالعہ نہ کرنا،علمی وادبی ذوق رکھنے والے افراد کے نزدیک کفرانِ نعمت کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے۔

19۔مکتوبات ومواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا جلال الدین محمد رومی (م۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء) کی ۱۹۳۷ء میں منصۂ شہود پر آنے والی دو تصانیف ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مجالسِ سبعہ رومی'' پر تبصرہ کیا ہے۔ (۲۱۳)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا زیرِ تبصرہ مقالہ ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ، خٹک کی جلد نمبر۱۴، شمارہ نمبر۷ میں اپریل ۱۹۷۹ء کو شائع ہوا تھا۔ آٹھ صفحات (صفحہ نمبر ۵۰ تا ۵۷) اور "H:8.5 W:4.75x پرنٹنگ ایریا کے صفحے پر مشتمل اس مقالے میں انھوں نے تحقیقی وتنقیدی اسلوب اختیار کرتے ہُوئے واضح، آسان اور مدلل انداز سے مولانا جلال الدین محمد رومی کی قریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل دو تصانیف ،مکتوباتِ رومی'' اور ''مجالس سبعہ رومی'' کے مندرجات کا تعارف کرایا اوران پر تبصرہ کیا ہے جو کہ کافی حد تک تسلی بخش ہے۔ انھوں نے ان تصانیف سے فارسی متن پر مشتمل کچھ اقتباسات (صفحہ نمبر ۵۱، ۵۴، ۵۵) نقل کیے ہیں مگر ساتھ اردو ترجمہ اوران کے مکمل حوالہ جات نہیں دیے۔ اسی طرح ایک جگہ (صفحہ نمبر ۵۵ پر) اردو ترجمہ دیا ہے مگر فارسی متن تحریر نہیں کیا۔ مقالے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فارسی اشعار (صفحہ نمبر ۵۳ پر) اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فارسی شعر (صفحہ نمبر ۵۵ پر) بغیر ترجمے اور حوالے کے دیے گئے ہیں۔

اس مقالے میں دی گئی آیات کے ساتھ ہی حوالہ جات اور تراجم بھی دیے گئے ہیں مگر اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ حوالہ جات زیرِ تبصرہ کتب میں سے ہیں یا انھوں نے خود دیے ہیں۔ اسی طرح آیات کے تراجم کے بارے میں بھی صراحت نہیں ملتی کہ ان کا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے خود کیا ہے یا قرآن حکیم کے کسی ترجمے سے یہ نقل کیا ہے۔

ان تصانیف میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جن فارسی شعرا کے اشعار دیے ہیں، ڈاکٹر محمد ریاض نے ان کے نام مع سنین وفات (ہجری وعیسوی) تحریر کیے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مختلف فارسی شعرا کے کلام سے اچھی طرح واقف تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ان تصانیف کا تاریخی وسماجی پس منظر بھی پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اس امر کا بھی اجمالاً ذکر کیا ہے کہ مثنوی اور دیوانِ رومی میں جو فکری وسعت، گہرائی اور تاثیر پائی جاتی ہے وہ فیہ مافیہ، مکتوبات اور

مجالس میں نظر نہیں آتی۔ فیہ مافیہ، مکتوبات اور مجالس میں جذبۂ عشق کے بجائے عقل وخرد کا غلبہ نظر آتا ہے۔ یہ تینوں تصانیف رومی کے دورِ تعقل و نفاست سے زیادہ مربوط ہیں۔ ان میں شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے اثرِ محبت کے بعد کا ہیجانِ عشق زیادہ نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے مکتوباتِ میں منقول کئی آیات، حوالہ جات، عربی متن اور ترجمے کے ساتھ دی ہیں اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے منفرد اندازِ تفسیر کی وضاحت کے لیے چار مثالیں دی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ بھی دیگر صوفیا کی طرح اکثر اخبار وروایات کو احادیثِ رسول ﷺ قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں انھوں نے ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ'' سے کوئی مثال نہیں دی۔ انھیں چاہیے تھا کہ وہ اپنی رائے کی تائید میں کوئی مثال پیش کر کے بنیادی اسلامی مصادر کے حوالے سے اپنا موقف واضح کرتے۔ اس ضمن میں انھیں محققین کی اُن آرا اور تحقیقات کا بھی ذکر کرنا چاہیے تھا جن کے مطابق صوفیا کی تصانیف کے عربی و فارسی سے اردو میں کیے گئے تراجم میں تصوف مخالف طبقات سے تعلق رکھنے والے مترجمین نے کئی غلط عبارتیں شامل کر کے لوگوں کو گمراہ کیا۔ سید علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کشف المحجوب'' میں جعل والحاق اور سرقہ کے ضمن میں اپنے ذاتی تجربات کا ذکر فرمایا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تحفۂ اثنا عشریہ'' میں اس ضمن میں تحقیقات پر مبنی گراں قدر معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ ''پروفیسر یوسف سلیم چشتی'' نے بھی اپنی تصنیف ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات آمیزش'' میں ان امور کا مستند حوالہ جات سے ذکر کیا ہے۔ (۲۱۴)

مقالے کے آخر پر ڈاکٹر محمد ریاض نے ذکر کیا ہے کہ رومی کی تمام تصانیف ''مشترک موضوعات'' کے ساتھ مربوط، مشترک اور متوارد ہیں۔ اس اہم نقطۂ نظر پر انھوں نے بحث آئندہ کے لیے ملتوی کر دی حال آنکہ اس ضمن میں چند ایک سطریں تحریر کر کے تحقیق کے نئے در وا کر دینے چاہییں تھے۔

اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ''حوالے اور وضاحتیں'' کے عنوان سے صرف تین حوالے دیے ہیں جبکہ زیرِ تبصرہ کتب سے متعلقہ وضاحت طلب امور کے پیشِ نظر ''حوالہ جات و حواشی'' کی کافی گنجائش نظر آتی ہے۔

بحیثیت مجموعی، رومی کی تصانیف ''مکتوباتِ رومی'' اور ''مواعظ مولانا رومی'' پر ان کا یہ مقالہ

نہایت اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے۔

تحقیق کے لیے نئے موضوعات:۔اس مقالے کے مندرجات و مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف، ملفوظات، مکتوبات اور مجالس کے مشترک موضوعات کے حوالے سے ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق کی جائے۔اس کے علاوہ ''صوفیا کی تصانیف میں تحریفات'' کے حوالے سے بھی ایم فل/پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیق ہونی چاہیے کیونکہ یہ موضوع علمی، ادبی، ثقافتی، مذہبی اور تاریخی لحاظ سے نہایت قدر و قیمت کا حامل ہے۔

20۔ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

تین صفحات (صفحہ نمبر ۳۲۵ تا ۳۲۷) پر مشتمل یہ مضمون سہ ماہی ادبیات کی اشاعت بہار ۱۹۹۲ء میں شائع ہُوا تھا۔اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور سے شائع ہونے والی کتاب ''ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)'' کا تعارف کرایا اوراس کے متن پر تبصرہ کیا ہے۔تین صد چونسٹھ (۳۶۴) صفحات پر مشتمل یہ کتاب، فارسی متن پر مشتمل ملفوظاتِ رومی کی کتاب ''فیہ مافیہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔مترجم کا نام عبدالرشید تبسم ہے۔۔اپنے اس تبصرے میں ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۴۔۶۷۲ھ) کی تصانیف کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔اس کے بعد انھوں نے کتاب ''ملفوظاتِ رومی'' کے مندرجات پر تنقیدی و تحقیقی تبصرہ تحریر کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ڈاکٹر محمد ریاض ''تصانیفِ رومی'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رومی کی مشہورِ زمانہ تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ چھ دفاتر یا جلدوں پر مشتمل مثنوی۔مثنوی کا ڈاکٹر آر۔اے نکلسن (۱۹۴۴ء) کا مرتبہ (قریباً ۲۸ ہزار ابیات پر مشتمل) متن دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۲۔ دیوان مرتبہ از پروفیسر بدیع الزماں فروز انفر (۱۹۷۰ء) جو دیگر طباعتوں سے بہتر مانا جاتا ہے۔

۳۔ مکتوباتِ رومی (۱۴۱ فارسی اور ۴ عربی خطوط)

۴۔ مواعظ مولانا رومی (سات یا نو خطبات)

۵۔ فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی کا فارسی متن)

کتاب ''مکتوباتِ رومی اور مواعظ مولانا رومی'' ۱۹۳۶/۳۷ء میں ترکی میں شائع ہوئی اور دوسری بار ایران میں (مکاتیب ۱۹۵۶ء میں اور مجالس ۱۹۴۰ء) میں شائع ہوئیں۔ان دونوں کتابوں کا ۵۰۰ صفحات پر مشتمل اردو ترجمہ اس راقم (ڈاکٹر محمد ریاض) نے ۱۹۸۸ء میں ''مکتوبات و مواعظِ رومی'' کے عنوان سے اقبال اکادمی پاکستان سے شائع کروایا۔

''ملفوظاتِ رومی'' کے مترجم لکھتے ہیں کہ رومی کی صرف ایک ہی نثری کتاب ہے اور وہ

ہے ''فیہ مافیہ'' (ملفوظاتِ رومی)۔استاد فروزانفر نے رومی کے حالات وآثار پر مبنی اپنی کتاب (طبع اول ۱۹۳۷ءاور طبع دوم ۱۹۵۴ء) نیز استاد سعید نفیسی (۱۹۶۶ء) نے اپنی کئی تحریروں میں رومی کے مکتوبات اوران کی مجالس کا خاطر خواہ ذکر کر دیا تھا،مگر ''فیہ مافیہ'' کے مترجم کوان تحریروں کی خبر نہ ہوئی اوروہ رومی کی ایک ہی نثری کتاب (یعنی ملفوظ) کی موجودگی پر مُصر رہے۔(۲۱۵)

مترجم نے ملفوظات کے مجہول یا مشکل المعانی ہونے کی جو شکایت کی ہے (صفحہ۱۲ سطر۳ تا ۶) وہ بظاہر رومی سے ان کی عدم مزادلت اور ناموانست کا مظہر ہے۔تاہم ترجمہ خاصا معیاری ہے ۔بالکل آغاز سے مختصر نمونہ دیکھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب تمم بالخیر قال النبی علیہ السلام شر العلماء من زار الامراء وخیر الامراء من زار العلماء نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر

خلقان صورت این سخن را گرفتہ اند کہ نشاید کہ عالم بزیارت امیر آید تا از شرور عالمان نباشد معنیش این نیست کہ پنداشتہ اند بلکہ معنیش این است کہ شر عالمان آنکس باشد کہ او مدد از امرا گیرد و صلاح و مدد او بواسطہ امرا باشد و از ترس....

علماء میں سے بدترین عالم وہ ہے جو امراء کی ملاقات کو جائے اورامراء میں سے بہترین امیر وہ ہے جو عالم کی زیارت کو جائے۔بہتر ہے وہ امیر جو فقیر کے دروازے پر ہو اور بدتر ہے وہ فقیر جو امیر کے دروازے پر ہو۔

لوگوں نے اس ارشادِ نبوی ﷺ کا یہ مطلب لیا ہے کہ عالم کو کسی امیر کی زیارت کے لیے نہیں جانا چاہیے تا کہ اس کا شمار بدترین علماء میں نہ ہو۔اصل مطلب وہ نہیں جو لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عالموں میں سے بدترین عالم وہ ہے جو امراء سے مدد لے۔جس کی بہتری اور استحکام امراء کے توسط سے ہو اور جو ان کے ڈر سے اچھے کام کرے۔(۲۱۶)

مترجم نے متن کی مناسبت سے گفتارِ رومی کے مختلف عنوانات رکھے ہیں ۔کتاب کے صفحات ۱۳ تا ۱۶ پر یہ عنوانات دیے گئے ہیں۔بطورِ نمونہ چند ایک عنوانات اوران کے مشمولات ملاحظہ فرمائیں۔

عنوان ''خودی کی اہمیت'' (صفحہ ۳۸ تا ۴۴) کے تحت عظمتِ آدم کا بیان ہے۔رومی کہتے ہیں کہ انسان کو جو امانت سونپی گئی اور جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خلیفہ بنایا وہ اس کا نفس وخودی ہے۔

عنوان ''عشق اور جدو جہد'' (صفحہ ۴۷ تا ۴۹) کے تحت رومی کا تصورِ عشق بیان ہُوا ہے۔ رومی کہتے ہیں کہ عشق جس چیز کا بھی ہو، وہ عمل اور جدو جہد کے بغیر نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ عشق بے جدو جہد ایک آرزوئے نایافت ہی رہتا ہے۔ عشقِ حقیقی کا تقاضا فنا نہیں، عمل ہے۔

ایک عنوان ہے: اجابتِ دعا خلوص پر منحصر ہے (صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴)۔ رومی فرماتے ہیں کہ خلوص پر مبنی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ جو شخص دشمن درونی (نفس) پر غالب نہ آجائے، اس کی دعا کیا پوری ہوگی۔

ایک دوسری گفتار کا عنوان، ''اعلیٰ منصب کی پھانسی'' ہے (صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۱)۔ رومی فرماتے ہیں کہ حکام رعب و دبدبے کی خاطر دوسروں کو تختہ دار پر چڑھا دیتے ہیں۔ ایسے حکام کا انجام نمرود و فرعون کی طرح بہت عبرتناک ہوتا ہے۔ (۲۱۷)

فیہ مافیہ (ملفوظاتِ رومی) کے مختلف موضوعات کا تعارف کرانے کے بعد ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ ''فیہ مافیہ'' (ملفوظات) کے مطالب دیگر چہارگانہ کتب رومی کے ساتھ اشتراکِ معانی رکھتے ہیں۔ ملفوظاتِ رومی کو رومی کی دیگر چار کتب کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ یہ پانچوں کتب آخر ایک ہی شخص کی تحریر یا گفتار ہیں۔

مترجم نے گفتارِ رومی کی توضیح میں ان کے اور دیگر شعراء جیسے سنائی اور عطار کے اشعار نقل کیے ہیں۔ انھوں نے عربی عبارات و اشعار کا اردو ترجمہ دے دیا مگر فارسی اشعار متن میں ہوں کہ حواشی میں، انھیں بے ترجمہ ہی چھوڑ دیا گیا ہے جس سے ترجمہ کی افادیت بہت کم ہوگئی ہے۔ اگر اس کتاب کا اشاریہ بھی بن جائے تو یہ کتاب مفید تر ہوسکتی ہے۔

حاصل کلام:۔ حاصل کلام یہ کہ ''ملفوظاتِ رومی'' ایک علمی کتاب ہے۔ فکرِ رومی سے اعتنا کرنے والوں اور علوم اسلامیہ سے وابستہ افراد کے لیے اس کا مطالعہ مفید ہے اور عام تعلیم یافتہ افراد کے لیے اس کے اکثر مطالب لائق توجہ ہوں گے۔ امید ہے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور اس کی اشاعت جاری رکھے گا۔

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں مولانا رومی کا نام مکمل اور درست نہیں لکھا گیا۔ اس میں لکھا گیا نام ''مولانا جلیل الدین محمد (رحمۃ اللہ علیہ)'' ہے جبکہ ڈاکٹر محمد ریاض کے ایک اور مضمون ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ'' کے مطابق مولانا رومی کا درست مکمل نام، ''مولانا جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ (۲۱۸)

ڈاکٹر محمد ریاض اپنے مضمون ''مکتوبات و مواعظ مولانا رومی'' میں لکھتے ہیں:

''..... ''مجالس سبعہ'' کا عنوان مواعظ کے سات ہونے کا حالی ہے۔ مگر مشہور رومی شناس پروفیسر بدیع الزماں فروزانفر مرحوم نے رومی کے حالات و افکار کے بارے میں اپنی تحقیقی کتاب میں مجلسِ اول کی تفکیک کی اور اسے چار مواعظ یا مجالس کا مجموعہ بتایا ہے۔ اس طرح مواعظ دس قرار پاسکتے ہیں۔''(۲۱۹)

زیرِ تبصرہ مضمون، ''ملفوظاتِ رومی'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے لکھا ہے کہ مجالس کی تعداد سات یا نو ہے۔(۲۲۰)

ان کی اولین تحقیق کے مطابق ان مواعظ یا مجالس کی تعداد سات یا دس ہے نہ کہ سات یا نو۔

ڈاکٹر محمد ریاض، زیرِ تبصرہ مضمون میں لکھتے ہیں:

''.... ''ملفوظاتِ رومی'' کے مترجم (عبدالرشید تبسم) نے عربی عبارات و اشعار کا اردو ترجمہ دے دیا مگر فارسی اشعار متن میں ہوں کہ حواشی میں، انھیں بے ترجمہ ہی چھوڑ دیا گیا ہے۔ راقم کے خیال میں اب فارسی کے اشعار بھی بے ترجمہ نقل کر دینے سے چند افراد کو ہی فائدہ مل سکتا ہے....''(۲۲۱)

اسی طرح وہ زیرِ تبصرہ کتاب میں اشاریہ کی عدم موجوگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''..... کوئی دوسرے صاحب علم اس کے متن پر اگر ایک ناقدانہ نظر ڈالیں اور اس کا اشاریہ بھی بن جائے، تو یہ کتاب مفید تر ہو سکتی ہے۔''(۲۲۲)

ڈاکٹر محمد ریاض کی زیادہ تر تصانیف، تالیفات اور تراجم میں فارسی متن کے حوالہ جات اور ان کا ترجمہ نہیں دیا گیا۔ اسی طرح ان کی کتب میں ''اشاریہ'' کا التزام بھی نظر نہیں آتا۔ زیرِ تبصرہ مضمون میں بھی انھوں نے بغیر حوالے کے دو اشعار دیے ہیں۔ ان میں سے ایک فارسی شعر ہے جس کا انھوں نے ترجمہ نہیں دیا۔

بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض کا کتاب ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرہ جامع اور عام فہم ہے اور یہ قیمتی آرا پر مشتمل ہے۔

تحقیق طلب امور:۔ پی ایچ ڈی اقبالیات یا اردو کی سطح پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی، دیوان اور دیگر تین نثری تصانیف (ملفوظات)، مکاتیب اور مواعظ (مجالس و خطبات) کے مشترک موضوعات پر مبنی اشاریہ مرتب کرایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ''مشترک موضوعاتِ رومی'' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جا سکتا ہے۔

21۔سید جمال الدین افغانی،حیات وافکار

اس مضمون میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہد حسین رزاقی کی کتاب ''سید جمال الدین افغانی،حیات وافکار'' پر تبصرہ کیا ہے۔

تبصرہ از ڈاکٹر محمد ریاض:۔ ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۳۸ء تا ۱۸۹۷ء) کے قریباً اٹھاون برس کے مجاہدانہ عرصۂ حیات کو تین ادوار میں تقسیم کرکے مناسب ذیلی عنوانات سے ان کے سوانح حیات بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا دور ۱۸۳۸ء تا ۱۸۶۸ء، دوسرا دور ۱۸۶۹ء تا ۱۸۸۲ء، تیسرا دور ۱۸۸۳ء تا ۱۸۹۷ء۔ مصنف نے جملہ منابع و مآخذ کو مدنظر رکھتے ہوئے، اچھے طریقے سے ان کے حالاتِ زندگی بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ کتاب کے ''تعارف'' میں مصنف نے سید جمال الدین افغانی کے بارے میں علامہ اقبال کی تحریر کا معنی خیز اقتباس نقل کیا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

> ''مولانا جمال الدین افغانی کی شخصیت ہی کچھ اور ہے۔ قدرت کے طریقے بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ مذہبی فکر و عمل کے لحاظ سے ہمارے زمانے کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ مسلمان افغانستان میں پیدا ہوتا ہے۔ جمال الدین افغانی دنیائے اسلام کی تمام زبانوں سے واقف تھے۔ ان کی فصاحت و بلاغت میں سحر آفریں ودیعت تھی۔ ان کی بے چین روح ایک اسلامی ملک سے دوسرے اسلامی ملک کو سفر کرتی رہی اور اس نے ایران، مصر اور ترکی کے ممتاز ترین افراد کو متاثر کیا۔ ہمارے زمانے کے بعض جلیل القدر علما، جیسے مفتی محمد عبدۂ اور نئی پود کے بعض افراد جو آگے چل کر سیاسی قائد بن گئے، جیسے مصر کے سعد زاغلول پاشا وغیرہ، ان ہی کے شاگردوں میں سے تھے۔ انھوں نے لکھا کم اور کہا بہت اور اس طریقے سے ان تمام لوگوں کو جنھیں ان کا قرب حاصل ہوا چھوٹے چھوٹے جمال الدین بنا دیا۔ ہمارے زمانے کے کسی شخص نے روحِ اسلام میں اس قدر تڑپ نہیں پیدا کی جس قدر کہ انھوں نے پیدا کی تھی۔''

علامہ اقبال نے ''جاوید نامہ'' کے فلک عطارد میں سید جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا کو ان کے قریبی روابط کے پیشِ نظر ایک ساتھ دکھایا اور انھیں مولانائے روم کی زبانی اس طرح خراج تحسین پیش کیا:

گفت ''مشرق زیں دو کس بہتر نزاد　　ناخن شاں عقدہ ہائے ما کشاد

سید السادات مولانا جمال زندہ از گفتارِ او سنگ و سفال
ترک سالار آں حلیمِ درد مند فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند (۲۲۳)

مندرجہ بالا اقتباسات میں علامہ افغانی کی حیات و افکار کے بارے میں تمام ضروری اشارے آگئے ہیں۔سید جمال الدین افغانی کی اصل و مولد افغانستان میں تھا۔وہ زبان شناسی کے لحاظ سے غیر معمولی شخص تھے۔وہ فارسی،پشتو،عربی،اردو،انگریزی،روسی،جرمن،فرانسیسی اور ترکی زبانیں بخوبی جانتے تھے۔وہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ شخص اور سحر آفرین مقرر اور ناطق تھے۔ انھوں نے افغانستان، برصغیر، ایران، ترکی، عراق، مصر، جرمنی، فرانس، انگلستان اور روس کے ممالک کے متعدد سفر کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ان تمام ممالک میں کثیر تعداد میں لوگ ان کی تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ان کے کئی شاگرد بلند مرتبہ و مقام پر پہنچے۔

شاہد حسین رزاقی نے زیرِ تبصرہ کتاب میں کئی اہم کتابوں مثلاً ''مضامینِ جمال الدین افغانی''،''مقالاتِ جمال الدین افغانی''،''آثارِ جمال الدین افغانی'' کے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔انھوں نے محمد طباطبائی کی فارسی کتاب ''سہم سید جمال الدین اسد آبادی در بیداریٔ مشرق'' سے جو کہ ایک عمدہ کتاب ہے، سے استفادہ نہیں کیا۔شاید ان کو یہ کتاب نہ ملی ہو۔

مصنف (شاہد حسین رزاقی) نے اپنی کتاب میں سید جمال الدین افغانی کے اہم ترین کارنامے یعنی عالمِ اسلام کے اتحاد کے لیے ان کی مساعی کو بڑی خوبی سے واضح کیا ہے۔مگر افغانی کے نامور شاگردوں اور ان کی تصانیف و مقالات کا ذکر مجملاً کیا ہے۔کتاب کے آخر میں دو اڑھائی صفحات پر مشتمل اردو، عربی اور فارسی کی ان کتب و مجلّات کی فہرست دی گئی ہے جن سے مصنف نے استفادہ کیا ہے۔اگر ''اشاریہ'' دے دیا جاتا تو اس کتاب کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔

مجموعی اعتبار سے یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والے تمام اردو، انگریزی، عربی اور فارسی کتب سے زیادہ جامع نظر آتی ہے۔(۲۲۴)

تبصرہ از مقالہ نگار:۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ زیرِ تبصرہ کتاب، مقالے اور مضمون کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ، اس کتاب یا مقالے سے متعلقہ گراں قدر اضافی معلومات بھی فراہم کر دیتے ہیں اور اہلِ فکر و فن و ادب کے لیے معلومات کے حصول کے لیے اور تحقیق کے لیے نئے ذرائع کی نشاندہی بھی کر دیتے ہیں۔اس سے متعلقہ

موضوع پر ان کی بالا دستی اور بنیادی مصادر و مآخذ تک ان کی رسائی ثابت ہوتی ہے۔ ان کی یہ تجاویز، آرا اور فراہم کردہ معلومات زیرِ تبصرہ موضوع یا مضمون میں ترقی و اصلاح اور اور بہتری کے لیے بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہوتی ہیں۔ مثلاً اس مضمون میں وہ زیرِ تبصرہ کتاب ''سید جمال الدین افغانی ، حیات و افکار'' کی قریباً دو اڑھائی صفحات پر مشتمل اردو ، عربی اور فارسی کی ''کتابیات'' کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے اکثر کتب و مجلّات ان کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ شاہد حسین رزاقی نے ایک مصنفہ ''ہما پاک دامن'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے بھی سید جمال الدین کو ایرانی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے مصنفہ یا اس کی کتاب کا اپنی کتاب میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

> ''میں وضاحت کے طور پر عرض کر دوں کہ ڈاکٹر ہما پاک دامن تہران یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کی پروفیسر ہیں اور انھوں نے سید جمال الدین افغانی کے بارے میں فرانسیسی زبان میں تحقیقی مقالہ لکھ کر فرانس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ ان کا مقالہ ۱۹۶۹ میں فرانس میں شائع ہوا تھا۔''(۲۲۵)

ڈاکٹر محمد ریاض، زیرِ تبصرہ کتاب ''سید جمال الدین افغانی، حیات و افکار'' کی کتابیات کے حوالے سے اردو کی اہم کتب کا حوالہ دینے کے بعد، اس موضوع پر لکھی ہوئی فارسی کی ایک اہم کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''کچھ عرصہ قبل سید جمال الدین افغانی کے بارے میں اردو میں بعض اہم کتابیں شائع ہوئی تھیں، مثلاً ''مضامینِ جمال الدین افغانی'' یا ''مقالاتِ جمال الدین افغانی'' کے عنوان سے علامہ موصوف کی تحریروں کے تراجم، یا قاضی عبدالغفار کی کتاب ''آثارِ جمال الدین افغانی'' جسے ۱۹۴۰ میں انجمن ترقی اردو نے شائع کیا تھا۔ رزاقی صاحب نے ان کتابوں کے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ فارسی میں سید جمال الدین افغانی کے بارے میں سید محیط طباطبائی کی کتاب ''سہم سید جمال الدین اسد آبادی در بیداریٔ مشرق'' عمدہ کتابوں میں سے ہے مگر رزاقی صاحب کو شاید یہ کتاب نہیں ملی ہے۔''(۲۲۶)

ڈاکٹر محمد ریاض، سید جمال الدین افغانی کی تصانیف اور ان کی تحریروں کے منابع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سید جمال الدین افغانی کی فارسی تصانیف بظاہر دو ہیں جو عربی میں بھی ترجمہ ہوگئی ہیں: ''تاریخِ افغانستان'' اور ''حقیقتِ مذہب نیچریان''۔ ان کے عربی اور فارسی مقالات اور کئی مقالات اور کئی

مکاتیب بھی دستیاب ہیں۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں شعبۂ تاریخ کے پروفیسر نکی۔ آر۔ کیڈی نے اپنے انگریزی کتاب میں بعض نو دریافتہ چیزیں شامل کی ہیں۔ ابرج افشار اور اصغر مہدور کے مرتّبہ اسناد و مدارک مطبوعہ تہران میں سید جمال الدین افغانی کے فارسی اشعار کے نمونے بھی درج ملتے ہیں۔''(۲۲۷)

ڈاکٹر محمد ریاض سید جمال الدین افغانی کی تصانیف اور ان کی تحریروں کے منابع کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ شاہد حسین رزاقی نے افغانی کی تصانیف اور مقالات کا مختصر سا تعارف کرایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض زیرِ تبصرہ موضوع کے بارے میں کافی وسیع معلومات رکھتے تھے۔ ان معلومات کے پیشِ نظر انھوں نے زیرِ تبصرہ کتاب کے اچھے پہلوؤں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اسے بہتر بنانے کے لیے مختلف تجاویز بھی دی ہیں۔ ان کے تمام تبصراتی مضامین میں یہی صورتِ حال نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تبصرات کی مذکورہ بالا خصوصیات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ انھیں نسلِ نو کے لیے محفوظ کیا جائے اور ان تبصرات کی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد انھیں شائع کیا جائے۔ متعلقہ اشاعتی اداروں، مصنفین اور مؤلفین کو بھی چاہیے کہ ان کی آرا کی روشنی میں آئندہ کی اشاعتیں بہتر بنائیں۔

حوالہ جات و حواشی

ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت مترجم

01۔ تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات

۰۰۱۔ فخر الدین حجازی کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''نقشِ پیامبران در تمدن انسان'' کا پہلا اڈیشن ۱۳۴۹ھ ش/ ۱۹۷۰ء میں، دوسرا اڈیشن ۱۳۵۲ھ ش/ ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ اس کا نیا (تیسرا) اڈیشن ۱۳۷۸ھ ش میں مؤسسہ انتشارات بعثت، خیابان انقلاب، تہران نے شائع کیا ہے۔
سعیدہ مہتاب، ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء)، ص ۱۱۵

۰۰۲۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار دوم، ۲۰۰۶ء)، ص ۷

۰۰۳۔ ایضاً، ص ۹۸

۰۰۴۔ ایضاً، ص ۹۹

۰۰۵۔ زیرِ جائزہ، مترجمہ کتاب کے صرف چودہ صفحات (صفحات نمبر ۱۰، ۱۴، ۱۵، ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۵۰، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۷۰، ۲۱۵ اور ۲۱۶) پر حواشی دیے گئے ہیں۔

۰۰۶۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص ۷۰

۰۰۷۔ ایضاً، ص ۱۳۴، مترجمہ کتاب کے صفحات ۴۹، ۵۰ تا ۵۲، ۵۵ تا ۵۷، ۶۰ تا ۶۴، ۶۸ تا ۷۱، ۷۴ تا ۱۱۰ پر اور بعد کے چند ایک صفحات پر بہت سی آیاتِ قرآنی کے حوالہ جات اور ترجمہ دیا گیا ہے۔ آیاتِ قرآنی کے ترجمے کے ساتھ دیے گئے حوالہ جات یکساں طرز پر نہیں دیے گئے۔ اس بات کا بھی حوالہ نہیں دیا گیا کہ آیات کا ترجمہ مترجم نے خود کیا ہے یا قرآن حکیم کے کسی ترجمے سے استفادہ کیا ہے۔

۰۰۸۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۰۰۹۔ سورہ انعام، آیت نمبر ۱۴ [۶:۱۴]؛ دیے گئے حوالے میں بڑی قوسین میں سورہ نمبر دائیں طرف اور آیت نمبر بائیں طرف دیا گیا ہے۔

۰۱۰۔ سورہ مؤمنون، آیت نمبر ۵۲ [۲۳:۵۲]

۰۱۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۱۳ [۲:۲۱۳]

۰۱۲۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۸۹، ۱۱۲
۰۱۳۔ ایضاً، ص ۴۴
۰۱۴۔ ایضاً، ص ۵۰
۰۱۵۔ ایضاً، ص ۷۳
۰۱۶۔ ایضاً، ص ۸۶
۰۱۷۔ ایضاً، ص ۹۱
۰۱۸۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۰۱۹۔ ایضاً، ص ۱۴۱؛ اس کے علاوہ مشکل الفاظ کے استعمال، مبہم جملوں اور متنی اغلاط کے لیے دیکھیں: صفحہ نمبر ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۵، ۴۹، ۵۰، ۵۴، ۵۶، ۵۷، ۶۶، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۷۸، ۸۰، ۸۱، ۸۳، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۵، ۹۸، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۸، ۱۱۹، ۱۳۶، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۹، ۲۰۳، ۲۰۵
۰۲۰۔ ایضاً، ص ۸۳
۰۲۱۔ ایضاً، ص ۷
۰۲۲۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب) (تہران: مؤسسہ انتشارات بعثت، بار سوم، بعثت ۱۳۷۸ش)، عنوان
۰۲۳۔ ایضاً، مقدمہ کتاب
۰۲۴۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۹
۰۲۵۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص ۱۱
۰۲۶۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص ۱۱
۰۲۷۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص معنی تمدن
۰۲۸۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص ۵۹
۰۲۹۔ فخر الدین حجازی، ''نقش پیامبران در تمدن انسان'' (فارسی کتاب)، ص شناخت دین
۰۳۰۔ فخر الدین حجازی، ''تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات'' (اردو ترجمہ)، ص ۸۵
۰۳۱۔ شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر)، ص ۱۲۰ تا ۱۲۸

02۔ مکتوبات وخطباتِ رومی

۰۳۲۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: اقبال

اکادمی پاکستان، بار اول، ۱۹۸۸ء)، ص ہ تا و

۰۳۳۔ ایضاً، ص ۲ تا ۶

https://rekhta.org/ebooks/ مکتوبات وخطباتِ رومی

محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات و مواعظ رومی، مشمولہ: ماہنامہ ''الحق''، مدیر: سمیع الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، (صوبہ سرحد: دارالعلوم حنفیہ، اکوڑہ، خٹک اپریل ۱۹۷۹ء)، ص ۵۰ تا ۵۷

ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، جلد ۵، شمارہ ۱۹، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص ۳۲۵

۰۳۴۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۶۵ تا ۶۶

۰۳۵۔ ایضاً، ص ۴۰۹ تا ۴۱۰

۰۳۶۔ ایضاً، ص ۲۱۶ تا ۲۱۷

۰۳۷۔ ایضاً، ص ۴۳۲ تا ۴۳۳

۰۳۸۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، (استنبول: حق تکثیر، ثبات ۱۳۵۶)

ketabnak.com/book/71414/مکتوب_مولانا_جلال_الدین #versions

۰۳۹۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۱۰

۰۴۰۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، ص ۱۴۶

۰۴۱۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۲۴۵ تا ۲۴۶

۰۴۲۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مجالس سبعہ، ص ۵۴

ketabnak.com/book/6266/ مجالس_سبعہ

۰۴۳۔ جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)، مکتوبات وخطباتِ رومی، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۳۸۰

3۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی

۰۴۴۔ حسین شاہ ھمدانی، ڈاکٹر سید، ''شاہ ھمدان، میر سید علی ھمدانی''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض خان (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، ۱۳۷۴ش، ۱۹۹۵م)، فہرست مندرجات

۰۴۵۔ ایضاً، الف

۰۴۶۔ ایضاً، ص ۳

۰۴۷۔ ایضاً، ص ۹

۰۴۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''حضرت میر سید علی ھمدانی شاہ ھمدان'' (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول،

۱۹۸۸ء)، ص ۴۱

غیر اقبالیاتی ادب پر ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجم مقالات و مضامین

۰۴۹۔ حکمت آل آقا، پروفیسر، ''اسمائے قرآن کی معنویت''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، جلد ۱۷، شمارہ ۳ (کراچی ماہنامہ بینات، نیوٹاؤن، نومبر ۱۹۷۰ء)، ص ۴۶

۰۵۰۔ پروفیسر عبدالقادر قرہ خاں، ڈاکٹر پروفیسر، ''ترکی اور فارسی زبانوں میں چھل حدیث کے نادر مجموعے''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''بینات''، کراچی، جلد ۱۷، شمارہ ۶ (کراچی: ماہنامہ بینات، نیو ٹاؤن، فروری ۱۹۷۱ء)، ص ۲۴

۰۵۱۔ ایضاً، ص ۲۴

۰۵۲۔ عبدالمنعم السخر الازہری، ''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے عواقب اور مسلمان''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ''المعارف''، جلد ۶، شمارہ ۴۔۵ (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اپریل مئی ۱۹۷۳ء)، ص ۶۳ تا ۷۳

۰۵۳۔ مظہر، ح۔ شاہ، ڈاکٹر کرنل، ''ذہنی صحت اور اسلام''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ ''المعارف''، جلد ۴، شمارہ ۸، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، اگست ۱۹۷۱ء)، ص ۴۷

۰۵۴۔ ایضاً، ص ۴۷

۰۵۵۔ ایضاً، ص ۵۴

۰۵۶۔ کارلوالفانسونالینو، پروفیسر، ''لفظ 'ادب' کا مفہوم''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'اردو'، جلد ۵۱، شمارہ ۱، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۵ء)، ص ۱۰۵

''لفظ ادب کے معنی کا ارتقاء''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'علم دستک'، ج ۴، شمارہ ۳، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۴۹

''لفظ ادب کے معانی کا ارتقاء''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مجموعہ مضامین)، مترجم و مصنف، مرتب: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۰

''کارلوالفانسونالینو'' کے مضمون کا اردو ترجمہ یکساں متن اور عنوان میں معمولی تبدیلی کے ساتھ سہ ماہی 'اردو' کے صفحہ ۱۰۵ تا ۱۳۶ پر، سہ ماہی 'علم دستک' کے صفحہ ۴۹ تا ۷۸ اور 'رومی کا تصورِ فقر' کے صفحہ ۲۰ تا ۵۳ پر شائع ہوا تھا۔

۰۵۷۔ کارلوالفانسونالینو، پروفیسر، ''لفظ ادب کا مفہوم''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی 'اردو'، ص ۱۲۸

۰۵۸۔ علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، سید، شاہِ ہمدان، ''حضرت شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: دو ماہی مجلّہ ''اسلامی تعلیم''، جلد ۴، شمارہ ۱ (لاہور: اسلامک ایجوکیشن، فرینڈز کالونی، جنوری، فروری ۱۹۷۵ء)، ص ۳۵

اقتباس میں دی گئی آیات کا متن اور حوالہ (۲۶:۲۰۵۔۲۰۶) درست نہیں ہے۔ راقم الحروف نے اقتباس میں آیات کا درست متن مع اعراب تحریر کر دیا ہے۔ یہ ''سورہ الشعرآء'' کی آیات نمبر ۲۰۵ تا ۲۰۷ (۲۶:۲۰۵۔۲۰۷) ہیں۔

۰۵۹۔ ایضاً، ص ۳۵

اقتباس میں دی گئی آیت کا متن درست نہیں ہے۔ راقم الحروف نے اقتباس میں آیات کا درست متن مع اعراب تحریر کر دیا ہے۔ یہ ''سورہ الشعرآء'' کی آیات نمبر ۲۲۷ کے آخر کا حصہ (۲۶:۲۲۷) ہے۔

۰۶۰۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ بہرام شاہیہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: دوماہی ''اسلامی تعلیم''، جلد ۲، شمارہ ۲ (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، فرینڈز کالونی، مارچ، اپریل ۱۹۷۳ء)، ص ۲۲ تا ۳۰

۰۶۱۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ فکر ونظر، جلد ۸ شمارہ ۹ (اسلام آباد: مارچ ۱۹۷۱ء)، ص ۶۷۷

۰۶۲۔ ایضاً، ص ۶۷۸

۰۶۳۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''کتاب الفتوّۃ''، تدوین: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۳۱

۰۶۴۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۶۷۹

۰۶۵۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''کتاب الفتوّۃ''، تدوین: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۷۱ تا ۷۲

۰۶۶۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ۶۹۳

۰۶۷۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ الحق، جلد ۶، شمارہ ۱۱ (اکوڑہ خٹک: دفتر الحق، اشاعت ۱۹۷۱ء)، ص ۵۸

اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، باراول، دسمبر ۱۹۷۲ء)، ص ۲۲۷

۰۶۸۔ اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ، امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۲۶

۰۶۹۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، ص ۵۹

۰۷۰۔ میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ماہنامہ الحق، جلد ۶، شمارہ ۱۱ (اکوڑہ خٹک: دفتر الحق، اگست ۱۹۷۱ء)، ص ۵۵

میر سید علی ہمدانی، شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ، ''مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: الولی حیدر آباد، سندھ، جلد ۲، شمارہ ۱، ۲ (حیدر آباد، سندھ: دفتر مجلّہ الولی، اپریل و مئی ۱۹۷۳ء)، ص ۶۶ تا ۶۷

۰۷۱۔ این میری شیمل، پروفیسر ڈاکٹر، ''ادبیاتِ مشرق ومغرب پر مولانائے روم کا اثر''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض،

مشمولہ: ماہنامہ ''فکرونظر''، جلد ۷، شمارہ ۸ (اسلام آباد: دفتر ماہنامہ فکرونظر، فروری ۱۹۷۰ء) ص ۵۹۹ تا ۶۱۳

۰۷۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، ۱۹۹۵ء)، ۲۱ تا ۲۲

۰۷۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، ج ۱، شمارہ ۴ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اپریل تا جون ۱۹۸۸ء) ص ۸۶

۰۷۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی ص ۳۱

۰۷۵۔ حلمی ضیاء الکن، پروفیسر ڈاکٹر، ''یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: سہ ماہی ''العلم''، جلد ۲۱، شمارہ ۱ (کراچی، دفتر سہ ماہی العلم، جنوری تا مارچ ۱۹۷۲ء) ص ۱۰۹

''یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ''المعارف''، جلد ۱۷، شمارہ ۸ (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، اگست ۱۹۸۴ء) ص ۳۴

بحیثیت مبصّر ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات

غیر اقبالیاتی کتب، تراجم اور مقالات ومضامین پر تبصرات

01۔ شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ

۰۷۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، جلد ۸، شمارہ ۱۱۔۱۲، اشاعت، رمضان، شوال ۱۴۰۶ھ / مئی، جون ۱۹۸۶ء، ترتیب وتدوین: کریم بخش خالد، (کراچی: شعبہ مطبوعات، محکمہ تعلقات عامہ حکومت سندھ) ص ۱۰ تا ۱۱

۰۷۷۔ ایضاً ص ۱۱

زیرِ تبصرہ مضمون میں باب نمبر درست نہیں دیا گیا۔ مضمون میں دیے گئے متن کا تعلق کتاب التعرف کے باب الثّامن عشر (باب نمبر ۱۸) قَوْلُهُمْ فِي الشَّفَاعَة (شفاعت کے متعلق ان کے اقوال) سے ہے۔ مضمون میں باب نمبر کے طور پر ایک مہمل لفظ ''ہفہ ھم'' لکھا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ سہوِ کاتب کی وجہ سے لفظ ''ہفدہ (۱۷)'' کے بجائے یہ لفظ لکھا گیا ہو۔

۰۷۸۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اَھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ) ص ۵۷

۰۷۹۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، باراول، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء) ص ۸۵

۰۸۰۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اَھل التصوف، (بیروت: دار الکتب العلمیہ) ص ۳۴ تا ۳۵

۰۸۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ اظہار، ص ۱۸

۰۸۲۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، ص ۴۸

فاضل مترجم نے متن میں مذکورہ شخصیات کے سنین وفات متن والے صفحے کے نیچے حاشیے میں دیے ہیں۔ راقم الحروف نے قارئین کی سہولت کے لیے سنین وفات متعلقہ شخصیات کے ناموں کے ساتھ درج کیے ہیں۔

۰۸۳۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، ص ۹۰ تا ۹۱

۰۸۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ، مشمولہ: ماہنامہ ''اظہار''، ص ۱۱

۰۸۵۔ محمد بن ابی اسحاق، التعرّف لمذھب اُھل التصوف، ص ۹۰ تا ۹۱

۰۸۶۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، تعرف (ترجمہ)، ص ۱۳۷

02۔ شیخ نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ

۰۸۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''نجم الدین زرکوب (رحمۃ اللہ علیہ) اور اُن کا فتوت نامہ''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مجموعہ مضامین) (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۱۵۱ تا ۱۵۲

۰۸۸۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۰۸۹۔ ایضاً، ص ۱۵۵ تا ۱۵۷

۰۹۰۔ ایضاً، ص ۱۵۷ تا ۱۵۸

۰۹۱۔ ایضاً، ص ۱۵۹ تا ۱۶۰

۰۹۲۔ ایضاً، ص ۱۶۰

۰۹۳۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۰۹۴۔ ایضاً، ص ۱۵۵

۰۹۵۔ ایضاً، ص ۱۵۸

۰۹۶۔ ایضاً، ص ۱۵۹

۰۹۷۔ ایضاً، ص ۱۵۱

۰۹۸۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۰۹۹۔ ایضاً، ص ۱۵۴

۱۰۰۔ ایضاً، ص ۱۵۷

03۔ ''فقہائے ہند'' (جلد چہارم، حصہ دوم)

۱۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۸، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۱ء، مدیر اعزازی: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال)، ص ۱۰۲ تا ۱۰۳

۱۰۲۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۱۰۳۔ ایضاً، ص۱۰۲

۱۰۴۔ ایضاً، ص۱۰۳

۱۰۵۔ محمد اسحاق بھٹی، فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، باراول، ۱۹۷۸ء)، ص۴۰۷

۱۰۶۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، گلستان، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۱۹۶۰) ص۴۸

۱۰۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، ص۱۰۳

04۔مشرق بعید میں طلوعِ اسلام

۱۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد ۲۸، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۸۱ء، مدیر اعزازی: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال)، ص۹۹ تا ۱۰۰

۱۰۹۔ ایضاً، ص۱۰۱

۱۱۰۔ ایضاً، ص۱۰۱

۱۱۱۔ ایضاً ص۱۰۱

۱۱۲۔ پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی کی کتاب، ''مشرقِ بعید میں طلوعِ اسلام''، یونیورسٹی آف سرگودھا کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔اس کا ریفرنس نمبر ''ق دم 297.908'' ہے

05۔مطالعۂ قرآن

۱۱۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مطالعہ قرآن (مضمون / تبصرہ)، مشمولہ: مجلّہ ''اقبال ریویو''، جلد ۲۰، شمارہ ۲، اشاعت جولائی ۱۹۷۹ء، (لاہور: اقبال اکادمی)، ص۱۰۱

۱۱۴۔ ایضاً، ص۱۰۱

۱۱۵۔ ایضاً، ص۱۰۲

مولانا محمد حنیف ندوی کی زیرِ تبصرہ کتاب ''مطالعہ قرآن'' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری اسلام آباد میں موجود ہے۔

Call No: 2797.12204 م ح م Barcode:85352/A-5275

06۔سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ''حسن و دل''

۱۱۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتّاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن و دل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر (مع دیگر مضامین)، (لاہور: مقبول اکیڈمی، ب ن، ۱۹۹۰ء)، ص۱۶۱ تا ۱۶۵

۱۱۷۔ ایضاً، ص۱۶۷

۱۱۸۔ ایضاً، ص۱۶۷

۱۱۹۔ ایضاً، ص۱۷۰ تا ۱۸۶

محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، جلد: ۵۵، شمارہ: ۳، (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۹ء) ص ۴۶ تا ۶۲

۱۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ۱۸۸ص

محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: سہ ماہی اردو، ص ۶۴

۱۲۱۔ ایضاً، ص ۳۹

محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۶۳

۱۲۲۔ نشاپور کا پرانا نام ابرشہر ہے۔ یہ ایران کے صوبہ خراسان کے شہر مشہد کے مغرب میں ۱۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ عمر خیام اور خواجہ فریدالدین عطار کا اسی شہر سے تعلق تھا۔ انٹرنیٹ پر ابرشہر کے نام سے ایک مجلّہ شائع کیا جاتا ہے جس کے درج ذیل ایڈریس پر داستان ''حسن ودل'' کا فارسی متن موجود ہے۔

http://virtueheart.blogsky.com/1388/02/15/post-4/

محمد بن یحیٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص ۱۰

۱۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۷۴

۱۲۴۔ محمد بن یحیٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص ۱۱

۱۲۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۷۷

۱۲۶۔ محمد بن یحیٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص ۱۳

۱۲۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۸۱

۱۲۸۔ محمد بن یحیٰ فتاحی، داستان ''حسن ودل''، ص ۱۴

۱۲۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۸۲

۱۳۰۔ ایضاً، ص ۱۶۴

۱۳۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: سہ ماہی اردو، ص ۶۳

۱۳۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ''حسن ودل''، مشمولہ: رومی کا تصورِ فقر، ص ۱۸۷

۱۳۳۔ ایضاً، ص ۱۸۷

07۔ شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار

۱۳۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء) ص ۲۸۲

۱۳۵۔ ایضاً، ص ۲۸۷

۱۳۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۴۵۲

۱۳۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہنامہ فردوسی، ایک عالمی شاہکار (تبصرہ) ص ۲۹۱

۱۳۸۔ ایضاً، ص ۲۹۲

۱۳۹۔ ایضاً، ص ۲۸۴

۱۴۰۔ ایضاً، ص ۲۸۵

08۔ فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)

۱۴۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، جلد ۲۱، شمارہ ۶، اشاعت ستمبر ۱۹۶۹ء، (کراچی: دفتر ماہنامہ فاران، کیمبل اسٹریٹ) ص ۴۴

۱۴۲۔ ایضاً، ص ۴۴

۱۴۳۔ ایضاً، ص ۴۵

۱۴۴۔ ایضاً، ص ۴۵

محمد جعفر محجوب، سبک خراسانی درشعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، باراول، ۱۳۴۵ش) ص ۶۹۸

۱۴۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر ''فارسی اور اردو شہر آشوب (ایک توضیح)، مشمولہ: ماہنامہ ''فاران''، ص ۴۶

۱۴۶۔ محمد جعفر محجوب، سبک خراسانی درشعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، باراول، ۱۳۴۵ش) ص ۶۹۸

09۔ ''گلشن راز'' اور اس کی ایک نا تمام شرح

۱۴۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح''، مضمون (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، جلد ۸، شمارہ ۳، ۴، جولائی و اکتوبر ۱۹۷۱ء، مدیر: ڈاکٹر سید معین الحق (کراچی: دائرہ معین المعارف) ص ۱۱ تا ۱۷

۱۴۸۔ ایضاً، ص ۱۷ تا ۱۹

۱۴۹۔ ایضاً، ص ۲۱ تا ۲۲

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مضمون میں مندرجہ اشعار کے ساتھ ہی قوسین میں بطور حوالہ ''گلشن راز'' کے متعلقہ شعر کا نمبر دیا ہے۔

۱۵۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''گلشنِ راز اور اس کی ایک نا تمام شرح''، مضمون (تبصرہ)، مشمولہ: ''بصائر''، ص ۱۲

۱۵۱۔ ایضاً، ص ۱۶

۱۵۲۔ ایضاً، ص ۱۸

۱۵۳۔ ایضاً، ص ۱۹

۱۵۴۔ ایضاً، ص ۱۱

۱۵۵۔ ایضاً، ص ۲۲

۱۵۶۔ شیخ محمود شبستری اور ان کی تصانیف کے بارے میں انٹرنیٹ پر کافی منابع موجود ہیں۔ ان سے معلومات

کے حصول کے علاوہ گلشن راز اور اس کی شروح ڈاؤن لوڈ بھی کی جا سکتی ہیں۔ کچھ لنکس (URLs) درج ذیل ہیں:

https://fa.wikipedia.org/wiki/شیخ_محمود_شبستری (Persian Wikipedia)https://fa.wikipedia.org/wiki/Muhmoud_Shabestari(English Wikipedia)

audiolib.is/262_گلشن_راز_شیخ_محمود_شبستری (گلشن راز کی آڈیو ریکارڈنگ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے)

ganjoor.net/shabestari/golshaneraza/sh?/ (گلشن راز (فارسی) کا متن دیکھنے کے لیے)

10۔ مثمر / خان آرزو

۱۵۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''مثمر / خان آرزو''، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ ۲۵، جلد ۶ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، سرما ۱۹۹۳ء)، ص ۲۶۴ تا ۲۷۶

۱۵۸۔ ''مثمر'' نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا کال نمبر ''خ ام 891.554'' ہے۔ خان آرزو کے بارے میں ایک جامع مقالہ ''دیدگاہ ھای آوا شناختی سراج الدین علی خان آرزو براساس رسالۂ مثمر'' ویب سائٹ www.ensani.ir/fa/content/203527/default.aspx پر pdf فارمیٹ میں موجود ہے۔ یہ مضمون کتاب ''ماہ ادبیات''، سال دوم، تیر ۱۳۸۷، شمارہ ۱۵ میں شائع ہوا تھا۔ یہی مقالہ "www.noormags.ir" پر بھی موجود ہے۔

درج ذیل ویب سائٹس پر سراج الدین علی خان اکبر آبادی کے بارے میں کافی معلومات موجود ہیں:

wikifeqh.ir/سراج الدین- آرزو

www.urduencyclopedia.org/general/index.php?title=
سراج-الدین-علی-خان- آرزو

11۔ وامق و عذرا: دو داستانیں

۱۵۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، وامق و عذرا: داستانیں، مشمولہ ماہنامہ ''ادبی دنیا''، لاہور، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۴۷، اکتوبر ۱۹۷۲ء، ص ۶۵

داستان وامق و عذرا از عنصری کا خلاصہ بزبانِ فارسی انٹرنیٹ پر بھی ایک سے زیادہ سائٹس (Sites) پر موجود ہے۔ ان میں سے ایک صفحہ کا لنک درج ذیل ہے:

http://adabiatkade.rozblog.com/post/47

۱۶۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، وامق و عذرا: دو داستانیں، ص ۶۵ تا ۶۶

۱۶۱۔ ایضاً، ص ۶۵ تا ۶۶

۱۶۲۔ ایضاً،ص۶۶

12۔داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)

۱۶۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض، داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر)، مشمولہ: مجلّہ ''فنون''، ج:۱،ش:۱۵، سالنامہ ۸۱۔۱۹۸۰ء، مدیر: احمد ندیم قاسمی (لاہور: ۴۔میکلوڈ روڈ، جنوری،فروری ۱۹۸۱ء)،ص۶۳۹

۱۶۴۔ ایضاً،ص۶۳۹

13۔سہ ماہی فکرونظر

۱۶۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی فکرونظر (اندلس، خصوصی نمبر)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ:۱۸، جلد:۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، سرما ۱۹۹۲ء)،ص۴۲۷

۱۶۶۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بانگِ درا،ص۱۴۶

۱۶۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی ''فکرونظر'' (اندلس، خصوصی نمبر)، ۴۲۷

۱۶۸۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل،ص۳۹۶/۱۰۴

۱۶۹۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سہ ماہی ''فکرونظر'' (اندلس، خصوصی نمبر)، ۴۲۷

۱۷۰۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل،ص۳۹۰/۹۸

14۔امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کا دیباچہ غرۃ الکمال

15۔حضرت امیر خسرو (رحمۃ اللہ علیہ) کے دواوین کے دیباچے

۱۷۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ج:۹۲، ش:۱۹۰، (لاہور: ادارہ ترقی ادب، مارچ ۱۹۷۷ء)،ص۴۲ تا ۴۳

۱۷۲۔ ایضاً،ص۴۳ تا ۴۵

۱۷۳۔ ایضاً،ص۴۴ تا ۴۵

۱۷۴۔ ایضاً،ص۴۶ تا ۴۷

محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی اردو، جلد:۵۲، شمارہ:۱، (کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۶ء)،ص۳۲ تا ۳۳

۱۷۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی اردو،ص۳۳

۱۷۶۔ ایضاً،ص۳۴

محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ،ص۴۷

۱۷۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ،ص۴۸

محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''،ص۳۵

۱۷۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: صحیفہ، ص ۴۹ تا ۵۰
محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۷ تا ۳۸
۱۷۹۔ محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، بالِ جبریل، ص ۳۶۶/ ۷۴
۱۸۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۵۱
محمد ریاض، ڈاکٹر، غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۴۲
۱۸۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۵۱ تا ۵۳
۱۸۲۔ ایضاً، ص ۵۳ تا ۵۴
۱۸۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۵
۱۸۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۴۸
۱۸۵۔ امیر خسرو، غرۃ الکمال، مرتبہ: وزیر الحسن عابدی، (لاہور: نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، ۱۹۷۵ء)، ص ۴۲
۱۸۶۔ شبلی نعمانی، شعر العجم (حصہ دوم) (انڈیا: مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۹۸۸ء)، ص ۱۳۳
۱۸۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال، مشمولہ: سہ ماہی ''اردو''، ص ۳۱
۱۸۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے، مشمولہ: ''صحیفہ''، ص ۴۱
امیر خسرو کے دیوان غرۃ الکمال کا فارسی دیباچہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا حوالہ نمبر ''ن ی ا/891.551'' ہے۔ اس کے علاوہ یہ درج ذیل ویب سائٹ پر بھی موجود ہے:
https://rekhta.org/ebooks/ameer-khusro-debacha-e-deewan-e-ghurratul-kamal-ebooks?lang=Ur
امیر خسرو کی شخصیت اور فکر وفن کے حوالے سے مختلف مطبوعہ کتب درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہیں:
https://rekhta.org/Search/All?lang=3&q=امیر%20خسرو

16۔ حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ

۱۸۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ'' مقالہ (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، مدیر: ڈاکٹر سید معین الحق، جلد ۷، ش ۱، (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری ۱۹۷۰ء)، ص ۱ تا ۱۲
۱۹۰۔ ایضاً، ص ۱۲ تا ۱۷
۱۹۱۔ ایضاً، ص ۱۷ تا ۱۸
۱۹۲۔ ایضاً، ص ۲۰
ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) باشش رسالہ از وی، (اسلام آباد:

مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار دوم، ۱۹۹۱ء) ص ۳۴۴

۱۹۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۲۳ تا ۲۴
ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۴۹

۱۹۴۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۳۴ تا ۳۵
ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۶۳

۱۹۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۷

۱۹۶۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی (رحمۃ اللہ علیہ) با شش رسالہ از وی، ص ۳۳۸

۱۹۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۴
ڈاکٹر سیدہ اشرف بخاری کا ترجمہ کتاب ''خلاصۃ المناقب'' مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

۱۹۸۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۰

۱۹۹۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۱۲

۲۰۰۔ یہ کتاب ایران کے درج ذیل کتب خانوں میں موجود ہے:
کتابخانہ عمومی بحر العلوم، سازمان
کتابخانہ مرکزی مرکز اطلاع رسانی و دانشگاہ شاہد
کتابخانہ تخصصی پژوھشگاہ علوم و فرہنگ اسلام (دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم)
کتابخانہ دانشکدہ دامیزشکی دانشگاہ تہران
کتابخانہ مرکزی و مرکز اسناد دانشگاہ مازندران
کتابخانہ ایران شناس مجلس شوریٰ اسلامی
کتابخانہ و مرکز اطلاع رسانی آیت اللہ ایمانی دانشگاہ سلمان فارسی
کتابخانہ مرکزی دانشگاہ شہر کرد

۲۰۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض، ''حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ''، مشمولہ: سہ ماہی ''بصائر''، ص ۸

۲۰۲۔ ایضاً ص ۱

17۔شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب

۲۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب، مشمولہ: ماہنامہ ''ادبی دنیا''، مدیر: محمد عبداللہ قریشی، دور ششم، شمارہ ۳۷،، (لاہور: ۶۹ شاہراہ قائداعظم، ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء) ص ۶
اس مضمون کی اشاعت کے قریباً پندرہ سال بعد فروری ۱۹۸۵ء کو اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور سے یہ

مکاتیب ''حضرت شاہِ ہمدان اور علامہ اقبال'' کے عنوان سے شائع ہوئے تھے۔

۲۰۴۔ ایضاً،ص۶

۲۰۵۔ ایضاً،ص۷تا۸

۲۰۶۔ ایضاً،ص۸تا۹

۲۰۷۔ ایضاً،ص۶

18۔بیدل

۲۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، بیدل (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۹ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، بہار ۱۹۹۲ء)، ص۳۲۲

۲۰۹۔ ایضاً، ص۳۲۳ تا ۳۲۴

۲۱۰۔ محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علمِ فقہ، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، باردوم، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۴۸
محمد اکرم، شیخ، رودِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ب ن، ۲۰۱۳ء)، ص ۴۳۶؛ ۴۵۸تا۴۵۹

۲۱۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، بیدل (تبصرہ)، ص۳۲۳

۲۱۲۔ ایضاً ، ص۳۲۴

19۔مکتوبات و مواعظ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات و مواعظ مولانا رومی، مشمولہ: ماہنامہ ''الحق''، مدیر: سمیع الحق، جلد ۱۴، شمارہ ۷، (صوبہ سرحد: دارالعلوم حنفیہ، اکوڑہ خٹک، اپریل ۱۹۷۹ء)، ص ۵۰ تا ۵۷

۲۱۴۔ تفصیلات کے لیے مطالعہ کریں۔
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، تحفہ اثنا عشریہ، (کراچی: نور محمد کتب خانہ، آرام باغ)
یوسف سلیم چشتی، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن)
ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مواعظ مولانا رومی'' کی مجلس دوم کا ترجمہ بھی کیا ہے جو کہ ماہنامہ ''الولی'' حیدر آباد بابت ستمبر و اکتوبر ۱۹۷۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

20۔ملفوظاتِ رومی (رحمۃ اللہ علیہ)

۲۱۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ''ادبیات''، شمارہ: ۱۹، جلد: ۵، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، بہار ۱۹۹۲ء)، ص ۳۲۵

۲۱۶۔ ایضاً،ص۳۲۶

۲۱۷۔ ایضاً،ص۳۲۷

۲۱۸۔ ایضاً،ص۳۲۵

محمد ریاض، ڈاکٹر، مکتوبات ومواعظ مولانا رومی، ص ۴۳۴

۲۱۹۔ ایضاً، ص ۴۳۴

۲۲۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ملفوظاتِ رومی (تبصرہ)، ص ۳۲۵

۲۲۱۔ ایضاً، ص ۳۲۷

۲۲۲۔ ایضاً، ص ۳۲۷

21۔سید جمال الدین افغانی، حیات وافکار

۲۲۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار، مشمولہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، جلد، ۲۶، شمارہ ۴، اشاعت اکتوبر ۱۹۷۹ء، مدیر: احمد ندیم قاسمی (لاہور: بزمِ اقبال)، ص ۹۶ تا ۹۹

۲۲۴۔ ایضاً، ص ۹۵ تا ۹۹

۲۲۵۔ ایضاً، ص ۹۸

۲۲۶۔ ایضاً، ص ۹۸

۲۲۷۔ ایضاً، ص ۹۸

باب ششم :۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات: حاصل تحقیق

بابِ ششم :۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات: حاصلِ تحقیق

ا۔ڈاکٹر محمد ریاض کا اردو، فارسی اور انگریزی زبان وادب میں مقام ومرتبہ

فکرِ اقبال کی انفرادی، اجتماعی، قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۸۰ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبۂ اقبالیات قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض (پی ایچ ڈی فارسی) کو اس شعبے کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیات کا نصاب تشکیل دیا۔ ان کی نگرانی میں پاکستان میں ۱۹۸۷ء میں ایم فل اقبالیات کا پہلا پروگرام شروع ہوا۔ انھوں نے شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے فکر وفن، فلسفہ اور تصورات ونظریات کی تعلیم وتفہیم اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اس شعبے میں نہایت موثر اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

وہ نومبر ۱۹۹۴ء تک علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں درسی وتدریسی اور علمی وادبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ وہ پاکستان کی کئی ادبی تنظیموں کے فعال رکن رہے۔ اقبال اکیڈمی لاہور کے تاحیات رکن منتخب ہوئے۔ انھوں نے پانچ سال یونیورسٹی آف تہران اور قریباً آٹھ سال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں پوسٹ گریجوایٹ ریسرچ سکالرز کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

انھوں نے اردو، انگریزی اور جدید ایرانی فارسی میں ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بہت سی کتب اور تحقیقی مقالے لکھے۔ انھوں نے پاکستان، انڈیا اور ایران میں منعقد ہونے والی متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے تحقیقی مقالے پیش کیے۔ ان کے تحقیقی مقالے اسلام آباد، کراچی، لاہور اور ایران کے شہر تہران کے مستند رسائل وجرائد میں شائع ہوئے۔

ب۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا شماریاتی جائزہ

ڈاکٹر محمد ریاض کی اردو تصانیف و تالیفات کی تعداد پندرہ ہے جن میں آٹھ اقبالیاتی ادب پر اور سات غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔ اردو مقالات مضامین کی تعداد قریباً دو صد پینتالیس ہے جن میں سے ایک سو ستر مقالات و مضامین اقبالیاتی ادب اور پچھتر مقالات و مضامین غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

اردو کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۱	۰۵%	۰۸	۳۶%
زبان وادب	۰۶	۲۷%	زبان وادب	۵	۲۳%	۱۱	۵۰%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۲	۰۹%	شخصیات	۱	۰۵%	۰۳	۱۴%
	۱۵	۶۷%		۷	۳۳%	۲۲	۱۰۰%

اردو مقالات ومضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۷۶	۳۱%	اسلام اور مسلمان	۰۱۸	۰۷%	۰۹۴	۳۸%
زبان وادب	۰۲۹	۱۲%	زبان وادب	۰۱۱	۰۴%	۰۴۰	۱۶%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۶۵	۲۷%	شخصیات	۰۴۶	۱۹%	۱۱۱	۴۶%
	۱۷۰	۷۰%		۰۷۵	۳۰%	۲۴۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان میں بھرپور مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں پی ایچ ڈی کے علاوہ بھی فارسی دان طبقے سے برسوں پر محیط میل جول اور تعلقات کی بدولت انھیں فارسی زبان میں ترجمہ اور گفتگو کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ ایران میں دورانِ قیام وہ وہاں کے محققین، ادبا اور علما سے قریبی رابطے میں رہے۔ انھیں اکثر ان حضرات سے ملاقات کرنے اور مختلف علمی وادبی امور پر تبادلہ خیال کا موقع ملتا رہا۔ اردو و فارسی زبان و ادب میں مہارت کی بدولت انھوں نے

کوشش کی کہ دونوں زبانوں سے واقفیت رکھنے والے طبقے کے درمیان زبان وادب کی رکاوٹ دور کر کے انھیں ایک دوسرے کی علمی وادبی نگارشات اور تہذیب وتمدن سے آگاہ کر کے ان کے باہمی فاصلے کم کریں۔ اس ضمن میں انھوں نے بھرپور کردار ادا کیا اور اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب کے گوناں گوں موضوعات پر کتب اور مقالات ومضامین لکھ کر اور تراجم کر کے نہایت گراں قدر علمی وادبی خدمات سرانجام دیں۔ اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد چار اور مقالات ومضامین کی تعداد بارہ ہے۔ غیر اقبالیاتی ادب میں ڈاکٹر محمد ریاض کی فارسی تصانیف وتالیفات کی تعداد تین اور مقالات ومضامین کی تعداد بتیس ہے۔

فارسی کتب:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۱۴%	اسلام اور مسلمان	۰۱	۱۴%	۰۹	۲۸%
زبان وادب	۰۲	۲۹%	زبان وادب	۰۱	۱۴%	۰۸	۴۳%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۱	۱۴%	شخصیات	۰۱	۱۴%	۰۸	۲۸%
	۰۴	۵۷%		۰۳	۴۳%	۰۷	۱۰۰%

فارسی مقالات ومضامین:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۲	۰۵%	اسلام اور مسلمان	۰۷	۱۶%	۰۹	۲۱%
زبان وادب	۰۵	۱۱%	زبان وادب	۱۰	۲۳%	۰۸	۳۴%
شخصیات کا تقابلی مطالعہ	۰۵	۱۱%	شخصیات	۱۵	۳۴%	۰۸	۴۵%
	۱۲	۲۷%		۳۲	۷۳%	۴۴	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے انگریزی میں کم وبیش ۳۰۰ صد صفحات پر مشتمل ۲۵ مقالات ومضامین اور تبصرے لکھے۔ ان میں سے سولہ مقالات ومضامین اور تبصرے اقبالیاتی ادب پر اور نو مقالات ومضامین اور تبصرے غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مذہبی افکار وتصورات	۰۸	۳۲%	مذہبی افکار وتصورات	۰۱	۰۴%	۰۹	۳۶%
زبان وادب	۰۷	۲۸%	زبان وادب	۰۱	۰۴%	۰۸	۳۲%
شخصیات	۰۱	۰۴%	شخصیات	۰۷	۲۸%	۰۸	۳۲%
	۱۶	۶۴%		۰۹	۳۶%	۲۵	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض اردو، انگریزی اور فارسی کے مشاق مترجم تھے۔انھوں نے اردو، فارسی اور انگریزی کی بہت سی کتب اور مقالات ومضامین کے اردو اور فارسی میں تراجم کیے۔ان کی مترجمہ کتب، مقالات اور مضامین علمی و ادبی نقطہ نگاہ سے اہم ،متنوع اقبالیاتی و غیر اقبالیاتی موضوعات پر مشتمل ہیں۔انھوں نے بہت سی کتب پر جامع تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۱۹۷۳ صفحات پر مشتمل کم وبیش ۱۰ کتب کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۷ کتب کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳ کتب کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض کے یہ ۱۰ تراجم ۱۹۷۷ء تا 1995ء، قریباً ۱۹ سال کے عرصہ میں شائع ہوئے۔گویا اوسطاً ہر دو سال کے دورانیہ میں ایک ترجمہ شائع ہوا۔ان میں سے سب سے زیادہ (۴) تراجم ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء کے دورانیے میں شائع ہوئے۔ان میں سے ۷۰% تراجم اردو زبان اور ۳۰% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

کتبِ تراجم:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیراقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار وتصورات	۰۵	۵۰%	افکار وتصورات	۰۱	۱۰%	۰۶	۶۰%
زبان وادب	×	۰۰%	زبان وادب	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%
شخصیات	۰۲	۲۰%	شخصیات	۰۱	۱۰%	۰۳	۳۰%
	۰۷	۷۰%		۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے قریباً ۲۷ مقالات ومضامین کا فارسی سے اردو، انگریزی سے اردو اور اردو سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔انھوں نے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۹۴ء (اپنے دمِ آخریں) تک اوسطاً ہر سال ایک مقالہ / مضمون کا ترجمہ کیا۔ان میں سے ۹۳% تراجم اردو زبان میں اور ۷% تراجم فارسی زبان میں کیے گئے۔

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیر اقبالیاتی موضوعات			
ترجمہ کی زبانیں	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۳	۳۰%	۰۲	۲۰%	۰۵	۵۰%
اردو سے فارسی	۰۱	۱۰%	×	×	۰۱	۱۰%
انگریزی سے اردو	۰۲	۲۰%	×	×	۰۲	۲۰%
انگریزی سے فارسی	۰۱	۱۰%	۰۱	۱۰%	۰۲	۲۰%
کل تعداد و شرح	۰۷	۷۰%	۰۳	۳۰%	۱۰	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض کے تراجمِ مقالات ومضامین:۔

(موضوعاتی تجزیہ)

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	غیر اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
افکار و تصورات	۰۷	۲۶%	افکار و تصورات	۰۵	۱۹%	۱۲	۴۵%
زبان وادب	۰۴	۱۵%	زبان وادب	۰۷	۲۶%	۱۱	۴۱%
شخصیات	۰۲	۰۷%	شخصیات	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۴%
	۱۳	۴۸%		۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

(لسانیاتی تجزیہ)

	اقبالیاتی موضوعات		غیر اقبالیاتی موضوعات			
موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
فارسی سے اردو	۰۹	۳۴%	۱۰	۳۷%	۱۹	۷۱%
انگریزی سے اردو	۰۲	۰۷%	۰۴	۱۵%	۰۶	۲۲%
اردو سے فارسی	۰۲	۰۷%	×	×	۰۲	۰۷%
	۱۳	۴۸%	۱۴	۵۲%	۲۷	۱۰۰%

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۹۴ء کے اختتام تک کم و بیش چونتیس اردو کتب پر تبصرے تحریر کیے جو مختلف مجلّات میں شائع ہوئے۔

اردو کتب پر تبصرے:۔

اقبالیاتی موضوعات	تعداد	شرح	موضوعات	تعداد	شرح	تعداد	شرح
اسلام اور مسلمان	۰۱	۰۳%	اسلام اور مسلمان	۰۵	۱۵%	۰۶	۱۸%
زبان و ادب	۱۱	۳۲%	زبان و ادب	۰۸	۲۳%	۱۹	۵۵%
شخصیات	۰۱	۰۳%	شخصیات	۰۸	۲۴%	۰۹	۲۷%
	۱۳	۳۸%		۲۱	۶۲%	۳۴	۱۰۰%

شماریاتی تجزیے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض نے کل چالیس کتب لکھیں۔ انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ستائیس کتب اور غیر اقبالیاتی ادب پر بارہ کتب لکھی ہیں۔ان میں سے ۶۹% کتب اقبالیاتی ادب پر اور ۳۱% کتب غیر اقبالیاتی ادب پر ہیں۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کی ۷۴% کتب اور تراجم کتب اردو میں اور ۲۶% فارسی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
کتب	اردو	۱۶	۴۱٪	۰۷	۱۵٪	۲۳	۵۶٪
	فارسی	۰۴	۱۰٪	۰۳	۰۸٪	۰۷	۱۸٪
تراجمِ کتب	اردو	۰۵	۱۳٪	۰۲	۰۵٪	۰۷	۱۸٪
	فارسی	۰۲	۰۵٪	۰۱	۰۳٪	۰۳	۰۸٪
کل تعداد		۲۷	۶۹٪	۱۳	۳۱٪	۴۰	۱۰۰٪

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبالیاتی ادب پر قریباً دوصد ستائیس اور غیر اقبالیاتی ادب پر ایک سو پچاس مقالات ومضامین لکھے۔اس لحاظ سے انھوں نے اقبالیاتی ادب پر ۶۰٪ اور غیر اقبالیاتی ادب پر ۴۰٪ مقالات ومضامین لکھے۔مجموعی طور پر ان کا ۶۵٪ علمی وادبی کام اقبالیاتی ادب پر اور ۳۵٪ علمی وادبی کام غیر اقبالیاتی ادب پر مشتمل ہے۔مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۸۱٪ مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے اردو میں، ۱۲٪ فارسی میں اور ۷٪ انگریزی میں ہیں۔

		اقبالیاتی ادب		غیر اقبالیاتی ادب		کل تعداد و شرح	
		تعداد	شرح	تعداد	شرح	تعداد	شرح
مقالات ومضامین	اردو	۱۷۰	۴۵٪	۰۷۷	۲۰٪	۲۴۷	۶۵٪
	فارسی	۰۱۲	۰۳٪	۰۳۲	۰۸٪	۰۴۴	۱۱٪
	انگریزی	۰۱۴	۰۴٪	۰۰۲	۰۱٪	۰۱۶	۰۵٪
تراجم مقالات ومضامین	اردو	۰۱۱	۳۰٪	۰۱۴	۰۴٪	۰۲۵	۰۷٪
	فارسی	۰۰۲	۰۱٪	×	×	۰۰۲	۰۱٪
تبصرے	اردو	۰۱۳	۰۳٪	۰۲۱	۰۶٪	۰۳۴	۰۹٪
	انگریزی	۰۰۵	۰۱٪	۰۰۴	۰۱٪	۰۰۹	۰۲٪
کل تعداد		۲۲۷	۶۰٪	۱۵۰	۴۰٪	۳۷۷	۱۰۰٪

بحیثیت مجموعی، ڈاکٹر محمد ریاض کے (تمام کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے سے متعلقہ) ۶۵% کام کا تعلق اقبالیاتی ادب سے اور ۳۵% کام کا تعلق غیر اقبالیاتی ادب سے ہے۔ مختلف زبانوں کے لحاظ سے ان کے ۷۸% کام کا تعلق اردو زبان وادب سے، ۱۸% کام کا فارسی زبان وادب سے اور ۴% کام کا تعلق انگریزی زبان وادب سے ہے۔

تحقیقی مقالہ کے تمام ابواب میں پیش کیے گئے موضوعاتی وشماریاتی جائزے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے اقبالیاتی وغیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی اور انگریزی زبان میں لکھی گئی کتب، مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے میں سے ۳۵% کام کا تعلق مذہبی افکار وتصورات سے، ۳۵% کا تعلق زبان وادب سے اور ۳۰% کا شخصیات سے ہے۔

مضامین	اقبالیاتی ادب	غیر اقبالیاتی ادب	کل شرح
مذہبی افکار وتصورات	۲۶%	۰۹%	۰۳۵%
زبان وادب	۲۱%	۱۴%	۰۳۵%
شخصیات	۱۸%	۱۲%	۰۳۰%
	۶۵%	۳۵%	۱۰۰%

ج۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کا موضوعاتی جائزہ

ڈاکٹر محمد ریاض کی وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین تین بار شائع ہوئیں۔اسی طرح ان کے تحقیقی مقالات ومضامین پاکستان اور ایران کے مستند مجلّات ورسائل میں شائع ہوئے۔ان کی تصانیف، تالیفات، مقالہ جات اور تراجم زبردست تاریخی، قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں۔انھوں نے علامہ اقبال کے نظریات اور افکار کی تشریح کرتے وقت دوسرے اقبال شناسوں کے زاویہ نظر کو بھی پیشِ نظر رکھا۔انھوں نے علامہ اقبال کے ان فکری وفنی پہلوؤں کو متعارف کرایا اور ان نکتوں کی بھی تشریح وتوضیح کی جن کی طرف پہلے کسی اقبال شناس، محقق اور نقاد کی توجہ نہیں ہوئی۔انھوں نے علامہ اقبال کے بارے میں مشرقی ومغربی حکما، فلاسفہ، ادبا اور شعرا کے نقطہ نظر کو پاکستان میں پڑھنے والوں تک پہنچایا اور ان کے ساتھ علامہ اقبال کے روابط اور اثرات کو بھی اپنی تحریر کا موضوع بنایا۔مثلاً اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال اور شبلی، سعید حلیم پاشا، اقبال اور سید جمال الدین افغانی، وغیرہ۔انھوں نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا۔ مثلاً علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بتازہ نو بہ نو تراکیبِ اقبال، اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں وغیرہ۔انھوں نے اقبال کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان کے دور کی بھی صحیح ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ان کے بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ان کے وسیع مطالعے اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔

انھوں نے محققین کی کتابوں کے تراجم کیے اور ان پر تبصرے بھی تحریر کیے۔ مثلاً 'اقبال اور ابن حلاج' کے ساتھ کتاب 'الطّواسین' کا بھی اردو ترجمہ کیا۔ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ 'علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار' کے نام سے کیا۔ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا 'شہپرِ جبریل' کے نام سے ترجمہ کیا۔علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا 'یادداشت ہاے پراگندہ' کے نام سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء کے انگریزی مقالات کا اردو میں 'افکارِ اقبال' کے نام سے نہایت مہارت سے ترجمہ کیا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کی تنظیم وترقی اور اقبالیاتی ادب کی نصاب سازی میں نہایت اہم وکلیدی کردار ادا کیا۔انھوں نے انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم

اے اور ایم فل کی سطح پر اقبالیات کے کورسز مرتب کیے۔ کم وبیش تیس سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کورسز میں کسی ردو بدل کی ضرورت پیش نہیں آئی جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد ریاض اردو، فارسی اور اقبالیاتی زبان وادب پر نہ صرف عبور رکھتے تھے بلکہ وہ ان کی تعلیم وتدریس اور ترویج سے متعلقہ حال و مستقبل کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ وہ تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کا طویل عرصے پر مبنی تجربہ رکھتے تھے۔ اپنے نہایت گہرے اور وسیع تدبر، تفکر، مطالعہ، تعلیمی وتدریسی اور تصنیفی وتالیفی تجربے کی بدولت وہ نصاب سازی کی خصوصی قابلیت کے حامل تھے جس کا بین ثبوت ان کی نصاب سازی کی خدمات ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف وتالیفات انٹرمیڈیٹ تا پی ایچ ڈی کی کلاسز میں بطور نصاب پڑھائی جا رہی ہیں اور دنیا میں اقبالیات کی تعلیم کے سب سے بڑے مرکز، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے اب تک ایم فل کی سطح کے ۳۴۳ اور پی ایچ ڈی کی سطح کے ۲۴ تحقیقی مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ شعبہ اقبالیات کی اس نمایاں، منفرد اور بے مثل کارکردگی کا امتیاز ڈاکٹر محمد ریاض اور ان کی ٹیم کو حاصل ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ وقتی متعلم اور معلم تھے۔ وہ تادمِ آخر مصروف بہ عمل رہے۔ وہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرو کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ وہ آخری سانس تک اردو وفارسی زبان و ادب اور اقبالیات کی تعلیم وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور علمی وادبی شجر سایہ دار لگاتے رہے۔ انھوں نے اہلِ علم وادب، اپنے اساتذہ، شاگردوں، احباب اور رفقائے کار سے انسان دوستی اور علم دوستی کا رشتہ خوب نبھایا۔ وہ تاحیات ایک چمنستان کی طرح تازہ بتازہ نو بنو پھولوں کی خوشبو بکھیرتے رہے اور کئی گلستان آباد کر گئے۔ آج ان کے بہت سے شاگرد مقتدرہ جامعات اور علمی وادبی اداروں میں کلیدی عہدوں پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی کتب وتالیفات، مقالات ومضامین اور تراجم کی علمی وادبی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے علامہ اقبال کے افکار وتصورات خصوصاً مذہبی افکار، ان کی شخصیت اور کلام وتصانیف کی خصوصیات، مختلف شخصیات سے ان کے افکار وتصورات اور فنی وشعری محاسن کے تقابل وموازنہ اور اقبال شناس شخصیات پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے اور مختلف پہلوؤں سے فکرِ اقبال کی شرح وترجمانی کا حق خوب ادا کیا۔ اسی طرح انھوں نے دین اسلام، اعلیٰ دینی، علمی وادبی شخصیات اور فارسی زبان وادب پر بھی بہت سے مقالات ومضامین لکھ کر نہایت اعلیٰ غیر

اقبالیاتی ادب تخلیق کیا۔ انھوں نے پاکستان، ایران، کشمیر، افغانستان اور روسی ریاستوں میں اردو، فارسی اور انگریزی زبانوں میں مقالات ومضامین اور تراجم تحریر کر کے ان ممالک اور یہاں کے بسنے والے لوگوں کو قریب تر لانے کی بھرپور کوشش کی۔ اس ضمن میں متعلقہ ابواب میں ان کی سیکڑوں کتب اور مقالات ومضامین کا فرداً فرداً جائزہ لے کر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ تاہم، بطور حاصل مطالعہ چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

کتاب ''**اقبال اور فارسی شعراء**'' میں انھوں نے ان ستر (۷۰) فارسی شعراء کے بارے میں سیر حاصل بحث کی ہے جن کے اقبال کے کلام اور تصانیف میں اشعار آئے ہیں یا کسی حوالے سے ذکر آیا ہے۔ انھوں نے پہلے برصغیر پاک وہند میں فارسی شاعری کے آغاز، ارتقاء اور اس کے زوال کا حال لکھا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ فارسی کے دورِ زوال میں اقبال نے فارسی میں شاعری کی اور اس طرح اس ملک میں اس زبان کے احیاء کی راہ نکالی۔ اقبال نے فارسی زبان کی وسعت کی وجہ سے اپنے اعلیٰ، عالمگیر افکار کی ترویج کے لیے فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا تھا تا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں فارسی دان طبقہ موجود ہے، وہاں تک ان کا پیغام پہنچ سکے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ''مقدمہ'' میں مذکورہ بالا ابتدائی امور کا ذکر کرنے کے بعد فارسی شاعری کے مختلف اسالیب (سبکِ خراسانی، سبکِ عراقی اور سبک ہندی) سے تفصیلی بحث کی ہے اور آخر میں ''اسلوبِ اقبال'' کا تعین کر کے اس کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد اقبال کی شاعری کے بارے میں جامع بیان ہے جس میں ان کی مثنویوں، غزلوں، دوبیتیوں، رباعیات اور اختراعات کے بارے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا اور بڑی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان ابتدائی مباحث کے بعد ستر (۷۰) شعراء کو فارسی کے مختلف اسالیب پر تقسیم کر کے یہ بتایا ہے کہ ان کا کس کس اسلوب سے تعلق ہے اور ان کے جن اشعار یا افکار سے اقبال نے استفادہ کیا ہے یا جو اشعار کلامِ اقبال سے مشابہت رکھتے ہیں، وہ بھی نقل کر دیے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض ایسے حقائق بھی بیان کیے ہیں جن تک ادبیاتِ فارسی کے عام تو عام، خاص مطالعہ کرنے والوں کی نظریں بھی کم ہی پہنچتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اسی کتاب کا فارسی زبان میں بھی ترجمہ کر کے فارسی زبان وادب اور اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اپنی ان گراں قدر علمی وادبی نگارشات کو فارسی زبان جاننے والے مختلف ممالک میں آباد وسیع طبقے تک پہنچایا۔(۱)

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ کی تصانیف کے فکری وفنی محاسن کی تفہیم وتسہیل کے لیے بہت کچھ

لکھا اور خوب لکھا۔ مثلاً ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے لیے انھوں نے برسوں تحقیق کی اور بہت سے مقالات و مضامین لکھے۔ اپنی ان تمام تحقیقات کو انھوں نے کتاب **''جاوید نامہ: تحقیق و توضیح''** کی شکل میں پیش کیا جو کہ اپنی مثال آپ ہے۔ جاوید نامے کی تفہیم کے لیے آج تک اتنے اعلیٰ درجے کی کوئی کاوش پیش نہیں کی جا سکی۔ وہ اپنی اس کتاب کو حاصلِ حیات قرار دیتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس کتاب کو نہایت اہم ماخذ قرار دیا۔(۲)

کتب (تصانیف و تالیفات) کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات و مضامین اور تراجم و تبصرے بھی بہت زیادہ علمی و ادبی قدر و قیمت، افادیت اور اہمیت کے حامل ہیں۔ اس ضمن میں حاصل مطالعہ کے طور پر چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

۰۱۔ قریباً ستر صفحات پر مشتمل طویل مضمون **''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''** فارسی تصانیفِ اقبال کے مختصر اور جامع مطالعہ پر مشتمل ہے۔ اس کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ اسے اقبالیات کی نصابی کتب کا حصہ بنایا جائے یا پھر کتابی شکل میں شائع کر کے اسے اقبالیات کی نصابی کتاب کے طور پر پڑھایا جائے۔(۳)

۰۲۔ اپنے مقالے **''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''** میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا تیسرا دور ۱۹۰۸ء سے شروع ہوا۔ اس میں ۱۹۲۴ء تک اقبال کی تین فارسی کتابیں، ''اسرارِ خودی''، ''رموزِ بے خودی'' اور ''پیامِ مشرق'' شائع ہو چکی تھیں۔ علامہ محمد اقبال کی فارسی گوئی کا ان کے اردو کلام پر اثر یہ ہوا کہ اس دور کی اردو نظموں میں فارسی تراکیب اور بندشیں پہلے سے زیادہ استعمال ہوئیں اور بعض جگہ فارسی اشعار پر تضمین کی گئی۔ اقبال کی فارسیت کے کئی پہلو ہیں: تضمینیں، بندشیں اور تراکیب، قافیے، ردیف اور محاورے وغیرہ۔ ان سب کے اردو میں استعمال کے علاوہ اقبال نے بعض فارسی اشعار کو اردو میں منتقل اور صدہا کے مفاہیم و معانی کو جذب و تحلیل کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے کلامِ اقبال اردو سے قریباً ڈیڑھ صد اشعار دے کر ان کے اردو کلام میں فارسی الفاظ و تراکیب اور محاورات کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔(۴)

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے مقالے **''اقبال کے چند تراجم و ماخوذات، تقابلی نمونے''** میں عربی، فارسی اور انگریزی سے اخذ و ترجمہ کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ علامہ محمد اقبال اخذ و

اقتباس وترجمہ کے ضمن میں آزادانہ روش کے حامل تھے۔ ماخوذ و مقتبس ومترجم اور تضمین و تلمیح کے حامل موضوعات ان کے ہاں آکر حیرت انگیز طور پر عروج پا جاتے تھے۔(۵)

۰۴۔ مقالے ''**ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی ایسے اشعار دیے ہیں جن کی علامہ محمد اقبال نے خود اپنی تقاریر، مکتوبات، خطبات یا ملفوظات میں تشریح بیان کی ہے۔ اس طرح علامہ محمد اقبال نے بعض مواقع پر اپنی تصانیف کی غرض وغایت بیان کی اور ان کے مشمولات پر تبصرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنے اس مقالے میں یہ تبصرے بھی دیے ہیں اور متعدد منثور تحاریر اور اردو و فارسی کلام کے تقابل وموازنہ سے اقبال شناسی کے لیے نثر ونظم کو ملا کر پڑھنے کی اہمیت اجاگر کی ہے۔ فکرِ اقبال کی تفہیم کے سلسلے میں یہ مقالہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس موضوع پر ایم فل/ پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے۔(۶)

۰۵۔ مقالے ''**علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تعلیم اور ادبیات وفنونِ لطیفہ کے بارے میں مغربی افکار کے تناظر میں علامہ محمد اقبال کے افکار تحریر کیے ہیں۔(۷)

۰۶۔ مقالے ''**افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی**'' میں ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران اور افغانستان میں اقبال شناسی کے بارے میں کچھ تفصیلات فراہم کی ہیں۔ انھوں نے اپنے اس مقالے میں افغانستان وایران کے مجلّات میں اقبالیاتی ادب پر شائع ہونے والے مقالات اور ایران میں شائع ہونے والی اقبالیاتی ادب سے متعلقہ کتب کی الف بائی ترتیب سے فہرست دی ہے اور ایران میں اقبال پر لکھی گئی کتب ومقالات کے نمایاں فکری پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا یہ مقالہ فارسی زبان میں اقبال پر لکھی گئی کتب ومقالات کے بارے میں اہم معلومات اور ادبی تبصرے پر مشتمل ہے۔ دیگر مقالات کی طرح یہ مقالہ بھی ان کی اقبالیاتی ادب اور فارسی وادب سے محبت اور علم دوستی کا مظہر ہے۔(۸)

ڈاکٹر محمد ریاض پاکستان اور بیرونِ ملک اردو و فارسی زبان وادب، خصوصاً اقبالیات کے حوالے سے ہونے والی علمی وادبی سرگرمیوں اور مطبوعات سے باخبر رہتے تھے۔ پاکستان، انڈیا اور ایران میں اقبالیات کے حوالے سے ہونے والے سیمینارز اور کانفرنسز میں شامل ہوتے رہتے تھے اور اس ضمن میں حاصل ہونے والی معلومات کو پرنٹ میڈیا کے ذریعے قارئین تک پہنچا دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض انقلابِ ایران (فروری ۱۹۷۹ء) سے قبل دو معیادوں کے دوران سات برس سے زیادہ عرصے تک ایران میں مقیم رہے۔ انھیں اکتوبر ۱۹۹۱ء کے اواخر تک بالترتیب علامہ اقبال (مارچ ۱۹۸۶ء)، خواجہ حافظ (نومبر ۱۹۸۸ء)، حکیم فردوسی (دسمبر ۱۹۹۰ء) اور خواجہ کرمانی (اکتوبر ۱۹۹۱ء) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ہر بار ہفتے یا دو ہفتے تک ایران میں رہنے اور تبادلہ خیال کرنے کے مزید مواقع ملے۔ اس دوران انھیں ایران کے جمہوری اسلامی دور کے اقبالیاتی ادب کے مطالعے کا اور ایران کے اقبال شناس مصنفین و مترجمین سے شناسائی کا موقع ملا۔ انھوں نے متعدد مقالات و مضامین لکھ کر قارئین کرام کو فارسی ادب کے نئے رجحانات اور ایران میں مطالعہ اقبال کی پیشرفت سے آگاہ کیا۔ انھوں نے ہمسایہ ممالک (پاکستان، ہندوستان، کشمیر، افغانستان، روس) پر ایران کے علمی، ادبی، تہذیبی و ثقافتی اثرات کی تفہیم کے لیے کئی مقالات و مضامین لکھے۔ اس ضمن میں مقالے **''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''** کے علاوہ ان کے مقالات و مضامین ''اقبال، ایران کی درسی کتب میں''، ''ایرانِ کبیر و ایرانِ صغیر''، ''ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم''، ''ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی'' اور ''ایران میں مطالعۂ اقبال'' گراں قدر مندرجات پر مشتمل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض علم دوست محقق تھے۔ اردو فارسی زبان و ادب، اقبالیات، ایرانیات، تصوف اور نظامِ فتوت ان کی دلچسپی کے خصوصی میدان تھے۔ وہ ان علمی و ادبی شعبہ جات سے متعلقہ لکھے جانے مقالات و مضامین اور تصانیف و تالیفات کا بغور مطالعہ کر کے ان پر تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کرتے رہتے تھے۔ ایران میں اقبال شناسی کے حوالے سے لکھے گئے ان کے مذکورہ بالا مقالات و مضامین اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبال شناسی سے ان کے گہرے روحانی اور ذہنی و قلبی تعلق کا ثبوت ہیں۔ اِن سے اُن کے نہایت اعلیٰ ذوق مطالعہ و معیارِ تحقیق کا ثبوت ملتا ہے۔(۹)

ڈاکٹر محمد ریاض کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ''احوال و آثار سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ'' پر تھا۔ انھوں نے مادام العمر شاہِ ہمدان شناسی کے سلسلے میں نہایت گراں قدر علمی و ادبی خدمات سرانجام دی ہیں۔

مقالے **''اقبال اور شاہ ہمدان (رحمہا اللہ تعالیٰ علیہما)''** میں ڈاکٹر محمد ریاض نے مستند حوالہ جات کی مدد سے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور دینی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی فارسی و عربی کی سو سے زائد تصانیف میں سے

۱۶۴ ایسی تصانیف کا مختصر تعارف دیا ہے جوان کی نظر سے گزری ہیں۔ان میں سے ۴۵ کتب فارسی اور ۱۹ کتب عربی زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔کتب کے تعارف کے بعدانھوں نے ’۷‘ ایسی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو بظاہر غلطی سے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کی جاتی رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ’۳۴‘ ایسے رسالوں کے نام لکھے ہیں جن کی اصلیت یا حقیقت تک ڈاکٹر محمد ریاض رسائی حاصل نہ کر سکے۔ ’’تکملہ‘‘ کے بعد ’’استدارک‘‘ کے عنوان سے ڈاکٹر محمد ریاض نے شاہِ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار سے آگاہ کرنے کے سلسلہ میں اپنی علمی وادبی مساعی کا ذکر کیا ہے۔اختتامیہ میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

’’ان دوسالوں میں شاہ ہمدان پر پاکستان میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ایک بین الاقوامی کانفرنس ۲ تا ۴ اکتوبر ۱۹۸۷ء مظفر آباد میں منعقد ہوگی ،جس کا افتتاح کرنے پر صدرِ پاکستان نے آمادگی کا اعلان کر دیا ہے۔یوں ’’شاہ ہمدان شناسی‘‘ کا آغاز ہو چکا ہے۔(۱۰)

وہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وآثار کے بارے میں گہرا تحقیقی وتنقیدی شعور رکھتے تھے۔ان کے وسعتِ مطالعہ کی داد دینا پڑتی ہے۔انھوں نے اس مقالے میں سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے مطالعے میں آنے والی ۶۵ کتب کا تعارف پیش کرنے کے علاوہ غلطی سے ان سے منسوب ہونے والی کتب ورسائل کی بھی نشاندہی کی ہے۔مشہور ایرانی محقق اور نقاد استاد سعید نفیس مرحوم کی تحقیقات سے اختلاف کے ذکر پر مبنی ان کی تحریر کا درج ذیل اقتباس ان کے نہایت اعلیٰ تحقیقی وتنقیدی شعور کی ایک مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

’’شاہ ہمدان کا تخلص علی یا علائی تھا۔استاد سعید نفیسی مرحوم نے از روئے تسامح علائی کو علاء الدولہ سمنانی کا تخلص سمجھ لیا اور ان کی ۹ غزلیں،ایک رسالہ اور ایک کتاب علاء الدولہ سمنانی کے نام سے چھپوادی ہیں اور اتفاق سے کئی دیگر حضرات نے اس بات کو نقل کر دیا ہے‘‘۔(۱۱)

پاکستان میں سید علی ہمدانی کے افکار کی ترویج کے لیے بہت سے افراد (سیدہ اشرف ظفر بخاری، میر عبد العزیز، آغا حسین ہمدانی اور حسین احمد) نے کوشش کی۔ بحیثیت مجموعی ڈاکٹر محمد ریاض نے سید علی ہمدانی کے احوال وآثار اور اشعار پر اردو وفارسی میں سب سے زیادہ لکھا۔ان کے مرتب کردہ احوال وآثار اور اشعار کی بنیاد پر بہت سے مقالات ومضامین لکھے گئے ہیں اور اس ضمن میں ابھی مزید بہت سے امکانات موجود ہیں۔

سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ڈاکٹر محمد ریاض نے عالمِ اسلام کی دیگر نامور شخصیات،

شعرا، ادبا اور مفکرین پر بھی بہت سے مقالات ومضامین لکھے۔ مثلاً، انھوں نے رومی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ''مکتوبات ومواعظ مولانا رومی'' اور ''ملفوظاتِ رومی'' پر تبصرے تحریر کیے۔ ان کے عربی و فارسی مکتوبات اور خطبات کا اردو میں ترجمہ کیا جو ''مکتوبات وخطباتِ رومی'' کے عنوان سے کتابی شکل میں طبع ہوا۔ انھوں نے اردو و فارسی میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ پر اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وتصورات کے موازنہ پر مبنی مقالات ومضامین ''رومی اور اقبال''، ''رومی کا تصورِ فقر''، ''رومی: شروح مثنوی شریف''، ''سیرتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان دیوانِ رومی میں''، ''قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی''، ''مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات''، ''مولانا رومی اور علامہ اقبال''، ''مولانائے روم کے مکاتیب''، ''نفود مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ ھند و پاکستان''، ''یادی از مقام ونبوغ مولوی'' لکھے۔ (۱۲)

د۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات کے تعلیمی وسماجی ثمرات

ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی و ادبی نگارشات کے تحقیقی وتنقیدی مطالعے اوران کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لینے کے بعد وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ فکرِ اقبال کی تعلیم وترویج میں نمایاں کردارادا کرنے والے نامور اقبال شناس حضرات میں سے ڈاکٹر محمد ریاض نہایت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے مشرقی ومغربی حکماء، مفکرین، شعرا، ادبا، فلاسفہ اور صوفیاء کے افکار کی روشنی میں فکرِ اقبال کی شرح کی اور مختلف جہتوں سے اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لینے کے دَر کھولے ہیں۔ فکرِ اقبال کی توضیح وترویج کے لیے کیے گئے ان کے وسیع علمی و ادبی کام کے پیشِ نظر انھیں 'مفسرِ اقبال' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا شماران چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے اور اردو و فارسی زبان وادب کی ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کی علمی وادبی نگارشات قطبی ستارے کی مانند، اردو و فارسی زبان و ادب اور اقبالیات کے میدانوں میں ذوقِ مطالعہ اور ذوقِ تحقیق رکھنے والے، اہلِ ہمت افراد کے لیے رہنمائی کا کام دے رہی ہیں اور بفضلِ تعالیٰ رہنما بنی رہیں گی۔

نہایت وسیع علمی وادبی کام کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری تھا کہ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی تمام مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب، مقالات ومضامین محفوظ رکھتے اوران کا ریکارڈ بھی مرتب کر لیتے مگر کسی وجہ سے وہ بروقت اور کماحقہٗ ایسا نہ کر سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی وادبی خدمات کی بنا پر پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں انھوں نے ۱۹۹۲ء کے بعد مختصر سا سوانحی، علمی وادبی خاکہ (curriculum vitae) مرتب کیا تھا۔ اس خاکے میں انھوں نے اپنی علمی و ادبی تخلیقات (کتب، تصانیف، تالیفات، تراجم اور تبصروں) کی اٹھارہ صفحات پر مشتمل فہرست بھی دی ہے۔ اس فہرست میں انھوں نے اپنی قریباً دوصد پندرہ (۲۱۵) کتب، تصانیف، مقالات ومضامین، تبصروں اور تراجم کا ذکر کیا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ فہرست نامکمل ہے۔ فہرست نامکمل ہونے کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ خود انھیں اپنی تمام مطبوعہ کتب، تصانیف، تراجم، مقالات و مضامین تک رسائی حاصل نہ تھی۔ اس سلسلے میں انھوں نے باقاعدہ کوئی ریکارڈ بھی مرتب نہیں کیا

تھا۔ بوقتِ ضرورت انھوں نے دستیاب وسائل کی مدد سے یہ فہرست مرتب کی تھی۔ تحقیق کے مطابق اردو، انگریزی اور فارسی میں تحریر کردہ ان کی تصانیف، مقالات اور تراجم کی تعداد چار صد پچاس (۴۵۰) کے قریب ہے۔ یہ تعداد ان کے اپنے مرتب کردہ سوانحی، علمی و ادبی خاکے میں بیان کردہ تعداد سے تقریباً دوگنی ہے۔ دورانِ تحقیق ان کی بہت سی ایسی مطبوعہ کتب، مقالات اور مضامین دریافت ہوئے ہیں جو خود ڈاکٹر محمد ریاض کی رسائی میں نہیں رہے تھے اور وہ اتنی فرصت بھی نہیں رکھتے تھے کہ ان تک رسائی حاصل کر سکیں۔

تحقیق سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور احوال و آثار سے متعلقہ لکھے گئے تمام مقالات و مضامین میں ان کی شخصیت، احوال اور آثار کے بارے میں بعض امور درست نہیں ہیں۔ ان کی لکھی گئی کتب اور مقالات و مضامین کی تعداد میں بھی تضاد ہے۔ اسی طرح ان کے سوانحِ حیات اور بعض کتب کے نام بھی درست نہیں دیے گئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور حالات و آثار پر لکھے گئے مضامین میں سے سب سے زیادہ مستند مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین کا ہے۔ **پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین**، برسوں ڈاکٹر محمد ریاض کی رفاقت میں رہے ہیں اور انھوں نے بطور صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد بھی خدمات سرانجام دی ہیں۔ اپنے مضمون "**آثارِ ریاض**" میں انھوں نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی صرف ۱۶ تصانیف، ۳ تالیفات اور ۸ تراجم کا ذکر کیا ہے۔ ان کے مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کے پی ایچ ڈی کے مقالے سمیت درج ذیل ۱۳ کتب، تالیفات اور تراجم کا ذکر نہیں کیا گیا:

۰۱۔ احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی]

۰۲۔ اقبال اور سیرت انبیائے کرام

۰۳۔ اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

۰۴۔ اقبال کے تعلیمی نظریات

۰۵۔ اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (فارسی ترجمہ)

۰۶۔ تسہیل خطباتِ اقبال

۰۷۔ تقاریر بیادِ اقبال

۰۸۔ حرفِ اقبال

۰۹۔ حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان

۱۰۔ شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی
۱۱۔ کتابُ الفُتُوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی)
۱۲۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران)
۱۳۔ مکتوبات وخطباتِ رومی (۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے مضمون کی طرح، ڈاکٹر محمد ریاض پر لکھے گئے قریباً تمام مضامین میں بھی تسامحات پائے جاتے ہیں جن کی نشاندہی کے بعد تحقیق کا فریضہ سرانجام دیا گیا ہے۔ تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب (تصانیف، تالیفات، تراجم) اور مقالات ومضامین کی تدوینِ نو، تصحیح اور طبع نو کے لیے ضروری امور کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ ان کی حفاظت اوران کی آئندہ دستیابی ممکن بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی طباعت کے علاوہ انھیں آن لائن ریسورسز پر بھی محفوظ کیا جائے۔ اس ضمن میں راقم الحروف نے بھرپور کوشش کی ہے اور کرتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ امید ہے کہ اس ضمن میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات وشعبہ طباعت اور دیگر سرکاری وپرائیویٹ ادارے بھی اپنے طور بھرپور کوشش کریں گے۔ اس سلسلے میں چند ایک تجاویز بطور حاصلِ تحقیق پیشِ خدمت ہیں۔

۵۔ تجاویز

۰۱۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب اور مقالات و مضامین کے موضوعات و مندرجات علمی و ادبی لحاظ سے اعلیٰ قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ان میں سے کئی موضوعات پر تحقیقی مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ان میں بہت سے ایسے موضوعات ہیں جن پر ابھی تک تحقیق نہیں ہوئی اور ان پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالے لکھے جا سکتے ہیں۔راقم الحروف نے اپنے اس مقالے میں ایسے بہت سے موضوعات کی نشاندہی کر دی ہے۔ان موضوعات کے حوالے سے اقبالیات میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔**''ڈاکٹر محمد ریاض کے موضوعاتِ تحقیق''** پر ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوانا چاہیے۔اس سے تحقیق کے نئے دَر وَا ہوں گے۔

۰۲۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تمام کتب و تصانیف میں حوالہ جات و حواشی یکساں ہیئت میں نہیں دیے گئے۔زیادہ تر فارسی اشعار بغیر ترجمہ دیے گئے ہیں۔ان میں بہت سی طباعتی و متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔اسی طرح ان کے بعض مقالات و مضامین کے ساتھ حوالہ جات و حواشی دیے گئے ہیں اور بعض کے ساتھ نہیں دیے گئے۔بعض مقالات و مضامین کے حوالہ جات و حواشی آخر پر اور بعض کے صفحات کے پاورق میں دیے گئے ہیں۔مقالات و مضامین میں دیے گئے زیادہ تر اردو و فارسی اشعار بغیر حوالہ جات کے اور فارسی اشعار بغیر ترجمے کے دیے گئے ہیں۔**ان تمام تصانیف و تالیفات اور مقالات و مضامین کو تصحیح، تحشیہ اور تدوینِ نو کے بعد چھپوایا جائے۔مجوزہ خاکہ تجاویز کے آخر پر دیا گیا ہے۔**

۰۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی قریباً تمام تصانیف و تالیفات کی افادیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ وزارتِ تعلیم اور وزارتِ اطلاعات و نشریات تعلیمی اداروں میں ان کی لازمی تعلیم کا اہتمام کرے۔بہتر یہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں بطور درسی کتب کے ان کے مطالعے کو لازم قرار دیا جائے۔

راقم الحروف کے خیال میں ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف **''اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی''** اور **''اقبال بچوں کے لیے''** بطور ہاف کریڈٹ اور **''اقبال نوجوانوں کے لیے''** بطور فل کریڈٹ کورسز کے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح پر تجویز کی جانی چاہییں۔

۰۴۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے تحت اقبالیات کے اہم موضوعات پر اب تک ایم فل اقبالیات کی سطح پر قریباً تین صد تینتالیس مقالات اور پی ایچ ڈی کی سطح پر چوبیس مقالات لکھے جا چکے ہیں۔ ان تمام مقالات کو شائع کیا جانا چاہیے اور دیگر کتب کو بھی تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جانا چاہیے۔ علامہ اقبال کی تقاریر، تحریروں اور بیانات سے متعلقہ تمام کتب کو یکجا کر کے ''**کلیاتِ اردو نثر اقبال**'' اور **کلیاتِ انگریزی نثر اقبال**'' کی تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔ اسی طرح ''**کلیاتِ ملفوظاتِ اقبال**''، **شذراتِ فکرِ اقبال (انگریزی، اردو، فارسی ایڈیشن)**، ''**تقاریر بیادِ اقبال**'' کے انگریزی مضامین کے تراجم اور راقم الحروف کے مجوزہ دیگر قریباً پچاس عنوانات پر تحقیقی مقالات اور کتب کی تخلیق، تدوین اور طباعت کا اہتمام کیا جائے۔

ہمارے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے۔ تمام افراد اور ادارے صدق و اخلاص کی بدولت مصروف بہ عمل ہو کر حیران کن کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اگر مقصد صرف تنخواہوں اور روزگار کا حصول نہ ہو بلکہ رزقِ حلال کمانا اور اپنے فرائض بھرپور واحسن انداز سے سرانجام دینا ہو تو مشکل سے مشکل کام بھی ممکن العمل ہو جاتے ہیں۔ حسنِ انتظام سے تمام اداروں (اقبال اکیڈمی، بزمِ اقبال، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، وغیرہ) کو فعال، خود کفیل اور منافع بخش بنایا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عوام الناس تک گراں قدر تحقیقی مقالات کی رسائی سے تعلیمی، ادبی اور تحقیقی معیار بہتر سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ اردو بازار میں ایسے بہت سے ان پڑھ اور واجبی تعلیم کے حامل افراد، تعلیم یافتہ افراد کے زیرِ نگرانی چلنے والے طباعتی و تحقیقی اداروں کی نسبت کم وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ہر طرح کی علمی، ادبی، تحقیقی وتنقیدی کتب شائع کر رہے ہیں اور ایسے تمام پبلشرز خود کفیل ہیں، ملکی خزانے پر بوجھ نہیں ہیں۔ ہمارے سرکاری تحقیقی و طباعتی ادارے یقیناً ان سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے ادارے خود کفیل اور ہر لحاظ سے منافع بخش ہو سکتے ہیں۔

۰۵۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی گراں قدر اور وقیع علمی وادبی خدمات کی بنا پر بلاشبہ اس قابل تھے کہ انھیں ڈی لٹ یا پوسٹ ڈاکٹرل ڈگری دی جاتی اور قومی اعزازات سے نوازا جاتا۔ ان کی وسیع اور گراں قدر علمی وادبی خدمات کے پیشِ نظر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد اور یونیورسٹی آف تہران کو چاہیے کہ انھیں ڈی لٹ کی ڈگری دے کر انھیں خراجِ تحسین پیش

کریں۔اسی طرح حکومتِ پاکستان اور حکومتِ ایران کو بھی چاہیے کہ انھیں اعزازات عطا کر کے دونوں ممالک کے درمیان'' بطور سفیرِ محبت ڈاکٹر محمد ریاض کی علمی وادبی خدمات'' کا اعتراف کریں۔

۰۶۔ آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس تخلیق کیا جائے جس پر تمام سرکاری وغیر سرکاری یونیورسٹیز، تعلیمی ادارے اور اشاعتی و تحقیقی ادارے اپنی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب، مقالات، مجلّات، رسائل ،اشاریے اوران کے کوائف اپ لوڈ کریں۔اس ڈیٹا بیس تک سب کورسائی حاصل ہوتا کہ ہر کوئی اپنی ضرورت کے مطابق ان تک رسائی حاصل کر سکے۔ وزارت اطلاعات و نشریات، وزارتِ تعلیم اور ہائر ایجوکیشن کو چاہیے کہ اس ضمن میں قانون سازی کر کے آن لائن رجسٹریشن کو لازم قرار دے اور خلاف ورزی کرنے والے فرد یا ادارے کو سزا و جرمانہ کیا جائے تا کہ آن لائن ڈیٹا بیس کی تخلیق و تنظیم اور فعالیت یقینی ہو جائے۔اس ضمن میں تمام مجلّات کے اشاریے مرتب کیے جائیں۔نئے اور پہلے سے مرتب شدہ مجلّات اوران کے اشاریوں کو تجدید نو کے بعد آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر اپ لوڈ کیا جائے۔

۰۷۔ ہائر ایجوکیشن ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے تمام تحقیقی مقالات کے عنوانات اور ان مقالات کی آن لائن نیشنل ڈیٹا بیس پر موجودگی وفراہمی یقینی بنائے تا کہ یونیورسٹیز کی تحقیقات خفیہ، نا قابلِ رسائی اور نا قابلِ استفادہ علمی وادبی اثاثے کے بجائے ہر کس و ناکس کے استفادے کے لیے ہر وقت میسر آنے والا علمی وادبی سرمایہ ثابت ہوں۔

۰۸۔ تمام لائبریریز کی بھی آن لائن فہرستیں دی جائیں۔اس طرح آئن لائن ڈیٹا سرچ کرنے کی سہولت میسر آجائے گی اور تحقیقی عمل آسان تر ہو جائے گا۔

۰۹۔ بین الاقوامی سطح پر قابلِ قدر ترقی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دیگر زبانوں میں لکھے ہوئے علمی، ادبی، تاریخی، سائنسی اورفنی شہ پاروں کو آسان اور عام فہم اردو ترجمے کے ساتھ قومی اثاثے کا حصہ بنایا جائے۔اس ضمن میں حکومت، ہائر ایجوکیشن کمیشن، تمام دیگر متعلقہ اداروں اور یونیورسٹیز کو چاہیے کہ فنِ ترجمہ کو ترقی دیں اور وسیع طباعتی نظام قائم کریں۔ طلبہ میں ذوقِ مطالعہ، ذوقِ تحقیق وتنقید اور ذوقِ عمل پیدا کرنے اور اسے بھر پور انداز سے پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے۔تمام یونیورسٹیز میں شعبہ ترجمہ اور شعبہ طباعت کا قیام لازمی قرار دیا جائے تا کہ ہماری نوجوان نسل تحقیق ودریافت کے عمل سے علم وادب اور

سائنس کے شعبہ جات میں مثالی کردار ادا کر سکے۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد ریاض علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد کی سنٹرل لائبریری میں ''اقبال آرکائیوز'' کے قیام اور اس میں علامہ اقبال سے متعلقہ نوادرات اور دستاویزات اکٹھی کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں مجاز افراد اور اداروں سے درخواست ہے کہ ''اقبال آرکائیوز'' کا قیام اور لائبریری میں تازہ بتازہ نو بنو اقبالیاتی کتب کا اضافہ یقینی بنایا جائے۔

۱۱۔ درج ذیل خاکے کے مطابق ڈاکٹر محمد ریاض کے تمام مقالات و مضامین کو تدوینِ نو، تصحیح اور تحشیہ کے بعد شائع کیا جائے۔ مجوزہ کتاب ''کلیاتِ ریاض'' کی شکل میں ایک شاندار، مستند اور جامع علمی وادبی اور اقبالیاتی انسائیکلوپیڈیا مرتب ہو جائے گا جو **''اقبالیات کے سوسال''** اور **دائرہ معارفِ اقبال''** کی طرح اقبالیاتی ادب میں ایک نہایت گراں مایہ ادبی سرمایہ ثابت ہوگا۔ اسے غیر اقبالیاتی ادب میں بھی ایک اہم اضافہ شمار کیا جائے گا۔ **''اقبالیات کے سوسال''** اور **''دائرہ معارفِ اقبال''** اردو زبان کے مقالات پر مشتمل ہیں۔ **''کلیاتِ ریاض''** میں فردِ واحد کے اردو کے علاوہ فارسی و انگریزی مقالات ومضامین کی وجہ سے، اسے ''اقبالیات کے سوسال'' اور دائرہ معارفِ اقبال'' سے قدرے مختلف، منفرد اور وسیع تر افادہ کی حامل تخلیق بننے کا اعزاز حاصل ہوگا۔

کلیاتِ ریاض

(اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے)

(جلد اول)

حصہ اول۔۔۔۔۔۔۔اردو مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (اردو)

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ پر مبنی مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ تراجم

زبان وادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ سے متعلقہ تبصرے

حصہ دوم۔۔۔۔۔۔۔فارسی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (فارسی)

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ پر مبنی مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب کے تراجم

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ تراجم

زبان وادب سے متعلقہ تراجم

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ سے متعلقہ تراجم

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ پر مبنی مقالات ومضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

علامہ اقبال کے افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

علامہ اقبال اور دیگر شخصیات کے تقابل وموازنہ سے متعلقہ تبصرے

کلیاتِ ریاض

(غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو، فارسی، انگریزی مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے)

(جلد دوم)

حصہ اول۔۔۔۔۔۔۔۔اردو مقالات ومضامین، تراجم اور تبصرے

باب اول:۔ غیر اقبالیاتی ادب (اردو)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

باب دوم:۔ غیر اقبالیاتی ادب کے تراجم

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تراجم

زبان وادب سے متعلقہ تراجم

شخصیات سے متعلقہ تراجم

باب سوم:۔ غیر اقبالیاتی ادب پر تبصرے

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان وادب سے متعلقہ تبصرے

شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حصہ دوم۔۔۔۔۔۔۔۔فارسی مقالات ومضامین اور تبصرے

باب اول:۔ غیر اقبالیاتی ادب (فارسی)

مذہبی افکار وتصورات سے متعلقہ مقالات ومضامین

زبان وادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات ومضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات ومضامین

حصہ سوم۔۔۔۔۔۔۔۔انگریزی مقالات و مضامین اور تبصرے

باب اول:۔ اقبالیاتی ادب (انگریزی)

مذہبی افکار و تصورات سے متعلقہ مقالات و مضامین

زبان و ادب سے متعلقہ اقبالیاتی مقالات و مضامین

شخصیات سے متعلقہ مقالات و مضامین

باب دوم:۔ اقبالیاتی ادب پر تبصرے

مذہبی افکار و تصورات سے متعلقہ تبصرے

زبان و ادب سے متعلقہ تبصرے

شخصیات سے متعلقہ تبصرے

حوالہ جات وحواشی

۰۱۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، اقبال اور فارسی شعرا (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، ۱۹۷۷ء) ص ۱ تا ۴۹
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۱۴۸ تا ۱۵۶

۰۲۔ رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس''، مشمولہ: ماہنامہ ''قومی زبان''، جلد ۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۶۰ تا ۶۳؛ مشمولہ: ''علم کی دستک''، ص ۳۲ تا ۳۵
تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم، ص ۲۰۹ تا ۲۲۴

۰۳۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۱۸ تا ۲۸۷

۰۴۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے اردو کلام میں فارسیت''، مشمولہ: اقبال اور سیرتِ انبیاء، ص ۲۷۴ تا ۲۸۸

۰۵۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، مشمولہ: تفسیرِ اقبال، ص ۹ تا ۲۹

۰۶۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں''، مشمولہ: تفسیر اقبال، ص ۳۰ تا ۶۸

۰۷۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''،
مشمولہ: سہ ماہی ''فکر ونظر''، جلد ۲۲، شمارہ ۲، (اسلام آباد: ادارہ فکر ونظر، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۱۱۵ تا ۱۳۴
مشمولہ: ''اقبال ۸۵'' (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، ۱۹۸۹ء)، ص ۵۶۱ تا ۵۸۴
''اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج''، مشمولہ: ''تفسیرِ اقبال''، ص ۱۵۳ تا ۱۷۲

۰۸۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''، مشمولہ: افاداتِ اقبال، ص ۲۰۳ تا ۲۱۷

۰۹۔ تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم اور باب پنجم

۱۰۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ''، مشمولہ: آفاقِ اقبال، ص ۶۰

۱۱۔ ایضاً، ص ۵۹

۱۲۔ تفصیلی تبصرے کے لیے دیکھیں: باب دوم تا باب پنجم

۱۳۔ رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، ص ۱۸، ۱۹
تفصیلات کے لیے دیکھیں: باب اول ص ۴۴ تا ۶۷

کتابیات

ا۔ بنیادی مآخذ

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،

(اردو کتابیں)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف

آفاق اقبال (بارہ عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1987ء)
افاداتِ اقبال (اکیس عدد مطبوعہ مضامین) (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی (لاہور: آئینہ ادب، اول، 1978ء)
اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور فارسی شعراء (اردو) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1977ء)
برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
تعلیماتِ اقبال (مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں) (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشنل کانگرس، اول، 1977ء)
تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1988ء)
تقدیر امم اور اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، اول، 1983ء)
جاوید نامہ (تحقیق و توضیح) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، اول، 1985ء)

اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تالیفات

اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1984ء)
تسہیل خطباتِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)

تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)
حرفِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اول، 1984ء)

غیر اقبالیاتی ادب سے متعلقہ اردو تصانیف وتالیفات

ایرانِ کبیر وایرانِ صغیر (لاہور: آئینہ ادب، چوک انارکلی، اول، 1971ء)
ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ: مشکلات اور حل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اول، 1988ء)
حضرت میر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان (لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز، اول، 1988ء)
رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین (لاہور: مقبول اکادمی، اول، 1990ء)
سفرنامہ روم ومصر وشام شبلی (تدوین وتوضیح) (لاہور: زیڈاے پبلشرز، اول، 1988ء)
فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، اول، 1974ء)
مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (فرہنگستان زبان ایران) (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، دوم، 1985ء)

(فارسی کتابیں)

اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

توصیہ ھایی جھت اتحاد میان مسلمانان جھان (اسلام آباد: ادارہ مطبوعات پاکستان، اول، 1984ء)
حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال (مکتوبات بزبان فارسی) (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1985ء)
کتاب شناسی اقبال (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1986ء)
کشف الابیاتِ قبال بہ اشتراک ڈاکٹر صدیق شبلی (فارسی) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

غیر اقبالیاتی ادب میں فارسی تصانیف وتالیفات

احوال و آثار و اشعار، میر سید علی ہمدانی [با شش رسالہ از وی] (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران، اول، 1985ء)
کتابُ الفُتوّۃ (فارسی) (مقدمہ، تصحیح وحواشی) (لاہور: محکمہ اوقاف پنجاب، اول، 1971ء)
کلیات فارسی شبلی نعمانی (تدوین وتوضیح) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

تراجم پر مشتمل کتب

اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

اقبال اور ابنِ حلاج مع اردو ترجمہ کتاب 'الطّواسین' (لاہور: اسلامک فاؤنڈیشن، اول، 1977ء)
پھر کیا کرنا چاہیے اے مشرقی قومو! (لاہور: اقبال شریعتی فاؤنڈیشن، اول، 1982ء)
علامہ اقبال: اسلامی فکر کے عظیم معمار از ڈاکٹر علی شریعتی (راولپنڈی: خانہ فرہنگ ایران، اول، 1982ء)

اقبالیاتی اردو ادب کے فارسی تراجم

اقبال لاہوری و دیگر شعرای فارسی گوئی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1977ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے اردو تراجم

افکارِ اقبال (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، اول، 1990ء)
شہپر جبریل (اقبال کے دینی افکار) از ڈاکٹر این میری شمل (لاہور: گلوب پبلشرز، اول، 1985ء)

اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

یادداشتہائے پراگندہ (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1989ء)

غیر اقبالیاتی فارسی ادب کے اردو تراجم

تمدنِ انسانی پر انبیائے کرام کے اثرات (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1989ء)
مکتوبات و خطباتِ رومی (لاہور: اقبال اکادمی، اول، 1988ء)

غیر اقبالیاتی انگریزی ادب کے فارسی تراجم

شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی از دکتر سید حسین شاہ ہمدانی (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی، اول، 1995ء)

(مقالات و مضامین)

کتب میں شامل اردو مقالات و مضامین

ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اجتہاد: اسلام میں اصولِ حرکت (چھٹا خطبہ)، مشمولہ: تسہیل خطبات (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، دوم، 1997ء)
اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، مشمولہ: اقبال بحیثیت شاعر (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک...، باراول، 1982ء)
افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال اور ابنِ حلاج، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور احترامِ انسانیت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور افغانستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور آئینِ جوانمردی، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور بیدل، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور توحید و رسالت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور جدید علم کلام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور جہانِ اسلام، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور دنیائے اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور سید جمال الدین افغانی، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال اور سیرت انبیائے کرام، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ، مشمولہ: تقاریر بیاد اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1 9 8 6 ء)
اقبال اور شاہ ہمدان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
اقبال اور شاہِ ہمدان، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)

اقبال اور شبلی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل، اول، 1983ء)
اقبال اور عالمِ اسلام، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور علوم و فنون کی اسلامی منہاج، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال اور قوموں کا عروج و زوال، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور معاشرتی انصاف، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور میراثِ کشمیر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال اور نژادِ نو، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال اور نظامِ تعلیم و تربیت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال اور نظریہ پاکستان، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال اور وحدت ملی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال ایران کی درسی کتب میں، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ ۱۹۸۷ء، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا اسلوبِ شعر، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1983ء)
اقبال کا تصورِ ابلیس، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
اقبال کا تصورِ تعلیم، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کا تصورِ توحید، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کا تصورِ علم و تعلیم، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
اقبال کا صدارتی خطبہ الہ آباد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کا نظریہ ثقافت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کا نظریہ عشق، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال کی ادبی تراکیب، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی بصیرت نفس، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
اقبال کی تعلیمی راہنمائیاں، علم کی دستک، جلد: 1، شمارہ: 2 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا

ستمبر 90ء)
اقبال کی تلقینِ یقین، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلبہ)، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال کی مخالفتِ استبداد، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے تراجم اور ماخوذات، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1988ء)
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے، مشمولہ: اقبال شناسی کے زاویے (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، مئی 1985ء)
اقبال کے ساقی نامے، مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1992ء)
اقبال کے مترادف اشعار، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال، شاعرِ حکمت، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار، اول، 1989ء)
اقبال، شاعرِ حیات، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
اقبال۔ اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
اقبال۔ خود آموز مفکرین کے زمرے میں، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
امیر سید علی ہمدانی اور ان کا رسالہ 'دہ قاعدہ'، مشمولہ: ایران کبیر و ایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
ایران اور کشمیر کے گوناں گوں روابط، مشمولہ: ایران کبیر و ایران صغیر (لاہور: آئینہ ادب، باراول، 1971ء)
پاکستان پر ایران کے تمدّنی اثرات، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تازہ بتازہ نو بنو تر اکیبِ اقبال، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1983ء)
تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)
تصورِ ریاست اسلامی، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1987ء)
تصوّرِ فقر، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
تقدیرِ امم اور اقبال، مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول، 1983ء)

تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں،مشمولہ:تقدیرِ امم اور اقبال(لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول،1983ء)
تلمیحاتِ فرہادکلامِ اقبال میں،مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1987ء)
جاویدنامہ،اصلی کردار،مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
جاویدنامہ: شاعرِ مشرق کا شاہکار،مشمولہ: تقدیرِ امم اور اقبال (لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول،1983ء)
جگن ناتھ کی اقبال شناسی،مشمولہ: تقاریرِ بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول،1986ء)
چند دیگر حصے (جاوید نامہ)،مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
حضر ت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؓ،مشمولہ:افاداتِ اقبال(لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1983ء)
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
حضرت شاہ ہمدان: ذخیرۃ الملوک،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلامِ اقبال میں،مشمولہ:تقدیرِ امم اور اقبال(لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز، باراول،1983ء)
درسِ رواداری (جاوید نامہ)، برکاتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی،مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت (لاہور: نذیر سنز اردو بازار،اول،1989ء)
رومی: شروح مثنوی شریف،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
سنائی اور حالی کی مماثلت فکر،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
سیرتِ رسولِ کریم ﷺ کا بیان دیوانِ رومی میں،مشمولہ: اقبال اور سیرت انبیائے کرام (لاہور:مقبول اکیڈمی، اول،1992ء)
شبلی نعمانی: فارسی نثر کی اقسام اور ادوار،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
علامہ اقبال اور تصورِ ریاست اسلامی،مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1983ء)
علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج،مشمولہ: اقبال ۸۵ء (لاہور: اقبال اکادمی، باراول،1989ء)
علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں، افاداتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1983ء)
علامہ اقبال کا عسکری آہنگ،مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1983ء)
علامہ اقبال کا عسکری آہنگ،مشمولہ: تقاریرِ بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول،1986ء)
علامہ اقبال کی دعائیں،مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی، باراول،1987ء)
فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوبِ بیان،مشمولہ: اقبالیات کے سو سال، (لاہور: اقبال اکادمی، باردوم،2007ء)
فارسی شاعری میں اقبال کا مقام،مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور:مقبول اکیڈمی،اول،1982ء)
فارسی نثر کی اقسام اور ادوار،مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول،1990ء)
فرہنگستان زبان ایران،مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار دوم،1985ء)

فلکِ مشتری (جاوید نامہ)، مشمولہ: برکاتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، اول، 1982ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات اور اقبال، مشمولہ: افاداتِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1983ء)
مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر کتبِ اقبال، مشمولہ: آفاقِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1987ء)
مرزا بیدل: فکر و فن، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
مقدمہ سرودِ اقبال، مشمولہ: تفسیرِ اقبال (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1988ء)
مکاتیب، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)
نظامِ جوانمردی (فتوّت)، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)

رسائل و جرائد میں شامل اردو مقالات و مضامین

ابنِ سینا، ایک تعلیمی اور معاشرتی مفکر، ''اظہار''، جلد: 12، شمارہ: 4-3 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 91ء)
ابنِ ماجہ اور ابن طفیل کی فلسفیانہ داستانیں، ''اقبالیات''، جلد: 29، شمارہ: 2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، ستمبر 88ء)
ابیاتِ اقبال کے معانی، ''صحیفہ'' (لاہور: مجلس ترقی ادب، اکتوبر 1987ء)
ادب کا اسلامی تصور، ''الحق'' (م)، جلد: 29، شمارہ: 3 (اکوڑہ: دار العلوم حقانیہ، دسمبر 1993ء)
ادب کا اسلامی تصور، المعارف، جلد: 14، شمارہ: 4 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اپریل 1981ء)
ارمغانِ حجاز، المعارف، جلد: 10، شمارہ: 10-9 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اسلام اور اسلامی تہذیب وادی کشمیر میں، بصائر (سہ ماہی)، جلد: 6، شمارہ: 1, 2 (کراچی: دائرہ معین المعارف، جنوری و اپریل 69ء)
اسلام اور دورِ جدید، پندرہویں صدی ہجری میں، اظہار، جلد: 4، شمارہ: 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 81ء)
اسلام اور رواداری، اظہار، جلد: 5، شمارہ 4 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر 1982ء)
اشرف جہانگیر سمنانی، الولی، جلد: 6، شمارہ 7 (حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اکتوبر 1977ء)
اصنافِ شعر میں اقبال کی جدتیں، ماہِ نو، جلد: 23، شمارہ 4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1970ء)
اقبال اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان، ماہِ نو، جلد 34، شمارہ 11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1981ء)
اقبال اور بابا فغانی، ادبی دنیا، جلد: 6، شمارہ: 33 (لاہور: اکادمی پنجاب، ستمبر، اکتوبر 77ء)
اقبال اور تحقیقاتِ اسلامی، فکر و نظر، جلد: 19، شمارہ: 3 (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، ستمبر 1981ء)

اقبال اور تقدیرِ امم، مقالات، جلد:3 (لاہور: اقبال کانگرس، دسمبر 1977ء)
اقبال اور تلمیحات فرہاد، اقبال، جلد:30، شمارہ2: (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1983ء)
اقبال اور جوہر کے روابط، اقبال، جلد:28، شمارہ:4 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1981ء)
اقبال اور خوشحال، ادبیات (سہ)، جلد:2، شمارہ:5 تا6 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جولائی تا دسمبر 88ء)
اقبال اور دنیائے اسلام، ماہِ نو، جلد:35، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1982ء)
اقبال اور سعدی، اقبالیات، جلد:11، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1970ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، اقبالیات، جلد:12، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1971ء)
اقبال اور سعید حلیم پاشا، علم کی دستک، جلد: 4، شمارہ: 4 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر 84ء)
اقبال اور شاہ ہمدان، اقبالیات، جلد:9، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1969ء)
اقبال اور شبلی، ماہِ نو، جلد:30، شمارہ:2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی 1977ء)
اقبال اور عبادات وشعائر اسلامی، فکر ونظر، جلد:17، شمارہ12: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، جون 1980ء)
اقبال اور عقائد توحید و رسالت، اقبال، جلد: 0 4 - 9 3، شمارہ: 4، 1 (لاہور: بزمِ اقبال، کلب روڈ، اکتوبر 92ء جنوری 93ء)
اقبال اور کبوترانِ حرم، اقبال، جلد:26، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1979ء)
اقبال اور مسلم حیاتِ اجتماعیہ کے سہ گانہ اصول، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1981ء)
اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو، اقبالیات، جلد:15، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1974ء)
اقبال اور نژادِ نو، المعارف، جلد:5، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1972ء)
اقبال اور نوجوان، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:3 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، جولائی تا ستمبر 72ء)
اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ 'خطاب بہ..' اظہار،، جلد:6، شمارہ9: (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 84ء)
اقبال اور وحدتِ ملی، اقبالیات، جلد:23، شمارہ:4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1983ء)
اقبال اور ہمارا نظامِ تعلیم، اظہار، جلد:3، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 80ء)
اقبال اور عالمِ اسلام، فکر ونظر، جلد21:، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اپریل 1984ء)
اقبال ایران کی درسی کتب میں، اقبالیات، جلد: 7 2، شمارہ 2: (اقبال ریویو) (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی 1986ء)

اقبال پر خواجہ حافظ کے اثرات، ادبیات (سہ)، جلد:3، شمارہ:10 تا 12 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، اکتوبر 89ء تا جون 90ء)

اقبال چند عاشقانِ رسول ﷺ کے حضور، نقوش، جلد:121 (لاہور: فروغِ اردو، ستمبر 1977ء)

اقبال کا ایک شعر اور..... قومی زبان، جلد:51، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1981ء)

اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند''زمزمہ انجم''، اظہار، جلد:5، شمارہ:5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر 1982ء)

اقبال کا تصورِ ابلیس، اقبال، جلد:18، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 1969ء)

اقبال کا تصورِ توحید، الحق (م)، جلد:1، شمارہ:4 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، جولائی، اگست 72ء)

اقبال کا تصورِ ثقافت، اظہار، جلد:4، شمارہ:10 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اپریل 1982ء)

اقبال کا تصورِ علم و تعلم، تعلیمات (م)، جلد:12، شمارہ:9-7 (لاہور: ادارہ تعلیم و تحقیق، جولائی۔ستمبر 89ء)

اقبال کا تصورِ قلندری، اقبال، جلد:22، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1975ء)

اقبال کا تفکرِ حریت، اقبالیات، جلد 31، شمارہ:4، 2 (لاہور: جولائی 90، جنوری 91)

اقبال کا نظریہ عشق، ماہِ نو، جلد 37، شمارہ:4 (لاہور: اپریل 1984ء)

اقبال کی تلقینِ یقین، الحق (م)، جلد:3، شمارہ:1 (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، جنوری، فروری 74ء)

اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں، قومی زبان، جلد:47، شمارہ:4 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اپریل 1977ء)

اقبال کی رباعیات (دوبیتیاں)، فاران (م)، جلد:25، شمارہ:8 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1972ء)

اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (آخری قسط)، المعارف، جلد 3 1، شمارہ: 6 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جون 1980ء)

اقبال کی شاعری میں مکالماتی حسن (قسط نمبر 1)، المعارف، جلد:13، شمارہ:5 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مئی 1980ء)

اقبال کی مدحتِ آزادی اور مذمتِ غلامی، قومی زبان، جلد:48، شمارہ:10 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1978ء)

اقبال کے اردو کلام میں فارسیت، قومی زبان، جلد:47، شمارہ:11 (کراچی: انجمن ترقی اردو، نومبر 1977ء)

اقبال کے چند تراجم و ماخوذات: تقابلی نمونے، اقبال، جلد:23، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1976ء)

اقبال کے خطوط ایک نظر میں، ادبیات، جلد:4، شمارہ:16 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 1991ء)

اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو، جلد:24، شمارہ:4 (کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل 1971ء)

اقبال کے ساقی نامے، ماہِ نو (کراچی: ادارہ مطبوعات، ستمبر 1977ء)

اقبال کے ہم مضمون اردو اور فارسی اشعار، فاران (م)، جلد: 1 2، شمارہ 1 1: (کراچی: دفتر فاران، فروری 1970ء)

اقبال میدانِ سیاست و اقتصاد میں، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:35 (لاہور: اکادمی پنجاب، اپریل، مئی 71ء)

اقبال،نظریہ پاکستان اور نفاذِ شریعت،المعارف،جلد:17،شمارہ:4(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اپریل1984ء)
امیر خسرو کے چند حکیمانہ اشعار،المعارف،جلد:10،شمارہ:3-2(لاہور:ثقافتِ اسلامی،فروری،مارچ1977ء)
ایران کے جمہوری اسلامی دور میں علامہ اقبال پر فارسی کتب اور تراجم،ادبیات (سہ)،جلد:5،شمارہ:18(اسلام آباد:اکادمی ادبیات،1992ء)
ایران کے جمہوری و اسلامی انقلابی دور میں اقبال شناسی،اقبالیات،جلد: 34،شمارہ: 2(لاہور:اقبال اکیڈمی،جولائی تا ستمبر93ء)
ایران میں اقبال پر تازہ کام،اقبال،جلد:21،شمارہ:2(لاہور:بزمِ اقبال،اپریل1974ء)
ایران میں مطالعہ اقبال،فکرونظر،جلد: 13،شمارہ: 10(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،اپریل1976ء)
ایرانی اربابِ کمال؛ برصغیر پاک و ہند میں،صحیفہ،جلد:92،شمارہ:190(لاہور:مجلس ترقی ادب،جنوری1977ء)
آمریت اور استبداد کے خلاف اقبال کا فکری جہاد،فکرونظر،جلد:16،شمارہ:11-10(اسلام آباد: تحقیقات اسلامی،اپریل،مئی1979ء)
آئین جوانمرداں اور اقبال،اقبالیات،جلد:11،شمارہ:4(لاہور:اقبال اکیڈمی،جنوری1971ء)
بدیع الزمان فروزانفر خراسانی مرحوم،فکرونظر،جلد:8،شمارہ:6(اسلام آباد:تحقیقات اسلامی،دسمبر1970ء)
برصغیر میں صوفیائے کرام کی تبلیغِ اسلام،فکرونظر،جلد:26،شمارہ:2(اسلام آباد: تحقیقات اسلامی،اکتوبر تا دسمبر88ء)
بوعلی سینا کے تعلیمی نظریات،فکروخیال،جلد:8،شمارہ:3(کراچی:بورڈ آف ایجوکیشن،مارچ1970ء)
بیدل فکروفن،ادبیات(سہ)،جلد:1،شمارہ:2(اسلام آباد:اکادمی ادبیات،اکتوبر تا دسمبر87ء)
بیدل۔۔تصانیفِ اقبال میں،اقبال،جلد:41،شمارہ:3(لاہور:بزمِ اقبال،جولائی1994ء)
پربت کی گود میں (مری،عوامی زندگی کی جھلکیاں)،ماہِ نو،جلد 22،شمارہ 11:(کراچی: ادارہ مطبوعات ،نومبر1969ء)
پیامِ اقبال، پیامِ مشرق میں،اقبال،جلد:38،شمارہ2-1:(لاہور:بزمِ اقبال،جنوری/اپریل91ء)
تازہ بتازہ نو بنو تراکیبِ اقبال،اقبالیات،جلد:21،شمارہ:4(لاہور:اقبال اکیڈمی،جنوری1981ء)
تحقیقاتِ اسلامی،فکرونظر،جلد: 19،شمارہ: 3(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،ستمبر1981ء)
ترکی کی تحریکِ تجدد اور اقبال،العلم (سہ ماہی)،جلد20:،شمارہ1:(کراچی:آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس،جنوری تا مارچ71ء)
تصانیفِ شبلی کا کلامی سلسلہ اور علمِ کلام کی تشکیلِ نو، الولی، جلد: 6،شمارہ12-11:(حیدرآباد:شاہ ولی اللہ اکیڈمی،فروری،مارچ78ء)
تعلیماتِ اقبال(مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں)،اسلامی تعلیم،جلد:6،شمارہ3:(لاہور:آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن

کانگرس، مئی تا اگست 77ء)
تقدیرِ امم اور اقبال، اقبالیات، جلد:18، شمارہ:2 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جولائی، اکتوبر 77ء)
تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیفِ اقبال میں، اقبال (اقبال نمبر)، جلد:24، شمارہ:3-2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل، جولائی 77ء)
تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں، اظہار، جلد:6، شمارہ:6-5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، نومبر، دسمبر 83ء)
جاوید نامہ، ثقافت (سہ ماہی)، جلد2:، شمارہ:7 (اسلام آباد: نیشنل کونسل، سرما 1977ء)
جاوید نامہ کا فلکِ مشتری، العلم (سہ ماہی)، جلد: 21، شمارہ: 2 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اپریل تا جون 72ء)
جاوید نامہ کے شاعرانہ محاسن، فاران (م)، جلد22:، شمارہ:12 (کراچی: دفتر فاران، مارچ 1971ء)
جاوید نامہ میں درسِ رواداری، العلم (سہ ماہی)، جلد:22، شمارہ:4 (کراچی: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، اکتوبر تا دسمبر 72ء)
جاوید نامہ (روایاتِ معراج کے آئینے میں)، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:43 (لاہور: اکادمی پنجاب، مئی 72ء)
جاوید نامے کے اصلی کردار، المعارف، جلد:10، شمارہ:7 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی 1977ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال، جلد:19، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر۔دسمبر 1971ء)
جمال الدین افغانی اور اقبال، اقبال ریویو، جلد:، شمارہ: (حیدرآباد: اقبال اکیڈمی، نومبر 2005ء)
چوہدری محمد حسین مرحوم : اقبال دوست اور اقبال شناس، اقبالیات، جلد: 16، شمارہ: 4 (لاہور: اقبال اکیڈمی، جنوری 1976ء)
حافظ اور گوئٹے، اردو (سہ ماہی)، جلد:57، شمارہ:1 (کراچی: انجمن ترقی اردو، جنوری تا مارچ 81ء)
حرفِ چند بیادِ مہر، فاران (م)، جلد:30، شمارہ:9 (کراچی: دفتر فاران، دسمبر 1978ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؒ، المعارف، جلد: 14، شمارہ 11: (لاہور: ثقافتِ اسلامی، نومبر 1981ء)
حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفیؒ، فاران (م)، جلد: 32، شمارہ: 11 (کراچی: دفتر فاران، اگست 1981ء)
حضرت رسالت مآب ﷺ کے مکاتیب، فکر و نظر، جلد:16، شمارہ:8: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، فروری 1979ء)
حضرت قائدِ اعظم کے بعض کارنامے، ماہِ نو، جلد35:، شمارہ:12 (کراچی: ادارہ مطبوعات، دسمبر 1982ء)
حضرت میر سید محمد ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:5 (حیدرآباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، اگست 1973ء)
خضر اور روایاتِ خضری کلام اقبال میں، اقبال، جلد:29، شمارہ:2 (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل 1982ء)
خطباتِ اقبال (تعارف)، فکر و نظر، جلد:27، شمارہ:3 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، جنوری تا مارچ 90ء)
خواجہ رشید الدین فضل اللہ ہمدانی (اسلامی علوم و فنون کی سرپرستی کے آئینے میں)، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:5 (اسلام آباد:

تحقیقات اسلامی، نومبر 1970ء)
دانائے راز، اظہار، جلد:7، شمارہ:4، 5 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، اکتوبر، نومبر 84ء)
ڈاکٹر قاسم رسا تہرانی، ماہِ نو، جلد:37، شمارہ:11 (کراچی: ادارہ مطبوعات، نومبر 1984ء)
''ذخیرۃ الملوک'' مئولفہ: سید علی ہمدانی..، ماہِ نو، جلد:1، 2 (کراچی: ادارہ مطبوعات، موسم گرما 1985ء)
رحمت اللعالمین، ماہِ نو، جلد:23، شمارہ:5 (کراچی: ادارہ مطبوعات، مئی 1970ء)
روضات الجنان و جنات الجنان، المعارف، جلد:4، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1971ء)
رومی اور اقبال، اظہار، جلد:6، شمارہ:12-11 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مئی، جون 84ء)
رومی کا تصورِ فقر، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:2 (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اپریل۔ جون 84ء)
سعدی کی مومنانہ فراست، قومی زبان، جلد:52، شمارہ:10 (کراچی: انجمن ترقی اردو، اکتوبر 1982ء)
سعید حلیم پاشا (اقبال کی ایک محبوب شخصیت)، فاران، جلد:8، شمارہ:20 (کراچی: دفتر فاران، نومبر 1968ء)
سعید حلیم پاشا، المعارف، جلد:4، شمارہ9: (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ستمبر 1971ء)
سلطان کشمیر کا علمی ذوق، فاران (م)، جلد:21، شمارہ:9 (کراچی: دفتر فاران، دسمبر 1969ء)
سید جمال الدین اسد آبادی افغانی (نئی تحقیقات)، فاران (م)، جلد:23، شمارہ:2 (کراچی: دفتر فاران، مئی 1971ء)
سیرت نگار شبلی کی دینی شاعری، فکر و نظر، جلد:17، شمارہ:9 (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ 1980ء)
سیرتِ انبیاء کے ابدی نشانات، فکر و نظر، جلد:17، شمارہ6-5: (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، نومبر 1979ء)
شاہ ہمدان، اقبال، جلد:19، شمارہ4: (لاہور: بزمِ اقبال، اپریل، جون 72ء)
شذراتِ فکرِ اقبال: چھ اضافی نکتے، اظہار، جلد:3، شمارہ:10-9 (کراچی: محکمہ تعلقات عامہ، حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، مارچ، اپریل 81ء)
شرف النساء بیگم اور علامہ اقبال، الحق (م)، جلد:7، شمارہ2: (اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، نومبر 1971ء)
شیخ سعدی کی بین الاقوامی شہرت، المعارف، جلد:3، شمارہ:12 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1970ء)
شیخ نجم الدین کبریٰ خوارزمی، المعارف، جلد:5، شمارہ:3 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ 1972ء)
شیخ یعقوب صرفی، فکر و نظر، جلد:2، شمارہ:9 (اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، دسمبر 1973ء)
صائبین اور ان کے دو گروہ، العلم (سہ)، جلد:20، شمارہ:2 (کراچی: ایجوکیشنل، اپریل تا جون 71ء)
صوفیہ کا فرقہ ملامتیہ، المعارف، جلد:2، شمارہ:10 (لاہور: ثقافتِ اسلامی، اکتوبر 1969ء)
عباد اللہ اختر مرحوم، ادبیات (سہ)، جلد:2، شمارہ:7 (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، جنوری تا مارچ 89ء)
علامہ اقبال اور جدید مسائل کلام، جرنل آف دی ریسرچ..، جلد:26، شمارہ:3، جولائی 1989ء)

علامہ اقبال اورحسین ابن منصور حلاج (الطّواسین)، اقبالیات،جلد: 19،شمارہ: 2(لاہور:اقبال اکیڈمی، جولائی78ء)
علامہ اقبال اورعلم کلام کے نئے مسائل،علم کی دستک، جلد: 2،شمارہ: 4(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اکتوبر۔دسمبر82ء)
علامہ اقبال اورعلوم وفنون کی اسلامی منہاج،فکرونظر،جلد:22،شمارہ:2(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،اکتوبر۔دسمبر84ء)
علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح...،مشمولہ:علم کی دستک(نذرِ ریاض)(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،1997ء)
علامہ اقبال اورمسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں،علم کی دستک،جلد1:،شمارہ:3(اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اکتوبرتادسمبر81ء)
علامہ اقبال اورمسلم خواتین،العلم (سہ ماہی)، جلد:29،شمارہ:4(کراچی:آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس،اکتوبرتادسمبر81ء)
علامہ اقبال اورزوال وعروجِ ملتِ اسلامیہ،فکرونظر،جلد:21،شمارہ:5(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،نومبر1983ء)
علامہ اقبال کاترانہ ملی،اظہار،جلد:13،شمارہ:6-5(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ،حکومتِ سندھ،سندھ سنٹر،ایجرٹن روڈ،نومبر،دسمبر91ء)
علامہ اقبال کاجاویدنامہ(روایاتِ معراج کی..)،ماہِ نو،جلد:37،شمارہ:11(کراچی:ادارہ مطبوعات، نومبر1984ء)
علامہ اقبال کاخطبہ الہ آبادپس منظراورپیش منظر،ماہِ نو،جلد:،شمارہ:(کراچی:ادارہ مطبوعات،اپریل1988ء)
علامہ اقبال کی ایک پسندیدہ کتاب: ذخیرۃ الملوک،اقبال، جلد: 35،شمارہ: 4(لاہور:بزمِ اقبال،اکتوبر1988ء)
علامہ اقبال کی تنقیدِ ادب،ماہِ نو،جلد:45،شمارہ:11(کراچی:ادارہ مطبوعات،نومبر1992ء)
علامہ اقبال کی فارسی تصانیف کےمقاصد،اقبال،جلد:36،شمارہ:4(لاہور:بزمِ اقبال،اکتوبر1989ء)
علامہ تفضّل حسین کشمیری، المعارف،جلد:5،شمارہ:10(لاہور: ثقافتِ اسلامی،اکتوبر1972ء)
علومِ اسلامی کے چنداہم مآخذ،المعارف،جلد:4،شمارہ:10(لاہور ثقافتِ اسلامی،اکتوبر1971ء)
غالب اقبال کے عظیم پیشرو،ماہِ نو،جلد:36،شمارہ:2(کراچی:ادارہ مطبوعات،فروری1983ء)
غالب اورتقلیدِعرفی،المعارف،جلد:5،شمارہ:7(لاہور: ثقافتِ اسلامی، جولائی1972ء)
غالب کی قصیدہ گوئی،ماہِ نو،جلد:23،شمارہ:2(کراچی:ادارہ مطبوعات،فروری1970ء)
فارسی افسانے کے بانی سید محمد علی جمال زادہ،ادبیات (سہ)، جلد: 5،شمارہ: 21(اسلام آباد:اکادمی ادبیات،خزاں1992ء)
فارسی کا اخلاقی ادب(بالخصوص اخلاقِ جلالی)،اظہار،جلد:7،شمارہ:10-9(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ،حکومتِ

سندھ،سندھ سنٹر،ایجرٹن روڈ، مارچ،اپریل85ء)
فارسی کتب اخلاق پر ایک نظر،فکرونظر، جلد:18،شمارہ:9(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،فروری1981ء)
فارسی نثر کی اقسام اورادوار، المعارف،جلد:13،شمارہ:2(لاہور: ثقافت اسلامی،فروری1980ء)
فتوّت یا جوانمردی.. مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام(قسط نمبر1)،فکرونظر،جلد:7،شمارہ:8(اسلام آباد:تحقیقات اسلامی،فروری1970ء)
فتوّت یا جوانمردی... مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام (قسط نمبر2)،فکر ونظر، جلد:7،شمارہ:9(اسلام آباد: تحقیقات اسلامی، مارچ1970ء)
فکرِ اقبال کا ابتدائی ثروت خیز دور، اقبالیات، جلد:28،شمارہ:4(لاہور:اقبال اکیڈمی، جنوری، مارچ88ء)
قائدِ اعظم کا کردار، دستاویزات کی روشنی میں، اظہار، جلد:8،شمارہ:3(کراچی: محکمہ تعلقات عامہ،حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر، ایجرٹن روڈ، ستمبر، اکتوبر85ء)
قرآن مجید اور چند فارسی امثال،فکرونظر، جلد:16،شمارہ:9(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مارچ1979ء)
قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر از رومی، المعارف، جلد:13،شمارہ:12(لاہور: ثقافتِ اسلامی، دسمبر 1980ء)
قلب اوراس کی اقسام، بینات، جلد:17،شمارہ:2(کراچی: نیوٹاؤن، اکتوبر1970ء)
قلمروخلافتِ عباسیہ کی معاشی حالت، الحق (م)، جلد: 6،شمارہ:8(اکوڑہ: دارالعلوم حقانیہ، مئی 1971ء)
کشمیراورایران کے دیرینہ روابط، المعارف، جلد:6،شمارہ:3-2(لاہور: ثقافتِ اسلامی، فروری، مارچ73ء)
کلامِ اقبال میں تغزل، المعارف، جلد:13،شمارہ:3(لاہور: ثقافتِ اسلامی، مارچ1980ء)
کلامِ اقبال میں احترامِ انسانیت کا درس،فکرونظر،جلد:10،شمارہ:9(اسلام آباد: مارچ1973ء)
کلامِ اقبال میں تکریمِ انسانی کا عنصر، اقبالیات، جلد:14،شمارہ:2(لاہور:اقبال اکیڈمی، جولائی1973ء)
کلامِ اقبال میں کلمہ طیبہ کا استعمال،فکرونظر، جلد:10،شمارہ11:(اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، مئی1973ء)
گلِ لالہ کی ادبی روایات، اردو(سہ ماہی)، جلد47:،شمارہ:2(کراچی: انجمن ترقی اردو، 1971ء)
مثنوی شریف (فروزانفر) کی شرح کے مقدمات، اقبال ریویو، جلد: 3 1،شمارہ: 2(لاہور:اقبال اکادمی، جولائی1972ء)
مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر تصانیفِ اقبال،اقبالیات، جلد: 5 2،شمارہ: 2(لاہور:اقبال اکیڈمی، جولائی1984ء)
محمد احمد مہدی سوڈانی اوراقبال، اقبال، جلد:20،شمارہ:2(لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر72ء، جنوری73ء)
مرزا بیدل کی تلقین ایثار و جوانمردی،علم کی دستک، جلد: 5،شمارہ: 4(اسلام آباد:اوپن یونیورسٹی، اکتوبر۔دسمبر85ء)
مسجد قرطبہ، ماہِ نو، جلد:25،شمارہ:4(کراچی: ادارہ مطبوعات، اپریل1972ء)

مسلمانوں کا ایک اجتماعی ورفاہی نظام،فکرونظر،جلد:7،شمارہ:10(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی،بین الاقوامی یونیورسٹی،اپریل1970ء)

مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لیے علامہ اقبال کی دعائیں،المعارف،جلد:16،شمارہ:11-10(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اکتوبر/نومبر83ء)

مسلمانوں کی وحدت کا داعی،قومی زبان،جلد:44،شمارہ:4(کراچی:انجمن ترقی اردو،اپریل1974ء)

معاشی مسائل اورحسنِ معاملت(تعلیماتِ..)،البلاغ،جلد:،شمارہ:(کراچی:ذیقعدہ۱۳۹۰ھ)

معاصر ایرانی رہنماؤں کے معاشی افکار،المعارف،جلد:14،شمارہ:3(لاہور:ثقافتِ اسلامی،مارچ1981ء)

مکتوباتِ رومی میں حکایات وتمثیلات،المعارف،جلد:11،شمارہ:8(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اگست1978ء)

ملاصدرا کے الٰہیاتی افکار،اقبالیات،جلد:30،31،شمارہ:3،1(لاہور:اقبال اکیڈمی،جولائی،جنوری90-89ء)

مولانا رومی اورعلامہ اقبال،المعارف،جلد:9،شمارہ:4(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اپریل1976ء)

مولانا رومی اورعلامہ اقبال،المعارف،جلد:9،شمارہ:5(لاہور:ثقافتِ اسلامی،مئی1976ء)

مولانا رومی اورعلامہ اقبال،المعارف،جلد:9،شمارہ:8(لاہور:ثقافتِ اسلامی،اگست1976ء)

مولانا عبدالرحمن جامی... فکرونظر،جلد:28،شمارہ:3(اسلام آباد:تحقیقات اسلامی،مارچ1991ء)

مولانائے روم کے مکاتیب،فکرونظر، جلد: 8 1،شمارہ: 1(اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی،جولائی1980ء)

میرسید علی ہمدانی،المعارف،جلد:5،شمارہ:6(لاہور:ثقافتِ اسلامی،جون1973ء)

میرسید علی ہمدانی،ماہِ نو،جلد:22،شمارہ:3(کراچی:ادارہ مطبوعات،مارچ1969ء)

میرزا عبدالقادر بیدل: مطالعہ اقبال کی روشنی میں،اقبالیات، جلد: 2 1،شمارہ: 4(لاہور:اقبال اکیڈمی،جنوری1972ء)

نظام فتوّت کے آداب و رسوم اور اصطلاحات،المعارف، جلد: 7،شمارہ: 7(لاہور:ثقافتِ اسلامی،جولائی1974ء)

نظامِ فتوّت،اقبال،جلد:25،شمارہ:2(لاہور:بزمِ اقبال،اپریل1978ء)

نظامِ فتوّت،چودہ سوسالہ تاریخ اسلام میں اظہار،جلد:4،شمارہ4-3:(کراچی:محکمہ تعلقات عامہ،حکومتِ سندھ، سندھ سنٹر،ایجرٹن روڈ،ستمبر،اکتوبر81ء)

نعتِ نبوی فارسی شاعری میں،فاران(م)،جلد23:،شمارہ:8(کراچی:دفتر فاران،نومبر1971ء)

نکتۂ توحید،فاران(م)،جلد:23،شمارہ:3(کراچی:دفتر فاران،جون1971ء)

وسطی ایشیا اور اقبال،فکرونظر،جلد:35،شمارہ:1(اسلام آباد:تحقیقات اسلامی،جولائی تا ستمبر97ء)؛(ڈاکٹر محمد ریاض کا آخری لکھا ہوا مضمون جو ان کی وفات کے بعد طبع ہوا)

(اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

کتب میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اقبال اوران کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، مشمولہ: افاداتِ اقبال، باراول، 1983ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخر الدین حجازی، تفسیرِ اقبال، 1988ء
اقبال کے تصورِ خودی کے عناصر از پروفیسر مجتبیٰ عینوی، مشمولہ: اقبال اور احترامِ انسانیت، اول، 1989ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، باراول، 1983ء
ترجمانِ حقیقت، فارسی شاعر، علامہ محمد اقبال از سید محمد محیط طباطبائی، ایران میں اقبال پر تازہ کام، باراول، 1983ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، برکاتِ اقبال، باراول، 1982ء)
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلو الفانسو، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء)

رسائل وجرائد میں شامل فارسی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

اسمائے قرآن کی معنویت از پروفیسر حکمت آل آقا، بینات، جلد: 17، شمارہ: 3، نومبر 1970ء
اقبال اوران کی فارسی شاعری از سید محمد علی داعی الاسلام، قومی زبان، جلد: 52، شمارہ: 11، نومبر 1982ء
اقبال اور حسین ابن حلاج از حسین ابن منصور حلاج، اقبال ریویو، جلد: 19، شمارہ: 2، جولائی 1978ء
اقبال پر ایک فکر انگیز فارسی کتاب ''سرود اقبال کا مقدمہ از فخر الدین حجازی، اقبال، جلد: 23، شمارہ: 4، اکتوبر 1976ء
اقبال کے مکتبِ فکر کے عناصرِ خمسہ از سید غلام رضا سعیدی، ماہِ نو، جلد 35: شمارہ: 4، اپریل 1982ء
اقبال۔۔قرآن اور اہلبیت از علامہ امینی، فجر، مئی 1984ء
اقبال: شاعرِ حیات از ڈاکٹر غلام حسین یوسفی، صحیفہ، جلد: 92، شمارہ: 190، نومبر 1977ء
چہل حدیث کے نادر مجموعے از ڈاکٹر عبد القادر قرہ خاں، بینات، جلد: 17، شمارہ: 6، فروری 1971ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد: 4، شمارہ: 1، جنوری، فروری 75ء
حضرت شاہ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد: 4، شمارہ: 1، جنوری، فروری 75ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد: 2، شمارہ: 2، مارچ، اپریل 73ء
رسالہ بہرام شاہیہ از سید علی ہمدانی، اسلامی تعلیم، جلد: 2، شمارہ: 2، مارچ، اپریل 73ء

رسالہ فتوتیہ یا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، فکر و نظر، جلد:8، شمارہ:9، مارچ 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۱، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:7، اپریل 1971ء
رسالہ قدوسیہ یا عبقات۔۲، از سید علی ہمدانی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:11، اگست 1971ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، الحق (م)، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
شخصیت اقبال کے چند پہلو از سید غلام رضا سعیدی، اسلامی تعلیم، جلد:6، شمارہ:2، مارچ، اپریل 77ء
لفظ ادب کا مفہوم از پروفیسر کارلوالفانسو، اردو (سہ ماہی)، جلد:51، شمارہ:1، 1975ء
لفظ ادب کے معنی کا ارتقا از پروفیسر کارلوالفانسو، علم کی دستک، جلد:4، شمارہ:3، جولائی۔ستمبر 84ء
مسلمان حکام کو چہارگانہ نصائح از سید علی ہمدانی، الولی، جلد:2، شمارہ:1، 2، اپریل مئی 1973ء
۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عواقب اور مسلمان از عبدالمنعم السخر، المعارف، جلد:6، شمارہ:4-5، اپریل مئی 73ء

رسائل و جرائد میں شامل انگریزی سے اردو تراجم پر مشتمل مقالات و مضامین

ادبیاتِ مشرق و مغرب پر مولانا روم کا اثر از ڈاکٹر این میری شیمل، فکر و نظر، جلد:7، شمارہ:8، فروری 1970ء
بیدل، برگساں کی روشنی میں از علامہ اقبال، ادبیات (سہ)، جلد:1، شمارہ:4، اپریل تا جون 88ء
ذہنی صحت اور اسلام از ڈاکٹر مظہر۔ح۔شاہ، المعارف، جلد:4، شمارہ:8، اگست 1971ء
عظمتِ اقبال (شہپر جبریل، آخری حصہ) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد: 5، شمارہ: 11-10، اپریل، مئی 83ء
علامہ اقبال کے مذہبی افکار (شہپر جبریل) از ڈاکٹر این میری شیمل، اظہار، جلد: 5، شمارہ: 12-11، اگست، ستمبر 82ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلم فکر کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، المعارف، جلد:17، شمارہ:8، اگست 1984ء
یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مسلمان زعما کا حصہ از ڈاکٹر حلمی ضیا الکن، العلم (سہ ماہی)، جلد:21، شمارہ:1، جنوری تا مارچ 72ء

تبصروں پر مشتمل اردو مقالات و مضامین

کتب میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات و مضامین

اقبال ایک مطالعہ از کلیم الدین احمد، آفاقِ اقبال، 1987ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، برکاتِ اقبال، 1982ء

سیبک فتاحی نشاپوری کا رسالہ ’’حسن ودل‘‘، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، باراول، 1990ء)
شیخ نجم الدین زرکوب کی کتابِ جوانمردی از نجم الدین زرکوب، مشمولہ: رومی کا تصوّرِ فقر (لاہور: مقبول اکیڈمی، بار اول، 1990ء

رسائل وجرائد میں شامل تبصروں پر مشتمل اردو مقالات ومضامین

اقبال اور اسلامی معاشرہ از الطاف حسین، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ:24، خزاں 1993ء
اقبال اور سوشلزم از ایس اے رحمان، اقبالیات، جلد:20، شمارہ:2، جولائی 1979ء
اقبال ایک تحقیقی مطالعہ از ملک حسن اختر، اقبالیات، جلد:29، شمارہ:3، جنوری تا مارچ 89ء
اقبال پیامبرِ امید از محمد حسین عرشی، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
اقبال پیغمبرِ خودی از ڈاکٹر منظور ممتاز، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ:25، سرما 1993ء
اقبال دشمنی ایک مطالعہ از محمد ایوب صابر، ادبیات (سہ)، جلد:7، شمارہ:30-27، خزاں، بہار، سرما 94ء
اقبال کا سیاسی سفر از محمد حمزہ فاروقی، ادبیات (سہ)، جلد:7، شمارہ:30-27، خزاں، بہار، سرما 94ء
امیر خسرو کا دیباچہ غرۃ الکمال از امیر خسرو، اردو (سہ ماہی)، جلد:52، شمارہ:1، 1976ء
بیدل از خواجہ عباد اللہ اختر، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
حضرت امیر خسرو کے دواوین کے دیباچے از امیر خسرو، صحیفہ، جلد:92، شمارہ: 190، مارچ 1977ء
حضرت امیر سید علی ہمدانی اور ان کا فتوت نامہ از سید علی ہمدانی، بصائر، جلد:7، شمارہ:1، جنوری 70ء
حیاتِ اقبال کا ایک سفر از ہارون الرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد:6، شمارہ: 22، سرما 1993ء
داستان ہیر رانجھا (مثنوی خندۂ تقدیر) از فضل حسین تبسم، فنون (سالنامہ)، جلد:1، شمارہ:15، جنوری، فروری 81ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ: 37، ستمبر، اکتوبر 71ء
دانائے راز از احمد احمدی بیرجندی، اظہار، جلد:7، شمارہ:5-4، اکتوبر، نومبر 84ء
زندہ رود از جاوید اقبال، اقبال (سہ)، جلد:26، شمارہ:4، اکتوبر 1979ء
سہ ماہی فکر ونظر (اسلام آباد کا خصوصی اندلس نمبر) از ساجد الرحمٰن، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:18، سرما 1992ء
سیبک فتاحی نشاپوری اور اس کی تصنیف ’’حسن و دل‘‘ از سیبک فتاحی نشاپوری، اردو (سہ ماہی)، جلد:55، شمارہ:3، جولائی تا ستمبر 79ء
سید جمال الدین افغانی، حالات وافکار از شاہد حسین رزاقی، اقبال (سہ)، جلد:26، شمارہ:4، اکتوبر 1979ء
شاہنامہ فردوسی ایک عالمی شاہکار از فردوسی، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ: 19، بہار 1992ء
شاہِ ہمدان کے مکاتیب از سید علی ہمدانی، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:37، ستمبر، اکتوبر 71ء
شرح تعرّف کا ایک نادر خلاصہ از ابوبکر بن محمد بن اسحاق، اظہار، جلد:8، شمارہ:12-11، مئی، جون 86ء
علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء از سلطان محمود حسین، اقبال، جلد:31، شمارہ:3، جولائی 84ء
فارسی اور اردو شہرِ آشوب از محمد جعفر، فاران (م)، جلد:21، شمارہ:6، ستمبر 1969ء

فقہائے ہند جلد چہارم حصہ دوم از مولانا محمد اسحاق بھٹی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
کلیات اقبال (اردو۔ فارسی) از علامہ محمد اقبال، اقبالیات، جلد:34، شمارہ:4، جنوری، مارچ 94ء
گلشن راز اور اس کی ایک ناتمام شرح از نامعلوم، بصائر، جلد:8، شمارہ:3,4، جولائی و اکتوبر 71ء
مثمر از خان آرزو، ادبیات، جلد:6، شمارہ: 25، سرما 1993ء
مشرق بعید میں طلوعِ اسلام از سید قدرت اللہ فاطمی، اقبال (سہ)، جلد:28، شمارہ:4، اکتوبر 1981ء
مطالعہ قرآن از مولانا محمد حنیف ندوی، اقبالیات، جلد:20، شمارہ:2، جولائی 1979ء
مکتوبات و مواعظ مولانا رومی از مولانا رومی، الحق (م)، جلد:14، شمارہ:7، اپریل 1979ء
ملفوظاتِ رومی مرتبہ عبدالرشید تبسم، ادبیات (سہ)، جلد:5، شمارہ:19، بہار 1992ء
وامق وعذرا: دو داستانیں مرتبہ ظہیر محمد رضا، ادبی دنیا، جلد:6، شمارہ:47، اکتوبر 72ء

مطبوعہ فارسی مقالات ومضامین

رسائل وجرائد میں مطبوعہ فارسی مقالات ومضامین

ابتکارات مسعود سعد سلمان، ہلال، شمارہ:۱۰۵، مہر وآبان ۱۳۴۹
ابوسعید سحابی استرآبادی، ہلال، شمارہ:۱۲۰، بہمن ۱۳۵۰
اقبال شناسی در ایران، ہلال، شمارہ:۹۰، خرداد ۱۳۴۸
اقبال لاہوری وشعرای سبک خراسانی، ہلال، شمارہ:۱۱۸، آذر ۱۳۵۰
اقبال معتقد است کہ فلسفہ انسان را بہ ظواھری رساند حال آن کہ۔، کاوہ، شمارہ:۶۹، پاییز ۱۳۵۷
انعکاسات بیدل در اشعار اقبال، اقبالیات، شمارہ: چہارم، ۸۸ء
آغاز وارتقای نہضت فتوت اسلامی، معارف اسلامی، شمارہ:۱۵، زمستان ۱۳۵۲
برگزاری مراسم روز اقبال، ہلال، شمارہ:۱۰۲، تیر ۱۳۴۹
بہ یاد بود درگذشت استاد فروزانفر، ہلال، شمارہ:۱۰۳، مرداد ۱۳۴۹
بیاد بود استاد اقبال شناس، شادروان سید غلام رضا سعیدی (فارسی)، دانش، شمارہ:۲۱۔۲۰، زمستان ۱۳۶۸ء
بیدل شناسی (مروری بہ کتاب 'فیض قدس استاد خلیل اللہ خلیلی)، دانش، شمارہ:۱۲، زمستان ۱۳۶۶
پیرامون فتوت یا جوانمردی، ہلال، شمارہ:۱۰۶، آذر ۱۳۴۹
تاثرات اقبال از حضرت شاہ ہمدان، اقبالیات، شمارہ: ہشتم، ۹۲ء
تاثیر تفکر اسلامی در اروپا، ہلال، شمارہ:۱۰۱، خرداد، ۱۳۴۹
تاثیر خواجہ حافظ در ہنر واندیشۂ علامہ اقبال، دانش، شمارہ:۱۵، پاییز ۱۳۶۷
تاثیر شاہنامہ در مثنوی وامق وعذرای عنصری، ہلال، شمارہ:۹۳، آبان ۱۳۴۸
تاثیر ومقام شعر وادب از دیدگاہ علامہ اقبال، اقبالیات، شمارہ: دوم، فروری ۱۹۸۷ء

تتبعاتی از زبورِ عجم، ہلال، شمارہ:۱۰۰، اردیبهشت ۱۳۴۹
ترجمہ دیباچہ ہائے اقبال (اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی و پیامِ مشرق)، اقبالیات، جلد:۱۱، شمارہ:۴، جنوری ۱۹۷۱ء
تضمینات وتتبعات شعرای ایران در آثار اقبال لاهوری، وحید، شمارہ:۱۳۰، مهر ۱۳۵۳
ذخیرۃ الملوک مئولفہ میر سید علی همدانی۔ ایک مطالعہ اور تحقیق دانش، جلد:۱، شمارہ:۲، تابستان ۱۳۶۳
روز استقلال پاکستان، ہلال، شمارہ:۹۹، فروردین ۱۳۴۹
سحابی استر آبادی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۲، پاییز ۱۳۵۴
سرزمین و مردم کشمیر، ہلال، شمارہ:۹۵، آذر، ۱۳۴۸
سید محمد اشرف < <جهانگیر > >سمنانی و خدمات وی در کشمور های شبہ قارہ، معارف اسلامی، شمارہ:۲۶، تابستان ۱۳۵۵
سید محمد عبدالرشید فاضل (استاد و شاعر فارسی)، دانش، شمارہ:۲۲، تابستان ۱۳۶۹
شعر فارسی وخدمات < <زیب مکسی > >شاعر معاصر بلوچستان بہ ادبیات فارسی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۱، تابستان ۱۳۵۴
شمہ ای از تاثیر شاهنامہ در ادبیات فارسی، دانش، شمارہ:۳۰۔۲۹، بهار و تابستان ۱۳۷۱
علامہ شبلی نعمانی و برخی از آثار اسلامی وی، معارف اسلامی، شمارہ:۲۷، اسفند ۱۳۵۵
عیاری وشطاری، معارف اسلامی، شمارہ:۱۶ بهار، ۱۳۵۳
فتوت، معارف اسلامی، شمارہ:۱۷، تابستان ۱۳۵۳
فردوسی حکیم، اقبالیات، شمارہ: ہفتم، ۹۲۔۹۱ء
فقید سعید سعیدی اقبال شناس، اقبالیات، شمارہ: دہم، ۹۴۔۹۳ء
قلندریہ، معارف اسلامی، شمارہ:۶، بهار ۱۳۵۴
متن مکتوبات میر سید علی همدانی، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۸۵، تیر ۱۳۵۳
مشارب الاذواق (در شرح قصیدہ میمیہ این فارض مصری)، فرهنگ ایران...، جلد:۲۰، شمارہ:۲۰، ۱۳۵۳
مقام غالب در سبک شناسی فارسی، ہلال، شمارہ:۹۸، اسفند ۱۳۴۸
منابع اوّلیہ تحقیق در بارہ حضرت میر سید علی همدانی، دانش، شمارہ:۱۸۔۱۷، بهار و تابستان ۱۳۶۸
مؤسس پاکستان، ہلال، شمارہ:۱۰۷، دی ۱۳۴۹
نامہ بہ مدیر مجلّہ: در بارہ مؤلف مقالات اربعین، دانشکدہ ادبیات، شمارہ:۷۷، اسفند ۱۳۵۰
نفوذ مولانا جلال الدین مولوی در ادبیات شبہ قارہ هند و پاکستان، معارف اسلامی، شمارہ:۲۳، دی ۱۳۵۴
نقش فارسی سرایان در نهضت آزادیخواهی شبہ قارہ، چشم انداز، شمارہ:۱۰، دی ۱۳۷۶
هنر لازوال چغتائی و غالب، ہلال، شمارہ:۸۸، اسفند ۱۳۴۷
یاد از مقام و نبوغ مولوی، ہلال، شمارہ:۹۱، تیر مرداد ۱۳۴۸

(فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین)

اردو سے فارسی تراجم پر مشتمل مقالات ومضامین

ترجمہ دیباچہ ھائی اقبال از ڈاکٹر محمد علامہ اقبال، اقبال ریویو، جلد:11، شمارہ:4، جنوری 1971ء
دیباچہ پیام مشرق (چاپ اول 1923م) از ڈاکٹر این میری شیمل، مشمولہ: اقبال اور گوئٹے، بار اول، 2001ء

انگریزی مقالات ومضامین اور تبصرات

English Articles on Iqbaliyati Adab

A Comparative Appraisal of Iqbal's Persian Poetry,Iqbal Review,20:1,April, 1979
Allam Iqbal in 50 Volumes of the Islamic Culture,Iqbal Review,30:1,April, June 1989
Allam Iqbal's Views on the Significance of Manifestation of Tauhid,Iqbal,30:1, Jan,1983
Allama Iqbal's Poetic Style and Diction in Persian,Iqbal Review,29:1,April, June 1988
Allama Iqbal's Views on Critical and Creative Thinking,Iqbal,29:3-4,July-Oct, 1982
Arbery and Translation of Iqbal's Works,Iqbal,31:1, Jan, 1984
Glimpses of Iqbal's Genius in the Javid Nama,Iqbal Review, 18:4, Jan, 1978
Influence of Baba Faghani's Style on Iqbal,Journal of the P.H.S,XVI,Part IV, October, 1968
Iqbal Studies in Persian: A New Perspective,Iqbal,24:4,Oct, 1977
Iqbal on the Renaissance of Islam,Journal of the P.H.S,II,November, 1983
Iqbal's English Translation of His Own Persian Couplets,Iqbal Review, 27:1, April, Sep. 1986
Iqbal's Idea of 'Tauhid',Iqbal,21:1,Jan-March 1974
Muslim Society and Modern Change, Iqbal Review,33:1,April, 1992
Violent Protests Against the West in Iqbal's Lyrical Poetry, Iqbal

Review,30-31:3-1, October, 1989; April 1990

Book Reviews on Iqbaliyati Adab

Estimate of Iqbal as a Philosopher in Majid Fakhry's "History of Islamic Philosophy",Iqbal Review,35:3,October 1994
Iqbal, Quran and the Western World (K. A. Rashid),Iqbal Review,20:1, April, 1979

English Articles on Ghair Iqbaliyati Adab

An Appraisal of Amir Khusrow's Prose and Poetry,Iqbal,23:3,July, 1976

Caliph Al-Nasir Li-Din Allah and the System of 'Futuwwat', Journal of the P.H.S, XVIII, Part III,July, 1970
Hazrat Shah-i-Hamadan: Life and Services, Iqbal,22:1, Jan, 1975
Historian Haider Dughlat and His Turikh-i-Rashidi,Iqbal,25:3,July, 1978

Mulana Muhammad Ali Jauhar: Life Long Involvement in the Muslim Affairs,Iqbal, 26:1, Jan, 1979

Book Reviews on Ghair Iqbaliyati Adab

Historical Dissertations, Vol II, Lt. Col. (Rtd) K. A. Rashid, Iqbal Review,20:1,April, 1979
Obituary of Sayyid Ghulam Raza Saeedi,Iqbal Review,30:1, April-June 1989
Studies in Persian Language and Literature (Prof. Dr. Shakoor Ahsan; Bazm-i-Iqbal, Lhr.,Iqbal, 42:1, Jan, 1995
Umer Bin Abd-al-Aziz (Abdal Salam Nadvi, Tr. M. Hadi Hussain),Iqbal Review, 20:3, October, 1979

ب۔ ثانوی مآخذ

(قرآن مجید/ تفاسیر/ کتبِ احادیث)

قرآن مجید و تفاسیر

آزاد، ابوالکلام، مولانا،
ترجمان القرآن، جلد اول تا سوم (لاہور: اسلامی اکیڈمی، 2001ء)
شبیر احمد عثمانی، مولانا،
تفسیر عثمانی، جلد اول و دوم (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)
عماد الدین ابنِ کثیر،
تفسیر ابنِ کثیر، جلد اول تا پنجم (لاہور: شمع بک ایجنسی، 2004ء)
محمد شفیع، مفتی، مولانا،
معارف القرآن، جلد اول تا ششم (کراچی: ادارۃ المعارف، 2006ء)
محمد کرم شاہ الازہری، پیر،
ضیاء القرآن، جلد اول تا پنجم (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1402ھ)
مودودی، ابوالاعلیٰ، سید،
تفہیم القرآن، جلد اول تا ششم (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2000ء)

کتب احادیث

احمد بن شعیب النسائی، ابوعبدالرحمن،
سنن نسائی، جلد اول تا سوئم، (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)
سلیمان بن اشعث سجستانی، ابوداؤد،
سنن ابوداؤد، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا خورشید حسن قاسمی (لاہور: مکتبۃ العلم، سنن ندارد)
محمد بن اسماعیل بخاری، ابوعبداللہ،
صحیح بخاری، جلد اول تا سوم، مترجمہ: مولانا محمد داؤد راز (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2004ء)
محمد بن عیسیٰ ترمذی
جامع ترمذی، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)
محمد بن یزید ابنِ ماجہ القزوینی، ابی عبداللہ،

سنن ابنِ ماجہ، جلد اول تا سوئم (لاہور: مکتبۃ العلم، سن ندارد)
مسلم بن الحجاج بن مسلم، ابی الحسین،
صحیح مسلم، جلد اول تا سوئم، مترجمہ: مولانا عزیز الرحمٰن (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد)
ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری،
مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول تا سوئم (کراچی: دارالاشاعت، سن ندارد)

(اردو کتابیں)

ابوسعید نورالدین، ڈاکٹر،
اسلامی تصوّف اور اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ثالث، 1995ء)
اکبر شاہ نجیب آبادی، مولانا
تاریخِ اسلام جلد اول، دوم، سوم، (لاہور: مکتبہ خلیل، اردو بازار، دسمبر 2009ء)
احمد جاوید،
اقبال۔ پیامِ مشرق (فارسی۔اردو) (اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، 2000ء)
اختر جعفری، ڈاکٹر سید
اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 1986ء)
اسلوب احمد انصاری، پروفیسر،
اقبال کی تیرہ نظمیں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، 1977ء)
اشرف ظفر، ڈاکٹر سیدہ،
امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، (لاہور: ندوۃ المصنفین، سمن آباد، بار اول، دسمبر 1972ء)
اعجاز راہی، (مرتب)،
اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، 1986ء)
افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر،
عروجِ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1987ء)
اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر
مطالعہ اشارات و تلمیحاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)
الطاف احمد اعظمی،
خطباتِ اقبال ایک مطالعہ (لاہور: دارالتذکیر، 2005ء)

امیر خسرو،
غرۃ الکمال، مرتبہ: وزیر الحسن عابدی، (لاہور: نیشنل کمیٹی برائے سات سو سالہ تقریبات امیر خسرو، 1975ء)

ایس ایم منہاج الدین،
افکار و تصوراتِ اقبال (ملتان: کاروانِ ادب، بار اول، 1985ء)

ایم ڈی تاثیر، ڈاکٹر، افضل حق قرشی،
اقبال کا فکر و فن (لاہور: بزم اقبال، بار سوم، نومبر 1994ء)

این میری شمل، پروفیسر ڈاکٹر،
روحِ جبریل (اردو ترجمہ)، مترجم: نعیم اللہ ملک، (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، جرنلسٹس کالونی، بار اول، 2015ء)

ایوب صابر، ڈاکٹر،
اقبال کی فکری تشکیل (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، بار اول، 2007ء)
کلامِ اقبال پر فنی اعتراضات، (اسلام آباد: پُورب اکادمی، بار اول، مارچ 2010ء)

بختیار حسین صدیقی، پروفیسر،
اقبال بحیثیت مفکر (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2012ء

برہان احمد فاروقی، ڈاکٹر،
علامہ اقبال اور مذہبی وقوف کی علمی صورت (لاہور: شعبہ فلسفہ پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء)

جاوید اقبال، ڈاکٹر،
اپنا گریبان چاک (خودنوشت / سوانح حیات)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، مئی 2009ء)
زندہ رُود (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار دوم، 2008ء)

حسن اختر، ڈاکٹر ملک،
اقبال ایک تحقیقی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1996ء)
اقبال اور مسلم مفکرین (لاہور: فیروز سنز، بار اول، 1992ء)

حسین ابن منصور حلاج،
طواسین، مترجم: عتیق الرحمٰن عثمانی، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، سمن آباد، بار اول، 2008ء)

حسین شاہ ھمدانی، ڈاکٹر سید،
''شاہ ھمدان، میر سید علی ھمدانی''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض خان (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی

ایران و پاکستان، بار اول، 1374 ش، 1995 م)
حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز،
اوزانِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سن ندارد)
حمید یزدانی، ڈاکٹر خواجہ،
شرح ارمغانِ حجاز فارسی (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2010ء)
شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار اول، 2004ء)
حنیف ندوی، مولانا محمد،
اساسیاتِ اسلام (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، بار دوم، 1992ء)
حیران خٹک،
اقبال اور دعوتِ دین (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، 2006ء)
خالد الماس،
استقرائی استدلال اور فکر اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 2010ء)
خالد نظیر صوفی،
اقبال درون خانہ (اول) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2008ء)
اقبال درونِ خانہ (حیات اقبال کا خانگی پہلو) (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2003ء)
خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ترجمہ: قلب الدین،
اسلام کا نظریۂ حیات (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، نومبر 2007ء)
خلیل احمد خلیلی/مترجم: ببرک لودھی،
افغانستان اور اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، اکتوبر 2003ء)
رشید حسن خان،
ادبی تحقیق (مسائل اور تجزیہ) (لاہور: فیصل ناشران کتب، بار اول، نومبر 2003ء)
رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر،
اقبال کا تصورِ زمان و مکان اور دوسرے مضامین (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، بار دوم، جون 2002ء)
رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،
اقبالیات۔ تفہیم و تجزیہ (لاہور: اقبال اکادمی، 2004ء)
اقبالیاتی ادب کے تین سال، (لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ 1993ء)
تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار سوم، 2010ء)

خطوطِ اقبال،(لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب،1976ء)
کتابیاتِ اقبال(لاہور: اقبال اکادمی،1977ء)
۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ (لاہور: اقبال اکیڈمی)
۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ،(لاہور:، باراول،1988ء)

رفیق خاور،

اقبال کا فارسی کلام۔۔۔۔ایک مطالعہ(لاہور: بزم اقبال، باراول، جولائی1988ء)

سعداللہ کلیم،ڈاکٹر،

اقبال کے مُشبہ بہ ومستعار منہ(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول،1985ء)

سعید احمد اکبر آبادی،

خطباتِ اقبال پر ایک نظر،(لاہور: اقبال اکادمی،1987ء)

سعید احمد رفیق،

اقبال اور نظریۂ اخلاق (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ،2009ء)

سلطان محمود حسین،ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن۔حیات وافکار(لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 1981ء)

سلیم اختر،ڈاکٹر،

علامہ اقبال۔حیات،فکروفن(۱۰۱مقالات)(لاہور:سنگِ میل پبلشرز،2003ء)

سہیل بخاری،ڈاکٹر،

اقبال،ایک صوفی شاعر(کراچی: مکتبہ اسلوب،سن ندارد)

سید نذیر نیازی،

اقبال کے حضور(نشستیں اور گفتگوئیں)(لاہور: اقبال اکادمی، بار چہارم،2007ء)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،

تحفہ اثنا عشریہ،(کراچی: نور محمد کتب خانہ،آرام باغ)

شاہد اقبال کامران،ڈاکٹر،

اقبالیات،درسی کتب میں(اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز،1993ء)
اقبال دوستی(اسلام آباد: پورب اکادمی، باراول،2009ء)

شاہدہ رسول،

اقبال کا تصورِ کشف (تشکیل جدید کی روشنی میں)، (اسلام آباد؛ مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، بار اول، 2012ء)

شاہدہ یوسف، پروفیسر،

اقبال کا شعری و فکری مطالعہ، (لاہور: نظریہ پاکستان اکادمی، 1999ء)

شبلی نعمانی،

شعر العجم (حصہ دوم) (انڈیا: مطبع معارف اعظم گڑھ، 1988ء)

کلیات فارسی شبلی نعمانی، مقدمہ و جمع آوری و ترتیب و تصحیح و توضیح از ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، بار اول، 1977ء)

شہزاد احمد،

اسلامی فکر کی نئی تشکیل (خطبات اقبال)، (لاہور: مکتبہ خلیل، جنوری 2005ء)

صادق علی، ڈاکٹر سید،

اقبال کے شعری اسالیب کا ایک جائزہ (لاہور: نازش بک سنٹر، 1999ء)

صغریٰ، ڈاکٹر،

اقبال۔۔۔۔۔ایک مردِ مومن (لاہور: مجلسِ دانشوراں، سن ندارد)

صفدر رشید،

مرتب: فنِ ترجمہ کاری (مباحث) (اسلام آباد: پورب اکادمی، بار اول، مارچ 2015ء)

طالب حسین سیال، ڈاکٹر

تصوف اور عمرانی مسائل، اقبال کی نظر میں، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار اول، 2012ء)

عابد علی عابد، سید

تلمیحاتِ اقبال، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)

شعرِ اقبال (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2003ء)

عالم خوندمیری، پروفیسر،

اقبال: انسانی تقدیر اور وقت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2010ء)

عباداللہ اختر، خواجہ،

اسلام میں حریت، مساوات اور اخوت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، بار دوم، 2010ء)

عبدالحکیم، خلیفہ ڈاکٹر،

اقبالیاتِ خلیفہ عبدالحکیم، مرتبہ: شاہد حسین رزاقی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1998ء)

تلخیص خطباتِ اقبال (لاہور: بزم اقبال، ب ن، جون 1988ء)

حکمتِ رومی (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، 1997ء)

فکر اقبال (لاہور: بزم اقبال، بارہشتم، نومبر 2005ء)

عبدالحمید کمالی،

اقبال اور اساسی اسلامی وجدان (لاہور: بزمِ اقبال، 1997ء)

عبدالرشید، میاں،

ترجمہ کلیاتِ اقبال فارسی، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول، 1992ء)

عبدالسلام ندوی، مولانا،

اقبالِ کامل (لاہور: الفیصل ناشران کتب، فروری 2008ء)

عبدالشکور احسن، ڈاکٹر،

اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)

عبدالعلیم صدیقی

تقابلی جائزے، (لاہور: مکتبہ عالیہ، بار اول 1979ء)

عبدالغنی، ڈاکٹر،

اقبال اور عالمی ادب (بھارت: گیا، کریسنٹ پبلی کیشنز، 1982ء)

اقبال کا نظام فن (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1985ء)

عبدالواحد، سید، نعیم اللہ ملک،

اقبال فکر اور فن (لاہور: ابوذر پبلی کیشنز، بار اول، نومبر 2008ء)

عشرت حسن انور، مترجم: شمس الدین،

اقبال کی مابعد الطبیعات، مترجمہ: ڈاکٹر شمس الدین صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)

اقبال اور مشرق و مغرب کے مفکرین (لاہور: بزمِ اقبال، 1989ء)

عطش درانی، محمد طاہر منصوری، ڈاکٹر محمد ریاض و میاں بشیر احمد،

''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار دوم، 1985ء)

علی خامنہ ای، سید، ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی،

اقبال صاحب افکار جاوداں (لاہور: وکٹری بک بنک، 2008ء)

علی شریعتی، ڈاکٹر،

علامہ اقبال (مصلحِ قرنِ آخر)، مترجم: کبیر احمد جائسی (لاہور: فرنٹیئر پوسٹ پبلی کیشنز، بار اول 1994ء)

علی گیلانی، سید،

اِقبال رُوحِ دین کا شناسا (لاہور: منشورات، ملتان روڈ، نومبر 2009ء)

غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر،

اقبال کا ذہنی و فکری ارتقا، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، اکتوبر 1998ء)

اقبال ایک مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی، 1987ء)

غلام مصطفےٰ، ڈاکٹر،

اقبال اور قرآن (لاہور: اقبال اکادمی، 1988ء)

فتح محمد ملک،

اقبال کے سیاسی تصورات (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، 2013ء)

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر،

اقبال سب کے لیے (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، بار اول، 1998ء)

کرم حیدری، پروفیسر،

داستانِ مری (راولپنڈی: مکتبہ المحمود، ۹۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن، بار سوم، 1978ء)

کلیم الدین احمد،

اقبال، ایک مطالعہ، (بھارت: کتاب منزل، سبز باغ، پٹنہ۴، بار اول، جولائی 1979ء)

کنیز فاطمہ یوسف، ڈاکٹر،

اقبال اور عصری مسائل (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2005ء)

محمد آصف اعوان، ڈاکٹر،

اقبال کا تصورِ ارتقاء (لاہور: بزم اقبال، مارچ 2008ء)

اقبال کا نورِ بصیرت (فیصل آباد: شمع بکس بھوانہ بازار، 2014ء)

اقبال کا تیسرا خطبہ... تحقیقی و توضیحی مطالعہ (لاہور: بزم اقبال، اپریل 2010ء)

اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2015ء)

محمد احمد غازی، ڈاکٹر،

اکیسویں صدی میں پاکستان کے تعلیمی تقاضے (لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس، 2001ء)

محمد اسحاق بھٹی،

برصغیر پاک وہند میں علمِ فقہ، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، باردوم، 2010ء)

فقہائے ہند، جلد چہارم، حصہ دوم، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، باراول، 1978ء)

محمد اکرم اکرام، سید، ڈاکٹر،

مدون: آثار الاولیاء (لاہور: مسند حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، کلیہ علوم اسلامیہ وشرقیہ پنجاب یونیورسٹی، باراول، 2000ء)

مدون: آثار العلماء (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2016ء)

مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلد اول، الف تاث (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باردوم، 2016ء)

مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلددوم، ج تا ظ (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2010ء)

مدون: دائرہ معارفِ اقبال، جلدسوم، ع تا ی (لاہور: شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، باراول، 2014ء)

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

اقبال کے نثری افکار، مرتبہ: عبدالغفار شکیل (دہلی: انجمن ترقی اردو، باراول، 1977ء)

اقبال نامہ (حصہ اول)، مرتبہ: شیخ عطااللہ (دہلی: شیخ اشرف، باراول، 1945ء)

اقبال نامہ (حصہ دوم)، مرتبہ: شیخ عطااللہ (دہلی: شیخ اشرف، باراول، 1951ء)

انوارِ اقبال، مرتبہ: بشیر احمد ڈار (کراچی: اقبال اکادمی، باراول، 1967ء)

اوراقِ گم گشتہ، مرتبہ: رحیم بخش شاہین (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1975ء)

تاریخ تصوف، (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، باراول، مارچ 1985ء)

تجدیدِ فکریاتِ اسلام، مترجمہ: ڈاکٹر وحید عشرت (لاہور: اقبال اکادمی، باراول، 2002ء)

تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (لاہور: بزمِ اقبال، ب ن، جنوری 2010ء)

حرفِ اقبال، ترتیب وترجمہ: لطیف احمد خان شروانی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، اگست 1984ء)

حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے، مرتبہ: محمد حمزہ فاروقی (لاہور: ادارہ تحقیقات اسلامیہ، 1988ء)

خطوطِ اقبال، مرتبہ: رفیع الدین ہاشمی (لاہور: خیابانِ ادب، 1976ء)

شذراتِ فکرِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس

ترقی ادب، باردوم، مئی 1983ء)
علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات، مترجم: اقبال احمد صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، 2015ء)
علم الاقتصاد، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ب ن، 2004ء)
فلسفۂ عجم، مترجم: میر حسن الدین (جہلم: بک کارنر، 2013ء)
فلسفۂ عجم، مترجم: میر حسن الدین (حیدرآباد دکن: نفیس اکیڈمی، بار چہارم، دسمبر 1946ء)
کلیاتِ اقبال اردو، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار پنجم، مارچ 1982ء)
کلیاتِ اقبال فارسی (سلیس اردو ترجمہ) (جلد دوم)، مترجم: میاں عبدالرشید (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بار اول 1994ء)
کلیات باقیاتِ شعر اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد اول)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1989ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد دوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد سوم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1993ء)
کلیاتِ مکاتیبِ اقبال (جلد چہارم)، مرتبہ: سید مظفر حسین برنی (دہلی: اردو اکادمی، 1995ء)
مضامینِ اقبال، مرتبہ: تصدق حسین تاج (حیدرآباد دکن: احمدیہ پریس، 1943ء)
مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں، مترجم: ڈاکٹر تحسین فراقی، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 1995ء)
مکاتیبِ اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خان (لاہور: بزمِ اقبال، 1954ء)
مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی (لاہور: اقبال اکادمی، 1957ء)
ملّتِ اسلامیہ ایک عمرانی مطالعہ، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (فیصل آباد: جاوید پبلشرز، باراول، جولائی 1989ء)
ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر 1994ء)
ملفوظاتِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء

محمد اقبال مجددی

تذکرہ علماء و مشائخِ پاکستان و ہند (جلد اول، دوم)، (لاہور: پروگیسو بکس، اردو بازار، 2013ء)

محمد اکرام چغتائی،

اقبال اور گوئٹے (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 2001ء)
محمد اکرم، شیخ،
رودِ کوثر، (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ب ن، 2013ء)
محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،
اقبال دشمنی ایک مطالعہ (کتاب)، (لاہور: جنگ پبلشرز، بارِ اول، اکتوبر 1993ء)
تصورِ پاکستان (علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ)، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، بار اول، فروری 2004ء)
محمد بن ابی اسحاق،
تعرف (ترجمہ)، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، بار اول، 1419ھ/1998ء)
محمد جعفر محجوب،
سبک خراسانی در شعر فارسی، (ایران: انتشارات فردوس، بار اول، 1345ش)
محمد حسن رازی،
اقبال کا نظریہ انقلابِ اسلامی (لاہور: علم وعرفان پبلشرز، جنوری 2008ء)
اقبال کی پیشین گوئیاں (لاہور: علم وعرفان پبلشرز، فروری 2011ء)
اقبال کے تصورِ اسلام کا نچوڑ (لاہور: علم وعرفان پبلشرز، جولائی 2007ء)
محمد حمزہ فاروقی،
اقبال کا سیاسی سفر (کتاب)، (لاہور: بزمِ اقبال، بار اول، جون 1993ء)
محمد رفیع الدین، ڈاکٹر،
اسلام کا نظریۂ تعلیم (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، دسمبر 2009ء)
پاکستان کا مستقبل (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1994ء)
حکمتِ اقبال (اسلام آباد: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، 1996ء)
قرآن اور علم جدید (لاہور: آل پاکستان ایجوکیشن کانگرس، بار دوم، 1986ء)
محمد رفیع الدین، ڈاکٹر، محمد مظہر الدین....،
اسلام کی بنیادی حقیقتیں (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، 2010ء)
محمد زکریا، ڈاکٹر خواجہ،
اقبالیات چند نئی جہات (لاہور: خزینہ علم وادب، 2001ء)

محمد سہیل عمر،

خطباتِ اقبال نئے تناظر میں (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

محمد شریف بقا،

خطباتِ اقبال پر ایک نظر (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ، ب ن، 1974ء)

موضوعاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2007ء)

اقبال کے شعری موضوعات (حروفِ تہجی کے لحاظ سے) (لاہور: علم وعرفان پبلشرز، دسمبر 2013ء)

محمد طاہر القادری، ڈاکٹر،

تحفۃ النقبا فی فضیلۃ العلم و العلماء، (لاہور: منہاج القرآن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، بار اول، ستمبر 2007ء)

محمد طاہر فاروقی، پروفیسر،

اقبال کا کلام قرآنِ حکیم کی روشنی میں (پشاور: شعبہ اردو، پشاور یونیورسٹی، اکتوبر 1977ء)

اقبال اور محبت رسول ﷺ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار ہفتم، 2008ء)

محمد عبداللہ، سید، ڈاکٹر،

متعلقاتِ خطباتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1977ء)

مطالعہ اقبال کے چند نئے رخ (لاہور: بزمِ اقبال، 1984ء)

مسائلِ اقبال (لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 1974ء)

محمد عثمان، پروفیسر شیخ،

حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور اور دوسرے مضامین (لاہور: مکتبہ جدید، 1975ء)

فکر اسلامی کی تشکیل نو (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ب ن 2011ء)

محمد فرمان، پروفیسر،

اقبال اور تصوف (لاہور: بزم اقبال، بار چہارم، ستمبر 2000ء)

محمد منور، پروفیسر،

ایقانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

برہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

میزانِ اقبال (لاہور: یونیورسٹی بک ڈپو، 1972ء)

قرطاسِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 2003ء)

محمد یوسف خاں سلیم چشتی، پروفیسر،

اقبال اور پیام حریت (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار اول، جون 1944ء)

معین الرحمٰن، سید، ڈاکٹر،

جامعات میں اقبال کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 1977ء)

جہانِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1997ء)

اقبال اور جدید دنیائے اسلام (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، 1986ء)

ملک حسن اختر، پروفیسر ڈاکٹر،

''اقبال ایک تحقیقی مطالعہ'' (لاہور: اقبال اکیڈمی، بار دوم، 1996ء)

میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،

مشارب الاذواق، اردو ترجمہ و تحقیق: غلام حسن حسنو (گلگت بلتستان: چپلو وضلع گانچھے، ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر، ب ن، س ن)

نثار احمد قریشی، ڈاکٹر اکبر حسین قریشی، ڈاکٹر اسلم انصاری و دیگر،

علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔I، کوڈ: ۵۶۱۳، (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار ہفتم، 2015ء)

نثار احمد قریشی، ڈاکٹر، پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر یوسف سلیم چشتی و دیگر،

''علامہ اقبال کا خصوصی مطالعہ۔II، کورس کوڈ ۵۶۱۴ (اسلام آباد: شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار پنجم، 2015ء)

نذیر احمد، پروفیسر،

اقبال کے صنائع بدائع (لاہور: آئینہ ادب، بار اول، 1966ء)

تشبیہات اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی، بار اول، 1977ء)

نذیر نیازی، سید،

اقبال کے حضور میں (کراچی: اقبال اکادمی، 1971ء)

دانائے راز (لاہور: اقبال اکادمی، 1979ء)

اقبالیاتِ نذیر نیازی، مرتبہ: عبداللہ ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

وحید عشرت، ڈاکٹر،

اقبال ۸۵ (لاہور: اقبال اکادمی، 1989ء)

اقبال ۸۶ (لاہور: اقبال اکادمی، 1990ء)

وحید عشرت، ڈاکٹر، رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد سہیل عمر (مرتبین)

اقبالیات کے سو سال (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 2002ء)

وحید قریشی، ڈاکٹر،

اساسیاتِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار دوم، 2003ء)

منتخب مقالاتِ اقبال ریویو (لاہور: اقبال اکادمی، 1982ء)

وزیر آغا، ڈاکٹر

تصوراتِ عشق و خرد (اقبال کی نظر میں)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، بار پنجم، 2008ء)

وزیر الحسن عابدی، سید،

اقبال کے شعری مآخذ مثنوی رومی میں (لاہور: مجلس ترقی ادب، بار اول، نومبر 1997ء)

ہارون الرشید تبسم،

ڈاکٹر محمد ایوب صابر بطور اقبال شناس، (جہلم: بک کارنر، بار اول، 2015ء)

جہانِ اقبال (جہلم: جہلم بک کارنر، بار اول، 2015ء)

یوسف سلیم چشتی،

اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش (لاہور: مکتبہ انجمن خدام القرآن)

شرح ارمغانِ حجاز فارسی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1955ء)

شرح اسرارِ خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1954ء)

شرح جاوید نامہ، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1961ء)

شرح رموزِ بے خودی، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)

شرح زبورِ عجم، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1953ء)

شرح مثنوی پس چہ باید کرد، (لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس، بار اول، 1982ء)

مقالاتِ یوسف سلیم چشتی، مرتبہ: اختر النساء (لاہور: بزمِ اقبال، 1999ء)

یوسف حسین خان، ڈاکٹر،

روحِ اقبال (لاہور: القمر انٹر پرائزز، 1996ء)

(اردو مقالات و مضامین مشمولہ مجلّات و رسائل)

ابوبکر صدیقی،

''اقبال اور اسلامی ثقافت کی میراث کا مسئلہ''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال

اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)

اختر جعفری، ڈاکٹر سید،

علامہ اقبال پر اشتراکی ہونے کا الزام کیوں؟، مشمولہ: اقبال ۸۴ء، مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، 1986ء)

ارشاد احمد شاکر اعوان، ڈاکٹر،

اشعارِ عقیدت، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر رحیم بخش شاہین (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی 1997ء)

افتخار احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،

مقدمہ، مشمولہ: شذراتِ فکرِ اقبال، علامہ محمد اقبال، مرتب: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی (لاہور: مجلس ترقی ادب، باردوم، مئی 1983ء)

انوار الحق

''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' (تبصرہ)، مشمولہ: علم کی دستک، جلد ۵، شمارہ ۳ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جولائی تا ستمبر 1985ء)

جگن ناتھ آزاد،

''اقبال کی اردو شاعری''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

حسین ابن منصور حلاج،

''اقبال اور حسین ابن منصور حلاج''، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ اقبال ریویو، جلد ۱۹، شمارہ ۲ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، جولائی 1978ء)

رحیم بخش شاہین، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)

''اقبال کا تصورِ قومیت اور پاکستان''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)

رشید حسن خاں،

کلامِ اقبال کی تدوین، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باردوم، 2010ء)

رفیع الدین ہاشمی، پروفیسر ڈاکٹر،

ڈاکٹر محمد ریاض ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: ماہنامہ قومی زبان، جلد۶۹، شمارہ۵ (کراچی: انجمن ترقی اردو، مئی 1997ء)

ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس، مشمولہ: علم کی دستک (نذرِ ریاض)

کاروانِ اقبالیات: حالیہ پیش رفت، مشمولہ: سہ ماہی ''اقبال''، جلد۶۳، شمارہ ۱-۴ (لاہور: بزمِ اقبال، جنوری تا دسمبر 2016ء)

کلامِ اقبال کی معیاری تدوین واشاعت، مشمولہ: اقبالیات: تفہیم وتجزیہ، مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

سبط حسن رضوی، ڈاکٹر سید،

''خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)

سعداللہ کلیم، ڈاکٹر

''کلام اقبال میں جلال و جمال کا تناسب اور ماخذات'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)

شاہد اقبال کامران، پروفیسر ڈاکٹر،

''حیران کن توانائی''، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)

شمیم صبائی ستھراوی،

قطعہ تاریخ وفات : آہ مرگِ ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ :ماہنامہ '' اخبار اردو''، (اسلام آباد: جنوری۔فروری 1995ء)

ڈاکٹر محمد ریاض : ایک ہمہ جہت شخصیت ، مشمولہ: پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲ (اسلام آباد : ثقافتی قونصلیٹ، ایران، جولائی تا ستمبر 2015ء)

صابر آفاقی، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض'' (مضمون)، مشمولہ: علم کی دستک (نذر ریاض)

عبدالرشید فاضل، پروفیسر،

''پیش لفظ''، مشمولہ: اقبال اور فارسی شعراء، (لاہور: اقبال اکیڈمی، باراول، 1977ء)

عبدالرشید، شیخ،

پیش گفتار، مشمولہ: شاہ ہمدان، میر سید علی ہمدانی (فارسی)، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض

غلام حسن حسنو،

''بلتستان میں شاہ ہمدان کے گونا گوں آثار''، مشمولہ: ''مجموعہ مقالات اردو وانگریزی میر سید علی ہمدانی بین الاقوامی کانفرنس''، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور کرسی فردوسی پنجاب یونیورسٹی؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، بار اول 2016ء)

کرم حیدری، پروفیسر،

'' اقبال داعی اسلام''، مشمولہ: تقاریر بیاد اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ

مسلم فرقہ.... ایک عمرانی مطالعہ، مشمولہ: 'علامہ اقبال: تقریریں، تحریریں اور بیانات''

ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر، مترجم: مولانا ظفر علی خان (لاہور: بزمِ اقبال، بارِ اقبال، نومبر 1994ء)

محمد انور مسعود،

'' اقبال کا پیغام'، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمد خالد مسعود، پروفیسر ڈاکٹر،

بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)

محمد رضا مرندی، آقائی،

''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)

محمد عثمان، پروفیسر شیخ،

'' اقبال اور اسلامی ثقافت''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمد منور، پروفیسر مرزا،

''اقبال، صاحبِ یقین''، مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، 1986ء)

محمود رضا مرندی، آقائی،

''ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)

محمود الرحمٰن، ڈاکٹر،

''ڈاکٹر محمد ریاض...... چند یادیں، چند باتیں''، مشمولہ: علم کی دستک (ریاض)

مرزا رفیق بیگ،

''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''،مشمولہ : تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)

معین الدین عقیل، ڈاکٹر،

دنیائے اسلام میں اشتراکیت کا مسئلہ اور اقبال،مشمولہ:اقبال1984ء

مقبول الٰہی،

''مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض......میرے تاثرات''،مشمولہ:علم کی دستک (ریاض)

نثار احمد قریشی، ڈاکٹر،

''خوشبو کی ہجرت''،مشمولہ:علم کی دستک (ریاض)

نظیر صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر،

ڈاکٹر محمد ریاض،مشمولہ:علم کی دستک (ریاض)

اقبال کی شاعری میں انسانی عظمت،مشمولہ : تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)

نورینہ تحریم بابر، ڈاکٹر،

''میرے محترم رفیقِ کار.....ڈاکٹر محمد ریاض''،مشمولہ:علم کی دستک(ریاض)

وحید الزمان، ڈاکٹر،

''اقبال اور تصور پاکستان''،مشمولہ : تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)

وحید قریشی، پروفیسر ڈاکٹر،

''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت''،مشمولہ: تقاریر بیادِ اقبال (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول،1986ء)

ہارون الرشید تبسم،

مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت،25اپریل 1992ء)

(فارسی کتابیں)

جلال الدین محمد رومی (رحمۃ اللہ علیہ)،

مثنوی معنوی، ۶ دفتر (تہران: کلالہ ء خاور، ۱۳۱۶)
مکتوبات وخطبات مولانا جلال الدین (فارسی متن)، (استانبول؛ حق تکثیر، ثبات 1356)
شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ،
گلستان، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ 1960ء)
صادق رضازادہ شفق، دکتر
تاریخ ادبیات درایران (جلد اول) (تہران: 1352ھ)
تاریخ ادبیات درایران (جلد دوم) (تہران: 1353ھ)
علی شریعتی، ڈاکٹر،
مصلحِ قرنِ آخر (فارسی متن) (سری نگر: اقبال انسٹیٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، 1982ء)
محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ
کلیاتِ اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، بارنہم، 1985ء)
محمد بن ابی اسحاق،
التعرّف لمذھب أھل التصوف، (بیروت: دارالکتب العلمیہ)
محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،
فارسیِ پاکستان ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: مرکز تحقیقات، ب ن، 1977ء)
میر سید علی ہمدان، شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)،
مشارب الاذواق، تدوین وتصحیح ومقدمہ: محمد خواجوی (ایران: مولیٰ، خیابان انقلاب، تہران، بار اول، 1983/1362ء)
یوسف الرضاوی، ابو مسعود اظہر
تعلیم کی اہمیت، (لاہور: اسلام بک ڈپو، اکتوبر 1998ء)

(فارسی مقالات ومضامین مشمولہ مجلّات ورسائل)

حمیرا شہباز،
''جایگاہ میر سید علی ہمدانی درشعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین المللی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر
رسولی،
محمد ریاض خان ، مشمولہ: دانشنامۂ ادب فارسی، جلد ۴ (ایران: وزارت فرہنگ، بار

اول، تابستان، 2001ء)

رضا شعبانی،

سخن مدیر، مشمولہ: احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی (باشش رسالہ ازدی)، (اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، باردوم، 1991ء)

سید محمد اکرم اکرام،

''سید علی ھمدانی وعلامہ اقبال درراہ کشمیر'' (فارسی مقالہ)، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین الملی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول، 2016ء)

شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر،

افکار وتعلیمات عرفانی شاہ ھمدان درآیینہ ''ذخیرۃ الملوک، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین الملی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: خانہ فرہنگ ایران: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب، باراول، 1395ھ ش/2016م)

عارف نوشاہی، ڈاکٹر،

''پژوھش ھایی دربارہ میر سید علی ھمدانی در پاکستان ومساعی دکتر محمد ریاض دراین موضوع''، مشمولہ: مجموعہ مقالات فارسی کنفرانس بین الملی میر سید علی ہمدانی، ترتیب وتدوین: ڈاکٹر محمد ناصر (لاہور: کرسی فردوسی دانشگاہ پنجاب؛ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، باراول 2016ء)

محمد امین داراب کشمیری،

فارسی کلام، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض، مشمولہ: ھلال، شمارہ ۱۰۰، اشاعت ارد یبھشت 1349

محمد ایوب، شیخ،

نوای فردا، مشمولہ: تتبعاتی از زبورِ عجم از ڈاکٹر محمد ریاض

محمد حسین تسبیحی، ڈاکٹر،

قطعہ مادہ تاریخ، مشمولہ، ریاض

محمد صابر،

''جایگاہ میر سید علی ھمدانی درشعر علامہ اقبال'' (فارسی مقالہ)

(عربی کتابیں)

محمد بن ابی اسحاق،
التعرّف لمذھب أھل التصوف، (بیروت: دارالکتب العلمیہ)

(غیر مطبوعہ اردو تحقیقی مقالے)

ارشاد احمد شاکر،
اقبال اور دوقومی نظریہ، فنون اقبال کی روشنی میں، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1990ء)

اے کیو نوید کیانی،
''پیام مشرق کے اردو اور انگریزی تراجم کا تنقیدی جائزہ'' (مقالہ ایم فل اقبالیات) نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1994ء)

خالد اقبال یاسر،
معاصر ادبی تحریکیں اور شعریات اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)

سعیدہ مہتاب،
ڈاکٹر محمد ریاض بحیثیت اقبال شناس (تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات) (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1999ء)

سلیم اللہ شاہ،
Gabriel's Wing کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ، تحقیقی مقالہ ایم فل اقبالیات، نگران: پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2002ء)

شمیم اختر،
ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

ظہور احمد،
اقبال اور سیاسیات کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1995ء)

گل زرینہ آفتاب،
بانگِ درا حصہ اول: حواشی وتعلیقات، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

(اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد اکرم،

علامہ اقبال اور تحریک اتحاد اسلامی (متونِ اقبال کی روشنی میں)، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

محمد ایوب صابر، ڈاکٹر،

اقبال پر معاندانہ کتب کا جائزہ (اردو کتب) (مقالہ ایم فل)، نگران: ڈاکٹر محمد صدیق شبلی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1991ء)

محمد حمید کھوکھر،

''پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق مع مسافر کے اردو اور انگریزی منثور اور منظوم تراجم کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''، نگران: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1993ء)

محمد عرفان،

اقبال اور کشمیر، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1992ء)

مسرت پروین نیلم،

اردو شعراء اور اقبال، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1994ء)

ہارون الرشید تبسم،

اقبال بحیثیت ادبی نقاد، مقالہ: ایم فل اقبالیات، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 1993ء)

English Books

Ishrat Hasan, Dr.

Meta Physics of Iqbal, (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1991)

Jamila Khatoon, Dr.

The Place of God, Man and Universe in the Philosophical System of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1997)

Mansur Al-Hallaj,

"The Tawasin", Translated By: Aisha Abd ur Rehman

Mohammad Iqbal, Dr. Allama,

"Letters and Writings of Iqbal", Ed: Bashir Ahmad Dar, (Lahore: Iqbal Academy, 1967)

"Speeches, Writings & Statements of Iqbal", Compiled and Edited by: Latif Ahmad Sherwani (Lahore: Iqbal Academy, 6th Edition 2015)

"Stray Reflections", Edited by: Dr. Javaid Iqbal (Lahore: Iqbal Academy, Fifth Edition, 2012 A.D)

"The Development of Metaphysics in Persia", (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2004)

"The Reconstruction of Religious Thought in Islam", (Lahore: Institute of Islamic Culture, 1999)

"Thoughts and Reflections of Iqbal", Ed: Syed Abdul Wahid (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1992)

Mohammad Munawwar, Dr.

Dimensions of Iqbal, (Lahore: Iqbal Academy, 1987)

Iqbal and Quranic Wisdom, (Lahore: Iqbal Academy, 2001)

Iqbal: Poet Philosopher of Islam, (Lahore: Iqbal Academy, 1993)

English Articles

A Schimmel,

"Iqbal and Sufism", Included: ''تقاریر بیادِ اقبال''(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

A.K. Brohi,

"Iqbal's Philosophy", Included:''تقاریر بیادِ اقبال''(Islamabad; Allama Iqbal Open University, 1st Edition, December, 1986)

(تحقیقی کتب)

اعجاز راہی، (مرتب)

تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار اول، 1986ء)

ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر،

اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلد اول)(اسلام آباد: ورڈویژن پبلشرز بلیوایریا، بار چہارم، 2001ء)
اُردو میں اصُولِ تحقیق (جلد دوم)(اسلام آباد: ورڈویژن پبلشرز بلیوایریا، بار چہارم، 2001ء)
تبسم کاشمیری، ڈاکٹر،
ادبی تحقیق کے اصُول (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1996ء)
تنویر احمد علوی، ڈاکٹر،
اصولِ تحقیق وترتیب متن (لاہور: سنگت پبلی کیشنز، سن ندارد)
خالد ندیم، پروفیسر،
اصول تحقیق وتدوین (لاہور: عبداللہ برادرز، سن ندارد)
خالق داد ملک، پروفیسر ڈاکٹر
تحقیق وتدوین کا طریقہ کار، (لاہور: آزاد بک ڈپو، اردو بازار، بار سوم، جنوری 2015ء)
ظفر الاسلام خان، ڈاکٹر،
اصولِ تحقیق (اسلام آباد: پورب اکادمی، بار اول فروری 2015ء)
عبدالحمید خان عباسی، پروفیسر ڈاکٹر،
اصولِ تحقیق (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، فروری 2015ء)
گیان چند، ڈاکٹر
تحقیق کا فن، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، بار سوم، 2007ء)
محمد باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر،
اسلامی اصولِ تحقیق (لاہور: ادبیات، رحمٰن مارکیٹ، اردو بازار، بار دوم، مئی 2015ء)
محمد عارف، پروفیسر
تحقیقی مقالہ نگاری (طریق کار)، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی 1999ء)
محمد وسیم انجم، ڈاکٹر،
اقبالیاتی تحقیق (راولپنڈی: انجم پبلشرز کمال آباد ۳، سال اشاعت 2007ء)

(اقبالیات کے اشاریے)

اختر النساء،
اشاریہ سہ ماہی اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، 1994ء)
اشاریہ اقبالیات (لاہور: اقبال اکادمی، 1998ء)

داؤد عسکر،

جوئے شیر (کراچی: رشید اینڈ سنز، 1979ء)

زبیدہ بیگم،

اشاریہ کلام اقبال (کلیاتِ فارسی) (لاہور: بزم اقبال، باراول، مئی 1996ء)

زمرد محمود، محمود الحسن،

اقبالیات کا موضوعاتی تجزئی اشاریہ (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، 1986ء)

شہزاد احمد،

اشاریہ مجلّہ صحیفہ (۱۹۵۷ء تا ۲۰۰۷ء)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ستمبر 2009ء)

صابر کلوروی،

اشاریہ مکاتیبِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، باراول، جنوری 1984ء)

عبداللطیف خان نقشبندی،

مجلسِ اقبال (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1999ء)

قمر عباس،

اشاریہ مضامین اقبال شناسی (لاہور: اقبال اکادمی، 1996ء)

محمد یونس حسرت،

کلیدِ اقبال (لاہور: اقبال اکادمی، 1986ء)

یاسمین رفیق،

اشاریہ کلامِ اقبال اردو (لاہور: اقبال اکادمی، 2001ء)

(دستاویزات)

محمد ریاض، پروفیسر ڈاکٹر،

پرسنل فائل (فہرست کتب ومقالات، ریکارڈ متعلق ملازمت اور تعلیم) مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)

ذاتی کاغذات، دستاویزات (ڈومی سائل، تعلیمی سندات (پنجم، مڈل، میٹرک، انٹرمیڈیٹ، منشی فاضل فارسی)، ڈگریز (بی اے، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایڈ، پی ایچ ڈی) مخزونہ (اسلام آباد: لائبریری شعبہ اقبالیات، 1992ء)

(انٹرویوز)

پروفیسر ڈاکٹر شاہد اقبال کامران (صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)
ڈاکٹر محمد اکرم (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات)
ڈاکٹر سید اکرم اکرآم، صدر شعبہ اقبالیات، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور
طارق جاوید قریشی (سابق پی اے پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض)
سید مرتضیٰ موسوی (سابق ایڈیٹر ''پاکستان مصور''، ''ہلال'')
حاجی محمد ضیاء فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
نوشین افتخار دختر ڈاکٹر محمد ریاض
آفتاب ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
تراب احمد ستی فرزند ڈاکٹر محمد ریاض
پروفیسر ڈاکٹر ارشاد احمد شاکر اعوان (چیئرمین احمد علی سائیں ہندکو چیئر، سرحد یونیورسٹی)
ڈاکٹر مسرت پروین نیلم (سابق پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، اسلام آباد)
پروفیسر ڈاکٹر محمد قمر اقبال (صدر شعبہ اردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج، نیولا لہ زار، راولپنڈی)
پروفیسر منیر احمد یزدانی (صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ، میرپور، آزاد کشمیر)
پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی

Online Resources

audiolib.is/262_گلشن_راز_شیخ_محمود_شبستری (گلشن راز کی آڈیو ریکارڈنگ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے)
ganjoor.net/shabestari/golshaneraza/sh؟/ (گلشن راز (فارسی) کا متن دیکھنے کے لیے)
http://adabiatkade.rozblog.com/post/47
https://fa.wikipedia.org/wiki/شیخ_محمود_شبستری (Persian Wikipedia)
https://fa.wikipedia.org/wiki/Muhmoud_Shabestari(English Wikipedia)
https://rekhta.org/Search/All?lang=3&q=امیر%20خسرو
https://rekhta.org/ebooks/مکتوبات وخطبات رومی
https://rekhta.org/ebooks/ameer-khusro-debacha-e-deewan-e-ghurratul-
https://ur.wikipedia.org/wiki/کلیم_الدین_احمد
https://www.bazmeurdu.net/

https://www.hamariweb.com/articles.aspx?id=74847
https://www.rekhta.org/
kamal-ebooks?lang=Ur
ketabnak.com/book/48205/مشارب-الاذواق
ketabnak.com/book/6266/مجالس-سبعه
ketabnak.com/book/71414/مکتوب-مولانا-جلال-الدین#versions
wikifeqh.ir/سراج الدین- آرزو
www.bookstube.net/2014/11/zakheera-tul-malook.html
www.google.com.pk/search/?q=مشارب+الاذواق&rlz
www.iqbalcyberlibrary.net/txt/3470.txt
www.shariatihome.com
www.sufibook.com/portfolio-items/II/?lang=ur (اردو بک)
www.takbook.com/217595-literature-ebook/دانلود- کتاب-مشارب-الاذواق/
www.urduencyclopedia.org/general/index.php?title=
سراج-الدین-علی-خان- آرزو
http://dictionary.abadis.ir/?LnType=dehkhoda,fatofa,moeen,amid&Word=آمد

(لغات)

اردو

علی حسن، پروفیسر، محمد ظہورالحسن، جاوید حسین
آئینہ اُردو لغات (لاہور: خالد بک ڈپو، ۴۰۔اردو بازار، باراول، 2000ء)
عبدالحق، ڈاکٹر مولوی، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، فرمان فتح پوری، نسیم امروہی ودیگراں،
اردو لغت، جلد۲ (الف ممدودہ، ب) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول، دسمبر 1979ء)
اردو لغت، جلد۵ (تحریری تا تھیٹر) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول 1983ء)
اردو لغت، جلد۶ (ٹ تا جہاں گرد) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول 1984ء)

اردو لغت، جلد۷ (جہاں گردی (ج) تاچھ) (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول
، جون1986ء)
اردو لغت، جلد۸ (ح، خ، د تا 'دانا') (کراچی: اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، باراول،
دسمبر1987ء)
اردو لغت، جلد۹ (دانا تا دھ، دَھنک نِکلنا) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول،
دسمبر1988ء)
اردو لغت، جلد۱۰ (دھنک، ڈ، ڈھ، رتا ریہو) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول،
جنوری1990ء)
اردو لغت، جلد۱۱ (رھ، ڑ، ڑھ، ز، ژ، س تا سَن) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار
اول، مئی1990ء)
اردو لغت، جلد۱۳ (ض، ط، ظ، ع، غ، ف تا فکر) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، بار
اول، جنوری2008ء)
اردو لغت، جلد۱۷ (لوگن تا لھیسنا، م تا مستزادہ) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول
، نیاایڈیشن، دسمبر2008ء)
اردو لغت، جلد۱۸ (مستعار تا منہ) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول
، جون2002ء)
اردو لغت، جلد۲۱ (و تا ہزارہا) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول
، مارچ2007ء)
اردو لغت، جلد۲۲ (ہزاری تا ہیئی) (کراچی: اردو لغت بورڈ' (ترقی اردو بورڈ)، باراول، 2010ء)

نسیم امروہوی،
فرہنگِ اقبال (فارسی)، (لاہور: اظہار سنز، ۱۹۔اردو بازار، باراول، 1989ء)

English:

Rashid Ahmad,
Popular Oriental Practical Dictionary (Lahore: Oriental Book Society, Ganpat Road)

A.S. Hornby
Oxford Advanced Learner's Dictionary (London: Oxford University Press, Fifth Edition, 1995)

(انسائیکلوپیڈیا)

اردو

سید قاسم محمود
انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا (کراچی: شاہد بک فاؤنڈیشن، 2003ء)

English:

The New Encyclopedia Britannica (London: William Benlon, 1973)

ضمیمہ:

فہرست عنوانات

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ
01-	**ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف، تالیف اور تراجم پر تبصرات**	**537**
☆	**''اقبال ۸۴ء'' میں پیش کردہ انتقادات**	**537**
	ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات ومضامین کی تلخیصات	**538**
	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	538
	اقبال اور نئی نسل	539
	اقبال_ایک مطالعہ	539
	رومی اور اقبال	540
	ایران میں اقبال پر مقالات وکُتب	540
	اقبال اور سیرتِ رسول اکرمؐ	540
	اقبال کا نظریہ عشق	541
	علامہ اقبال خطوط کے آئینے میں	541
☆	**''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ'' میں پیش کردہ انتقادات**	**542**
	شہپر جبریل	542
	اقبال کی اردو نثر	542
	اقبال کی فارسی شاعری	542
	حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال	543
	دانائے راز [نذیر نیازی کی تصنیف پر تبصرہ]	543
	افادات اقبال	543
	اقبال کی فارسی شاعری	543
	شہپر جبریل	544

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ
☆	**''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب،ایک جائزہ'' میں پیش کردہ انتقادات**	**546**
	تسہیل خطباتِ اقبال (تعارف)	546
	تقاریر بیادِ اقبال (تعارف)	546
	کتاب شناسی اقبال (تعارف)	546
	تسہیل خطباتِ اقبال (تبصرہ)	547
	تقاریر بیادِ اقبال (تبصرہ)	549
	کتاب شناسی اقبال (تعارف وتبصرہ)	551
☆	**''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں پیش کردہ انتقادات**	**554**
	آفاقِ اقبال	554
	اقبال اور احترامِ انسانیت	555
	اقبال کے تعلیمی نظریات	555
	تفسیر اقبال	555
	جاوید نامہ	556
	یادداشت ہای پراگندہ	556
	اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے	557
☆	**'خورشیدِ اقبال'' میں پیش کردہ انتقادات**	**560**
	اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی	560
	افکار اقبال	563
	اقبال اور فارسی شعراء	565
	جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)	569
	اقبال اور احترام انسانیت	572
	تفسیرِ اقبال	575
	افاداتِ اقبال	577
	آفاقِ اقبال	580
	برکاتِ اقبال	582
	افکارِ اقبال (تبصرہ) ازسعیدہ مہتاب	584

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ
-02	**ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر تبصرات**	**586**
	ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت اقبال شناس از ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی	586
	محمد ریاض خان از محمد حسین تسبیحی	596
	محمد ریاض خان از رسولی	599
☆	**نذرِ ریاض**	**601**
	پیغام از وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر انوار حسین صدیقی	602
	مردِ شفیق از ارشاد شاکر اعوان	603
	قطعہ تاریخ وفات از شمیم صبائی ستھراوی	604
	قطعہ مادہ تاریخ از دکتر محمد حسین تسبیحی رھا	605
	بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم از پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد مسعود	607
	ڈاکٹر محمد ریاض از ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین	610
	ڈاکٹر محمد ریاض از پروفیسر نظیر صدیقی	616
	ڈاکٹر ریاض۔۔ چند یادیں، چند باتیں از ڈاکٹر محمود الرحمٰن	620
	مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض۔۔ میرے تاثرات از مقبول الٰہی	624
	ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس از پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی	629
	ڈاکٹر محمد ریاض از ڈاکٹر صابر آفاقی	635
	خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں...... از ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی	638
	حیران کن توانائی از شاہد اقبال کامران	640
	ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں از آقائی محمود رضا مرندی	644
	خوشبو کی ہجرت از ڈاکٹر نثار احمد قریشی	645
	میرے محترم رفیق کار......... ڈاکٹر محمد ریاض از نورینہ تحریم بابر	647
	ڈاکٹر محمد ریاض اور ان کی علی وادبی خدمات از ہارون الرشید تبسم	650
	آثار ریاض از ڈاکٹر رحیم بخش شاہین	655
	تاثرات از ڈاکٹر گوہر نوشاہی	657
☆	**انگریزی اخبارات میں پیش کیا گیا خراجِ تحسین**	**658**
	Dr. Riaz Paid Rich Tributes (Pakistan Observer: December 28, 1994)	658

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ
	Tributes Paid To Dr. Riaz (The Nation: December 28,	
	1994)	659
	Dr. Riaz's Services For Literature Lauded, (Pakistan	
	Times:December 28, 1994)	662
☆	**اردو اخبارات میں پیش کیا گیا خراجِ تحسین**	**664**
	روزنامہ پاکستان (اسلام آباد 28 دسمبر 1994)	664
	نوائے وقت (28 دسمبر 1994)	665
☆	**کتب وتصانیف میں شامل پیش گفتار، پیش لفظ، تعارف**	**667**
	پیشِ گفتار، محررہ: ۱۰ ستمبر ۱۹۷۷ء، مشمولہ: اشاریہ کلام اقبال (اردو)، مرتبہ: ڈاکٹر صدیق شبلی	
	(فیصل آباد: کتاب مرکز، بار اول، دسمبر ۱۹۷۷ء) ص، س تا ص	667
	"تعارف"، محررہ: مئی 1984ء، مشمولہ: "تقاریر بیادِ اقبال"، مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد:	
	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار دوم، دسمبر ۱۹۹۹ء) ص ۴ تا ۵	669
	"پیش لفظ"، محررہ: ۲۱ اپریل ۱۹۸۴ء، مشمولہ: "حرفِ اقبال"، مرتبہ: لطیف احمد خان شروانی	
	(اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، اگست ۱۹۸۴ء) ص ۳ تا ۶	671
	"پیش گُفتار"، محررہ: ۱۶ جنوری ۱۹۸۵ء، مشمولہ: "تاریخِ تصوّف"، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی	
	(اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بار اول، اگست ۱۹۸۴ء) ص ۹ تا ۱۱	674
-03	**پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کا خودنوشت سوانحی خاکہ اور تعلیمی دستاویزات**	677
	سوانحی خاکہ دو عدد صفحات	1 تا 2
	فہرست تصانیف	5 تا 6
	فہرست مطبوعہ مقالات ومضامین	1 تا 16
	عکسی نقل مڈل سکول سرٹیفکیٹ، محکمہ تعلیم پنجاب، رول نمبر 14885، مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۵۲ء	
	عکسی نقل امتحان فاضل فارسی، بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، رول نمبر 1162، مورخہ	
	۲ جنوری ۱۹۵۶ء	
	ڈومی سائل سرٹیفکیٹ، ڈاکٹر محمد ریاض، ۱۴ جولائی ۱۹۶۰ء	
	عکسی نقل، مارکس شیٹ، بی اے، کراچی یونیورسٹی، ۱۱/ اگست، ۱۹۶۱ء	
	عکسی نقل ڈگری بی اے، کراچی یونیورسٹی، ۷ مئی ۱۹۶۲ء	

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ
	عکسی نقل مارکس شیٹ، ایم اے فارسی، کراچی یونیورسٹی، مئی ۱۹۶۴ء	
	عکسی نقل ڈگری ایم اے فارسی، کراچی یونیورسٹی، ۱۵ مئی ۱۹۶۵ء	
	عکسی نقل مارکس شیٹ، ایم اے اردو، سیکنڈ کلاس، کراچی یونیورسٹی، ۱۹۶۵ء	
	عکسی نقل ڈگری ایم اے اردو، سیکنڈ کلاس، کراچی یونیورسٹی، ۱۵ اپریل ۱۹۷۰ء	
	عکسی نقل ڈگری بی ایڈ، تھرڈ کلاس، کراچی یونیورسٹی، ۲۰ جولائی ۱۹۶۲ء	
	عکسی نقل ڈگری پی ایچ ڈی، دانشکدہ ادبیات، دانشگاہ تہران، ایران	

ڈاکٹر محمد ریاض

تصانیف، تالیف اور تراجم پر تبصرات

''اقبال ۸۴ء'' میں پیش کردہ انتقادات

اقبال اکادمی پاکستان کی ۱۹۸۶ء میں طبع ہونے والی کتاب ''اقبال ۸۴ء'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کے ۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والے درج ذیل مقالات ومضامین کی تلخیصات دی گئی ہیں:

۱۔ اقبال اور سیرت رسول اکرمؐ

۲۔ اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ خطاب بہ جاوید

۳۔ اقبال ایک مطالعہ (کلیم الدین احمد کی کتاب کا تنقیدی جائزہ)

۴۔ ایران میں اقبال پر مقالات وکتب

۵۔ رومی اور اقبال

۶۔ علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج

ڈاکٹر محمد ریاض کے مندرجہ بالا مضامین ومقالات میں سے ہر ایک کے نفسِ مضمون کے حوالے سے قریباً آٹھ دس سطروں میں مختصر سا تعارف وتبصرہ تحریر کیا گیا ہے۔

اقبال ۸۴ء کے صفحہ نمبر ۲۷ تا ۳۷ پر ۱۹۸۴ء کے مختلف مجلّات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے شائع ہونے والے درج ذیل ۹ عدد مقالات ومضامین کی فہرست دی گئی ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ	تاریخ	صفحات
1-	اقبال اور سیرت رسول اکرمؐ	سیارہ	مارچ	۲۲۱۔۲۳۰
2-	اقبال اور عالم اسلام	فکرونظر		۱۷۔۳۰
3-	اقبال اور نئی نسل، جاوید نامہ کا ضمیمہ خطبات بہ جاوید	اظہار	مارچ، اپریل	۹۴۔۱۰۵
4-	اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت	المعارف	اپریل	۱۷۔۲۶
5-	اقبال ایک مطالعہ (کلیم الدین احمد کی کتاب کا تنقیدی جائزہ)	سیارہ	اکتوبر، نومبر	۱۸۰۔۱۹۰

نمبر	موضوع/عنوان	نام مجلّہ	تاریخ	صفحات
6-	ایران میں اقبال پر مقالات وکتب	فجر		۲۶_۳۳
7-	رومی اور اقبال	اظہار	مئی، جون	۲۲_۲۳
8-	علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج	فکرونظر	اکتوبر تا دسمبر	۱۱۵_۱۳۴
9-	مثنوی گلشن راز جدید اور دیگر تصانیف (ایک تقابلی نظر)	اقبال ریویو	جولائی	۵۷_۹۰

''اقبال ۸۴ء'' میں مندرجہ بالا ۹ عدد مقالات ومضامین میں سے ۶ عدد مقالات ومضامین کی تلخیصات دی گئی ہیں جبکہ درج ذیل تین عدد مقالات ومضامین کی تلخیصات نہیں دی گئی ہیں:

۱۔ اقبال اور عالم اسلام

۲۔ اقبال، نظریۂ پاکستان اور نفاذِ شریعت

۳۔ مثنوی گلشنِ رازِ جدید اور دیگر تصانیف (ایک تقابلی نظر)

''اقبال ۸۴'' کے صفحہ نمبر ۹۱ تا ۱۰۰ پر ڈاکٹر محمد ریاض کا مضمون ''ڈاکٹر قاسم رسالہ تہرانی'' بھی شائع ہوا تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض کے مقالات ومضامین کی تلخیصات

علامہ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج

اس مضمون میں علامہ اقبال کے حوالے سے علوم وفنون کا جائزہ اسلامی منہاج کے تحت لیا گیا ہے۔ اقبال صرف شاعر ہی نہیں تھے۔ انہوں نے اسلام کا بغور مطالعہ بھی کیا اس لیے وہ جانتے تھے کہ اسلام علوم وفنون کے بارے میں کیا نقطہ نظر اختیار کرتا ہے اس لیے ان کی یہ کوشش رہی کہ علم وفنون کی اسلامی منہاج کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کیا جائے۔ صاحبِ مضمون نے اقبال کے علاوہ دوسرے مفکرین کے حوالے سے بات کو آگے بڑھایا ہے۔ اس میں خاص طور پر اقبال کے ہمعصر مفکرین کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔

اقبال اور نئی نسل

اس مضمون میں اقبال کی نوجوان نسل سے محبت اور ان کی نوجوانوں سے وابستگی کو بیان کیا گیا ہے۔ اقبال کی شاعری کا ایک حصہ خاص طور پر نوجوانوں کے بارے میں ہے جس میں جاوید نامہ میں خطاب بہ جاوید، بانگِ درا کی نظمیں، زبورِ عجم کی غزل، اسرار و رموز اور بانگِ درا کی بعض منظوم داستانوں کا تعلق بھی اساساً نوجوانوں سے ہے۔ اقبال نوجوانوں سے بہت امیدیں رکھتے تھے۔ ان کے خیال میں کسی قوم کے مستقبل کا انحصار نوجوانوں کی صحت مند نشو و نما پر ہوتا ہے۔ ان کی فارسی شاعری میں بھی نوجوانوں کے متعلق شعر موجود ہیں۔ صاحبِ مضمون نے کلام اقبال کا اس حوالے سے بھی جائزہ لیا ہے کہ اقبال کے کالم میں نوجوانوں سے متعلق حصہ بہت اہم ہے۔

اقبال_ایک مطالعہ

اس مضمون میں کلیم الدین احمد کی کتاب ''اقبال۔ایک مطالعہ'' کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد نے اس کتاب میں اقبال کا مطالعہ اپنے ایک مخصوص زاویے سے کیا تھا اور ڈاکٹر محمد ریاض نے کلیم الدین احمد کے اس زاویے کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ کتاب کے سات عنوانات ہیں:

۱۔ دانتے اور اقبال	۲۔ اقبال کی پانچ نظمیں
۳۔ اقبال کی فارسی نظمیں	۴۔ اقبال کی اردو اور فارسی غزلیں
۵۔ اقبال کی آٹھ مختصر نظمیں	۶۔ شاہین
۷۔ اقبال اور ملٹن	

کلیم الدین احمد نے کلامِ اقبال کا مطالعہ مغربی نظریات کی روشنی میں کیا تھا۔ ڈاکٹر ریاض نے فارسی شاعری سے کلیم الدین احمد کے معمولی لگاؤ اور افکارِ اقبال سے عدم واقفیت کی بنا پر سرزد ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ صاحبِ کتاب (کلیم الدین احمد) نے جس طرح کلامِ اقبال کا انتخاب کیا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان کا شعری ذوق کس نوعیت کا ہے۔ افکارِ اقبال پر ان کی تنقید ان کے علم کی قلعی کھول دیتی ہے۔

رومی اور اقبال

اقبال کی مولانا رومی سے وابستگی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اقبال نے رومی کو اپنا مُرشد قرار دیا ہے اور اُن کے بعض افکار کو جدید رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں رومی کے حالات اکٹھے کیے گئے ہیں۔ ان کی شمس تبریز سے ملاقات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ رومی کے زمانے کے سیاسی اور معاشی حالات کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مثنوی رومی کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ علامہ نے نہ صرف مولانا روم کے خیالات کو قلمبند کیا ہے بلکہ ان کو آگے بڑھایا ہے اور بعض مقامات پر وہ رومی سے آگے نکل گئے ہیں۔

ایران میں اقبال پر مقالات و کُتب

یہ مضمون ایران میں علامہ اقبال پر ہونے والے کام کا جائزہ ہے۔ ایران میں اقبال پر کام کا با قاعدہ آغاز اُن کی وفات کے بعد ہو گیا تھا۔ اس مضمون میں اقبال پر شائع ہونے والے مقالات اور کتب کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ افکارِ اقبال سے ایرانیوں نے جو اثرات قبول کیے ہیں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اقبال اور سیرتِ رسول اکرمؐ

علامہ اقبال کو رسولؐ اللہ کی ذات سے عشق تھا اور وہ مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل تقلیدِ رسول میں مضمر پاتے تھے۔ اس بات کا اظہار انہوں نے نہ صرف اپنی شاعری میں جگہ جگہ کیا ہے بلکہ اپنے نثر پاروں میں بھی جا و بے جا اس سمت اشارے کیے ہیں۔ اقبال نے عید میلاد النبیؐ کے ایک جلسے میں تقریر بھی ارشاد فرمائی تھی جو روز نامہ ''زمیندار'' میں شائع ہوئی۔ علامہ اقبال نے ان طریقوں کی بھی نشاندہی کی جن کو اختیار کر کے ہم سیرتِ رسولؐ کی برکات سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اتحادِ مسلم کے لیے رسول اکرمؐ کے فرمان پر چلنے کی تاکید کی نکاتِ معراج کے حوالے سے معراج کی فضیلت اور اہمیت بیان کی۔ حُب رسولؐ کی مسلمانوں کے لیے ضرورت پر روشنی ڈالی۔ ان تمام شکایات کی وضاحت کلامِ اقبال سے کی گئی ہے۔

اقبال کا نظریہ عشق

اقبال کے نظریہ عشق میں بے حد وسعتیں نظر آتی ہیں اور ان کے ہاں عشق کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ایک روایتی مفہوم میں جس کے مضامین سے دوسرے شاعروں کے دیوان بھرے ہوئے ہیں۔ دوسرے وجدان یا قلب کی اثراتی قوت کے معنی میں' جسے صوفیاء نے چھٹی حس کہا ہے۔ تیسرے رسول اللہ ﷺ سے حبّ وعشق برتنے کی تعلیم اقبال کے ہاں اتنی واضح ہے کہ اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اقبال کے ہاں صاحبِ عشق مردِ مومن ہے۔ اُن کے ہاں عشق ذات کی ترقی کا ایک وسیلہ ہے۔ وہ مسلمانوں کے لیے عشقِ رسول کو سب سے بہترین متاع قرار دیتے ہیں۔ اقبال کی آخری دور کی شاعری میں مجازی مضامین میں بھی حقیقت کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ علامہ نے عشق کے موضوع پر مستقل نظمیں اور دوبیتیاں اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھی ہیں۔

علامہ اقبال خطوط کے آئینے میں

غالب اور شبلی کے بعد خطوط نگاری میں اقبال کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ ان کے پندرہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں تین انگریزی میں ہیں۔ اقبال کے خطوط کی تعداد پندرہ سو بنتی ہے اور مکتوب الیہ دوسو سے زیادہ ہیں۔ انہوں نے اپنے خطوط میں شخصیت کی جیتی جاگتی تصویر پیش کی ہے جس نے مذہب اور ادب، فلسفہ، سیاست اور تاریخ میں کمال حاصل کیا تھا۔ اقبال کے خطوط میں سادگی، برجستگی اور اختصار و تفصیل سب کچھ ہے۔ انہوں نے اپنے خطوط میں اپنے افکار اور اپنے اشعار کی تشریح بھی کی ہے۔ قومی سیاست' مسائل اور اس کے علاوہ فکر وفن کے بارے میں خیالات کا اظہار بھی ملتا ہے۔

''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ'' میں پیش کردہ انتقادات

محمد ریاض، ڈاکٹر (مترجم)

شہپر جبریل [مصنف؛ پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل]: گلوب پبلشرز، لاہور ۱۹۰۵ء۔۴۸۰
ص۔۲۳×۱۵ اس م۔۶۶ روپے مجلد
تعارف از ڈاکٹر غلام علی الانا
مقدمہ از مترجم
[Gabriel's Wing] کا ترجمہ

''اقبال کی اردو نثر'' کے نام سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے اپنے بی۔اے اقبالیات کے نصاب کے لیے ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں علامہ کے بعض مضامین و مقالات' دیباچہ پیامِ مشرق اور چند مکاتیب کے متن کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

(۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ۴۱)

[محمد ریاض، ڈاکٹر (رابطہ کار)]

اقبال کی اردو نثر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ [۱۹۸۵ء] ۲۴۷ص ۵. ۲۴×۱۹ س،م ق ن [بی اے اقبالیات کی نصابی کتاب]

نصابی یونٹ: اقبال کی اردو نثر نگاری از رحیم بخش شاہین۔ بچوں کی تعلیم و ترتیب از ڈاکٹر مشتاق احمد گوراہا۔ دیباچہ علم الاقتصاد از اقبال بخت۔ جناب رسالت مآب ﷺ کا ادبی تبصرہ از نثار احمد قریشی۔ دیباچہ پیام مشرق از ڈاکٹر سید محمد اکرم۔ اقبال کے بیانات و خطبات (۱) محفل میلاد النبی ﷺ از ڈاکٹر محمد ریاض (۲) اقبال کے بیانات اور خطبات (۳) اشتراکیت اور اسلام، مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت۔ خطبۂ صدارت ادارہ معارف اسلامیہ از کرم حیدری۔ مکاتیب اقبال از صابر حسین کلوروی۔ مکاتیب اقبال از ڈاکٹر نجم الاسلام

اقبال کی فارسی شاعری: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔۱۹۸۴ء۔ ۳۵۱ ص۔۲۴×۵.۱۸ اس م، ۲۵ روپے [بی اے اقبالیات کی نصابی کتاب]

نصابی یونٹ: علامہ اقبال کی فارسی شاعری، ایک نظر میں از سید محمد عبدالرشید فاضل۔ اقبال

کی فارسی مثنویاں از رحیم بخش شاہین۔ اقبال کی فارسی شاعری میں ہیئت کے تجربے از ڈاکٹر سید محمد اکرم۔ پیام بہ جوانان از ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی۔ فارسی دوبیتیاں (رباعیات) از کرم حیدری۔ اقبال کے اردو اور فارسی کے مترادف اشعار از ڈاکٹر محمد ریاض۔ غزلیات اقبال (از پیام مشرق) از نظیر صدیقی۔ غزلیات اقبال (از زبور عجم) از محمد انور مسعود۔ بنیادی فارسی قواعد از ڈاکٹر محمد ریاض۔ (۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص۵۴تا۵۶)

محمد ریاض، ڈاکٹر

حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال: اقبال اکادمی پاکستان لاہور، فروری ۱۹۸۵ء۔ ۲۴ص ،۲۱×۱۴س م۔ ۲۵ روپے کاغذی جلد (۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص۷۲)

''..... ڈاکٹر محمد ریاض کی مرتبہ کتاب ''حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال'' ..... میں مؤلف نے کئی مخطوطات کی بنیاد پر شاہ ہمدان کے فارسی مکاتیب کو بعض توضیحات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا بجز نام کے، اقبالیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیباچے میں مرتب نے بتایا ہے کہ پیشِ نظر کتاب میں حضرت شاہ ہمدان کے رسائل ''مشارب الاذواق'' اور رسالہ ''فتوّتیہ'' بھی شامل کیے جارہے ہیں، غالباً مذکورہ رسائل بہ وقتِ طباعت شامل نہیں ہو سکے۔ کتاب صرف مکاتیب پر مشتمل ہے۔'' (۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص۷۱تا۷۲)

محمد ریاض، ڈاکٹر

دانائے راز [نذیر نیازی کی تصنیف پر تبصرہ]: اظہار کراچی۔ اکتوبر، نومبر ۱۹۸۴ء
(۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص۶۹)

ہمارے اقبالی مصنفین میں ڈاکٹر محمد ریاض کا نام نمایاں ہے۔ وہ اقبالیاتی موضوعات پر لکھنے والوں میں یقیناً سرفہرست ہیں۔ اقبالیات پر ان کی ۶، ۷ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اس برس دونئی کتابیں آئی ہیں اور چھ زیرِ اشاعت کتابیں آیندہ ایک دو برسوں میں منظر عام پر آنے والی ہیں۔ ''**افاداتِ اقبال**'' ان کے بیس تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے۔ ''**اقبال کی فارسی شاعری**'' سید محمد علی داعی الاسلام کے فارسی مقالے کا ترجمہ ہے۔ مصنف نے بعض نئے اور نادر موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً: علامہ اقبال کا عسکری آہنگ، تازہ بہ تازہ، نو بہ نو تراکیبِ اقبال۔ اصنافِ سخن میں

اقبال کی جدتیں وغیرہ۔ بعض مقالات کے آخر میں دی جانے والی فہارس کتابیات سے ڈاکٹر محمد ریاض کے وسیع مطالعہ اور عربی، فارسی اور انگریزی مصادر پر ان کی دسترس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری پر ان کا استحضار لائقِ رشک ہے۔ اور وہ اس کا خوب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ مقالات بیشتر صورتوں میں توضیحی اور تشریحی ہیں۔ طالب علمانہ اہمیت کے علاوہ اقبال کے عمومی قارئین کے لیے بھی ان کی افادیت شک وشبے سے بالا ہے۔'' پروفیسر عزیز احمد کی اقبال شناسی'' میں ان کے مجموعۂ مقالات کے ضمن میں یہ وضاحت ضروری تھی کہ طاہر تونسوی کے مرتبہ اس مجموعے کے ایک مضمون '' اقبال کی آفاقیت کا مسئلہ'' کے مصنف ڈاکٹر شمس الدین صدیقی ہیں۔ یہ وضاحت '' ماہِ نو'' (ستمبر ۱۹۶۳ء) میں ملتی ہے'' پیش گفتار'' میں پروفیسر رحیم بخش شاہین نے بجا طور پر اقبالیات میں ڈاکٹر محمد ریاض کے زیرِ نظر مجموعے کا خیر مقدم کیا ہے۔ بالیقین اقبال شناسی میں ان عالمانہ مقالات سے مدد ملے گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک اور کام پروفیسر این میری شمل کی معروف کتاب Gabriel"s Wing کا اردو ترجمہ ہے جو اسی برس ''شہپرِ جبریل'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ مقدمے میں مترجم لکھتے ہیں: '' ترجمے کے سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ میں متن کو سامنے رکھ کر قلم برداشتہ ترجمہ لکھتا گیا۔ نہ عبارت آرائی کی ہے نہ پاک نویسی۔'' عبارت آرائی کی تو ترجمے میں گنجائش ہوتی ہے، اور نہ مترجم سے اس کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ ترجمہ صحیح ہونا ضروری ہے خواہ قلم برداشتہ کیا گیا ہو، خواہ سوچ بچار اور غور وخوض کے بعد سپردِ قلم کیا گیا ہو۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کسی مترجم کے لیے ترجمے کے اصولوں اور اس کی مبادیات سے ناواقفیت یا عمداً صرفِ نظر گمراہی پر منتج ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک نامور معاصر مستشرقہ کی معروف تصنیف کو اردو کا روپ دینے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے خیال میں اسے ترجمے کے بجائے ترجمانی کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ ہمیں یہ کام مایوس کرتا ہے۔ مفصل جائزے کا موقع نہیں۔ پہلے ہی باب کی چند مثالوں کی روشنی میں ترجمے کے معیار کا اندازہ ہو سکے گا۔

In Europe, it means the beginning of new era.

یورپ میں اس صدی کا آغاز اس وقت ہوا۔

However the religious policy of Akbar and his intimates was sharply criticised by the orthodox.

بہر طور اکبر اور اس کے مشیروں کی مذہبی پالیسی کو سلفی عقیدت والے مسلمانوں نے ہمیشہ طعن وتشنیع

اور تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

The Orthodox protest was personified in the person of Ahmad Sirhindi.

جمہور مسلمانوں کے ردعمل کو شیخ احمد سرہندی نے مؤثر صورت میں پیش کیا ہے۔

Other Sufi orders from the Western Islamic World.

عالم اسلام کے کئی دوسرے صوفیانہ سلسلے

The relations between the different orders were friendly, and jealousy and rivalry between them belong only to a later period.

صوفیا کے ان سب سلاسل کے درمیان ابتدا میں بڑی یگانگت اور مفاہمت رہی مگر متاخر دور میں ان کے درمیان حسد اور بغض کے احساسات بھی نمودار ہونے لگے تھے۔

ان مثالوں سے واضح ہوگا کہ ترجمہ جس دقتِ نظر اور تامل کا تقاضا کرتا ہے، مترجم نے اس سے صرف نظر کیا ہے۔ ترجمے میں قلم برداشتہ رہنے کے نتیجے میں ترجمہ ناقص ہے اور کہیں کہیں غلط بھی۔ مترجم نے orthodox کا ترجمہ ایک جگہ: ''سلفی عقیدہ والے مسلمان'': دوسری جگہ: ''صالح مسلمان'' اور تیسری جگہ: ''جمہور مسلمان'' کیا ہے۔ ایک جگہ متن میں شیخ احمد سرہندی کے عقیدت مندوں کے لیے admirers کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مترجم نے اس کا ترجمہ ''جمہور مسلمان'' کر دیا ہے۔ ایک اور مقام پر orthodoxy کا اردو مترادف ''مسلمان'' لکھا ہے (ص ۲۰۔۲۱)۔ مترجم نے رواداری کی اس روش کا مظاہرہ کئی پہلوؤں سے کیا ہے، مثلاً: پیش گفتار میں دو مقامات پر بعض جملوں کا ترجمہ حذف کر دیا ہے، جو مترجم کے بقول: ''غیر ضروری تھا'' (حاشیہ ص ۱۱)۔ بعض مقامات پر قوسین میں کچھ اضافے کیے ہیں مگر اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ متن کا حصہ نہیں۔ اصل کتاب کے حواشی میں حسب دل خواہ قطع و برید کرتے ہوئے انھیں مختصر کر دیا اور کہیں حواشی کی تلخیص بھی کر دی، یہ سب کچھ انھوں نے دانستہ کیا اور غالباً وہ ایسی تبدیلیوں میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ مقدمے میں لکھتے ہیں: ''جرمن اور فرانسیسی زبانوں کی کتابوں، اور رسالوں کے حوالے حذف کر دیے، اور کہیں کہیں حواشی متن میں آ گئے، اور کہیں اس کے برعکس متن حاشیے میں چلا گیا۔'' (ص ۷) ایسے تصرفات کتنی ہی نیک نیتی اور معصومیت کے ساتھ کیوں نہ کیے جائیں، ہمارے خیال میں تحریفات کے ذیل میں آتے ہیں، اور ایک مترجم کو اصل متن میں کسی ادنیٰ تحریف کا بھی حق نہیں ہے۔ اس لیے زیر نظر کتاب کو شمل کی تصنیف کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمہ نما ترجمانی کہنا مناسب ہوگا۔ (۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ۳۳ تا ۳۵)

''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ'' میں پیش کردہ انتقادات

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مرتبہ کتاب ''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب'' میں ۱۹۸۶ء میں اقبالیات کے موضوع پر شائع ہونے والی ۶۲ مطبوعات کی طباعت اور مندرجات کے حوالے سے علمی جائزے (تبصرات) پیش کیے گئے۔ اقبالیاتی ادب کے جائزے کا یہ سلسلہ ۱۹۸۵ء میں شروع کیا گیا تھا۔

''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب (ایک جائزہ)'' میں ڈاکٹر ریاض کی درج ذیل تخلیقات کے بارے میں ضروری معلومات مع تبصرہ دی گئی ہیں:

۱۔ تسہیل خطباتِ اقبال

۲۔ تقاریر بیادِ اقبال

۳۔ کتاب شناسی اقبال

اس کتاب میں ''تشریحاتِ اقبال'' کے عنوان کے تحت ۱۹۸۶ء میں تشریحات کے سلسلے میں منظر عام پر آنے والی دو کتابوں ''تسہیل خطباتِ اقبال'' اور ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

''**تسہیل خطباتِ اقبال**'' ڈاکٹر محمد ریاض نے مرتب کی تھی۔ انہوں نے اس کا ''پیش گفتار'' تحریر کیا اور چھٹے خطبہ ''اجتہاد، اسلام میں اصولِ حرکت'' کے مطالب بھی تحریر کیے۔ ''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب (ایک جائزہ)'' کے صفحہ نمبر ۱۶۵ تا ۱۶۷ پر ''تسہیل خطباتِ اقبال'' کا جائزہ اور صفحہ نمبر ۲۳۶ پر اس کتاب کے بارے میں ضروری کوائف اور اس کی فہرست مندرجات دی گئی ہے۔

''**تقاریر بیادِ اقبال**'' میں تقریباتِ یومِ اقبال کے منتخب مقالے پیش کیے گئے ہیں۔ اس میں دیگر اقبال شناس حضرات کے اردو و انگریزی مقالوں کے ساتھ ڈاکٹر محمد ریاض کے تین مقالے ''جگن ناتھ کی اقبال شناسی''، ''اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ'' اور ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ'' بھی شامل ہیں۔

''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب'' میں باب نمبر ۵ ''فکر و فن پر تنقیدی کتابیں'' کے ذیلی عنوان اور ''مضامین و مقالات کے مجموعے'' کے تحت (صفحہ نمبر ۱۵۴ تا ۱۵۶ پر) کتاب ''تقاریر بیادِ اقبال'' کا

جائزہ اور صفحہ نمبر ۲۲۵ تا ۲۲۶ پر اس کتاب کے بارے میں ضروری کوائف اور فہرست مندرجات دی گئی ہے۔

''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب'' کے باب نمبر ۳ ''کتب حوالہ'' کے عنوان کے تحت (صفحہ نمبر ۴۶ تا ۴۹ پر) فارسی زبان میں ڈاکٹر محمد ریاض کی لکھی ہوئی کتاب **''کتاب شناسی اقبال''** کا جائزہ اور صفحہ نمبر ۲۲۰ تا ۲۲۱ پر اس کتاب کے بارے میں ضروری کوائف اور اس کی فہرست مندرجات دی گئی ہے۔

تسہیل خطباتِ اقبال

شعبۂ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

تعارف:۔ تسہیل خطباتِ اقبال: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد۔ فروری ۱۹۹۶ء۔ ۲۲۹ ص۔ ۲۰.۵×۱۳.۵ س م۔ پیش گفتار از ڈاکٹر محمد ریاض [ابتدائیہ، ایک نادر خطاب۔ علامہ اقبال کا دیباچہ خطبات۔ خطبات کی تسہیل وتشریح: پہلا خطبہ از ڈاکٹر محمد معروف۔ دوسرا خطبہ از ڈاکٹر سی اے قادر۔ تیسرا مرحلہ خطبہ از عبدالحمید کمالی چوتھا خطبہ از نیاز عرفان۔ پانچواں خطبہ از رحیم بخش شاہین۔ چھٹا خطبہ از ڈاکٹر محمد ریاض۔ ساتواں خطبہ از ڈاکٹر ابصار احمد۔ ہر خطبے کے اہم نکات کے علاوہ حواشی بھی دیے گئے ہیں۔ آخر میں فرہنگِ اصطلاحات بھی شامل ہے۔]

تبصرہ:۔ ۱۹۸۵ء کے اقبالیاتی جائزے میں ہم نے عرض کیا تھا کہ خطباتِ اقبال کے مطالعے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس برس شعبۂ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی پیش کردہ کتاب ''تسہیل خطباتِ اقبال'' سے اس رجحان کو تقویت پہنچی ہے۔ اس کتاب میں سات اہلِ قلم نے، سات خطبوں کی تسہیل کرتے ہوئے، انہیں آسان زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تسہیل نگاروں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ڈاکٹر محمد معروف۔ ڈاکٹر سی اے قادر۔ عبدالمجید کمالی۔ نیاز عرفان۔ رحیم بخش شاہین۔ ڈاکٹر محمد ریاض۔ ڈاکٹر ابصار احمد۔

ہر خطبے کے شروع میں، اہم نکات درج ہیں۔ بعض خطبوں کے آخر میں حواشی بھی دیے گئے ہیں (بعض خطبوں کے حواشی، حواشی نہیں محض حوالے ہیں) کتاب کے آخر میں فلسفہ ونفسیات کی

اردو اصطلاحوں کی فرہنگ دی گئی ہے، مگر یہ اردو اصطلاحات کا متبادل ہیں؟ یہ علم نہیں ہوتا۔ یہاں اردو اصطلاحات کے بالمقابل انگریزی الفاظ کا اندراج ازبس ضروری تھا، اس لیے کہ بہت سے انگریزی الفاظ و اصطلاحات کے اردو مترادفات میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ پھر یہ کہ بعض انگریزی اصطلاحیں، اردو اصطلاحوں کی نسبت زیادہ مانوس ہیں۔ ان کی مدد سے تسہیل و تفہیم میں آسانی ہوتی۔ معلوم نہیں، مرتبین کی نظر سے یہ اہم نکتہ کیوں اوجھل ہو گیا۔ اس فرہنگ کا عنوان ہے: اصطلاحات فلسفہ ونفسیات' مگر اس میں خاصی تعداد میں ایسے الفاظ بھی شامل ہیں جن کا فلسفہ و نفسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے:

دارالسلام۔ اجتہاد۔ اخلاقِ عالیہ۔ ازمنۂ وسطیٰ۔ احیاء۔ اجماع۔ انفساخ۔ اذہان۔ عوارض۔ قدرتِ کاملہ۔ کلاسیکی ثقافت۔ ماخذ۔ مستثنیٰ۔ ماہیت۔ موقف۔ مشین۔ مقامِ کبریا۔ مصالح۔ نابغ۔ وغیرہ

یہ سیدھے سادے لغت کے الفاظ ہیں۔ فرہنگ میں الفاظ و اصطلاحات کے اندراج میں الفبائی ترتیب کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا۔ بعض الفاظ وتراکیب کے معانی ہم نہیں سمجھ سکے، مثلاً

اصطلاحی=اصلاح اور درستی

کلاسیکی ثقافت=اعلیٰ درجے کی ثقافت، مسلم الثبوت ثقافت، قدیم یونانی ثقافت۔

مقامِ کبریا=رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام۔ انسان کا بلندترین اور حقیقی مقام۔

جملہ تسہیل نگاروں نے خطبات کو سہل بنانے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ ان میں سے بعض اصحاب فلسفے کے اساتذہ ہیں۔ اس لیے ان کا فلسفیانہ انداز خطبات کو سمجھنے میں قدرے مشکل پیدا کرے گا۔ ہمارا خیال ہے کہ خطباتِ اقبال کی تفہیم و تسہیل میں علامہ کی شاعری اور ان کے مکاتیب بہت مفید و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ابصار احمد، ڈاکٹر محمد ریاض اور رحیم بخش شاہین کے ہاں ایک حد تک شاعری سے مدد لینے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ یہ تسہیلات بہتر طور پر سمجھی جا سکتی ہیں۔ مرتبین کسی جگہ خطبات کا نام The Reconstruction of Religious Thought in Islam بھی درج کر دیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا، بلکہ یہ ضروری تھا۔ اسی طرح خطبات کے انگریزی عناوین بھی درج نہیں کیے گئے۔ اغلاطِ کتابت، نیز انگریزی اعداد کے اندراجات میں احتیاط نہیں کی گئی، چنانچہ بہت سے حوالوں اور حاشیوں کے شمار نمبر غلط ہو گئے

ہیں۔کتاب کے ’’بیش گفتار‘‘ میں بعض باتیں محلِ نظر ہیں، مگر ہم ان کا ذکر چھوڑتے ہیں۔

تفہیم اقبال کے ضمن میں، تسہیلِ خطبات کی یہ کوشش بحیثیت مجموعی خوش آئندہ ہے۔امید ہے یہ کاوش کسی نہ کسی درجے میں بہرحال مفید ثابت ہوگی۔

تقاریر بیادِ اقبال

شعبۂ اقبالیات (مرتبہ)

تعارف:۔تقاریر بیاد اقبال، علامہ اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، مارچ ۱۹۸۶ء۔۱۵۱+ ۱۴ص۔ تعارف از ڈاکٹر محمد ریاض۔[تقریبات یومِ اقبال کے منتخب مقالے: اسلامی ثقافت کی میراث از ابوبکر صدیقی۔اقبال اور تصورِ پاکستان از ڈاکٹر وحید الزمان۔اقبال صاحب یقین از پروفیسر مرزا محمد منور۔اقبال اور عظمتِ انسانی از پروفیسر نظیر صدیقی۔اسلامی ثقافت کی روح از پروفیسر محمد عثمان ۔جگن ناتھ کی اقبال شناسی از ڈاکٹر محمد ریاض۔اقبال کی اردو شاعری از پروفیسر جگن ناتھ آزاد۔ اقبال داعیِ اسلام از پروفیسر کرم حیدری۔اقبال اور سیرتِ رسول اکرمؐ از ڈاکٹر محمد ریاض۔مسلم قومیت اور پاکستان از رحیم بخش شاہین۔اقبال کا پیغام از پروفیسر محمد انور مسعود۔علامہ اقبال کا عسکری آہنگ از ڈاکٹر محمد ریاض۔کلامِ اقبال میں جلال و جمال از ڈاکٹر سعد اللہ کلیم۔علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت از پروفیسر وحید قریشی۔اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو از پروفیسر مرزا محمد رفیق بیگ۔

انگریزی مضامین: اقبال اور تصوف از ڈاکٹر این میری شمل۔اقبال کا فلسفہ از اے کے بروہی۔]

تبصرہ:۔اقبالیات کی تدریس اور فروغ کے سلسلے میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا شعبۂ اقبالیات فعّال کردار ادا کر رہا ہے۔انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح کے بعد، اب تدریس اقبالیات کا دائرہ ایم فل تک وسیع کیا جا رہا ہے۔اوپن یونیورسٹی میں وقتاً فوقتاً یومِ اقبال کی تقاریب بھی منعقد ہوتی رہی ہے۔زیرِ نظر مجموعے میں ایسی تقاریب کے منتخب مضامین اور تقاریر کو یکجا کیا گیا ہے۔پندرہ تقاریر اردو میں ہیں اور ڈاکٹر میری شمل اور جناب اے کے بروہی کی تقاریر انگریزی میں۔ان میں صدر شعبہ کی تین اور باقی اصحاب کی ایک ایک تقریر شامل ہے۔

ڈاکٹر میری شمل کے خطبے کا موضوع ’’اقبال اور تصوف‘‘ ہے۔ان کا خیال ہے کہ اقبالؔ نے

عجمی اثرات کو اسلامی تصوف کے زوال کا سبب قرار دیا ہے۔ علامہ، صوفی ازم کے حرکت بخش اور مثبت عناصر کے حامی ہیں، مگر اس کے منفی پہلوؤں کو زندگی کے لیے مضر سمجھتے ہیں۔ جناب اے کے بروہی فلسفی اور شاعر کے فرق اور ان کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلسفی خیالات وتصورات کی پرورش کرتا ہے اور شاعر ان کی موثر ترسیل کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ جہاں تک اقبالؔ کا تعلق ہے، وہ بنیادی طور پر ایک مسلم فلسفی ہیں۔ انہوں نے اسلام کے آفاقی پیغام کو عصرِ حاضر کے سامنے، قابلِ قبول انداز میں پیش کیا، اور فلسفے میں یہ ان کی غیر معمولی عطا ہے۔ ڈاکٹر وحید الزماں خطبہ الٰہ آباد کی اس معروف تشریح سے متفق نہیں کہ علامہ نے اس خطبے میں ایک علاحدہ اور خود مختار مملکت کا مطالبہ کیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ اقبالؔ نے آزاد اور اسلامی مملکت کا مطالبہ خطبہ الٰہ آباد میں نہیں کیا، مگر اس کے قریب ضرور آ گئے تھے۔ پھر ۱۹۳۵ء کے بعد کے سالوں میں وہ علاوہ اسلامی ریاست کے مطالبے کی طرف بتدریج بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اس کی ٹھوس اور واضح شکل ان خطوط میں ملتی ہے، جو انہوں نے مئی ۱۹۳۶ء اور نومبر ۱۹۳۷ء کے درمیانی عرصے میں قائداعظم کے نام لکھے۔ پروفیسر محمد منور نے اپنے مقالے: ''اقبال، صاحب یقین'' میں واضح کیا کہ حضرت علامہ کو دولتِ یقین میسر تھی، اس لیے وہ عمر بھر بہ ظاہر مایوس کن احوال کے باوصف کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ ان کا کلام رجائیت اور خوش امیدی سے معمور ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا موضوع، ''علامہ اقبال کا تصورِ وطنیت'' ہے۔ ان کے خیال میں اقبالؔ، وطن کی محبت کو ایک نفسیاتی حقیقت کے طور پر تو تسلیم کرتے ہیں اور اسے اسلام سے متصادم شمار نہیں کرتے مگر جب مغرب ممالک وطنیت کو ایک نصب العین کے طور پر پیش کرتے ہیں تو اقبالؔ اسے قبول نہیں کرتے۔ کرم حیدری صاحب، علامہ اقبال کو اصلاً ایک ''معلّمِ دین'' قرار دیتے ہیں جنہوں نے اپنی نظم اور نثر دونوں کے ذریعے لوگوں تک علمِ دین پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ یہ بیان محلِّ نظر ہے۔ علامہ نے روحِ دین سے تو یقیناً ہمیں آشنا کیا مگر معروف معنوی میں وہ عالمِ دین نہ تھے۔ دینی معاملات ومسائل میں وہ اپنی رائے کو وقیع نہ سمجھتے تھے، اور اس سلسلے میں اپنے دور کے معروف علماء (سید سلیمان ندوی، سید انور شاہ کشمیری، پیر مہر علی شاہ وغیرہ) سے رجوع کیا کرتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ: ''اقبال کا حقیقی منصب ایک معلمِ دین کا ہے۔'' درست نہیں ہے۔ پروفیسر جگن ناتھ، آزاد نے اپنے مضمون ''اقبال کی شاعری'' میں شکوہ کیا ہے کہ فلسفی اقبالؔ اور سیاست دان اقبالؔ سے آگے بڑھ کر شاعر اقبالؔ پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ ان کا خیال ہے کہ اقبالؔ کے نظریات کی دل کشی اور

جاذبیت بجا ہے، مگر ان کے ہاں دروں بینی کا معجزہ، انداز بیان کا چلبلا پن اور آہنگ کی وہ لچک جو دل میں سرایت کر جاتی ہے، ان کی شاعری کے شاعرانہ کمال کا نتیجہ ہے۔ وہ بنیادی طور پر ایک شاعر تھے نہ کہ فلسفی۔ اسی طرح بعض دوسرے مضامین بھی قابل توجہ ہیں۔

دیباچے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مجموعہ دو برس پہلے مرتب ہوا تھا۔ اشاعت میں تاخیر کا نتیجہ ہے کہ اس اثنا میں متعدد مضامین بعض رسائل و جرائد میں اشاعت پذیر ہو گئے ہیں۔ بعض مضامین کے آغاز میں مصنفین کا مختصر تعارف دیا گیا ہے، مگر چند مصنفین کا تعارف نہیں دیا گیا۔ اسی طرح یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ مجموعے میں تقاریر و مضامین کی تقدیم و تاخیر کی بنیاد کیا ہے؟ یہ نہ تو موضوعی ہے، نہ زمانی اور نہ اسمائے مصنفین کی ابجدی ترتیب ہی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ بہ ایں ہمہ، ایک سرکاری ادارے کی جانب سے اقبال کے فکر و فن پر تقاریر کی یہ اشاعت ایک خوش آیندہ اقدام ہے۔

(۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب، ایک جائزہ، ص ۱۵۴ تا ۱۵۶)

کتاب شناسی اقبال

مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض

تعارف:۔ کتاب شناسی اقبال [فارسی] : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد۔ [۱۹۸۶ء]۔ [۲۰+] ۳۰۹ ص۔ ۵. ۲۴×۵. ۱۷ س م۔ سخنِ مدیر۔ پیش گفتار از مرتب [علامہ اقبال کی تصانیف، ان کے تراجم، ان سے متعلق کتابوں، اقبال نمبروں اور جامعاتی امتحانی مقالوں کی کتابیات۔ بعض مضامین کے حوالے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ آخر میں اشاریہ اعلام شامل ہے۔]

تبصرہ:۔ اردو اور انگریزی میں علامہ اقبال پر متعدد کتابیات شائع ہو چکی ہیں۔ فارسی میں یہ پہلی ببلوگرافی ہے، جس میں اقبال کی تصانیف، ان کے تراجم، شروح اور مختلف زبانوں میں ان کے متعلق چھپنے والی کتابوں کے حوالے جمع کیے گئے ہیں۔ کہیں کہیں بعض مضامین و مقالات کے حوالے بھی آ گئے ہیں۔ مگر بنیادی طور پر یہ کتابوں اور اقبال پر مجلّات کے خاص نمبروں کی فہرست ہے۔ بعض حوالے مختصر ہیں اور بعض توضیحی، انگریزی، فارسی اور بعض پنجابی کتابوں کے اصل عنوان (titles) بھی درج ہیں، لیکن اردو کتابوں کے ناموں کے بجائے صرف ان کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ امر خاصی اُلجھن کا باعث ہے۔ عموماً ہر حوالہ کتاب کے عنوان، مصنف، مرتب یا مترجم کے نام،

ناشر، اشاعت اور ضخامت پر مشتمل ہے۔ اندرجات میں تکرار ملتی ہے۔ حوالوں کی ترتیب میں بھی گڑبڑ ہے۔ یہ کتاب مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان نے شائع کی ہے۔ دیباچے میں مرکزِ تحقیقات کے مدیر بتاتے ہیں کہ ہم نے تہران اقبال کانگریس (مارچ ۱۹۸۶ء) کے موقع پر، محققین کے لیے فارسی میں ایک کتابیاتِ اقبال تیار کرانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں ایک استاد سے رابطہ قائم کیا گیا، جو فارسی زبان میں ڈاکٹریٹ کی سندر کھتے ہیں، اور اقبال شناسوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا۔ لیکن افسوس ہے کہ جب ان کا کام ہمارے سامنے آیا تو ہم نے دیکھا کہ:

> ''یہ تالیف اغلاط سے پُر ہے۔ نثر ایسی ہے کہ فارسی دانوں کی سمجھ سے بالاتر۔ مسودہ نہایت بدخط اور ناخوانا۔ ختمہ (فل سٹاپ) اور جملہ بندی کے بنیادی قواعد کی طرف معمولی توجہ بھی نہیں دی گئی۔ حشو وزوائد اور مکررات کی کثرت ہے۔ اس میں وہ نظم و ترتیب بھی نہیں، جو ہر کتابیات سے استفادے کی اولین شرط ہوتی ہے۔ وقت تنگ تھا، اور کانگریس میں پیش کرنے کے لیے کوئی نئی کتابیات تیار کرانا ممکن نہ تھا۔ پھر دوسروں کے کام کے بارے میں بھی اندازہ نہ تھا کہ وہ اس سے بہتر ہوگا۔ ناچار اسی تالیف کو انتہائی جاں گسل محنت اور اس کی چند خامیوں کو دور کرنے کے بعد طباعت کے لیے بھیج دیا گیا۔''

کتابیات نگاری ایک فنی اور تکنیکی کام ہے۔ اس کی انجام دہی کے لیے ایک مخصوص مزاج کی ضرورت ہوتی ہے، محض اقبال شناسی کافی نہیں۔ ایک شخص بہت اچھا اقبال شناس ہوتے ہوئے بھی، ناکام کتابیات نگار ثابت ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نامور اقبالی ہیں۔ ان کی اقبال شناسی میں کلام نہیں، مگر انہیں اس کام سے طبعی مناسبت نہ تھی۔ ہماری ناقص رائے میں انہیں یہ ذمہ داری قبول نہیں کرنی چاہیے تھی۔

مرکزِ تحقیقات نے دو غلطیاں کیں۔ اوّل: اس کام کے لیے صحیح آدمی کا انتخاب نہیں کیا۔ دوم: ایک ایسے کام کو بہ عجلت کرانا چاہا، جو انتہائی تأمل، تفحص اور دیدہ ریزی کا طالب تھا، اور جواز حد دل جمعی اور صبر و سکون کے بغیر انجام دینا ممکن نہ تھا۔ تعجیل ایسے کام بگاڑتی ہے، اسی لیے یہ کام خرابی کا شکار ہوا۔

معاملے کا سب سے عجیب وغریب، اور ناقابلِ فہم پہلو یہ ہے کہ ناشر ایک کتاب کو ناقص اور اغلاط سے پُر قرار دیتا ہے، مگر اس کی نشر و اشاعت کا اہتمام بھی کر رہا ہے، اور خرابی کی ساری ذمہ

داری مرتب پر ڈال رہا ہے۔ ایک ناشر کے لیے نامناسب ہے کہ وہ اپنے ایک مصنف یا مرتب کی رسوائی کا اس انداز میں اہتمام کرے۔ مصنف نے جیسے بھی بُری بھلی خدمت انجام دی، بساط بھر کوشش تو کی، اور ناشر کی فرمائش پر، اور اس کی احتیاج کی تکمیل ہی کے لیے کی ناشر کو یہ تو حق تھا کہ وہ اس کتاب کو سرے سے شائع نہ کرتا، مگر موجودہ صورتِ حال، ہماری ناقص رائے میں، کاروباری اخلاقیات کے بھی منافی ہے۔ یہاں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ ''کتاب شناسی اقبال'' کے مرتب کی کوتاہیاں تو بجا، مگر کیا ناشر اپنی ذمہ داری سے کماحقہ، عہدہ برآ ہوتے ہیں؟ ناشر کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ کتاب کو ممکنہ حد تک صحت کے ساتھ چھاپنے کی کوشش کرے۔ یہ کتاب ٹائپ کی اغلاط سے پُر ہے، اس قدر کہ آخر میں شامل گیارہ صفحاتی اغلاط نامہ بھی اُن کی پردہ پوشی میں ناکام ہے۔

''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں پیش کردہ انتقادات

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مرتبہ کتاب ''اقبالیاتی ادب کے تین سال'' میں ڈاکٹر محمد ریاض کی درج ذیل تصانیف، تالیفات اور تراجم پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے:

نمبر	موضوع/عنوان	صفحات نمبر
۱۔	آفاقِ اقبال	۱۰۷
۲۔	اقبال اور احترامِ انسانیت	۱۰۷
۳۔	اقبال کے تعلیمی نظریات	۱۰۸
۴۔	تفسیرِ اقبال	۱۰۷
۵۔	جاوید نامہ، تحقیق و توضیح	۷۷ تا ۷۸
۶۔	یادداشت ہائے پراگندہ	۳۹ تا ۴۱

۱۔ آفاقِ اقبال

معاصر اقبال شناسوں میں ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک امتیاز یہ ہے کہ مضامینِ نو کے انبار لگانے میں ان کا کوئی حریف نہیں ہے۔ کوئی برس نہیں جاتا کہ ان کے دو تین نہیں تو کم از کم ایک تنقیدی مجموعہ منصۂ شہود پر نہ آجاتا ہو۔ تین برس میں اقبالیات پر ان کی پانچ کتابیں چھپی ہیں۔ ''جاوید نامہ'' کا ذکر ہو چکا ہے۔ تین مجموعے، تنقیدی مضامین کے ہیں۔

''آفاقِ اقبال'' میں بارہ مقالات شامل ہیں۔ ''اقبال اور شاہ ہمدان'' اور ''اقبال اور ابنِ حلاج'' سیر حاصل اور مفصل ہیں، اور نسبتاً زیادہ تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں۔ ''تلمیحاتِ فرہاد، کلامِ اقبال میں'' ایک اور عمدہ مقالہ ہے جسے تاریخ کی روشنی میں' اور کلام اقبال کے گہرے مطالعے کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ کلیم الدین احمد کی کتاب پر زیادہ تفصیلی تنقید کی ضرورت تھی۔ بعض مقالات مختصر اور اجمالی ہیں، حالانکہ ان کے موضوعات ہمہ گیری کا تقاضا کرتے ہیں۔ بہ حیثیتِ مجموعی، یہ مجموعہ معلومات افزا اور خوش آیند ہے، اور اقبال سے مصنف کی گہری وابستگی اور

کلامِ اقبال کے وسیع مطالعے کے شاہد ہیں ۔(اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء، ص ۱۰۶ تا ۱۰۷)

۲۔اقبال اور احترامِ انسانیت

''اقبال اور احترامِ انسانیت'' پندرہ نسبتاً مختصر مضامین کا مجموعہ ہے۔اختصار' نوجوانانِ ملت کی رعایت سے ملحوظ رہا۔انتساب بھی انہی کے نام ہے، اور غالباً اسی لیے زیرِ نظر مضامین میں افکارِ اقبال کا توضیحی و تشریحی پہلو نمایاں ہے۔تین مضامین عالمِ اسلام کے حوالے سے، دو اقبال کے فن پر، ایک ڈاکٹر سید عبداللہ کی اقبال شناسی پر، ایک علی گڑھ کے اقبال سیمے نار کی روداد پر مشتمل' اور باقی متفرق موضوعات پر ہیں۔

(اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء، ص ۱۰۷)

۳۔اقبال کے تعلیمی نظریات

''اقبال کے تعلیمی نظریات'' کے نام سے بھی انہوں نے ایک کتاب تالیف کی ہے۔اگرچہ بی ایڈ کے نصابی تقاضوں کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے، تاہم اس میں شاعرِ مشرق کے تعلیمی افکار وخیالات کے نمایاں نکات آ گئے ہیں۔

(اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء، ص ۱۰۸)

۴۔تفسیر اقبال

''تفسیر اقبال'' کے تین مضامین اقبال سے افغانی، بیدل اور سعید حلیم پاشا کے تقابلی مطالعے پر مبنی ہیں۔دو ایک اقبالیات کے عمومی موضوعات پر مشتمل ہیں۔مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی، شاعر کی اپنی تحریروں میں'' میں کھوج لگایا گیا ہے کہ علامہ نے اپنے بیسیوں اشعار کی تشریح، جہاں تہاں نثری تحریروں میں بھی کی ہے۔دو مضمون ایران کے حوالے سے ہیں، ''سرودِ اقبال'' (فخر الدین حجازی) کے مقدمے کا ترجمہ اور ''ایرانی درسی کتابوں میں ذکرِ اقبال کے کوائف''۔ مقالہ نگار نے اپنی ہر بات کو سند و حوالہ سے معتبر بنایا ہے۔یہ مقالے اقبالیات اور اس کے متعلقات پر ڈاکٹر محمد ریاض کی گہری نظر کا پتا دیتے ہیں۔(اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم،

مارچ ۹۳ء، ص ۱۰۷ تا ۱۰۸)

۵۔ جاوید نامہ

''جاوید نامہ'' کو علامہ نے اپنی زندگی کا تا ''ماحصل'' قرار دیا تھا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف ''جاوید نامہ، تحقیق و توضیح'' علامہ کے اس فکری شاہکار کا ایک جامع تعارف و توضیح نامہ ہے۔ انہوں نے جاوید نامہ کے موضوعات و مباحث، اس کے امتیازی پہلوؤں اور اس کے اسلوب پر بحث کی ہے اور اس میں مذکور شخصیات کا تعارف کرایا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ''شرح جاوید نامہ'' ہے، اور ایک درجے میں تبصرہ و تنقید بھی ہے۔ شرح، مطالب و مفاہیم اور موضوعات کی ہے (نہ کہ شعر بہ شعر تشریح۔ جملۂ معترضہ: ایک ضرورت ''جاوید نامہ'' کے لفظی / بامحاورہ نثری ترجمے کی بھی ہے) ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب سے فارسی دان قارئین کے ساتھ ساتھ اردو خواں اقبال شناس بھی برابر استفادہ کریں گے۔'' (فلیپ) علاوہ ازیں ''جاوید نامہ'' پر تحقیق مزید کے لیے بھی یہ کتاب معاون ثابت ہوگی۔ (اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، باردوم، مارچ ۹۳ء، ص ۷۷ تا ۷۸)

۶۔ یادداشت ہای پراگندہ

''یادداشت ہای پراگندہ'' Stray Reflections کا فارسی ترجمہ ہے۔ (مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض) اس میں ڈاکٹر جاوید اقبال کے مقدمے اور علامہ کی پانچ مختصر تحریروں (رسالت مآب کا ادبی تبصرہ، اسلامی جمہوریت، فلسفۂ ہیگل اکبر الٰہ آبادی کی شاعری میں، وغیرہ) کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ مترجم نے مختصر حواشی کا اہتمام کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ گزارش بے جا نہ ہوگی کہ ایک تو حواشی میں یکسانیت ضروری تھی، دوسرے: محمد حسین آزاد، ملٹن، والٹیر، مہاتما بدھ، آسکر وائلڈ اور ہائنے جیسے اصحاب کو نظر انداز کرنا کسی طور پر مناسب نہ تھا۔ اس سلسلے میں اگر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے حواشی ہی ترجمہ کر لیے جاتے تو اس کتاب کی افادیت بڑھ جاتی۔ اسی طرح صدیقی صاحب کے مقدمے (شذرات، ص ۱ تا ۳۵) کی شمولیت بھی زیرِ نظر شذرات کے نقد و تجزیے اور اقبال کے ذہنی محسوسات کی تفہیم میں فارسی قارئین کے لیے بہت معاون ہوتی۔ ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان و ادب میں اعلیٰ اسناد رکھتے ہیں اور مدت مَدِید سے فارسی میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے

مشاغل سے وابستہ ہیں۔ مزید برآں زیرِ نظر ترجمے پر جناب علی پیرنیا اور ڈاکٹر احمد تمیم قدرتاً جیسے ماہرین فارسی نے نظر ثانی کی اور باہمی مشورت سے اس میں ضروری اصطلاحات و ترامیم کیں۔ اس لیے ترجمہ اچھا ہونا چاہیے۔ تاہم ایک آدھ مقام پر کچھ کھٹک محسوس ہوئی۔ مثلاً: شذرہ 111 کا متن یہ ہے:

Philosophy ages; poetry rejuvenates

اس کا ترجمہ: ''فلسفہ سال خوردگی دکہولت است وشعر تازگی و جوانی'' محلِ نظر ہے۔ علامہ اقبال کی زیرِ نظر یادداشتیں، ڈاکٹر جاوید اقبال کی کاوش وکاہش سے مدون ہو کر منظر عام پر آئی تھیں۔ انگریزی نسخے پر بطور مرتب ان کا نام درج ہے۔ زیرِ نظر فارسی (ترجمے کی) کتاب کے اندرونی اور بیرونی سرورق پر بھی، بطور مدیر اُن کا نام درج ہونا چاہیے تھا۔

(اقبالیاتی ادب کے تین سال، لاہور: حرا پبلشرز، بار دوم، مارچ ۹۳ء، ص ۳۹ تا ۴۱)

اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی پاکستان کا معروف تعلیمی ادارہ ہے جو فاصلاتی نظامِ تعلیم کے تحت درس و تدریس کی خدمت انجام دے رہے رہا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں اس یونیورسٹی کو علامہ اقبال کے نام سے منسوب کیا گیا اور اس وقت سے علامہ اقبال کے پیغام کی ترویج و اشاعت کا کام بھی اس کے پیشِ نظر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے مضامین کی تدریس کے ساتھ ساتھ اقبالیات ایف اے اور بی اے کے کورس بھی تیار کیے ہیں اور حال ہی میں اس نے اشاعت کتب کا ایک خصوصی سلسلہ شروع کیا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب اس سلسلے کی پہلی کتاب ہے جو جولائی ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی ہے۔

''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' کی غرض و غایت اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ ہمارے ہاں بچوں کے ادب کی تخلیق پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس کتاب کی اشاعت سے بچوں کے ادب میں یقیناً قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔ کتاب میں ایسی نظمیں اور کہانیاں ہیں جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی نشو و نما کا کام بھی دیں گی۔

کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں علامہ اقبال کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں شامل ہیں۔ یہ نظمیں ان کے اردو مجموعہ کلام ''بانگِ درا'' سے لی گئی ہیں۔ مرتبین نے ہر نظم

کے اوپر اس کا مرکزی خیال اور حاشیے میں مشکل الفاظ کے معنیٰ دے دیئے ہیں تا کہ پڑھنے والے کو مطالب ذہن نشین کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

دوسرے حصے میں کہانیاں ہیں۔ یہ کہانیاں علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ ان کے بارے میں کتاب کے مرتبین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں میں حکمت و فلسفہ کی باتیں سمجھانے کے لیے جو کہانیاں اور قصے منظوم صورت میں ملتے ہیں ان سے بھی ہمارے بچے اور نوجوان بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کتابوں تک عام طور پر ان کی رسائی نہیں ہے، یا ان میں کہیں کہیں مشکل الفاظ کے استعمال یا فارسی زبان کی وجہ سے وہ ان نظموں کو نہ تو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور نہ ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مرتبین نے مطالب کو نہایت آسان اور سادہ زبان میں بیان کر کے بچوں اور نوجوانوں کی یہ مشکل آسان کر دی ہے۔ پیرایہ بیان بے حد دلچسپ ہے۔ یہ کہانیاں بچوں اور نوجوانوں کو اقبال کے پیغام کے بارے میں خاصی آگاہی بخشتی ہیں۔

تیسرے حصے کا عنوان ''جاوید سے خطاب'' ہے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے اپنے فرزند جاوید کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان نوجوانوں سے خطاب کیا ہے اور انہیں بہت کام کی باتیں بتائی ہیں جو ہماری نئی نسل کی ترقی کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ اس لحاظ سے کتاب کا یہ حصہ بھی بڑا اہم ہے۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ ان کہانیوں کو توجہ سے پڑھیں اور ان کے در پردہ جو نصیحتیں کی گئی ہیں ان پر عمل کریں۔

گویا یہ کتاب بچوں اور نوجوانوں کے لیے ہر لحاظ سے بہت مفید ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ نوجوانوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی یہ کتاب یقیناً مفید اور اپنے اندر دلچسپی کا خاصا سامان رکھتی ہے۔ امید ہے کہ ملک کے ہر گوشے میں اس کی پذیرائی ہوگی۔ اس کی اشاعت کے لیے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بجا طور پر مبارک باد کی مستحق ہے۔ دراصل یہ کام وزارتِ تعلیم یا وزارتِ اطلاعات و نشریات کا تھا جسے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے کیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اب یہ وزارتیں اس کتاب کی وسیع اشاعت کا بیڑا اٹھائیں تا کہ اقبال کا پیغام ہماری نئی نسل تک موثر انداز میں پہنچے اور اس طرح اس کی ذہنی و اخلاقی تربیت ہو سکے۔ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر یہ مشورہ بے جا نہ ہوگا کہ یونیورسٹی اس کے مطالب کا پاکستان کی دوسری زبانوں اور انگریزی میں ترجمہ کرانے کا اہتمام کرے۔

کتاب بڑے سائز کے ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۵ روپے ہے جو کاغذ کی گرانی کے اس دور میں مناسب ہے۔ ٹائیٹل جاذب نظر اور کتابت نہایت معیاری ہے اور قاری کو مطالعے کی ترغیب دیتی ہے۔ کتاب علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سیکٹر ایچ۔۸ اسلام آباد کے علاوہ پاکستان بھر میں یونیورسٹی کے تمام علاقائی اور ذیلی دفاتر سے مل سکتی ہے۔ (انوارالحق)

(علم کی دستک، جلد ۵، شمارہ ۳، جولائی تا ستمبر ۱۹۸۵ء، ص ۸۰ تا ۸۱)

''خورشیدِ اقبال'' میں پیش کردہ انتقادات

اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور

سن شاعت : 1978ء

صفحات : 104

قیمت : 12 روپے

فہرست مضامین:

پیش لفظ پس منظر

1۔ اقبال کی ابتدائی زندگی 2۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام

3۔ وطنیت کی مخالفت کیوں؟ 4۔ سلطنتِ عثمانیہ پر مصائب

5۔ دورِ استغراق = اور انتقادات 6۔ عملی سیاسیات میں شرکت

7۔ پنجاب (لیجسلیٹو) کونسل میں اقبال کی تقاریر 8۔ سائمن دستوری کمیشن سے تعاون

9۔ تقسیمِ ہند اور قیامِ پاکستان کا خطبہ 10۔ دو قومی نظریہ (نظریہء پاکستان)

11۔ مسلم کانفرنس سے اقبال کا خطاب 12۔ نغمۂ آزادی

13۔ خطوطِ اقبال بنام جناح 14۔ اقبال اور یونینسٹ

15۔ گول میز کانفرنس اور اس کے متعلقات 16۔ اقبال اور مخالفتِ حکومت

17۔ مسلم لیگ کی مدد 18۔ تحریکِ آزادی، معاشرت اور معیشت

19۔ مسلمان اور دیگر اقلیتوں کے درمیان مفاہمت 20۔ نتیجہء گفتگو

21۔ مأخذ اور منابع

استاد گرامی ڈاکٹر محمد ریاض، یوں تو فارسی ادب کے استاد رہے لیکن ماہر اقبالیات کی حیثیت میں بھی ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ اقبال شناسی میں وہ ایک معتبر حوالہ ہیں۔ ان کی تنقیدی بصیرت سے کون انکار کرسکتا ہے؟ اقبالیات کی کئی دیگر کتب کے علاوہ زیرِ نظر کتاب ''اقبال

اور برصغیر کی تحریک آزادی‘‘ ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ وہ ایک تجربہ کار استاد تھے۔ انھوں نے 4 مارچ 1935 تا 28 نومبر 1994ء تک فکرِ اقبال کے مختلف گوشوں پر کام کیا۔ مختلف کالجوں میں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں گراں قدر تحقیقی خدمات انجام دیں۔ چیئرمین شعبہ اقبالیات کی حیثیت میں ان کی زیرِ سرپرستی میں مجھ ایسے سینکڑوں احباب نے اقبالیاتی موضوعات پر کام کیا ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مصورِ پاکستان تھے۔ انھوں نے برعظیم پاک و ہند میں آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ علامہ اقبال کے اشعار نے خوابیدہ قوم کو نویدِ زندگی عطا کی۔ علامہ اقبال اور تحریکِ آزادی کو جدا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب ان کاوشوں کو خراجِ تحسین ہے جو علامہ اقبال نے انجام دیں۔ پیش لفظ میں ڈاکٹر محمد ریاض رقم طراز ہیں۔

> ’’سیاسی امور سے اقبال کی دلچسپی اور ایک عملی سیاستدان کے طور پر ان کی خدمات کے بارے میں اردو اور انگریزی میں کئی مقالے لکھے گئے اور بعض کتابوں میں مباحث سموئے گئے مگر اب تک کوئی ایسی کتاب نہ لکھی گئی ہے جسے پڑھ کر ایک طالب علم یا عام قاری برصغیر کی تحریکِ آزادی اور حصولِ پاکستان کی ابتدائی کوششوں میں اقبال کے حصے کو ایک واضح صورت میں ملاحظہ کر سکے ۔ اس کے علاوہ اقبال کے آزادی پرور نغمات اور اشعار بھی مختلف واقعات کے سیاق و سباق میں دیکھنے کی ضرورت تھی‘‘ (ص:10)

ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کتاب میں علامہ اقبال کی فکری کاوشوں اور عملی جدوجہد سے پہلے برعظیم پاک و ہند کی تاریخ کا پسِ منظر بھی پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تحریکوں کا جستہ جستہ تذکرہ کیا ہے جن سے گزر کر تحریکِ آزادی کا پرچم لہرانے لگا۔ فہرست مضامین سے ظاہر ہے علامہ اقبال اور قیام پاکستان کا خطبہ، مسلم کانفرنس سے اقبال کا خطاب، گول میز کانفرنس اور اس کے متعلقات، پنجاب (لیجسلیٹو) کونسل میں اقبال کی تقاریر نے جدوجہد آزادی کی عروقِ مردہ میں خونِ زندگی دوڑا دیا۔ مضامین کا مطالعہ ایک مارچ پاسٹ ہے۔ جس نے آزادی کے دروازے تک سلامی دی ہے۔ کتاب کے آخر میں ان تمام مضامین کا ماحصل پیش کیا ہے۔ منابع و مصادر کا تذکرہ ڈاکٹر ریاض کی علمی عرق ریزی کا ثبوت ہے۔

کتاب کے مطالعہ سے قاری برصغیر کی تحریکِ آزادی کے عقب میں جھانکتا ہے اور اسے قدم قدم پر اقبال کے فرمودات کی گل پاشی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض چونکہ اقبال شناس ہیں اس لیے

انھوں نے گلستانِ اقبال سے ان پھولوں کا انتخاب کیا ہے جو مجاہدین تحریکِ آزادی پر نچھاور ہوتے رہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مسلمانوں کی پسماندگی پر خون کے آنسو روتے تھے۔ انھیں ایک ہی فکر دامن گیر تھی کہ مسلمان عزت اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ وطنیت سے کا دھارا انھیں مجبور کررہا تھا کہ وہ سوئی ہوئی قوم کو بیدار کریں۔ آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ آئینہ ادب کی ایک ایسے آئینہ کی طرح کی ہے جس میں فکر اقبال کے سائبان تلے تحریک آزادی کا کارواں منزل مقصود تک پہنچا۔

مسلم لیگ کے ان کارکنوں کو بھی ڈاکٹر محمد ریاض نے ہدیہ تحسین پیش کیا ہے جو اقبال کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے سروں سے کفن باندھے عشق و سرمستی میں مستغرق منزلِ مقصود تک پہنچے۔ اقبال کی شاعری کے وہ تمام پہلو کتاب میں نمایاں ہیں جن میں آزادی کا پیغام ہے۔ بیداری خودی اور جذبہ جہاد کے بل بوتے پر مسلمانوں نے اپنا کھویا ہوا ملک 'پاکستان' کی صورت میں حاصل کرلیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش نوجوانوں کی خودی کو صورت فولاد بناسکتی ہے۔

آج ایسی کتابیں زیرِ مطالعہ نہیں ہیں جن میں تحریکِ پاکستان کا پس منظر جھلکتا ہو۔ یہ کتاب یقیناً ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی آزادی اور بقاء کا تحفظ کرسکتے ہیں۔ مصنف نے مسلم کانفرنس میں اقبال کے خطاب کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ اسی خطاب میں دوقومی نظریہ سامنے آتا ہے جو تحریکِ پاکستان کا مرکزی محور ہے۔ یہ دوقومی نظریہ دراصل نظریہ پاکستان ہی تھا۔ اس کتاب میں ہمیں وہ خطوط بھی ملتے ہیں جو اقبال نے قائداعظم محمد علی جناح کو لکھے اور انھیں برصغیر کے مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کیا۔

تحریکِ پاکستان میں اقبال کی سوچ اور شعری کاوشوں کو ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی یہ بہت کامیاب کوشش ہے۔ اس کتاب کے اقتباسات ثانوی جماعت کے نصاب میں شامل ہونے چاہئیں۔ تاریخ، سیاسیات اقبالیات اور مطالعہ پاکستان کے طالب علم اس کتاب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

افکار اقبال

مصنف	:	پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز	:	محمد سعید اللہ صدیق، مکتبہ تعمیرِ انسانیت اردو بازار لاہور
سن اشاعت	:	1990ء
صفحات	:	189
قیمت	:	54روپے

فہرست مضامین:

1۔ ازمترجم 02۔ عبدالکریم الجیلی کا نظریہ توحید مطلق
3۔ اسلام کا اخلاقی اور سیاسی نقطۂ نظر 04۔ اسلامیہ کا ایک معاشرتی مطالعہ
5۔ شذراتِ فکر۔ پانچ اضافی نکتے 06۔ بیدل، برگساں کی روشنی میں
7۔ فلسفہ اسرارِ خودی کے اساسی مباحث 08۔ دیباچہ پیامِ مشرق کے نقوش اولیہ
9۔ زندگی کا اندرونی امتزاج 10۔ میکٹیگارٹ کا فلسفہ
11۔ جاویدنامہ 12۔ حیات بعدالموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب
13۔ نیٹشے سے اقبال کا فکری تبائن اور تضاد 14۔ اقبال کے نمونہ ہائے متراجم

شیکسپئر کا قول ہے کہ دنیا ایک اسٹیج ہے۔ ہر شخص یہاں اپنا کردار ادا کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اگر ہم اس قول پر غور کریں تو کتنے ہی ایسے نام ہمارے ذہن پر دستک دیتے ہیں۔ کتنے ہی ایسے چہرے ہمارے تصور میں ابھرتے ہیں جن کے اعمال و افکار دنیا کے لیے مشعلِ راہ بن گئے۔ حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بھی ان میں سے ہیں۔

علامہ اقبال کی شاعری کے علاوہ ان کی نثر بھی اردو ادب کا قیمتی خزینہ ہے جس میں فکرِ اقبال کے موتی ستاروں کی مانند چمکتے نظر آتے ہیں۔ اقبال کا نثری سرمایا اردو کے علاوہ انگریزی میں بھی موجود ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض نے ''افکار اقبال'' کے نام سے اس کتاب میں اقبال کے ان مقالات کو اردو ترجمے کے ساتھ مختصر طور پر پیش کیا ہے۔ استاد گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے حسنِ انتخاب کو داد دیتا ہوں جنہوں نے ان مضامین کا انتخاب کیا جو بحث طلب ہیں۔ اہم انگریزی مقالات کا سلیس اردو ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ عرض ناشر میں محمد سعید اللہ راقم طراز ہیں:

''افکار اقبال'' حکیم الامت علامہ اقبال کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے 1900ء سے 1937ء کے عرصے میں تحریر کیے۔ ان میں سے پندرہ مقالے پہلی بار اردو زبان میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ اور ایک مقالے کا دوبارہ سلیس انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے 16 مقالوں کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ مجموعہ اس لحاظ سے نہایت مفید ہے کہ انگریزی زبان جاننے والے افراد تو اقبال کے انگریزی خطبات سے استفادہ کرتے ہی ہیں لیکن اس کتاب کے ذریعے انگریزی سے نا آشنا افراد بھی بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کتاب کے تعارف میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ جماعتوں کے طلبہ اور ملک کے اہل علم حضرات علامہ کی انگریزی تحریروں سے متمتع ہوتے رہے مگر ان مقالات کو اردو میں ترجمہ کرنے اور بعض امور کی تصریحات پیش کرنے کے لیے کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔ راقم السطور کے خیال میں یہ مقالے قومی زبان اردو کے علاوہ ہماری دیگر پاکستانی زبانوں میں بھی منتقل ہونے چاہئیں کیونکہ یہ حضرت علامہ کی تحریریں ہیں جن کا ہر حرف حرزِ جاں بنانے کے لائق ہے۔''

استاد گرامی ڈاکٹر محمد ریاض نے ایک مترجم کی حیثیت سے حسن معانی کا خاص خیال رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگ گئے ہیں۔ مکتبہ تعمیر انسانیت کے محمد سعید اللہ صدیق مبارک باد کے مستحق ہیں' جنہوں نے دیگر مفید کتب کی طرح یہ اہم کتاب شائع کر کے اقبالیاتی ادب میں اپنا گراں قدر حصہ شامل کیا ہے۔

اقبال اور فارسی شعراء

مرتبہ : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : اقبال اکادمی پاکستان
ناشر : ڈاکٹر معز الدین
سن اشاعت : 1977ء
صفحات : 376
قیمت : 34 روپے

فہرست مضامین:

01۔پیش لفظ 02۔تعارف 03۔مقدمہ (فارسی شاعری اور اقبال کا اسلوب بیان)
04۔سبکِ اقبال 05۔عمومی تبصرہ 06۔اقبال کی فارسی مثنویاں
07۔دوبیتیاں (رباعیات) 08۔غزلیات 09۔مستزادات
10۔ اقبال کی متفرق اختراعات اور جدتیں

☆ سبک خراسانی کے شعراء اور اقبال

01۔فردوسی 02۔منوچہری دامغانی 03۔ناصر خسرو
04۔مسعود سعد سلمان لاہوری 05 ۔سنائی غزنوی 06۔انوری ابیوردی
07۔خاقانی شروانی 08۔نظامی گنجوی 09۔عطار نیشاپوری
10۔خواجہ معین الدین چشتی

☆ سبق عراقی کے چند شاعر اور اقبال

01۔رومی (مولوی) 02۔عراقی ہمدانی 03۔سعدی شیرازی
04۔محمود شبستری 05۔بوعلی قلندر 06۔امیر خسرو
07۔حافظ شیرازی 08۔جامی 09۔بابا فغانی

☆ دیگر شعراء:

01۔شیخ رکن الدین اوحدی 02۔حضرت شیخ نصیر الدین محمود
03۔امام فخر الدین یحیٰ

04۔شیخ کمال الدین مسعود	05۔جمال دہلوی	06۔تہماسپ قلی بیگ
07۔کمال الدین وحشی	08۔مولانا ابوسعید	

☆ **سبک ہندی کے فارسی شعراء اور اقبال**

01۔عرفی شیرازی	02۔فیضی فیاضی	03۔نظیری نیشاپوری
04۔ابوطالب کلیم	05۔غنی کشمیری	06۔صائب تبریزی
07۔بیدل عظیم آبادی	08۔غالب	

☆ **سبک ہندی کے دیگر شعراء**

01۔غزالی مشہدی	02۔انیسی شاملو	03۔مولانا حکیم زلالی
04۔ملا محمد ملک قمی	05۔ملا محمد نورالدین	06۔ محمد طالب آملی
07۔اسیر اصفہانی	08۔قدسی مشہدی	09۔رضی دانش
10۔ملا فرج اللہ فرج	11۔عزت بخاری	12۔ملا حسین معمائی
13۔ملا احمد فوق یزدی	14۔مومن استر آبادی	15۔ملا طغرا
16۔ملا راقم	17۔مخلص کاشی	18۔ناصر علی سرہندی
19۔جویا تبریزی	20۔تاثیر تبریزی	21۔مخلص سیالکوٹی
22۔حزین لاہجی اصفہانی	23۔راسخ سرہندی	24۔مرزا مظہر جان جاناں

☆ **متفرقات**

01۔لطف اللہ بیگ آذر	02۔میر سید عبدالوہاب	03۔قرۃ العین طاہرہ
04۔قاآنی		

☆ **برصغیر کے چند معاصر فارسی شعراء**

01۔اشاریہ	الف:اشخاص	ب: کتب ورسائل

ج:اماکن (اسمائے جغرافی)

☆ **حرف تہجی کے اعتبار سے فارسی شعراء کے اسماء**

.....برعظیم پاک وہند میں فارسی زبان چوتھی صدی ہجری میں آئی اور اس کے بعد اس زبان نے صدیوں اس خطہ پر حکمرانی کی۔اس لیے برعظیم پاک وہند کے لوگوں کے لیے فارسی زبان نئی نہ تھی۔علامہ اقبال نے جس دور میں فارسی کو ذریعہ اظہار بنایا وہ مسلمانوں اور اس زبان کے زوال کا دور تھا۔

لیکن شاعرِ مشرق نے نہ صرف فارسی زبان میں مہارت حاصل کی بلکہ اپنے اشعار کے ذریعے اس زبان کو دوبارہ زندہ کر دیا کلام اقبال کا بڑا حصہ فارسی زبان پر مشتمل ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ان کا وہ کلام جس میں ان افکار کا اصل حصہ موجود ہے وہ فارسی میں ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ انہوں نے خود بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''اردو میں شعر نازل نہیں ہوتے یوں بھی فارسی کو چھوڑ کر اردو میں کہنا سنگ مرمر کی بجائے گارے کی عمارت بنانا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ اسرارِ خودی اور رموز بے خودی ایسی عظیم مثنویاں فارسی ہی میں ہیں۔علامہ اقبال فارسی شعراء سے بے حد متاثر تھے۔ان کے کلام میں جا بجا فارسی شعراء کی مدح سرائی نظر آتی ہے اور فارسی شعراء کے اثرات علامہ اقبال کے فارسی کلام پر نمایاں نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب ''اقبال اور فارسی شعراء'' میں علامہ کا فارسی شعراء کے ساتھ نہ صرف موازنہ کیا ہے بلکہ علامہ کے کلام پر مختلف فارسی شعراء کے کلام کے اثرات کا جائزہ بھی لیا ہے۔

یہ ایک اچھوتے موضوع کی حامل کتاب ہے۔ 19 ابواب پر مشتمل اس کتاب کا آغاز بر صغیر میں فارسی شاعری کے آغاز، ارتقاء اور زوال کی داستان سے ہوتا ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے ان حالات کا بھی جائزہ لیا ہے جو فارسی زبان کے زوال کے پس منظر میں تھے۔زمانہ طالب علمی ہی میں اقبال فارسی عربی علوم پر دسترس رکھتے تھے۔یہی شوق انہیں فارسی شاعری پر آمادہ کرنے لگا۔ڈاکٹر محمد ریاض نے عرق ریزی سے فارسی زبان کے متعدد شعراء کرام کا کلام اکٹھا کیا اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے کلام سے ہم آہنگ کیا۔

کتاب کے ایک باب میں علامہ کی فارسی شاعری پر تنقیدی جائزہ پیش کرنے کے بعد مصنف نے اصل موضوع یعنی فارسی شعراء اور علامہ اقبال کا رخ کیا ہے۔قارئین کی آسانی کے لیے فارسی شاعری کے معروف سکول آف تھاٹ یعنی اندازہائے بیان کا تعارف کروایا اور شاعروں کی درجہ بندی کی۔ان شعرا کو مصنف نے چار گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔سبک خراسانی کے شعراء، سبک عراقی کے شعراء، سبک ہندی کے شعراء اور متفرقات' اس کے کل 70 شعراء ہیں جن کا علامہ کے کلام پر اثرات کا جائزہ اور علامہ سے ان کا موازنہ پیش کیا گیا ہے۔یہ ایک تحقیقی مقالہ ہے جو مصنف کی محنت و جستجو کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کتاب کی خاص بات جو مصنف کی ذہانت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ مصنف نے پہلے

فارسی شاعری کے مختلف اسالیب پر تفصیل سے بحث کی ہے۔اس کے بعد اقبال کے اسلوب کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ یہ یقیناً ایسے شخص کا کام ہے جو فارسی زبان وادب میں مہارت رکھتا ہو۔کتاب کے پیش لفظ میں سید عبدالرشید فاضل مصنف کو اس کارنامے پر ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

''کام کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ کام پاکستان میں بیٹھ کر کیا جاتا تو بڑی مشکلات پیش آتیں اور اگر ان مشکلات پر قابو پا لیا جاتا تب بھی شاید اس موضوع پر لکھنے کا حق ادا نہ ہوتا کہ اول ستر شعراء کا کلام یہاں دستیاب نہ ہوتا اور دستیاب ہو جاتا تو اس کو اس طرح مختلف اسالیب کے ساتھ متعلق کرنا آسان نہ تھا۔اس لیے قدرت نے یہ کام ایسے شخص سے لیا جو تہران یونیورسٹی کا پی ایچ ڈی ہے اور اس کو تہران میں بیٹھ کر ہی اس کام کے کرنے کا موقع مل گیا ہے جہاں اس کی تکمیل کے لیے جملہ اسباب میسر ہیں۔''

کتاب پاکستان میں رہنے والوں کو فارسی شعراء سے آشنا کروانے کا اہم ذریعہ ہے۔اس دور میں جب کہ فارسی جاننے والے چند لوگ ہی رہ گئے ہیں یہ کتاب لکھ کر ڈاکٹر ریاض نے فارسی کے فروغ کے لیے اہم پیش رفت کی ہے۔کتاب ایک ایسے گلدستے کی مانند ہے جس میں فارسی زبان کے مختلف شعراء رنگ برنگ پھولوں کی مانند اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔سید عبدالرشید فاضل کتاب کے پیش لفظ میں اس بات کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''غرضیکہ یہ مقالہ ایک ایسا مرقع ہے جس میں ستر شاعروں کو سجایا گیا ہے اور اس خوبصورتی سے سجایا ہے کہ ان کے اور ان کی شاعری کے خدوخال اور نقش ونگار نہایت واضح اور نمایاں طور پر سامنے آگئے ہیں بلکہ مرقع نگار نے بڑی چابکدستی اور صناعی سے ان تمام پہلوؤں کو بھی جو خصوصی اہمیت کے مالک تھے' منظر عام پر لانے کی نہایت کامیاب کوشش کی ہے اور ساتھ ہی اقبال اور ان شعراء کے درمیان بعض مشترک اور متشابہ خصوصیات کا بھی ایسا بیان ہو گیا کہ باید وشاید''

جاوید نامہ (تحقیق وتوضیح)

مصنف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : پروفیسر محمد منور۔ڈائریکٹر اقبال اکادمی پاکستان، لاہور

سن اشاعت : 1988ء

صفحات : 256

قیمت : 80 روپے

فہرست مضامین:

01۔ توضیح مصنف

02۔ کتاب بزبانِ شاعر

03۔ کتاب نما

04۔ جاوید نامہ اور دیگر تصانیفِ اقبال

05۔ جاوید نامہ کے امتیازی پہلو

06۔ چوہدری محمد حسین کے مقالے سے اقتباس

07۔ ملاحظاتِ اقتباس

08۔ شہر زوری کا قصیدہ

09۔ ترجمہ قصیدہ

10۔ تلاشِ اسفار

11۔ واقعہ معراج النبوی ﷺ اور صوفیہ وشعرا

12۔ جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی

13۔ جاوید نامے کے تمثیلی کردار

14۔ جاوید نامے کا اسلوب اور افلاک سے ماقبل حصہ

15۔ فلک قمر

16۔ طواسین رسل

17۔ فلک عطارد

18۔ افغانی سے گفتگو

19۔ مسئلہ ملکیت زمین سے غیر معمولی دلچسپی

20۔ سعید حلیم پاشا سے گفتگو

21۔ فلک زہرہ

22۔ ترجیح بند نغمہ بعل

23۔ فرعون کبیر اور فرعون صغیر

24۔ مہدی اور ان کا خطاب بہ اقوام عرب

25۔ فلک مریخ

26۔ شہر مرغدین اور وہاں کا آئیڈیل معاشرہ

27۔ تقدیروں کا تغیر۔ایک نیا خیال

28۔ مریخ کی دوشیزہ نبیّہ

29۔ فلک مشتری، ابن حلاج، طاہرہ اور غالب

30۔ مسئلہ امتناع خلق نظیر رحمۃ اللعالمین ﷺ

31۔ حقیقت محمدیہ اور ابن حلاج

32۔ ابلیس اور نالۂ ابلیس

33۔ فلک زحل، جعفر وصادق

34۔ آنسوئے افلاک

35۔ نیٹشے کا مقام اعراف

36۔ شرف النساء بیگم

37۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غنی کشمیری
38۔ اقبال کا تصور ابلیس
39۔ تحقیقی نگاہ بازگشت
40۔ معرکہ روح و بدن
41۔ بھرتری ہری
42۔ روح ناصر خسرو
43۔ نادر افشار، احمد شاہ ابدالی اور سلطان شہید
44۔ زندگی، موت اور شہادت کی حقیقت
45۔ جمال حق کے حضور (سوال و جواب)
46۔ جمال کی جگہ صفت جلال اور اختتام سفر
47۔ جاوید سے خطاب
48۔ حواشی
49۔ اشاریہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے ہراول دستہ میں ڈاکٹر محمد ریاض کا نام سر فہرست ہے۔ مجھے ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اقبالیاتی تحقیق کے لیے اہم خدمات انجام دیں۔ وہ فارسی ادب کے استاد تھے۔ اوپن یونیورسٹی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب ڈاکٹر علامہ اقبال کے شعری مجموعہ ''جاوید نامہ'' کی تشریح و توضیح ہے۔ فارسی پر دسترس رکھنے کی وجہ سے ڈاکٹر محمد ریاض نے جاوید نامہ کی تفہیم کے لیے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے ''جاوید نامہ'' کے مفاہیم و معانی کی وضاحت کے لیے تحقیقی انداز اپنایا ہے۔ علامہ اقبال کی یہ کتاب دانتے کی ''ڈیوائن کامیڈی'' سے مشابہ ہے۔ علامہ اقبال کی کتاب ''جاوید نامہ'' ایک ڈرامے کا پلاٹ اور تمثیلی انداز رکھتی ہے۔ اس میں اقبال افلاک کی سیر کرتے ہیں اور مشہور ہستیوں کی ارواح سے ملاقات کرتے ہیں۔ اقبال اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''میری تازہ تصنیف ''جاوید نامہ''..... حقیقت میں ایشیا کی ڈیوائن کامیڈی ہے جیسے دانتے کی تصنیف یورپ کی ڈیوائن کامیڈی ہے۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کتاب کے شروع میں توضیح مصنف میں سبب تالیف بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ''کتاب بزبان شاعر'' کے عنوان کے تحت انہوں نے علامہ اقبال کے جاوید نامہ کے بارے میں تعارف شامل کیا ہے۔ ''جاوید نامہ اور دیگر تصانیف اقبال'' میں انہوں نے علامہ اقبال کی کتابوں کا تعارف دیا ہے۔ ''جاوید نامہ کے امتیازی پہلو'' میں انہوں نے جاوید نامہ کے اوصاف بیان کیے ہیں جو اسے دوسری کتابوں سے نمایاں کرتے ہیں۔ اس کے بعد چوہدری محمد حسین کے مقالے سے اقتباس پیش کیا گیا ہے اور ''ملاحظات اقتباس''، ''قصیدہ ابن شہر زوری''۔

''ترجمۂ قصیدہ''، ''آسمانی سفرناموں کی تلاش''، ''واقعہ معراج نبوی ﷺ''، ''صوفیہ اور شعراء''، ''جاوید نامہ اور ڈیوائن کامیڈی''، ''جاوید نامہ کے تمثیلی کردار''، ''جاوید نامے کا اسلوب'' اور ''افلاک سے ماقبل حصہ'' کے عنوانات کے تحت لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ جاوید نامہ کے تمام موضوعات کی تشریح کی ہے جن میں ''فلک قمر''، طواسین رسل''، ''فلک عطارد''، ''افغانی سے گفتگو''، ''مسئلہ ملکیت زمین سے غیر معمولی دلچسپی''، ''سعید حلیم پاشا سے گفتگو''، ''فلک زہرہ''، ''ترجیح بند نغمہ بعل''، ''فرعون کبیر اور فرعون صغیر''، ''مہدی اور ان کا خطاب بہ اقوام عرب''، ''فلک مریخ ''، ''شہر مرغدین اور وہاں کا آئیڈل معاشرہ''، ''تقدیروں کا تغیر''، ''ایک نیا خیال''، ''مریخ کی دوشیزہ نبیہ''، ''فلک مشتری' ابن حلاج' طاہرہ اور غالب ''، ''مسئلہ امتناع خلق نظیر رحمۃ اللعالمین ﷺ''، ''حقیقت محمدیہ اور ابن حلاج''، ''ابلیس اور نالۂ ابلیس''، ''فلک زحل اور جعفر و صادق''، ''آنسوئے افلاک''، ''نیٹشے کا مقام اعراف''، ''شرف النساء بیگم''، ''امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غنی کشمیری''، ''اقبال کا تصورِ ابلیس''، ''تحقیقی نگاہ بازگشت''، ''معرکہ روح و بدن''، ''بھرتری ہری''، ''روح ناصر خسرو''، ''نادر شاہ' احمد شاہ ابدالی اور سلطان شہید''، ''زندگی' موت اور شہادت کی حقیقت''، ''جمال حق کے حضور (سوال وجواب)''، ''جمال کی جگہ صفت جلال اور اختتام سفر شامل ہیں۔ کتاب کے آخر میں ''جاوید سے خطاب'' کی توضیح کی گئی ہے۔

''منابع اور مصادر'' میں ان کتب اور رسائل کے بارے میں لکھا گیا ہے جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہر باب کے ترتیب سے حواشی دیئے گئے ہیں۔ اشاریہ کو شخصیات اور کتب و رسائل کے عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب کے فلیپ پر پروفیسر محمد منور مرزا نے کتاب کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض' اقبالیات کے معروف محقق اور استاد اور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے سربراہ ہیں۔ اقبالیات کے سلسلے میں متعدد معتبر تحقیقی اور تنقیدی کتب کے مصنف ہیں۔ زیر نظر کتاب ''جاوید نامہ، تحقیق و توضیح'' علامہ اقبال کے شاہکار جاوید نامہ کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔ تاہم یہ کتاب جاوید نامہ کی تشریح نہیں بلکہ بنیادی موضوعات کی تحقیق و توضیح ہے۔ کتاب میں مطالب کی تفہیم کے لیے فارسی اشعار کا اکثر صورتوں میں ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔''

یہ کتاب اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں یکساں مقبول ہے۔ اقبال کے شعری شاہکار'' جاوید نامہ'' کی تفہیم و تشریح اور حسنِ معانی سمجھنے کے لیے کتاب بہت مفید ہے۔ اقبال اکادمی کی دیگر کتب میں یہ ایک منفرد اضافہ ہے۔

اقبال اور احترام انسانیت

مصنف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : نذیر حسین، نذیر سنز پبلشرز' 40۔اے اردو بازار لاہور

اشاعت : 1989ء

صفحات : 216

قیمت : 50 روپے

فہرست مضامین:

گزارش

01۔ اقبال اور احترامِ انسانیت

02۔ اقبال' شاعرِ حکمت

03۔ اقبال کی فارسی تصانیف کے مقاصد

04۔ اقبال اور عالمِ اسلام

05۔ اقبال اور ملتِ اسلامیہ کا عروج و زوال

06۔ اقبال اور دنیائے اسلام

07۔ اقبال اور کتاب ذخیرۃ الملوک

08۔ اقبال اور میراث کشمیر

09۔ اقبال کی نوٹ بک (شذراتِ فکر)

10۔ اقبال کی مخالفتِ استبداد

11۔ اقبال بین الاقوامی سیمینار علی گڑھ 1987ء

12۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ کی اقبال شناسی

13۔ اقبال کا اُسلوب شعر

14۔ اقبال کی ادبی تراکیب

15۔ اقبال کا صدارتی خطبہ الٰہ آباد

انسان کائنات کی اٹل حقیقت ہے۔ انسان دنیا میں اللہ کا نائب، خلیفہ اور ترجمان ہے۔ انسان کہلانے کا وہی مستحق ہے جس میں انسانیت کا جذبہ موجود ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال کے نزدیک انسان کی زندگی کا مقصد دوسرے انسانوں کی بھلائی ہے۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ان کے فکر و فلسفہ میں انسان اور انسانیت مرکزی نقطہ ہے۔ احترامِ انسانیت کی تبلیغ ان کی نثر و شاعری میں یکساں طور پر موجود ہے۔ وہ عالمِ انسانیت اور عالمِ اسلام دونوں کو درس اخوت و مروت دیتے ہیں۔ اقبال کے اس اہم فکری پہلو کو اجاگر کرنے کے لیے استاد گرامی پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ''اقبال اور احترامِ انسانیت'' اہمیت کی حامل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض گوناں گوں صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ان کی علمی، ادبی اور تعلیمی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اردو، فارسی اور انگریزی پر عبور رکھتے

ہوئے انہوں نے فکر اقبال کے کئی پہلوؤں پر بہت کچھ لکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ہر مرحلہ درس و تدریس اور تحریر وتقریر کے حصار میں رہا۔ ڈاکٹر محمد ریاض گورنمنٹ کالج میں اردو اور فارسی کے لیکچرار رہے۔ جس کے دوران 1965ء تا 1968ء تہران میں ریسرچ سکالر رہے۔ مختلف تعلیمی اداروں کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ اقبالیات کے صدر بھی رہے۔ تحقیق میں ان کی خدمات قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے اقبالیات، اردو و فارسی ادب' پاکستانیات' اور علوم اسلامی پر تین زبانوں اردو، فارسی اور انگریزی میں مقالے لکھے۔ اقبالیات پر ان کی متعدد کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں، جن میں سے ایک کتاب ''اقبال اور احترامِ انسانیت'' بھی ہے۔ کتاب کے دیباچہ ''گزارش'' میں ڈاکٹر ریاض نے لکھا ہے:

> ''اقبال اور احترامِ انسانیت'' اس مجموعے کے پندرہ مضامین سے پہلے کا عنوان ہے۔ اقبال موجودہ صدی میں احترامِ انسانیت کے بہت بڑے نقیب رہے اور'' جاوید نامے کے فلک عطارد'' والے حصے میں ان کے شعر اس موضوع پر ایک بہترین دستاویز پیش کرتے ہیں:
>
> آنچہ در آدم بگنجد عالم است — آنچہ در عالم نگنجد آدم است
> برتر از گردوں مقام آدم است — اصل تہذیب احترام آدم است
>
> اسی مناسبت سے جب ہم نے غور کیا تو یہ مضامین جو اس مجموعے میں شامل کیے جا رہے ہیں کسی نہ کسی طرح حکمتِ احترام سے ہی وابستہ نظر آئے۔
>
> اس مجموعے میں مختلف موضوعات پر نسبتاً مختصر مضامین شامل اشاعت کیے گئے ہیں۔ دیکھا کہ اقبال کے طویل موضوعات نوجوان طبقے کے لیے خصوصاً باعث کشش نہیں ہوتے جبکہ ملتِ اسلامیہ کا یہی گروہ علامہ اقبال کی دعاؤں اور توقعات کا بہت بڑا محور اور مرجع رہا ہے تو اس کی پاسداری ضروری ہے۔
>
> شراب کہن پھر پلا ساقیا — وہی جام گردش میں لا ساقیا
> خرد کو غلامی سے آزاد کر — جوانوں کو پیروں کا استاد کر
> جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے — مرا عشق میری نظر بخش دے

کتاب کا انتساب بھی قابل غور ہے۔

> ''علامہ اقبال کے قدر شناس اور ان کے فکر وفن سے استفادہ کرنے والے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کے نام!
>
> اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی — ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد

مضامین کے اس مجموعے کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ طویل نہیں بلکہ مختصر ہیں۔ ان کے ہر موضوع میں ایک اہم بات ''شہ سرخی'' میں نظر آتی ہے۔ کتاب کے مضامین کے اختصار کی وجہ بقول مصنف یہ ہے کہ طویل موضوعات نوجوان طبقے کے لیے باعثِ کشش نہیں ہوتے جبکہ ملتِ اسلامیہ کا یہی گروہ علامہ اقبال کی دعاؤں اور توقعات کا بہت بڑا محور اور مرجع رہا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے شاید یہ کتاب اقبال کے شاہینوں کے نام وقف کی ہے۔ کتاب کا موضوع یعنی ''احترام انسانیت'' اس قدر اہم ہے کہ میرے خیال میں آج ہر شخص کے لیے اس سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ ہماری معاشرتی ناہمواریاں اسی موضوع سے نابلد ہونے کی وجہ سے ہیں۔ جس طرح پھول خوشبو کے بغیر، عالم عمل کے بغیر، چاند روشنی کے بغیر، بے سود ہیں اسی طرح انسان حسنِ اخلاق اور انسانیت کے بغیر انسانیت کے درجے پر فائز نہیں ہوسکتا۔ بقول شاعر:

تم کو منزل کا راستہ مل جائے   زندگانی کو مدعا مل جائے
پیش آؤ ہر اک سے احترام کے ساتھ   جانے کس بھیس میں خدا مل جائے

تفسیرِ اقبال

مصنف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : ملک مقبول احمد، مقبول اکیڈمی 199۔ سرکلر روڈ، چوک انارکلی لاہور

سن اشاعت : 1988ء

صفحات : 420

قیمت : 150 روپے

فہرست مضامین:

1۔ تعارف از مصنف
2۔ اقبال کے تراجم اور ماخوذات
3۔ ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں
4۔ مقدمہ سرود اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)
5۔ اقبال ایران کی درسی کتب میں
6۔ اقبال اور علوم وفنون کی اسلامی منہاج
7۔ اقبال اور آئین جوانمردی
8۔ اقبال کا تصور ابلیس
9۔ اقبال اور سعید حلیم پاشا
10۔ اقبال اور بیدل
11۔ اقبال اور سید جمال الدین افغانی

ڈاکٹر محمد ریاض نے شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے کلام کی تشریح وتوضیح کے لیے بہت ریاضت کی ہے۔ فارسی کلام، خطبات اور اقبال کی شاعری کے عارفانہ پہلوؤں پر ڈاکٹر محمد ریاض کی تحقیق قابل ستائش ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ اقبالیات ان کی خدمات سے ایک عرصہ تک فیض حاصل کرتا رہا۔ زیرِ نظر کتاب ''تفسیرِ اقبال'' ان کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس سے پہلے مقالاتِ اقبال پر مشتمل ان کے دو مجموعے ''برکاتِ اقبال'' اور ''افاداتِ اقبال'' بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ''تفسیرِ اقبال'' میں دس مضامین شامل ہیں۔ تمام مضامین اقبالیاتی ادب کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔

کتاب کا دوسرا مضمون ''ابیاتِ اقبال کے معانی شاعر کی اپنی تحریروں میں'' اپنی جدت اور علمیت کی وجہ سے قابل توجہ ہے۔ اس میں علامہ کے اشعار کے معانی ان کی نثری تحریروں کے اقتباسات کے ذریعے واضح کیے ہیں کیونکہ اقبال کے اکثر اشعار میں جو فکر کارفرما نظر آتی ہے وہ ان کی نثر میں بھی موجود ہے۔ اس طرح ان اشعار کا مفہوم ان کی نثر کے ذریعے قابلِ فہم بن

جاتا ہے۔

''اقبال ایران کی درسی کتب میں'' کے مطالعہ سے یہ خوش گوار حقیقت ہم پر واضح ہوتی ہے کہ شاعرِ مشرق کے احوال و آثار اب ایران کے نونہالوں کی درسی کتب میں شامل ہو گئے ہیں جو کہ ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے تعارف لکھا ہے:

> ''فروری 1987ء کے آخری ہفتے میں علامہ اقبال بین الاقوامی سیمینار منعقدہ علی گڑھ میں شرکت کرنے کے بعد جب میں لاہور میں ان سے ملا تو انہوں نے میرے پاس ''تفسیرِ اقبال'' نام کی بھارت میں چھپی ہوئی ایک کتاب دیکھی اس کتاب کو بہار الہ آبادی نے ۱۹۸۲ء میں شائع کروایا اور اس میں پاکستانی مجلوں میں شائع ہونے والے مقالے درج ہیں۔ خود میرے ''دو مقالے اقبال اور عاشقانِ رسول ﷺ'' اور ''اقبال کے ساقی نامے'' جو ہمارے ملک کے بعض مجموعوں میں شائع ہو چکے ہیں، اس کتاب میں شامل ہیں۔''

''تفسیرِ اقبال'' کا ہر مقالہ اقبال کو مختلف پہلوؤں سے جانچنے اور پرکھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔ کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض بطورِ چیئرمین شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اہم خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد بھی اقبال کی تصانیف پر ان کی کتب سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ فارسی کے حوالے سے ان کی اقبال شناسی پاکستان اور ایران میں یکساں مقبول ہے۔

افاداتِ اقبال

مصنف : ڈاکٹر محمد ریاض
پبلشرز : ملک مقبول احمد، مقبول اکیڈمی 199 سرکلر روڈ چوک انارکلی، لاہور
صفحات : 375
قیمت : 120 روپے

فہرست مضامین:

☆ پیش گفتار ☆ خراج تحسین
01۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ ثقفی (بحوالہ اقبال)
02۔ اقبال اور وحدت ملی
03۔ اقبال' اسلامی تصورِ ادب کا عظیم ترجمان
04۔ اقبال' خود آموز مفکرین کے زمرے میں
05۔ اقبال کا تصور علم و تعلیم
06۔ اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو
07۔ اقبال اور معاشرتی انصاف
08۔ علامہ اقبال کا عسکری آہنگ
09۔ گل لالہ کی ادبی روایات اور اقبال
10۔ اقبال کے مترادف اشعار
11۔ اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں
12۔ اقبال اور ان کی فارسی شاعری
13۔ افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی
14۔ اقبال کی فارسی تصانیف (تعارف برائے طلباء)
15۔ تازہ بتازہ نو بہ نو تراکیب اقبال
16۔ اقبال اور جوہر کے روابط
17۔ پروفیسر عزیز احمد (مرحوم) کی اقبال شناسی
18۔ اقبال کا ایک ولولہ انگیز ترکیب بند
19۔ علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں
20۔ اقبال اور نژادِ نو
21۔ علامہ اقبال اور تصور ریاست اسلامی

حکیم الامت علامہ اقبال کا صحرائے فکر وفن اپنے مسافروں پر نئے نئے گوشے نہاں کرتا چلا جاتا ہے اور وہ تلاش و جستجو کا سفر طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن حیرت اس بات کی ہے کہ اس سفر میں انہیں تھکن ہونے کے بجائے ہر منزل پر تازگی اور شگفتگی کا احساس ہوتا ہے۔ فکرِ اقبال کا ہر پہلو ایک نئی رنگینی و لطافت اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص ایک بار اس کا مطالعہ شروع کردے اس پر فکرِ اقبال کا رنگ اس طرح غالب آجاتا ہے کہ پھر اس پر کوئی رنگ نہیں چڑھ سکتا۔

استاد گرامی ڈاکٹر محمد ریاض بھی ایسی ہی شخصیات میں سے ہیں جن پر یہ رنگ مکمل طور پر غالب آچکا ہے۔انہوں نے فکرِ اقبال پر متعدد کتابیں لکھیں۔''افاداتِ اقبال'' بھی ان کی انہیں کتابوں میں سے ایک ہے جس میں اقبال کے فکروفن پر 31 مقالات شامل ہیں۔جن میں ''اقبال ،خودآموز مفکرین کے زمرے میں''،''اقبال اور معاشرے کی تعمیرِ نو''،''افغانستان اور ایران میں اقبال شناسی''،''علامہ اقبال اور مسلم خواتین کی جداگانہ یونیورسٹیاں'' قابلِ مطالعہ ابواب ہیں جو کہ ہمارے علم میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ محمد اقبال کے کئی مخفی گوشوں پر بھی قلم اٹھایا ہے جن پر لکھا تو گیا ہے پر بہت کم۔۔۔۔ڈاکٹر محمد ریاض کا کمال یہ ہے کہ وہ مشکل سے مشکل موضوع کو بھی نہایت آسان زبان میں قارئین کے لیے پیش کردیتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ محمد قبال کے بعض دقیق موضوعات کو سادہ اور سلیس زبان میں نہ صرف بیان کیا بلکہ ان کی تفہیم کا فریضہ بھی خوبصورتی سے انجام دیا ہے۔یہ کتاب اپنے اندر ایک گنجینۂ بے بدل رکھتی ہے۔ڈاکٹر محمد ریاض نے افکار اقبال کا عمیق مطالعہ کیا اور ان کے جواہر پاروں کا تجزیہ کرکے مختلف مضامین کی شکل میں ڈھالا۔کئی نئے موضوعات بھی سامنے آئے ہیں جن میں ''اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں''،''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''،''اقبال اور ان کی فارسی شاعری''اور''گل لالہ کی ادبی روایات اور اقبال'' ایسے موضوع ہیں جن پر بہت کم لکھا گیا ہے مگر ڈاکٹر ریاض نے ان تشنہ پہلوؤں پر کمال ہنرمندی سے قلم اٹھایا ہے۔کتاب کے آغاز میں ''خراجِ تحسین'' کے عنوان سے ایک باب درج ہے جس میں مغربی نقاد ہربرٹ ریڈ کا علامہ اقبال کی مثنوی اسرارِخودی پر اقبال کو خراج تحسین شامل ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد ریاض کی محنت وعرق ریزی کا ثبوت ہے۔کتاب کے پیش گفتار میں ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے کتاب کی افادیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ڈاکٹر محمد ریاض صاحب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے اردو ہی نہیں فارسی اور انگریزی میں بھی اقبالیات پر کام کیا ہے اور یہ کام توضیحی وتشریحی بھی ہے اور تنقیدی وتحقیقی بھی۔اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب وثقافت کی تاریخ کے عمیق مطالعہ نے انہیں جو بصیرت بخشی ہے اور فارسی زبان وادب میں مہارت نے ان میں جو غیر معمولی استعداد پیدا کی ہے اس کی بدولت انہوں نے افکارِ اقبال کی قدروقیمت متعین کرنے اور فارسی شعرا اور اقبال کے درمیان فکری وفنی موازنے کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ کمیت ہی نہیں کیفیت کے اعتبار سے بھی وقیع

ہے۔‘‘(ص:6)

افاداتِ اقبال ڈاکٹر محمد ریاض کی انہیں خصوصیات کا ثبوت ہے جسے پڑھ کر اقبال کے فکروفن کی بہت سی نئی جہتیں ہمارے سامنے آتی ہیں ۔ یہ کتاب اقبالیاتی کتب میں ایک بہت ہی خوبصورت اضافہ ہے۔ڈاکٹر ریاض کی دیگر تصانیف اقبال کی طرح یہ کتاب بھی قاری پر انمٹ نقوش چھوڑے گی اور قاری کو متاع بے بہا دے گی۔اس کی گونج تا دیر سنائی دیتی رہے گی۔

آفاقِ اقبال

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : عبدالرشید نظامی، گلوب پبلشرز، اردو بازار، لاہور

اشاعت : 1987ء

صفحات : 239

قیمت : 75روپے

فہرست مضامین:

1۔ تعارف
2۔ علامہ اقبال کی دعائیں
3۔ اقبال اور شاہ ہمدان (رحمۃ اللہ علیہ)
4۔ اقبال اور نظریۂ پاکستان
5۔ اقبال اور جہانِ اسلام
6۔ اقبال کا نظریۂ عشق
7۔ اقبال کی بصیرتِ نفس
8۔ اقبال اور افغانستان
9۔ اقبال ایک مطالعہ: تبصرہ
10۔ مثنوی گلشن رازِ جدید اور دیگر
11۔ کتب اقبال
12۔ تلمیحات فرہاد کلام اقبال میں
13۔ اقبال اور ابن حلاج (رحمۃ اللہ علیہ)
14۔ تصورِ ریاستِ اسلامی

کتاب انسان کی تنہائی کی بہترین ساتھی ہے۔ گو تیز رفتار زندگی' کمپیوٹر اور دوسری سائنسی ایجادات کی وجہ سے لوگوں نے مطالعہ کی طرف توجہ کم کر دی ہے لیکن کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے اور پھر کتاب بھی ایسی جو ہماری معلومات میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہماری اخلاقی اصلاح بھی کرے تو اس سے بہتر ذریعہ تفریح اور کیا ہو سکتا ہے؟

''آفاقِ اقبال'' بھی ایسی ہی کتاب ہے جو پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کے 13 مقالات کا مجموعہ ہے۔ پہلا باب ''علامہ اقبال کی دعائیں'' جس میں اقبال کے کلام سے ان کے دعائیہ اشعار دیئے گئے ہیں قابلِ توجہ ہے۔ ''اقبال اور شاہ ہمدان''، ''اقبال اور ابن حلاج'' ایسے مقالے ہیں جنہیں پڑھ کر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ ''تعارف'' میں ڈاکٹر محمد ریاض ان مقالات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''دو مضامین کے بارے میں البتہ میں توجہ مبذول کراؤں گا ایک حضرت شاہ ہمدان کے احوال و

آثار اور علامہ اقبال سے ان کے فکری اور معنوی ربط کے بارے میں ہے۔اس موضوع پر کسی نے نہیں لکھا تھا۔'' دوسرا ابن منصور حلاج کی کتاب ''الطّواسین'' کا اردو ترجمہ ہے...... یہ مضمون قارئین کو کتاب الطّواسین کے محتویات سے بہرہ مندر کھے گا۔''

''تلمیحاتِ فرہاذ کلامِ اقبال میں'' کے مطالعے سے ہمیں شیریں فرہاد کی تلمیح سے علامہ اقبال کی فنی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔

''آفاقِ اقبال'' کے مطالعہ سے فکرِ اقبال کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں جو کہ ہماری معلومات میں ایک گراں قدر اضافے کا باعث بنتی ہیں۔استادِ گرامی ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کی شستہ اور سادہ تشریح سے کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔مقالات میں اشعار کا انتخاب قابل ستائش ہے۔

''آفاقِ اقبال'' کے مضامین خشک ہونے کے باوجود علمی طراوت کے حامل ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنا قلم افکارِ اقبال کی تشہیر کے لیے وقف کر کے اپنا اقبال بہت بلند کیا۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے در و دیوار ان کی خدمات سے ہمیشہ معطر رہیں گے۔

برکاتِ اقبال

مصنف : ڈاکٹر محمد ریاض

پبلشرز : مقبول اکیڈمی، 199 سرکلر روڈ، چوک انار کلی، لاہور

اشاعت : طبع دوم 1988ء

صفحات : 296

قیمت : 150 روپے

فہرست مندرجات:

01۔ تعارف
02۔ اقبال اور سیرتِ رسولِ اکرم ﷺ
03۔ اقبال کی تلقین یقین
04۔ اقبال اور توحید و رسالت ﷺ
05۔ اقبال اور ترکی کی تحریک تجدّد
06۔ اقبال اور محمد احمد مہدی سوڈانی
07۔ اقبال اور تصورِ توحید
08۔ اقبال شاعرِ حیات
09۔ جاوید نامہ، اصلی کردار
10۔ درس رواداری
11۔ فلکِ مشتری
12۔ چند دیگر حصے
13۔ شخصیت اقبال کے چند پہلو
14۔ فارسی شاعری میں اقبال کا مقام
15۔ اقبال اور شبلی
16۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلیات کی طباعت
17۔ اقبال اور نظام تعلیم و تربیت
18۔ اقبال کا تصورِ تعلیم
19۔ دانائے راز
20۔ اقبال کی چند نکتہ آفرینیاں

فکرِ اقبال ایک وسیع و عریض سمندر کی مانند ہے، جو بحرِ بیکراں ہے۔ اسے عبور کرنا ہر کسی کے بس کا کام نہیں۔ اقبال شناسی کے غوطہ زن ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی زندگی اقبالیات کے لیے وقف رکھی۔

انہوں نے اپنی مہارت اور دانشمندی سے اس بحرِ اقبالیات کو نہ صرف عبور کیا ہے بلکہ مشتاق تیراک کی طرح نئی منزلیں بھی تلاش کیں۔ اقبال کے کئی گوہر نایاب ڈھونڈ نکالے۔

استادِ گرامی قدر ڈاکٹر محمد ریاض نے اقبال کے فکر و فن اور شخصیت پر سینکڑوں مقالات اور مضامین لکھے جن کی وجہ سے ایک عام قاری بھی اقبال کو سمجھنے لگا۔ یہ مقالات کئی مجموعوں کی شکل میں

شائع ہو چکے ہیں۔ ''برکات اقبال'' بھی ان کے مقالات پر مبنی ایک ایسے ہی مجموعے کا نام ہے۔

کتاب میں ڈاکٹر محمد ریاض کے 19 مقالہ جات شامل ہیں۔ یہ فکر اقبال کے ننھے منے ستاروں سے جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ ان میں اقبال کے فکر اور شخصیت کے مختلف پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ کتاب کے ''تعارف'' میں ڈاکٹر محمد ریاض رقم طراز ہیں:

> ''راقم الحروف گذشتہ کئی برسوں سے علامہ اقبال کے فکروفن کی افہام و تفہیم میں مصروف رہا اور بیسیوں تحقیقی اور ادبی مقالے لکھے جو پاکستان کے مؤقر رسائل و مجلّات میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ 1965ء اور 1977ء کے درمیانی عرصہ میں مجھے بیشتر تہران (ایران) میں رہنا پڑا اور نقل مکانی کے نتیجے میں میرے بہت سے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ مضامین دستیاب ہونے میں دشواری پیش آرہی ہے کئی احباب اور دیگر کرم مفرماؤں کا اصرار تھا کہ مضامین کو کتابی صورت میں جمع کروں مگر یہ بظاہر آسان سا کام خاصا مشکل بن گیا۔ بہر صورت اقبال پر مطبوعہ مضامین کی تین دیگر موضوعات پر شائع شدہ مضامین کی چند جلدیں مرتب کی گئیں جن میں ایک یہی برکات اقبال ہے۔ اس میں ڈیڑھ درجن سے زائد مقالے شامل ہیں جن میں سے بعض خاصے مفصل ہیں اور بعض مختصر..... امید ہے کہ اقبال دوست اور اقبال آموز حضرات کے لیے اس مجموعے میں علامہ مرحوم کا کچھ سرمایۂ فکروفن سمٹ آیا ہوگا۔''

ڈاکٹر محمد ریاض درویش صفت استاد تھے، راولپنڈی میں بیٹھ کر انہوں نے پوری دنیا کو اقبال کا پیغام پہنچایا۔ 28 نومبر 1994ء کو یہ قندیلِ اقبالیات گل ہوگئی لیکن ان کا اقبالیاتی سرمایہ ابھی تک لَو دے رہا ہے۔

کتاب کے تمام ابواب ہی قابل مطالعہ ہیں لیکن ان میں ''جاوید نامہ اصلی کردار'' جس میں جاوید نامہ میں موجود کرداروں کا حقیقی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ''اقبال اور توحید و رسالت'' ''اقبال اور ترکی کی تحریکِ تجدید'' اور ''درس رواداری'' خاص طور پر ہمارے علم میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ نوجوانوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تا کہ وہ علامہ کی فکر اور شخصیت سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

افکارِ اقبال (تبصرہ)

سعیدہ مہتاب کا قریباً ساڑھے پانچ صفحات پر مشتمل تبصرہ ''افکارِ اقبال'' سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد کے شمارہ ۱۸، جلد ۵ متعلقہ سرما ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے علامہ اقبال کی انگریزی تحریروں کے اردو ترجمہ پر مشتمل کتاب ''افکارِ اقبال'' کے مندرجات کا تعارف کرایا ہے۔ یہ ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا تھا۔ اس تعارف کے آخر پر سعیدہ مہتاب نے ''افکارِ اقبال'' (مترجمہ) کے علمی و ادبی معیار کے بارے میں مختصر سی رائے بھی دی ہے۔ رائے دیتے ہوئے وہ لکھتی ہیں:

> ''یہ کتاب اقبال کے فکر و فن کا بہترین امتزاج ہے جس میں تقریباً تمام مقالے اقبال کے اپنے لکھے ہوئے ہیں جن کا ترجمہ کیا گیا اور حواشی و تعلیقات کے ذریعے مرتب نے انہیں زیادہ معلوماتی اور مستند بنا دیا۔ اس طرح اقبال کے افکار کے منابع سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے علاوہ مترجم اور مرتب نے ماخذ ڈھونڈنے میں جو محنت و کاوش کی ہے اس سے کتاب بیحد اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ اس طرح یہ کتاب اندرونی اور خارجی تحقیق کا بہترین نمونہ ہے جو اقبال کے زبان و بیان' اس کے افکار و فکر و فن کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اگر اس کتاب میں اشاریہ دے دیا جاتا تو مزید بہتر ہوتا۔''

زیرِ تبصرہ، مضمون ''افکارِ اقبال'' میں سعیدہ مہتاب نے ''افکارِ اقبال'' (مترجمہ) کے عنوانات کی فہرست دی ہے جو کہ نامکمل ہے۔ افکارِ اقبال کی فہرست عنوانات میں ''تعارف از مترجم'' کے بعد ۱۳ عدد عنوانات دیے گئے ہیں۔ سعیدہ مہتاب نے پہلے دس عنوانات درست دیے ہیں اور گیارہواں عنوان ''حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب'' درج ذیل دو عدد عنوانات کی شکل میں دیا ہے:

(۱۱) حیات بعد الموت کا اثبات

(۱۲) نماز کی متحد ساز عبادت پر تعمق

ایک عنوان دو حصوں میں تقسیم کر کے دو الگ عنوانات بنا دیے گئے ہیں اور دوسرے عنون کا آخری لفظ ''تعمق'' بھی مہمل ہے۔ درست لفظ ''کتب'' ہے اور مکمل درست عنوان ''حیات بعد الموت کے اثبات اور نماز کی متحد ساز عبادت پر کتب'' ہے۔

سعیدہ مہتاب نے اپنے اس تبصرہ میں تیرہواں عنوان ''نیٹشے'' لکھا ہے۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ مکمل عنوان ''نیٹشے سے اقبال کا فکری تبائن اور تضاد'' ہے۔(۲)

فہرست عنوانات کے بعد سعیدہ مہتاب نے علامہ اقبال کے ان تمام مقالات اور تحریروں کا مختصر سا تعارف تحریر کیا ہے جسے ڈاکٹر محمد ریاض نے اردو روپ دیا ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر محمد ریاض کے مضمون ''اقبال کے نمونہ ہائے تراجم'' پر تبصرہ نہیں کیا ہے۔

سعیدہ مہتاب نے اپنا زیرِ تبصرہ مضمون ''افکارِ اقبال'' کچھ تبدیلیوں اور اضافے کے ساتھ اپنے ایم فل کے مقالہ ''ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت اقبال شناس'' کے ''باب دوم میں: ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت مترجم'' میں شامل کر لیا تھا۔(۳)

راقم الحروف نے زیرِ مطالعہ پی ایچ ڈی کے مقالہ میں ''باب سوم: ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت مترجم ومبصر'' کے عنوان کے تحت 'افکارِ اقبال' کے مندرجات پر تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس لیے اس ضمن میں مزید کچھ تحریر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سعیدہ مہتاب، افکارِ اقبال (تبصرہ)، مشمولہ: سہ ماہی ادبیات، شمارہ ۱۸، جلد ۵ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان سرما ۱۹۹۲ء)، ص ۳۸۰

۲۔ ایضاً، ص ۳۷۵ تا ۳۷۶

محمد اقبال، ڈاکٹر علامہ، افکارِ اقبال، مترجم: ڈاکٹر محمد ریاض (لاہور: مکتبہ تعمیرِ انسانیت، بار اول، ۱۹۹۰ء)، ص ۴

۳۔ سعیدہ مہتاب، ''ڈاکٹر محمد ریاض بحثیت اقبال شناس'' (مقالہ ایم فل اقبالیات)، ص ۶۱ تا ۷۷

ڈاکٹر محمد ریاض
شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر تبصرات

ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر شگفتہ یٰسین عباسی

Dr. Muhammad Riaz, the former Head of Department of Persian Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan was an excellent writer. He had pen downed a large number of articles for national and international reputed journals of Iran and Pakistan in the field of Persian literature, Geography of Iran and particularly about Iqbal studies. He had good command on Urdu, English and Persian languages. He had translated many books and articles from English to Persian and from Urdu to Persian and vice versa. This article is a humble effort to pay tribute to Dr. Muhammad Riaz for his efforts in promotion of Persian language and literature in general and Iqbal studies in specific.(Page:8)

ڈاکٹر محمد ریاض خان کی شخصیت ایک ایسے ستارے کی مانند ہے جو کہ فارسی زبان وادب کے افق پر نمودار ہوا، اپنے حصے کی نور پاشی کی اور پھر جلد ہی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی انسٹھ سالہ زندگی میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ جنہیں اگر ہم احاطہ کرنا چاہیں تو شاید خارج از محال ہو۔ بہرحال یہ مقالہ ڈاکٹر صاحب کی علمی وادبی خدمات کے ضمن میں انہیں خراج تحسین پیش کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔

تعارف:۔ ڈاکٹر محمد ریاض خان ۱۹۳۵ء میں مری کے ایک نواحی علاقے گہل میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ''ستی'' خاندان سے تھا۔ آپ کے والد کا نام ولی داد خان تھا جو کہ سرکاری ملازم تھے، جبکہ والدہ ''اکبر جان'' ایک گھریلو خاتون تھیں۔ آپ کی والدہ نہایت راسخ العقیدہ اور دیندار تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب کی تربیت نہایت سادہ اور مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ نوشین (ڈاکٹر

ریاض کی بیٹی) کہتی ہیں ، کہ آپ کے والد کی وفات ۱۹۹۲ء میں ہوئی جبکہ والدہ ،ان کی وفات کے ایک سال پہلے یعنی ۱۹۹۱م میں وفات پا گئی تھیں ۔(۱)

بہن بھائی: ڈاکٹر محمد ریاض کے صرف ایک ہی بھائی تھے جن کا نام ''محمد اسحاق خان'' تھا۔ وہ کسٹم میں ملازمت کرتے تھے۔ انہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی وفات پائی ہے۔

تعلیم :۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے ایک سرکاری سکول سے حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج مری سے انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد کراچی تشریف لے گئے جہاں ان کے والد ملازمت کی غرض سے مقیم تھے۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر صاحب کو یہ افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے اردو کالج کراچی میں کہ جس کے بانی مولوی عبدالحق جیسی شخصیت تھی، اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔'' (ترجمہ)(۲)۔

ڈاکٹر محمد ریاض خان نے ۱۹۵۵م میں فاضل فارسی کا امتحان اور ۱۹۵۶م میں عربی آنرز کیا ۔ڈاکٹر صاحب نے کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی اور پھر تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی فارسی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے کا عنوان'' شرح احوال وآثار میر سید علی ہمدانی'' تھا۔

ازدواجی زندگی:۔ڈاکٹر صاحب کی شادی سن ۱۹۵۳ میں اپنی پھپھوزاد ''زینب بی بی'' سے ہوئی جو کہ ایک گھریلو خاتون تھیں۔ لیکن نہایت تعاون کرنے والی خاتون تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تمام تعلیم شادی کے بعد مکمل کی جس میں ان کی زوجہ محترمہ کا مکمل تعاون شامل تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے جن کے نام محمد ضیاء، ظفر احمد، آفتاب احمد، تراب احمد اور نوشین ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے دو بڑے بیٹے ملازمت کی غرض سے بیرونِ ملک مقیم ہیں۔ جبکہ دوسرے دونوں محکمہ پولیس سے وابستہ ہیں۔

ملازمت:۔ڈاکٹر محمد ریاض نے سب سے پہلے کراچی اور اسلام آباد کے کچھ سرکاری اور نجی کالجز میں تدریس کا عمل جاری رکھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۰ میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں اقبالیات کے شعبے کے لیے صدر شعبہ کے طور پر منتخب ہوئے۔ اس سے پہلے ۱۹۷۳م سے لیکر ۱۹۷۷م تک ڈاکٹر صاحب تہران یونیورسٹی میں اردو اور پاکستان شناسی پڑھانے میں مصروفِ عمل رہے۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض کا شمار ان فعال ترین اساتذہ میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے اقبالیات کے صدر شعبہ ہونے کی حیثیت سے کام سرانجام دیئے۔ جن میں بہت

سارے کورسز کا اجرا بھی شامل ہے۔

وفات:۔اس محقق، علم دوست اور شفیق استاد نے ایک طویل علالت کے باعث نومبر۱۹۹۴ء کو وفات پائی۔

شخصیت:۔ڈاکٹر محمد ریاض اگرچہ کوہستانی تھے لیکن بہت شفیق، ملنسار اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔اس بارے میں ان کی بیٹی (نوشین) کا کہنا ہے کہ وہ بہت شفیق باپ تھے۔اپنا زیادہ وقت کتابوں کے ساتھ گزارتے۔ایران کو بہت پسند کرتے تھے۔فارسی زبان اور خصوصاً اقبال کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔یہی وجہ ہے کہ اقبال کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کا بہت سارا کام دیکھنے کو ملتا ہے۔ایران سے محبت کی دلیل ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے:

> ''جتنی مدت وہ ایران میں رہے وہاں کی علمی اور ادبی محافل میں شرکت کرتے رہے اور ایران کی بہت سی تاریخی، مذہبی اور پرانی جگہوں اور آثار کو نہ صرف دیکھا بلکہ ان پر کئی مقالے بھی لکھے جو کہ اس وقت کے مقامی مجلوں اور جرائد میں شائع ہوئے''۔(۳)

ڈاکٹر محمد ریاض بہ حیثیت محقق و مقالہ نگار:۔ڈاکٹر محمد ریاض کو یہ افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے پانچ سو سے زائد مقالے سپرد قلم کئے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی کے بیان کو دلیل کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔جنہوں نے لکھا تھا:

> ''چونکہ ڈاکٹر صاحب کو فارسی، اردو اور انگلش پر کمال عبور حاصل تھا اسی لئے انہوں نے مختلف موضوعات مانند اقبال شناسی، فتوت، تاریخ و ادب فارسی، کشمیر شناسی اور ایران شناسی پر متعدد مقالے لکھے جو کہ ماہنامہ فکر و خیال کراچی، فکر و نظر اسلام آباد اور ہلال کراچی میں شائع ہو چکے ہیں''۔(ترجمہ)(۴)

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے مقالات کے عناوین کو لکھنا خاج از محال ہے۔لیکن یہ کوشش ضرور کی جا سکتی ہے کہ جن جرائد اور مجلوں میں انہیں لکھنے کا موقع ملا یا یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ مجلّے اور جرائد جو ڈاکٹر صاحب کی تحریروں سے مزین ہوئے ان کے نام کچھ یوں ہیں۔اس سلسلے میں دانشنامہ ادب فارسی سے ہمیں بہت رہنمائی ملی۔وہیں کا اقتباس آپ کے لیے ترجمہ کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

> ''ڈاکٹر محمد ریاض کے تقریباً پانچ سو کے قریب مقالے جو کہ مختلف جگہوں میں ایران اور پاکستان میں چھپ چکے ہیں جن کے نام یہ ہیں: مجلّہ دانشکدۂ ادبیات تہران، مجلّہ دانشکدۂ ادبیات مشہد، وحید، دانش، ہنر و مردم، ہفت رنگ، معارف اسلامی، ہلال، سروش، پاکستان مصور، فکر و نظر،

اقبال، اقبال ریویو، اقبالیات، بصیر، فاران، سیارہ، المعارف، ادبی دنیا، پاکستان ریویو، الحق، بینات، البلاغ، انوار الاولیاء، سھر وردیہ، مجلّہ ادارۂ تحقیقات پاکستان، مجلّہ انجمن تاریخ شناسی، اردو، قومی زبان وغیرہ"۔(ترجمہ)(۵)

ڈاکٹر محمد ریاض بہ حیثیت مترجم:۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب نہ صرف فارسی، اردو اور انگلش میں مہارت رکھتے تھے بلکہ عربی آنرز کرنے کی وجہ سے عربی زبان سے بھی آشنائی رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے انہوں نے بہت ساری کتابوں کا ترجمہ فارسی سے اردو میں کیا اور اس کام کو بطور احسن انجام دیا۔ کچھ کے نام کچھ یوں ہیں:

فخر الدین حجازی کی فارسی کتاب "نقش پیامبراں در تمدن جہان" کا اردو ترجمہ "تمدنِ انسانی پر انبیاء کے اثرات" کے نام سے کیا۔

مفکر اسلام علامہ اقبال

مثنوی پس چہ باید کرد کا اردو ترجمہ مع حواشی

"صد و چھل و پنج مکتوب و دہ خطابہ مولوی" کا اردو ترجمہ

علی شریعتی کی فارسی کی کتاب "ما و اقبال" کا اردو ترجمہ

یادداشت ھای پراگندۂ اقبال" کا فارسی ترجمہ وغیرہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض بہ حیثیت اقبال شناس:۔ ڈاکٹر محمد ریاض نہ صرف صدر شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے حوالے سے متعارف تھے بلکہ ان کی شخصیت بہ عنوان اقبال شناسی بھی بہت اہمیت کی حامل تھی۔ انہوں نے اپنی فعال زندگی میں جہاں اور بہت سے امور انجام دیئے وہاں اقبال اور فکر اقبال پر بھی بہت توجہ دی۔ یہی وجہ تھی کہ اتنی قلیل مدت میں بھی انہوں نے اقبال پر بہت کام کیا جو کسی بھی اقبال شناس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ اقبال کے حوالے سے لکھی جانے والی ڈاکٹر صاحب کی چند کتابوں کے نام یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ کشف الابیات اقبال
۲۔ تدوین و تصحیح کلیات فارسی اقبال مع دو استاد
۳۔ تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات بر پیامِ مشرق اقبال
۴۔ تحقیق و بررسی جاوید نامہ اقبال
۵۔ افادات اقبال

۶۔ اقبال کے تعلیمی نظریات

۷۔ آفاقِ اقبال

۸۔ برکاتِ اقبال

۹۔ تفسیرِ اقبال

۱۰۔ اقبال اور ابن حلاج

۱۱۔ ترجمہ و بررسی مثنوی پس چہ باید کرد اقبال

۱۲۔ اقبال و دیگر شعرای فارسی زبان

۱۳۔ کتاب شناسی اقبال وغیرہ

ڈاکٹر محمد ریاض کی دیگر تصانیف:۔ڈاکٹر محمد ریاض کی اقبال کے علاوہ بھی دوسری کتابیں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت علم دوستی اور تحقیق اور پژوهش میں اوج پر تھی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے فعال اور پرکار لوگ کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ان کی دوسری تصانیف کچھ یوں ہیں:

۱۔ تدوین وتحشیہ کلیات فارسی شبلی نعمانی

۲۔ احوال و آثار میر سید علی ہمدانی

۳۔ تدوین وتحشیہ فتوت نامہ میر سید علی ہمدانی

۴۔ تاریخ ادبیات فارسی

۵۔ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی

۶۔ ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ، مشکلات اور حل وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی ادبی خدمات کا احوال:۔اب ڈاکٹر محمد ریاض کی کچھ کتابوں کا مختصر تعارف بیان کرتے ہیں اور فارسی زبان و ادب میں ان کی خدمات کو جانچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی:

یہ کتاب درحقیقت ڈاکٹر محمد ریاض کی پی ایچ ڈی کا رسالہ تھا جس پر ڈاکٹر صاحب نے بہت دقت اور جانفشانی سے کام کیا تھا۔یہی وجہ تھی کہ اس رسالے کو کتابی شکل میں دو دفعہ مرکز تحقیقات ایران و پاکستان اسلام آباد کی جانب سے شائع کیا گیا۔ بہ طور کلی یہ کتاب ۵۶۳ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا آغاز علامہ اقبال کے درج ذیل اشعار سے کیا گیا ہے جو کہ علامہ اقبال نے میر

سید علی ہمدانی کی شان میں کہے تھے۔

سید السادات سالارِ عجم — دستِ اُو معمار تقدیرِ اُمم
تا غزالی درس اللہ ھو گرفت — ذکر و فکر از دو دمانِ اُو گرفت
سید آن کشورِ مینو نظیر — میر و درویش و سلاطین را مشیر
جملہ را آن شاہ دریا آستین — داد علم و صفت و تہذیب و دین
آفرید آن مردِ ایرانِ صغیر — باہُنر ھای غریب و دلپذیر
یک نگاہِ اُو گشاید صد گرہ — خیز و تیرش را بدل راھی بدہ (۶)

کتاب فوق نو ابواب پر مشتمل ایک جامع کتاب ہے کہ جس میں شاہ ہمدان کو ایک مصنف، شاعر، مبلغِ اسلام اور مصلحِ اجتماعی کی طور پر متعارف کروایا گیا ہے۔ تقریباً سو سے زیادہ کتابیں جو کہ میر سید علی ہمدانی کی متعارف ہو چکی ہیں، ان سب کے چیدہ اور برجستہ نکات کو نقد اور تحلیل کیا گیا ہے۔ ضمایم میں بھی شاہ ہمدان کے مجموعہ اشعار اور کچھ عربی اور فارسی رسائل کا متن شامل کیا گیا ہے۔ اس مقدمے کی ساتھ ہم باآسانی کہہ سکتے ہیں کہ ان جامع مباحث کے ساتھ شاہ ہمدان کے بارے میں شاید ہی کوئی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی ہو۔

کتاب شناسی اقبال:

یہ کتاب ۳۰۹ صفحات پر مشتمل ہے اور اقبال کے حوالے سے تحقیق کے لیے بہت اہم منبع کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس کتاب کو مندرجہ ذیل چار ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے:

باب اول: کتاب شناسی اقبال اور زبان اردو
باب دوم: آثارِ اقبال الف: آثار منظوم ب: آثار منثور
باب سوم: شرح ہای کلام منظوم اقبال
باب چہارم: ترجمہ ھای آثار اقبال بہ اردو، بہ انگلیسی، بہ المانی و ایتالیایی، بہ پنجابی وغیرہ۔

اس کے علاوہ اور بہت سی کتب، مجلّات اور مقالات کا ضمیمہ میں ذکر کیا گیا ہے جو کہ اقبال کے حوالے سے لکھی گئی تھیں۔ اگرچہ اس کے بعد اقبال پر بہت سا کام سامنے آچکا ہے لیکن اس وقت تک کہ جب اس کتاب کی تالیف کی گئی تھی بہت اہم منبع شمار کی جاتی تھی۔

اقبال لاہوری اور دیگر شعری فارسی گوی:

۷۷ اصفحات پر مشتمل یہ کتاب اپنی نوعیت کی بہت اہم کتاب ہے۔ اس کتاب کا آغاز

اقبال کے مندرجہ ذیل اشعار سے کیا گیا ہے:

گرچہ ہندی در عذوبت شکر است　　طرز گفتار دری شیرین تر است
فکر من از جلوہ اش مسحور گشت　　خامہ من شاخ نخل طور گشت
پارسی از رفعت اندیشہ ام　　برخورد بافطرت اندیشہ ام (۷)

اس کتاب میں سبک خراسانی، سبک عراقی، سبک ہندی وحتیٰ کہ سبک بازگشت کو ان کی تمام خصوصیات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور پھر ان تمام اسلوب میں تمام بڑے اور نامور شاعر جن کی تقلید یا تضمین میں اقبال نے جو کچھ لکھا ہے ان کو ایک ایک شاعر کے ذکر کے ساتھ بہت جامع انداز میں مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں سبک خراسانی میں ۱۴ شاعر لائے گئے ہیں۔ سبک عراقی میں ۱۶ شعرا، سبک ہندی میں ۳۵ شاعر اور سبک بازگشت میں ۳ شاعروں کا ذکر کیا گیا ہے جن کی تقلید یا تضمین میں اقبال نے کچھ کہا ہے۔

حقیقتاً یہ کام بہت ہی دقت اور محنت سی کیا گیا ہے جس کا سہر الامحالہ ڈاکٹر محمد ریاض کو جاتا ہے۔

یادداشتھای پراگندہ علامہ محمد اقبال:

اس کتاب میں وہ تمام یادداشتیں جمع کی گئی ہیں جو کہ ۱۹۱۷ میں ایک انگریزی مجلّے [نیو ایرا] میں تسلسل کے ساتھ تین شماروں میں شائع ہوئیں۔ ان یادداشتوں کو جمع کر کے فارسی میں ترجمے کے ساتھ کتابی شکل میں چھاپنے سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو بتایا جاسکے کہ اقبال کو مسائل اسلامی، فلسفہ جامعہ شناسی، اردو ادبیات، مطالعہ ادیان اور تہذیب وتمدن جیسے موضوعات پر نہ صرف مہارت حاصل تھی بلکہ انہوں نے ان تمام موضوعات میں طبع آزمائی بھی کی ہے۔

اس کتاب کے مقدمے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ یادداشتیں پاکستان اور ہندوستان میں جداگانہ طور پر اردو زبان میں چھپ چکی تھیں جبکہ فارسی میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو کہ محمد ریاض کی کوششوں کا ثمر تھا۔

حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال:

یہ کتاب ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمد ریاض اس کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''یہ بات بالکل واضح ہے کہ علامہ اقبال حضرت شاہ ہمدان کے افکار کے مداح تھے اور ان کی اکثر کتب ورسائل علامہ ممدوح کی نظر سے گزرے تھے۔ اس مجموعے میں قارئین کرام حضرت شاہ

ہمدان کے اکتیس حق آموز مکاتیب، رسالہ فتوتیہ اور مشارب الاذواق ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تینوں رسائل کو راقم نے کئی مخطوطوں کی مدد سے تحقیق کر کے مرتب کیا اور کئی سال پہلے تہران یونیورسٹی کے مجلّہ معارفِ اسلامی ایران اور مجلّہ فرہنگ ایران زمین میں بالترتیب شائع کرایا تھا اور اب یہ مجلّے مشکل سے اہم کتب خانوں ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔''(۸)

اس مقدمے کی روشنی میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس کتاب کے چھپنے سے اقبال اور شاہ ہمدان کے معنوی روابط کے بارے میں قارئین بہت عمیق طریقے سے جان سکتے ہیں اور ڈاکٹر محمد ریاض کی اس عمدہ کوشش کو سراہا بھی جاتا ہے۔

کلیات فارسی شبلی نعمانی با مقدمہ وجمع آوری وترتیب وتصحیح وتوضیح:

اگرچہ شبلی نعمانی اپنی کتاب شعر العجم کی وجہ سے جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے کسی تعارف کے محتاج نہیں لیکن بہ حیثیت اردو اور فارسی شاعر کم لوگ ہی انہیں پہچانتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی باقی تمام کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی بہت عمدگی اور مہارت سے ترتیب دیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر محمد ریاض نے شبلی نعمانی کی تمام شاعری کو مقدمہ، ترتیب، تصحیح اور توضیح کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے مقدمے میں استاد عباس مہرین شوستری لکھتے ہیں:

''شبلی اگرچہ بہ ایران نیامد ولی اشعار فارسی وی نسبت بہ معاصرین فارسی گوی ہند بہ فارسی ایران نزدیکتر شدہ است۔ ۹شبلی اگرچہ کبھی ایران نہیں آئے لیکن ان کے فارسی اشعار برصغیر کے معاصر شعرا کی نسبت ایرانی فارسی کے بہت نزدیک معلوم ہوتے ہیں''۔

اس کتب میں شبلی نعمانی کا تمام کلام جیسے نعت، ترکیب بند، قصائد ومثنویات، قطعات و منظومات، مراثی، غزلیات وغیرہ کو جمع کر کے تصحیح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

کشف الابیات اقبال:

یہ کتاب علامہ اقبال کے سو سالہ جشن ولادت کے موقع پر لکھی گئی تھی۔ ۵۷۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مقدمہ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کشف الابیات سے پہلے ایران میں شاہنامہ فردوسی اور مثنوی معنوی کی کشف الابیات لکھی گئی تھی اور اب یہ تیسرا بڑا کام کشف الابیات اقبال کا انجام دیا گیا تھا۔ چونکہ فردوسی اور مولانا کی طرح اقبال کی طرف بھی لوگوں کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ ایران اور پاکستان، دونوں ممالک میں اقبال پر بیش بہا کام دیکھنے کو ملتا ہے۔ اسی

ضرورت کے پیشِ نظر اس کتاب میں کلیات اشعار فارسی علامہ اقبال لاہوری طبع تہران بہ کوشش احمد سروش اور کلیات اقبال طبع سال ۱۹۷۳ء لاہور چاپ غلام علی و پسران سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس کشف الابیات اقبال کی مدد سے اقبال کے کسی بھی شعر تک دسترس بہ آسانی ممکن ہوئی ہے۔ یہ کام بھی ڈاکٹر محمد ریاض کے دوسرے کاموں کی طرح قابلِ تعریف ہے۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر محمد ریاض تقریباً پانچ سو مقالے اور پچاس کتابوں کے خالق تھے۔ اگر زندگی انہیں مزید مہلت دیتی تو یقیناً اور بھی بہت کچھ کر جاتے جو شاید ان کے دل و دماغ میں موجود ہوگا۔ میں نے اپنے مقالے کے آغاز میں بھی اس بات کا ذکر کیا تھا کہ یہ ان کی پروقار شخصیت اور ان کی علمی وادبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کی ادنیٰ کوشش ہے۔ ورنہ ان کے علمی وادبی کام کو پوری طرح سے احاطہ کرنا مجھ ناچیز کے توان سے باہر ہے۔ غالب کے اس شعر کے ساتھ اختتام کرتی ہوں۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہا ہوگئیں

شگفتہ یٰسین عباسی، ڈاکٹر، ''ڈاکٹر محمد ریاض: ایک ہمہ جہت شخصیت''، مشمولہ: سہ ماہی پیغام آشنا، جلد ۱۶، شمارہ ۶۲، (اسلام آباد: ثقافتی قونصلیٹ، سفارت اسلامی جمہوریہ ایران، جولائی تا ستمبر) ص ۸، ۱۲۰ تا ۱۲۸

حوالہ جات وحواشی

۱۔ انٹرویو نوشین (بیٹی)

۲۔ فارسی پاکستان ومطالب پاکستان شناسی، ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی، جلد دوم، ۱۹۵۵، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ص ۱۲۰

۳۔ ایضاً ص ۱۲۱

۴۔ ایضاً ص ۱۲۱

۵۔ دانشنامہ ادب فارسی، جلد چہارم، بخش سوم ۱۳۸۰ش، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، تہران، ص ۲۲۲۶

۶۔ کلیاتِ فارسی اقبال لاھوری بہ کوشش احمد سروش، انتشارات سنایی، ۱۳۹۰ش، تہران، ص ۴۱۷ تا ۴۱۸

۷۔ ایضاً ص ۹۶

۷۔ فصلنامہ دانش، شمارہ ۸۱، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد، ۱۳۸۴ش۔

۸۔ حضرت شاہ ہمدان اور علامہ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۵م۔ ص ۲

۹۔ کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی، ڈاکٹر محمد ریاض، انتشارات، مرکز تحقیقات فارسی وایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۷ص نہ۔

۱۰۔ فصلنامہ دانش، شمارہ ۸۵۔۸۴، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد، ۱۳۸۵ھ۔ش

۱۱۔ احوال وآثار واشعار میر سید علی ہمدانی باشش رسالہ ازوی، ڈاکٹر محمد ریاض، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۹۱م۔

۱۲۔ کتاب شناسی اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۶م

۱۳۔ اقبال لاہوری ودیگر شعرای فارسی گوی، ڈاکٹر محمد ریاض، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۶م

۱۴۔ یادداشتھای پراگندہ علامہ اقبال لاہوری، ڈاکٹر محمد ریاض، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۹م

۱۵۔ کشف الابیات اقبال، بہ کوشش دکتر صدیقی شبلی، ڈاکٹر محمد ریاض، انتشارات، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۷م

محمد ریاض خان

محمد حسین تسبیحی

''ہمانطور کہ عرض کردہ بودم، بندہ احوالی ندارم کہ شرح آنرا بنویسم ..... ولیکن برای ''تعمیل ارشاد'' بہ اصطلاح زبان اردو چند سطری نویسم و یک عکس خودرا تقدیم می دارم''۔

عبارت بالا از نامۂ آقای دکتر محمد ریاض خان استاد و رئیس بخش فارسی دانشکدۂ مرکزی دولتی اسلام آباد نقل شد۔ مدت ھا بود کہ وی را در کتابخانۂ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان دیدار می کردم اما از احوال و آثار وی آگاھی نداشتم۔ چند بار باو یاد آور گشتم کہ شرح احوال و آثارش را بہ من بدھد تا جزو گفتار ھایی کہ در زمینہ فارسی پاکستانی و فارسی گویان آن سرزمین در روزنامۂ فردا چاپ می شود از وی نیز، چاپ گردد۔

پس از دو سال واندی کہ در پاکستانی ھستم، بہ جرأت می توانم بگویم کہ بیش از ۳۰۰ گفتار در موضوع فارسی و فارسی نویسی و آداب و رسوم و آثار تاریخی و کتابخانہ ھا و مدارس دینی و مساجد و شرح احوال بزرگان و شاعران و ادیبان و مورخان سرزمین پاک نوشتہ ام و ۹۰ درصد آنھا در روزنامۂ فردا چاپ شدہ است۔

اینک مختصری از احوال و آثار آقای دکتر محمد ریاض خان کہ مدت چھار سال در ایران زیستہ و دکتری زبان و ادبیات فارسی از دانشکدہ ادبیات دانشگاہ تھران گرفتہ است در ذیل می آورم۔(۱)

دکتر محمد ریاض خان روز چھارم مارس ۱۹۳۵ میلادی در دھکدۂ ''گھل'' از روستاھای سرسبز و خرم شھرستان ''مری'' متولد گردیدہ۔ ''مری'' از جملہ نواحی کوھستانی و جنگلی و ییلاقی سرزمین پاک است و تقریباً ھمانند نواحی شمال ایران است۔ قبلا در بارۂ این ناحیۂ ییلاقی مقالہ یی تحت عنوان ''سروستانھا و کاجستانھا'' در ھمین روزنامۂ فردا از این حقیر چاپ شدہ است۔(۲)

باری، دکتر ریاض خان بہ سرعت دورۂ دبستان و دبیرستان و دورۂ دانشکدہ را گذرانید و بہ درجات ''فاضل فارسی'' و ''فاضل عربی'' یعنی ''فوق لیسانس فارسی و عربی'' نایل گردید۔ افتخار دکتر ریاض خان این است کہ در دانشکدۂ اردو کہ مرحوم دکتر مولوی عبدالحق معروف بہ ''بابای اردو'' در کراچی بنیاد کردہ بہ تحصیل پرداختہ است۔

در دانشکدهٔ بابای اردو رشته های زبان و ادبیات فارسی و علوم اقتصادی و سیاسی و زبان و ادبیات اردو و انگلیسی تدریس می شود۔ پس از این دورهٔ تحصیل بعنوان دانشیار زبان اردو در دانشکدهٔ دولتی کراچی برگزیده شده ولیکن چون در رشته های تحصیلی، موفقیت های گوناگون ادبی و هنری بدست آورده بود، از طرف دولت شاهنشاهی ایران برای گرفتن درجهٔ دکتری زبان و ادبیات فارسی به ایران دعوت گردید و مدت چهار سال (۱۹۶۵۔۱۹۶۹ میلادی) در دانشکدهٔ ادبیات و علوم انسانی دانشگاه تهران به تحصیل پرداخت و به قول خودش ''در هر سال شاگرد اول شد'' و سرانجام بدرجهٔ ''دکتری در زبان و ادبیات فارسی'' نایل آمد۔

در مدت چهار سال که در ایران تحصیل می کرد، در مجامع علمی و ادبی شرکت کرد و از شهر های تاریخی و زیارتی و آثار باستانی دیدن کرد و در این باره مقالاتی نوشت و در ماهنامه و هفتگی وحید، نشریهٔ معارف اسلامی سازمان اوقاف، مجلهٔ دانشکدهٔ ادبیات و علوم انسانی دانشگاه مشهد و بعضی از مطبوعات روزانهٔ ایران منتشر نمود، آنگاه که به وطن خود پاکستان بازگشت مدتی در همان دانشکدهٔ بابای اردو تدریس کرد و در اواخر سال ۱۹۷۰ میلادی به سمت رئیس بخش فارسی در دانشکدهٔ مرکزی دولتی اسلام آباد مشغول کار گردید و در همین سمت به کارهای تحقیقی پرداخت و چون به زبانهای فارسی و اردو و انگلیسی آشنایی کامل دارد، مقالاتی در موضوعات اقبال شناسی، تصوف، جوانمردی (فتوت)، تاریخ و ادب فارسی، کشمیر شناسی، و ایران شناسی نوشت و در ماهنامه ''فکر و خیال'' چاپ کراچی و ''فکر و نظر'' چاپ ادارهٔ تحقیقات اسلامی اسلام آباد و ''هلال'' چاپ کراچی به چاپ رسانید۔

اما آنچه که واقعاً در بارهٔ آن به تحقیق و تتبع پرداخته است شرح احوال و آثار میر سید علی همدانی (۷۱۴۔۷۸۶هق) می باشد که موضوع رسالهٔ دکتری بوده است و به همراه آن ''فتوت نامهٔ'' میر سید علی را نیز تحشیه و تصحیح کرده است و همین فتوت نامه را با مقدمه یی که به زبان اردو بر آن نوشته است در سال ۱۹۷۱ میلادی از طرف سازمان اوقاف دولت پنجاب (لاهور) طبع و نشر شده است و اصل متن آن را بار دیگر به زبان اردو برگردانیده است، وی اکنون در نظر دارد رسالهٔ دکتری خود را به چاپ برسند۔

دیگر کارهایی که در برنامه دارد چاپ مقالات تحقیقی خویشتن است که بنا بر قول خودش به ۲۰۰ مقاله می رسد۔ اولین مجموعهٔ مقالات وی تحت عنوان ''اقبال و نظر حریت پاکستان'' به دست طبع سپرده شده و دومین مجموعهٔ مقالات او به نام ''اقبال و شاعران پارسی'' آمادهٔ طبع است۔ دیگر

کارھایی کہ از او بہ ثمر رسیدہ ، مقالاتی است کہ بہ مناسبت جشن ھای بزرگداشت دو ہزار و پانصدمین سال شاہنشاہی ایران درمجموعہ ھای: ''ایران نامہ'' چاپ لاہور، ''سبدگل'' چاپ پیشاور، '' تاثیر معنوی ایران در پاکستانی'' چاپ لاہور، ''ایران کبیر و ایران صغیر'' چاپ لاہور بہ چاپ رسیدہ است۔

امید وارم کوشش ھای آقای دکتر محمد ریاض خان درخدمت بہ زبان وادبیات فارسی کہ میراث کھن سال ورشتۂ مستحکم تاریخی ایران و پاکستان است بھتر وزودتر بہ ثمر برسد وروان نیاکان پارسی گوی خود را کہ بیش از ھشتصد سال بہ زبان فارسی شعر گفتند ونثر نوشتند و درعلوم اسلامی و موضوعات تاریخی تالیفات بسیار کردند شادمان گرداند۔ یکی ازھمین بزرگان علم وادب وتصوف ھمین میر سید علی ہمدانی (رح) است کہ ۶۰۷ سال پیش درکشمیر درگزشتہ وھمہ آثارش بہ پارسی است وصدھا ہزار نفر مرید و پیرو درسرزمین پاک دارد۔

(محمد حسین تسبیحی، فارسیِ پاکستانی ومطالب پاکستان شناسی (جلد دوم) (اسلام آباد: ب ن، ۱۹۷۷ء)، ص۱۲۰ تا ۱۲۲

حوالہ جات وحواشی

۱۔ آقای دکتر محمد ریاض خان ھم اکنون کہ این کتاب تحت طبع است، سرپرست واستاد بخش اردو و پاکستان شناسی دردانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی دانشگاہ تہران است۔

۲۔ (رک: فارسی پاکستانی ومطالب پاکستان شناسی، ج۱، ص۱۲۲)

محمد ریاض خان

رسولی

محمد ریاض خان(mo.ham.mad.ri.yaz.xan) روستای گھل درناحیۂ مری (پاکستان ۱۹۳۵۔۱۹۹۵م، مترجم و فارسی پژوہ پاکستانی۔ در۱۳۴۴ش از دانشگاہ پنجاب کراچی دانشنامۂ فوق لیسانس زبان و ادبیات اردو و در ۱۳۴۷ش با نوشتن پایان نامۂ شرح احوال و آثار میر سید علی ہمدانی (۷۱۴۔۷۸۶ق) وتصحیح، مقدمہ، تعلیقات، فتوت نامہ از دانشگاہ تھران، دانشنامۂ دکتری در زبان و ادبیات فارسی گرفت۔ از۱۹۶۲م در دانشکدۂ کراچی بہ تدریس پرداخت۔ از۱۳۵۲ تا۱۳۵۶ش در دانشگاہ تھران بہ تدریس زبان اردو و پاکستان شناسی سرگرم بود۔ از۱۹۷۰ تا۱۹۸۰م (سوای سال ھای اقامت در تہران) در دانشکدۂ دولتی شمارۂ یک اسلام آباد، زبان فارسی تدریس می کرد۔ اس ۱۹۸۰م در داسگہ آزاد علامہ اقبال در اسلام آباد بہ تدریس زبان فارسی و اقبال شناسی سرگرم شد۔ در سال ھای ۱۹۸۴، ۱۹۸۸، ۱۹۹۰و۱۹۹۱م در کنگرہ ھای علمی و ادبی در ایران شرکت جست۔ از محمد ریاض خان حدود پانصد مقالہ در مجلّات دانشکدہ ادبیات تھران، دانشکدۂ ادبیات مشہد، وحید ، دانش، ھنر و مردم، ھفت رنگ، معارف اسلامی، ھلال، سروش، پاکستان مصور، فکر و نظر، اقبال، اقبال ریویو، اقبالیات، بصیر، فاران، سیارہ، المعارف، ادبی دنیا، پاکستان ریویو، الحق بینات، البلاغ، دانش، انوار الاولیاء، سھر وردیہ، مجلّہ ادارۂ تحقیقات پاکستان، مجلّہ انجمن تاریخ شناسی، اردوو قومی زبان بہ چاپ رسیدہ است۔ از وی حدود پنجاہ کتاب بہ جا ماندہ است۔ از آثارش: تدوین و تحشیہ فتوت نامۂ میر سید علی ہمدانی (لاہور، ۱۹۷۱م)؛ تاریخ ادبیات فارسی (لاہور، ۱۹۷۶م، ۱۹۸۶م)؛ اقبال و دیگر شعرای فارسی گوی بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۳۵۶ش/۱۹۷۷م و ۱۹۸۶م)؛ کشف الابیات اقبال بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۹۷۷م)؛ تدوین وتحشیہ کلیات فارسی شبلی نعمانی بہ فارسی (اسلام آباد، ۱۹۸۴م)؛ احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی بہ انضمام شش رسالۂ وی (اسلام آباد ۱۹۸۵م، ۱۹۹۰م)؛ کتاب شناسی اقبال بہ فارسی (۱۹۸۴م)؛ ترجمۂ یادداشت ھای پراگندۂ علامہ اقبال بہ فارسی (۱۹۸۹م)؛ مکاتیب حضرت شاہ ہمدان بہ فارسی (لاہور ، ۱۹۸۵)؛ ترجمہ یک صد و چھل و پنج مکتوب و اودہ خطابۂ مولوی بہ اردو (۱۹۸۸م)؛ تدوین و تصحیح

کلیات فارسی اقبال باہمراھی دواستاد (۱۹۹۰م)؛ ترجمہ کتاب فارسی فخر الدین حجازی بہ نام نقش پیغامبران در تمدن جھاں بہ اردو (لاہور،۱۹۸۹م)؛ ترجمہ کتاب فارسی ما و اقبال اثر علی شریعتی بہ اردو (راولپنڈی،۱۹۹۲م)؛ تحقیق، ترجمہ، تحشیہ و تعلیقات بر پیام مشرق اقبال (لاہور،۱۹۹۳م)؛ تحقیق و بررسی جاوید نامہ اقبال (لاہور، ۱۹۸۸م) ترجمہ و بررسی مثنوی پس چہ باید کرد اقبال (لاہور،۱۹۹۲م)

منابع: فارسی آموختگان، ۱۷۵ـ۱۷۶؛ فارسی پاکستانی و مطالب پاکستانی شناسی ـ ۲/۱۲۰ـ۱۲۲؛ گنج شایگان، ۱۲۴ـ۱۲۵؛ مجموعہ سخنرانیھای نخستین سیمنار پیوستگیھای فرھنگی ایران و شبہ قارہ، ۳۸۲ـ۳۸۳ نقد شعر فارسی در پاکستان ـ ۱۱۲ـ۱۱۳ـ (رسولی)

دانشنامۂ ادب فارسی (ادب فارسی در شبہ قارہ (ھند، پاکستان، بنگلادیش)، جلد چھارم (ایران: سازمان چاپ و انتشارات، وزارت فرھنگ و ارشاد اسلامی، چاپ اول، تابستان،۱۳۸۰)،ص ۲۲۲۶

نذرِ ریاض

(صفحہ 601 تا 657)

ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر ان کے رفقاء
اور معتقدین کے تاثرات پر مبنی کتابچہ مطبوعہ از شعبۂ مطبوعات
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض فارسی زبان و ادب کے استاد و نکتہ شناس تھے اور واقعہ یہ ہے کہ اپنے شعبہ علم میں ان کے مقام و مرتبے نے مجھے ہمیشہ متاثر کیا۔ وہ ایک بلند پایہ اقبال شناس اور ممتاز محقق تھے۔ مجھے یہ جان کر خوشگوار حیرت اور اس سے زیادہ فخر محسوس ہوا کہ ان کا تحقیقی کام برعظیم کے کسی بھی اقبال شناس سے زیادہ ہے۔ ہماری یونیورسٹی میں اقبال پر تدریس و تحقیق کے لیے قائم شعبہ اقبالیات کی صحیح معنوں میں تعمیر و تشکیل ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں ہوئی۔ وہ قریباً تیرہ برس اس یونیورسٹی میں رہے۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں ''علم کی دستک'' کے شمارے کو ''نذر ریاض'' کے عنوان سے وقف کرنا ایک مستحسن قدم ہے کیونکہ بہر حال احسان شناسی بجائے خود ایک وقیع قدر ہے۔

شعبہ اقبالیات نے اس خصوصی شمارے کی ترتیب و تدوین میں جس توجہ اور محنت سے کام کیا ہے وہ قابلِ قدر ہے اور یہ شعبہ اقبالیات کا فرض بھی تھا کہ ایک مدت تک پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض اور شعبہ اقبالیات مترادف الفاظ رہے ہیں۔ اس خصوصی شمارے کا پہلا حصہ ان کے حالات اور ان سے محبت کرنے اور عقیدت رکھنے والوں کے تاثرات پر مبنی ہے، دوسرا حصہ علمی و تحقیقی نگارشات لیے ہوئے ہے یہ کام تو گویا ایک طرح سے خود ڈاکٹر مرحوم کی علمی روایت کی توسیع معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے خود کو اقبالیات میں تحقیق و تدریس کے لیے وقف کئے رکھا۔ اقبال ان کے غور و فکر کا محور تھا۔ اپنے شعبہ علم کے ساتھ اس طور پر وابستگی ہمارے اساتذہ کے لیے یقیناً ایک عمدہ مثال ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا بنیادی مقصد علم کو سب کے لیے عام کرنا ہے۔ علماء کی تحسین و توصیف بھی ایک طرح سے علم ہی کے ساتھ وابستگی کا اظہار ہوا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے ''نذر ریاض'' ہماری یونیورسٹی کے مقاصد سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر انوار حسین صدیقی
وائس چانسلر

مردِ شفیق

ارشاد شاکر اعوان
استاد شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج، مانسہرہ

''ڈاکٹر محمد ریاض صاحب عربی فارسی کے عالم اور ہر اس فکری تحریک کے پرستار تھے جس کا تعلق اعلائے دین اور مسلمانوں کی سربلندی سے رہا۔ ان کے اسی طبعی رجحان نے انہیں اقبالیات اور امیر کبیر سید علی ہمدانی کے ذکر کے لئے وقف کر دیا تھا۔ وہ انتہائی ملنسار اور معاون و مددگار شخصیت کے مالک تھے۔ کیسا ہی اختلافی مسئلہ ہو ان سے گفتگو کا حوصلہ ملتا تھا۔ میں نے ایک معمولی شاگرد ہونے کے ناطے انہیں ہمیشہ مشفق و مہربان پایا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم سے شاگردانہ تعلق جڑنے اور ان کے اخلاق حمیدہ سے متاثر ہونے پر کچھ اشعار موزوں کئے تھے۔ انہی اشعار میں بہ مناسبت حال ترمیم و اضافہ کر کے پیش کر رہا ہوں۔ برگ سبز است تحفہ درویش۔''

گرویدہ اک جہاں ہے محمد ریاض کا　　ہر شخص مدح خواں ہے محمد ریاض کا
اقبالیات و ذکر امیر کبیر سے　　اک ربط جسم و جاں ہے محمد ریاض کا
دائم جدائیوں کا سفر دے گیا ہمیں　　یہ دردِ بے اماں ہے محمد ریاض کا
مردان کار سے نہیں خالی جہاں، مگر　　نعم البدل کہاں ہے محمد ریاض کا

قطعہ تاریخ وفات

از

شمیم صبائی ستھراوی

”آہ مرگ ڈاکٹر محمد ریاض“

۱۹۹۴ء/۱۴۱۵ھ

جب محمد ریاض کی رحلت کر گئی اہلِ علم کو مغموم
یوں پکارا شمیم ہاتف نے ”ہے محمد ریاض اب مرحوم“

ماہنامہ ”اخبار اردو“ اسلام آباد
جنوری۔فروری ۱۹۹۵ء

قطعہ مادہ تاریخ

دکتر محمد حسین تسبیحی رہا

در رثاء درگذشت مرحوم مغفور برور پرفسور دکتر محمد ریاض خان استاد دانشمند و ایران شناس و اقبال شناس و شاہ ہمدان شناس و فارسی گوئی خردمند متخصص ادبیات و زبان اردو و پنجابی و انگلیسی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

ولادت: روز چھارم ماہ مارس ۱۹۳۵ء م ور دھکدہ گھل (کوہستان مری)

وفات: روز ۲۸ ماہ نومبر 1995 میلادی برابر با ہفتم آذر ماہ ۱۳۷۳ھ ش و مطابق با ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ ق راولپنڈی در خانۂ شخصی خود۔

مدفن: درھماں زادگاھش گھل (کوہستان مری)

مدعمر: ۶۰ سال

محمد ریاض آن ادیب زمان — محمد ریاض از جھاں شد روان
سخندان و ایران شناس بزرگ — برفت از میان دلم شد غمان
رہ و رسم سید علی کار او — ہمہ عمر او جلوہ عارفان
طریقِ فتوت ازو جلوہ گر — بہ کشمیر و نوکوت' روح روان
خراسان و ختلان و ایران زمین — ہمدان و کولاب او نوحہ خوان
غمین و شکستہ دل و اشکبار — ہمہ خاندانش ز خرد و کلان
دل و جان او سوی اقبال بود — بہ آثار او روز و شب جان فشان
دریغا دریغا محمد ریاض — بہ خاک سیہ خفت و از ما نھان
نوشت او کتب در فنونِ ادب — مقالات تحقیقی جاودان
چو رفت از جھان ادب آن ادیب — حروف جمل گشتہ تاریخ خوان
"محمد ریاض عالم قدس او" ۱۴۱۵ھ ق — ستایندہ بود و ادب را نشان
"بدرگاہ والا محمد ریاض" — بہ تاریخ شمسی بود راز دان

۱۳۷۳ھ ش

''گلستان رنگین محمد ریاض'' مسیحا ز ده نغمه گل فشان

۱۹۹۴ء

دعا و نیایش بر آن مرد نیک بودر حمت و مغفرت بر زبان

''رها'' هم نشین بود و همراه او جدا شد ز ما' رفت سوی جنان

بیاد ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم

پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد مسعود:
ادارہ تحقیقات اسلامیہ
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

> ''وہ تو قلم کے پہلوان تھے۔ جب قلم کی پہلوانی کے مقابلے میں دل نے کمزوری دکھائی تو ڈاکٹر صاحب نے جسم کی لاغری قبول کر کے دل سے مقابلہ جیت لیا اور قلم کی تونگری قائم رکھی۔ وہ اقبال کے اشعار وافکار کے قاری، حافظ اور محدث تھے۔ اقبالیات کے ہر پہلو پر ان کی نظر تھی۔ کسی شے کا اقبال سے رشتہ ہو تو وہ ڈاکٹر ریاض کے قلم کی زد سے باہر نہیں رہ سکتی تھی۔''

وہ یوں کہہ کے مکرنے والے تو نہ تھے۔ ابھی چند روز پہلے تو ان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ریاض نے یقین دلایا تھا کہ وہ ہمارے مذاکرے کے لئے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ پر مقالہ ضرور پیش کریں گے لیکن کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ اپنی جان جانِ جاناں کے سپرد کر کے تمام ذمہ داریوں سے سبک سر ہو کر چلے گئے۔ وہ ذمہ داریوں سے بھاگنے والے تو نہ تھے۔ وہ تو قلم کے پہلوان تھے۔ جب قلم کی پہلوانی کے مقابلے میں دل نے کمزوری دکھائی تو ڈاکٹر صاحب نے جسم کی لاغری قبول کر کے دل سے مقابلہ جیت لیا اور قلم کی تونگری قائم رکھی۔

ڈاکٹر ریاض نے اپنے قلم کو اقبالیات کے لیے یوں وقف کر دیا تھا کہ لگتا تھا کہ اقبال شناس کی اصطلاح انہی کے لئے وضع ہوئی ہے۔ وہ اقبال کے اشعار وافکار کے قاری، حافظ اور محدث تھے۔ اقبالیات کے ہر پہلو پر ان کی نظر تھی۔ کسی شے کا اقبال سے رشتہ ہو تو وہ ڈاکٹر ریاض کے قلم کی زد سے باہر نہیں رہ سکتی تھی۔

ان سے ہماری شناسائی بھی اسی حوالے سے ہوئی تھی۔ ہماری ادبی کم مائیگی کے باوجود ان کی کرم فرمائیوں سے یہ شناسائی تعلق خاطر میں بدلتی گئی۔ اس کا ایک ثبوت آج کی محفل میں ہماری شرکت ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ آج کی محفل میں جو ایک ادبی ریفرنس ہے، ایک تہی دست کی حاضری کہیں ندامت کا باعث نہ ہو اس لئے آج ڈاکٹر صاحب کی کرم فرمائیاں خاص طور پر یاد آرہی

ہیں۔

ڈاکٹر صاحب تو اردو، فارسی اور عربی ادب کے سمندروں کے شناور تھے۔ اردو اور فارسی پر یکساں عبور رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کی ادبی تاریخ پر ان کی نظر بہت گہری تھی۔ تصوف کا بہت گہرا مطالعہ تھا۔ اس کا اندازہ تو ادارہ تحقیقات اسلامی کے ایک مذاکرے میں ڈاکٹر صاحب کے عالمانہ تجزیئے سے ہوا۔ ادارے میں برصغیر میں اسلامی فکر کا ارتقاء کے عنوان سے ایک دوسالہ مذاکرہ جاری ہے۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی نے خواجہ میر درد پر ایک بہت ہی جامع مقالہ پیش کیا تھا۔ اسی مقالے پر گفتگو کے دوران ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے فکری ارتقاء میں صوفیا کے کردار پر نہایت وقیع بحث کی۔ اسی مذاکرے میں انہیں مرزا مظہر جان جاناں پر مقالہ پڑھنا تھا۔ وہ مقالہ لکھ رہے تھے اور اکثر ٹیلی فون پر اس کے بارے میں ان سے گفتگو کا موقع رہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مطالعے کے افق کتنے وسیع تھے۔

لیکن انہوں نے اردو اور فارسی ادب کی تمام رعنائیوں اور عظیم شعراء کی جلوہ نمائیوں میں صرف اقبال کو چنا اور اسی کے ہو رہے۔ اقبالیات کو اقبالیات بنانے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ اس موضوع پر ان کی بے شمار کتابوں اور مقالات کا ذکر تو ہو چکا ہے۔ اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہیں وقت کی کمی کا احساس تھا اور اقبالیات پر اتنا کچھ لکھ کر چھوڑنا چاہتے تھے کہ اقبالیات واقعہ ایک ڈسپلن بن جائے۔ ان کی تحقیقات میں تنوع بھی تھا اور توسیع بھی۔ ان کی ادبی اور علمی خدمات پر بات کرنے کے لئے تو اہلیت بھی چاہئے اور فرصت بھی۔ ہم تو آج کی محفل میں صرف انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے آئے ہیں۔

ہم نے ڈاکٹر ریاض کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے کلامِ اقبال سے لفظوں کے پھول چنے ہیں۔ الفاظ علامہ اقبال کے ہیں، ترتیب و تزئین ہماری ہے۔ ڈاکٹر ریاض جیسے اقبال شناس کے لئے منعقدہ ادبی ریفرنس کی محفل میں ہماری یہ کوشش جسارت ضرور ہے لیکن۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

صاحب صدر کی اجازت سے پیش خدمت ہے۔

”آہ کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے“

ابھی ”اہل گلستان“ آج کے ”شبلی“ یعنی ڈاکٹر افضل اقبال ”کو رو رہے تھے“ کہ ڈاکٹر ریاض بھی ”سوئے فردوس رہ نورد ہوئے“۔ یہ کیا ہے کہ ”جو پرانے بادہ کش تھے وہ سب اٹھتے

جاتے ہیں‘‘۔ ’’ساقی اب تو کہیں سے آب بقائے دوام لے آ‘‘۔ ڈاکٹر ریاض کی مرگِ ناگہاں ’’زوال علم و ہنر‘‘ کی خبر ہے۔ وہ کاروانِ اقبال کی ’’متاعِ گراں بہا‘‘ تھا۔ وہ فکروادب کی محفل کی شمع تھا۔ آج ’’وہ شمعِ روشن بجھ گئی‘‘ ہے۔ بزم سخن ماتم میں ہے۔ اے ہم نوا! آج سارا چمن ماتم میں ہے۔ ’’حوصلے وہ نہ رہے۔ دل نہ رہا‘‘۔ یہ گھر اجڑا لگتا ہے کہ ’’تو آج اس محفل کی رونق نہیں ہے‘‘۔ اس گرمی محفل کی یاد آج دل کو بے حد تڑپا رہی ہے۔ جس کے دم سے دلی و لاہور، تہران و اسلام آباد ہم پہلو ہوئے تھے، وہ بلبل اب خاموش ہے۔

’’اس کا تنِ خاکی نزار و دردمند تھا لیکن اس کی طبع بلند ستارے کی طرح روشن تھی‘‘۔ اس ناتواں پیکر میں دل کس قدر بے باک تھا یوں لگتا تھا جیسے اک مشت خاکستر میں شعلہ گردوں نورد ہو۔ ’’کل تک جس ساقی کے پیمانے گردش میں رہتے تھے آج کی ٹوٹی ہوئی مینا اسے رو رہی ہے‘‘۔ ’’جرس کارواں شیوہ فریاد سے پاشکستہ ہے اور نکہت کا کارواں مثال صبا خاموش ہے‘‘۔

’’ہمیں یہ تو نہ کہو کہ ’’غم دوست کا چارہ صبر میں پنہاں ہے‘‘۔ ہمیں نہ بتاؤ کہ ’’صبر معمائے موت کی کشود ہے‘‘۔ ہمیں تو فطرت پے در پے نوا پر مجبور کر رہی ہے۔ لگتا ہے شاید ابھی محفل میں درد آشنا باقی ہیں۔‘‘ ہمیں نصیحت نہ کرو کہ ’’انسان کی ایک دم کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ہمیں نہ بتاؤ کہ دم ہوا کی موج ہے دم کے سوا کچھ بھی نہیں۔‘‘

ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ’’مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا نہیں ہوتے۔ وہ حقیقت میں ہم سے کبھی جدا نہیں ہوتے‘‘۔ ڈاکٹر ریاض ’’برسوں اقبال کی جستجو کرتا رہا‘‘۔ وہ ’’شاہیں زیر دام آیا‘‘ تو اقبال شناس ریاض خود رخصت ہو گیا۔

’’آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے‘‘

ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر محمد رحیم بخش شاہین:

''ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ مطالعہ اور تحریر کی رفتار حیرت انگیز حد تک سریع تھی۔ مشکل اور دقیق مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ وہ اس دور کی ان چند مغتنم ہستیوں میں سے تھے جو اپنی ذاتی استعداد اور محنت سے اسلامی تہذیب وتمدن کے مختلف گوشوں میں خاص بصیرت سے ہمکنار ہونے کی وجہ سے معروف ہیں۔''

مری کی سرزمین اپنے سبز پوش پہاڑوں اور گل پوش وادیوں کے لیے مشہور ہے اور اپنے قدرتی حسن و جمال کی بناء پر ملکہ کوہسار کہلاتی ہے لیکن یہ سرزمین علم وفن کے میدان میں بڑی شخصیتوں کی تخلیق میں خاصی بخیل رہی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض ان چند مغتنم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں جو مری میں پیدا ہوئیں اور جنھوں نے علم وادب کے میدان میں بہت شہرت حاصل کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کا آبائی وطن موضع لوئر گھل سوراسی سیداں ہے۔ وہ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جن میں اس سے قبل کوئی معروف شخصیت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ انہیں اس میدان میں آگے بڑھنے کے جو مواقع ملے وہ اگرچہ بہت کم تھے لیکن انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر بتدریج اپنی ترقی کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے مڈل تک گورنمنٹ سکول گھوڑہ گلی مری میں تعلیم حاصل کی۔ میٹرک کا امتحان انہوں نے ۱۹۵۴ء میں گورنمنٹ ہائی سکول مری سے درجہ اول میں پاس کیا' جہاں انہیں مری ہی کی ایک فاضل شخصیت کرم حیدر سے اکتساب فیض کا موقع ملا۔

انہوں نے ۱۹۵۵ء میں فاضل فارسی کا امتحان درجہ دوم میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پنجاب سے پاس کیا۔ ۱۹۵۵ء میں کراچی تشریف لے گئے جہاں ان کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ کراچی کی فضا ان کے لیے خوب سازگار رہی۔ انہوں نے ۱۹۶۱ء میں بی اے کا امتحان درجہ دوم میں کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ اس کے بعد انہوں نے بی ایڈ اور فاضل عربی کے امتحانات پاس کئے۔ انہوں نے ۱۹۶۴ء میں ایم اے فارسی درجہ اول اور ۱۹۶۹ء میں ایم اے اردو درجہ دوم

میں کراچی یونیورسٹی سے پاس کیے۔ ۱۹۶۵ء میں حکومتِ ایران کے خصوصی وظیفہ پر تہران چلے گئے۔ تہران کی علمی شخصیتوں اور محفلوں سے انہوں نے بھرپور اکتساب کیا اور تہران یونیورسٹی سے ۱۹۶۸ء/۱۳۴۷ھ میں انہوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے اس مقالے کا عنوان ''احوال و آثار و اشعار سید علی ہمدانی مع کوشش رسالہ ازوی'' تھا۔ نگران تحقیق ڈاکٹر حسن منوچہر تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز ہائی سکول کراچی سے بطور معلم کیا۔ ۱۹۵۶ء سے نومبر ۱۹۶۰ء تک وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ نومبر ۱۹۶۰ء میں ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ' ایجوکیشن کالج کراچی سے وابستہ ہوگئے اور اس ادارے میں نومبر ۱۹۶۵ء تک خدمات انجام دیتے رہے۔ پی ایچ ڈی کے لئے تہران جانے سے قبل اسی ادارے میں کام کر رہے تھے۔ وطن واپس آنے پر جنوری ۱۹۶۹ء میں ان کو دوبارہ ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ' ایجوکیشن کالج میں تعینات کیا گیا۔ کچھ مدت کے بعد گورنمنٹ کالج کامرس و معاشیات کراچی میں ان کا تقرر بطور لیکچرار ہوا۔ نومبر ۱۹۷۰ء تک یہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۷۰ء کو آپ اسلام آباد تشریف لے آئے اور فارسی کے استاد کی حیثیت سے فیڈرل گورنمنٹ کالج نمبر ۱ (ایچ ۔۸) میں درس و تدریس میں مصروف ہوگئے۔

ستمبر ۱۹۷۲ء میں وہ تہران چلے گئے اور تقریباً پانچ سال تک تہران یونیورسٹی میں مطالعہ پاکستان اور اردو' پوسٹ گریجوایٹ کلاسوں کو پڑھاتے رہے۔ اسی پانچ سالہ مدت کے دوران ہی یکم جون ۱۹۷۴ء کو انہیں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ وطن واپسی پر فیڈرل گورنمنٹ کالج' ایچ ۔۸' اسلام آباد میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں جو اقبال کی صد سالہ تقریبات کا سال بھی تھا، یونیورسٹی علامہ اقبال کے نام سے منسوب ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں یہاں شعبہ اقبالیات کا قیام عمل میں آیا۔ علامہ اقبال کی محبت اور کشش ڈاکٹر صاحب کو اس یونیورسٹی میں لے آئی تو وہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کے طور پر اس شعبہ سے منسلک ہوگئے۔ ۱۹۸۰ء میں ہی انہیں صدر شعبہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں وہ پروفیسر اقبالیات بن گئے اور کم و بیش چودہ سال تک شعبہ اقبالیات کے سربراہ کے طور پر فرائض انجام دینے کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کی صبح چھ بجے ایک طویل علالت کے بعد اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جب مجھے ان سانحے کی اطلاع ملی تو مجھے جو صدمہ ہوا اس کی شدت کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ محلّہ کے قریب مسجد میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جنازہ ان کے آبائی گاؤں لوئر گھل روانہ کر دیا گیا جہاں اسی شام ان کی

تدفین عمل میں آئی۔

ڈاکٹر محمد ریاض عمر بھر درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ وہ ایک مشفق اور مثالی استاد تھے۔ اپنے طالب علموں کے ساتھ ان کے مراسم ہمیشہ دوستانہ نوعیت کے رہے۔ طالب علم کے ادبی ذوق اور تحقیقی صلاحیتوں کو جانچنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ جو ہر قابل نظر آتا تو اس کی آبیاری کی پوری پوری کوشش کرتے اور خضرِ راہ بن کر اسے منزل مقصود تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ تحقیقی کام میں مواد کی فراہمی اور ترتیب میں بھر پور تعاون کرتے اور زبان و بیاں کی تصحیح کا مشکل فریضہ بڑی دلجمعی سے انجام دیتے۔ چونکہ وہ خود انتھک محنت کرنے کے عادی تھے اس لئے اپنے طالب علموں میں بھی کام کرنے کی لگن پیدا کر دیتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض ایک بڑے سکالر تھے اور ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ مطالعہ اور تحریر کی رفتار حیرت انگیز حد تک سریع تھی۔ مشکل اور دقیق مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت ان میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ علامہ اقبال اور دوسرے شعراء کے فارسی اور اردو کے سینکڑوں اشعار ازبر تھے اور خاص طور پر تاریخ اسلام کی بہت سی مشہور شخصیات کی ولادت و وفات کی تاریخیں انہیں یاد تھیں۔ انہیں اپنے شعبہ علم (اقبالیات) میں اتنا عبور حاصل تھا کہ وہ اس کے کسی بھی موضوع پر مسلسل گفتگو کر سکتے تھے۔ علمی مجالس، ریڈیو اور ٹی وی پروگراموں میں ان کی عالمانہ شان اپنے عروج پر نظر آتی تھی۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں پر کامل دسترس حاصل تھی۔ علاوہ ازیں وہ عربی زبان سے بھی آشنا تھے اور قدیم و جدید مشرقی ادبیات پر ان کی نظر بہت گہری تھی۔ خاص طور پر اقبال اور اقبالیات سے تعلق رکھنے والے افکار و مسائل سے جس طرح ان کو شناسائی تھی شاید ہی کوئی دوسرا شخص اس کی مثال پیش کر سکے۔

ڈاکٹر محمد ریاض صحیح معنوں میں قلم کے دھنی تھے۔ انہیں موضوع سوچنے اور اس پر قلم اٹھانے میں زیادہ وقت پیش نہیں آتی تھی۔ وہ بالیقین انتھک قلم کار تھے۔ وہ بیک وقت کئی امور میں منہمک رہتے تھے، ادھر شعبہ کے کام نمٹائے جا رہے ہیں ادھر تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری ہے اور امتحانی پرچوں کے بنانے اور جانچنے کا کام بھی ساتھ ساتھ ہو رہا ہے۔ غرض یہ کہ انہوں نے اپنے آپ کو لکھنے پڑھنے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف اور مقالات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کی جملہ کاوشوں کا احاطہ کرنا بہت کٹھن کام ہے۔ مختصراً کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے پچاس کے قریب کتابیں تصنیف کیں اور بہت سے مقالے لکھے۔ یہ مقالے ملکی اور بین الاقوامی شہرت کے رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی تصانیف اور مقالات کے موضوعات پڑھ کر بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اس دور کی ان چند ہستیوں میں سے تھے جو اپنی ذاتی استعداد اور محنت سے اسلامی تہذیب وتمدن کے مختلف گوشوں میں خاص بصیرت سے ہمکنار ہونے کی وجہ سے معروف ہیں۔

۱۹۸۷ء میں اس وقت کے وائس چانسلر ڈاکٹر غلام علی الانا کی تحریک پر یونیورسٹی نے ایم فل کی سطح کا تعلیمی پروگرام شروع کیا۔ جس کے تحت شعبہ اقبالیات میں بھی ایم فل پروگرام کا اجراء ہوا۔ اس پروگرام کی تیاری میں ڈاکٹر محمد ریاض نے خاصی مستعدی سے کام کیا اور آخر دم تک یہ پروگرام بڑی کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔ اس سلسلے میں راقم کو بھی شروع ہی سے ان کی معاونت کا شرف حاصل رہا۔ انہوں نے متعدد طلبہ کے نگرانِ تحقیق کے فرائض انجام دیئے۔ ان میں سے اکثر کامیابی سے ہمکنار ہو کر علمی اور تعلیمی دنیا میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یونیورسٹی کی خصوصی مطبوعات کمیٹی کے تحت شعبہ اقبالیات کے اساتذہ نے جو کچھ کام کیا اس کی نگرانی کا کام بھی ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم ہی انجام دیتے رہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ۱۹۷۸ء سے اپنی آخری علالت کے آغاز تک پاکستان میں منعقد ہونے والی اکثر قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ۱۹۸۶ء' ۱۹۸۸ء' ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء میں ایران میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی اور ۱۹۸۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (بھارت) میں بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں علامہ اقبال' مولانا رومی اور شاہ ہمدان کے سلسلے میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں آپ اکثر شرکت کرتے اور گاہِ بگاہِ خطاب بھی کرتے تھے۔ بعض کانفرنسوں میں مجھے بھی ان کے ہمراہ شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا خیال تھا کہ اس قسم کی کانفرنسوں سے مطالعہ وتحقیق کی تحریک ملتی ہے اور کانفرنسوں کے ذریعے اہلِ علم سے روابط میں اضافہ ہوتا ہے تاہم وہ ان کانفرنسوں کے ضمنی فوائد یعنی سیر وتفریح کے بھی منکر نہیں رہے۔ دورانِ سفران کی خوش طبعی عروج پر ہوتی۔ پرانے احباب سے خوب مذاق کرتے اور احباب بھی بھرپور حملے کرتے اور وہ دفاع پر مجبور ہو جاتے۔ آخری بار ہم نے ایبٹ آباد کا سفر کیا جہاں پروفیسر ایوب صابر کی کتاب کی رونمائی تھی۔ واپسی پر ناصر زیدی بھی ہمراہ ہو لئے۔ دوران

سفر بہت دلچسپ باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد انہوں نے جو ۱۹۹۴ء میں لاہور کا سفر اختیار کیا جو ان کے آخری سفر کی تمہید بن گیا۔ لاہور میں ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اور واپسی پر انہیں سٹریچر پر لٹا کر جہاز میں بٹھایا گیا۔ یہاں ایک اور مسئلہ ان کا منتظر تھا۔ صحت کی خرابی اور یہ مسئلہ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ چند ماہ شدید علیل رہے۔ زندگی اور موت کی اس کشمکش میں بھی انہیں جو تھوڑی بہت مہلت ملتی وہ لکھنے پڑھنے میں مصروف ہو جاتے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی دلچسپی کا ایک خاص شعبہ امتحانی پرچوں کی جانچ پڑتال تھا۔ وہ پشاور یونیورسٹی، بہاولپور یونیورسٹی اور دیگر یونیورسٹیوں اور بورڈوں کے لئے پرچے بنانے اور دیکھنے میں خاص مسرت محسوس کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس سلسلے میں بھی وہ علامہ اقبال کے پیروکار ہیں جو مڈل اور میٹرک سے لے کر ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی کے درجوں تک ممتحن کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔

بیماری نے ان کے جثّے کو اصل سے بہت کم کر دیا تھا۔ آخری ایام میں نہایت دبلے پتلے نظر آتے۔ کمزور سے، لیکن آنکھوں میں بلا کی چمک اور تیزی۔ انہیں اپنی خوراک کی فکر رہتی تھی۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ وہ بہت مہنگے استاد ہیں۔ ان کی یہ بات کئی لحاظ سے محل نظر تھی لیکن ہم ان کی دلجوئی کی خاطر عموماً ہاں میں ہاں ملا دیا کرتے تھے۔ مری میں ان کا آبائی باغ تھا۔ سیب کا موسم آتا تو دو چار سیب روزانہ ساتھ لے آتے اور احباب کو کھلاتے۔ ان کے سیبوں کے قصے ان کے دوست احباب میں بہت مشہور تھے۔ سیب، کیلا، امرود اور مالٹا اکثر کھاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ شعبے میں آنے والے مہمانوں کی خاطر مدارت اکثر بسکٹ اور چائے سے کرتے تھے اور خاص احباب کو پھل پیش کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض جہاں اپنے علم وفضل کی بناء پر مشہور تھے وہاں اپنی خوش طبعی کے لئے بھی معروف تھے اور جہاں چند احباب جمع ہوتے تو پرلطف واقعات اور لطائف سے محفل کی رونق میں اضافہ کرتے۔ اگر ان کے سنائے ہوئے واقعات اور لطائف کو یکجا کیا جائے تو اچھی خاصی کتاب بن سکتی ہے۔ اس کے علاوہ انہیں اچھے لباس اور اچھی غذا کا بہت شوق تھا۔ بعض اوقات کسی اجلاس کا دعوت نامہ ملتا تو ازراہِ مذاق پوچھتے کہ وہاں کھانے پینے کا انتظام کیسا ہے؟

اس وقت جبکہ میں یہ تاثرات قلم بند کر رہا ہوں، میرے دائیں جانب قطار اندر قطار بنی الماریوں میں کتب اقبالیات ومتعلقات اقبالیات پورے ماحول کو کامل اطمینان سے دیکھ رہی ہیں،

ان کے اوپر اردو فارسی میں رسائل کا ذخیرہ ہے۔ یہ سب کچھ شعبہ اقبالیات میں بڑی ترتیب سے رکھا گیا ہے۔ یہ ذخیرہ علمی ڈاکٹر محمد ریاض کے ذاتی کتب خانے کا ایک بڑا حصہ ہے جو ان کے گھر والوں نے ان کی وفات کے بعد شعبے کو بطور عطیہ دیا ہے۔ ہم نے اس کتب خانے کو ایک مرکزِ وسائل کی صورت میں مرتب کیا ہے' اور اب اقبال پر تحقیق کرنے والے سکالرز ان سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں ۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ مرحوم کی اقبال سے محبت وعقیدت کتنی شدید تھی کہ یہاں سے جانے کے بعد بھی ان کی بھرپور موجودگی کا شدید احساس چھایا رہتا ہے۔ وہ اب بھی اقبال پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنے والوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ایک اور طریقے سے' ایک اور انداز سے۔ ہم نے شعبہ اقبالیات کے اس بڑے کمرے کو بھی ان کے نام سے منسوب کردیا ہے۔ ''ڈاکٹر ریاض روم'' ساتھ ہی اعترافِ خدمات کے طور پر کمرے کے اندر تختی آویزاں کی ہے۔ ان کی ایک دلکش تصویر بھی ہر آنے جانے والے کو اقبال سے محبت کرنے والے کو اپنی تیز اور روشن آنکھوں سے دیکھتی نظر آتی ہے۔ یہ سب کچھ ان کی موجودگی کے احساس کو قوی کرتا رہتا ہے۔ اقبال کے کام اور پیغام کو عام کرنے میں آج بھی ڈاکٹر محمد ریاض ہمارے شانہ بشانہ مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ یہ محض ایک بات نہیں' واقعہ یہ ہے کہ میں جب بھی ان کی شخصیت کے بارے میں غور کرتا ہوں تب سمجھ میں آتا ہے کہ ''قوتِ حیات'' کسے کہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض

پروفیسر نظیر صدیقی:
سابق صدر، شعبہ اردو
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

''وہ ایک کثرت نویس مصنف تھے لیکن انہوں نے اپنی کثرت نویسی کو موضوعات کی کثرت میں گم نہیں ہونے دیا۔ ان کی ذہنی دلچسپی صرف علامہ اقبال کی شخصیت اور شاعری سے تھی۔ وہ تمام عمر علامہ اقبال کو پڑھتے رہے اور علامہ اقبال کے بارے میں لکھتے رہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر اقبال شناسی کے بہت سے مرحلے طے کئے جاسکتے ہیں۔ وہ بیک وقت اردو' فارسی اور انگریزی میں اظہار خیال پر قدرت رکھتے تھے اور تینوں زبانوں میں لکھا کرتے تھے۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شعبہ اقبالیات' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد کے صدر تھے۔ اپنے شعبے سے ریٹائر ہونے سے پہلے وہ دنیا سے ریٹائر ہو گئے۔ دنیا سے ریٹائر ہونا ہر شخص بلکہ ہر ذی روح کا ناگزیر مقدر ہے۔ میں جب اکتوبر ۱۹۹۴ء میں اکیڈمی آف لیٹرز پاکستان کی ایک ادبی کانفرنس میں شرکت کے لئے کراچی سے اسلام آباد آیا تو معلوم ہوا کے ڈاکٹر محمد ریاض بہت بیمار ہیں۔ دراصل وہ بیمار تو کئی سال سے تھے۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران انہیں متعدد شفاخانوں میں داخل ہونا پڑا۔ ڈاکٹر صدیق شبلی اور میں نے بارہا ایک ساتھ ان کی عیادت کی۔ ہم تینوں پرانے رفقائے کار تھے۔ ہم تینوں نے ۱۹۷۱ء میں پبلک سروس کمیشن کے منتخب امیدواروں کی حیثیت سے فیڈرل گورنمنٹ کالج برائے طلبہ اسلام آباد میں اپنے اپنے کیریئر کا آغاز کیا تھا۔ وہ فارسی کے لیکچرار تھے اور ڈاکٹر شبلی اور میں اردو کے لیکچرار۔ ڈاکٹر شبلی اور ڈاکٹر ریاض نے ایران سے پی ایچ ڈی کی تھی۔ فارسی میں دونوں بہت رواں تھے اور اپنی روانی برقرار رکھنے کے لئے بسا اوقات فارسی میں گفتگو کرتے تھے۔ میں ان دونوں کی فارسی سے مرعوب کم اور عاجز زیادہ تھا۔

ڈاکٹر محمد ریاض ایک خوش طبع اور خندہ جبیں انسان تھے۔ طبیعت میں مزاح کا مادہ خاصا تھا۔ ڈاکٹر شبلی بھی فقرہ سازی اور فقرہ بازی کی صلاحیتوں سے بہرہ مند ہیں۔ لہٰذا ہم تینوں کا اجتماع

خوش طبعی کے مظاہرے کا باعث ہوا کرتا تھا۔ ڈاکٹر ریاض کی ایک کمزوری پرخوری تھی۔ اس معاملے میں وہ اپنی صحت اور جان عزیز کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ انہیں زندگی میں بارہا اسپتال کی ہوا کھانی پڑی۔ اگر اس موقع پر آپ کو جیل کی ہوا کھانی پڑی والا فقرہ یاد آرہا ہے تو اس کی ذمے داری مجھ پر نہیں ہے۔

ڈاکٹر ریاض ایک زمانے تک بہت لحیم شحیم آدمی رہے۔ لیکن پچھلے چند سال کے دوران میں امراض کے متواتر حملوں نے ان کی جسامت میں پچاس فیصد سے زیادہ کمی کردی تھی۔ نتیجتاً ان کے بہت سے پرانے لباس بیکار ہوگئے تھے۔ لباس اگر تنگ ہو تو وہ پہننے والے پر فٹ نہیں آتا لیکن اگر ضرورت سے زیادہ ڈھیلا ڈھالا ہو تو محسوس ہوتا ہے کہ آدمی اس لباس میں فٹ نہیں آرہا ہے۔ بعض اوقات ڈاکٹر ریاض کے لباس سے یہی تاثر پیدا ہوتا تھا۔

ڈاکٹر ریاض نے فارسی اتنی محبت سے پڑھی تھی کہ وہ اپنے ملک کی اردو بھول گئے تھے۔ انہوں نے اردو کو فارسی میں ڈبو کر بولنا اور لکھنا شروع کردیا تھا۔ ان کی مفرس اردو مرعوب کن ہونے کی حد سے گزر کر تبسم انگیز ہو چکی تھی۔ وہ ایک کثرت نویس مصنف تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی کثرت نویسی کو موضوعات کی کثرت میں گم نہیں ہونے دیا۔ ان کی ذہنی دلچسپی صرف علامہ اقبال کی شخصیت اور شاعری سے تھی۔ وہ تمام عمر علامہ اقبال کو پڑھتے رہے اور علامہ اقبال کے بارے میں لکھتے رہے۔ ان کی تصانیف تیس کے لگ بھگ ہیں۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر اقبال شناسی کے بہت سے مرحلے طے کئے جاسکتے ہیں۔ وہ بیک وقت اردو، فارسی اور انگریزی میں اظہار خیال پر قدرت رکھتے تھے اور تینوں زبانوں میں لکھا کرتے تھے۔ وہ اگر مترجم تھے تو زیادہ تر اپنی ہی تحریروں کے مترجم تھے۔ موروثی طور پر خوش حال ہونے کے باوجود انہوں نے ذاتی طور پر صاحبِ ثروت بننے میں کوئی کمی نہ کی بلکہ مالی فائدے کے لئے وہ اپنی صحت تک کو خطرے میں ڈالتے رہے۔ انہوں نے ڈاکٹر شبلی کے سمجھانے کا بھی کوئی اثر قبول نہ کیا۔ ان کے اندر محنتِ شاقہ کی جو صلاحیت تھی وہ حیران کن تھی۔ مجھے تو ممتحن کی حیثیت سے طلبہ کے پرچے دیکھنے میں بخار سا آنے لگتا ہے اس لئے میں نے یہ کام کالجوں اور اوپن یونیورسٹی کی ملازمت ہی کے زمانے میں ترک کردیا تھا حالانکہ اساتذہ کے لئے سال بھر میں آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی کام ہے۔ ڈاکٹر ریاض بستر علالت پر بھی یہ کام انجام دے لیتے تھے۔

۱۹۸۷ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ فارسی کے زیر اہتمام علامہ اقبال پر ایک سہ روزہ

یا چہارروزہ انٹرنیشنل سیمینار علی گڑھ میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر ریاض اور میں دونوں مدعو تھے۔ ہم دونوں اسلام آباد سے ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ جاتے وقت ٹرین سے گئے۔ پہلا پڑاؤ لاہور تھا۔ ان کے ایک منتخب ہوٹل میں ٹھہرے۔ صبح کے وقت ناشتے کے بعد بل کی ادائیگی میں انہوں نے پیش قدمی کی لیکن فوراً یہ کہا۔ اگلا بل آپ ادا کر دیجیے گا۔ سفر میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میں ان کی سریع الحسابی پر چونک پڑا۔ سیمینار کے خاتمے کے بعد تین چار دن ٹھہرنے کی گنجائش تھی لیکن وہ جلد ہی واپس چل پڑے۔ واپسی سے پہلے ایک دن یونیورسٹی کے ایک استاد کی رہنمائی میں ہم دونوں تاج محل دیکھنے آگرے گئے۔ عام طور پر پاکستانی باشندوں کو آگرے کا ویزا نہیں ملتا۔ ہم نے یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے گزارش کی کہ وہ ہمیں تاج محل دیکھنے کے لئے آگرے کا پرمٹ دلوادیں۔ ہمارے نام وی سی آفس کی طرف سے ہدایت آئی کہ آپ لوگ فلاں سرکاری دفتر میں چلے جائیں۔ وہاں کے متعلقہ آفیسروں سے ملیں۔ ان سے آپ کے لئے پرمٹ کی سفارش کر دی گئی ہے۔ ہم وہاں گئے تو ایک کلرک ہندی میں لکھا ہوا ایک قانون پڑھ کر ہمیں سنانے لگا۔ میں نے کہا یہ قانون تو ہم پہلے سے جانتے ہیں۔ یہ بتائیے ہمیں آگرے جانے کا پرمٹ ملے گا یا نہیں۔ ہم تو وائس چانسلر صاحب کی ہدایت پر یہاں آئے ہیں۔ ایک نوجوان آفیسر نے جواب دیا ہمیں افسوس ہے ہم آپ کی مدد نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے قانون کے خلاف نہیں جاسکتے۔ میں نے کہا، یہ بات آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آرہی کہ ہم آپ کے تاج محل کو اپنی جیب میں رکھ کر پاکستان نہیں لے جاسکتے۔ ہم لوگ رائٹرز ہیں۔ ہم آپ کے ملک کی ایک نہایت خوبصورت چیز دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم اسے دیکھیں گے تو اپنے ملک میں جا کر اس کی تعریف ہی کریں گے۔ اس طرح ہندوستان کا نام بھی روشن ہوگا۔ ان دلائل کو سن کر نوجوان آفیسر نے کہا، آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن ہم اپنے قانون سے مجبور ہیں۔ کچھ دیر خاموشی کے بعد اس نے کہا، آپ لوگ چپکے سے جا کر تاج محل دیکھ لیں۔ میں نے کہا۔ لیکن اگر آپ نے چپکے سے سی۔ آئی۔ ڈی کے آدمیوں کو ہمارے پیچھے بھیج دیا تو پھر کیا ہوگا۔ اس پر وہ ہنس پڑا۔ لیکن اس نے ہم سے کچھ نہیں کہا۔

ہم مایوس واپس آ گئے۔ یونیورسٹی کے دو اساتذہ نے ہم سے کہا، کل صبح تیار رہئے۔ ہم لوگ دن کے وقت تاج محل دیکھ کر شام تک واپس آ جائیں گے۔ تاج محل تک پہنچتے ہی ڈاکٹر ریاض معدے کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ انہیں کسی باتھ روم کی طرف روانہ کیا گیا۔ باقی لوگوں نے جلد

سے جلد تاج محل دیکھ لیا۔ ہمارے گائیڈ ڈاکٹر ریاض کو قریبی شہر کے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ دوائیں دلوائیں پھر کہیں پانی وانی کا انتظام کر کے دوائیں کھلوائیں۔ اس کے بعد ہماری واپسی کا سفر شروع ہوا۔ لوگ کہتے ہیں تاج محل دیکھنے کا اصل لطف چاندنی راتوں میں ہے۔ لیکن اس اہتمام کے ساتھ تاج محل دیکھنا ہماری قسمت میں کہاں تھا۔ چوری چھپے جتنا دیکھ سکتے تھے دیکھ آئے۔

ڈاکٹر ریاض..................چند یادیں' چند باتیں

ڈاکٹر محمود الرحمٰن
ڈائریکٹر' دفتری اردو پراجیکٹ
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد

''......سامنے ایک دراز قد انسان کھڑا تھا۔ نہایت تنومند جسم' بھرا بھرا چہرہ' سرخ و سفید رنگ' غلافی آنکھیں' کشادہ پیشانی' لبوں پر دلاویز مسکراہٹ! حسن و رعنائی کا مرقع یہ شخص نیلے رنگ کے سوٹ میں اور بھی حسین دکھائی دے رہا تھا....''

یہ ۱۹۸۰ء کے اواخر کی بات ہے۔ میں کچھ ہی عرصہ پہلے نیشنل بک فاؤنڈیشن' کراچی سے ٹرانسفر ہو کر اسلام آباد آیا تھا۔ سراج کورڈ مارکیٹ کے سامنے والی بلڈنگ میں ہمارا نیا آفس کھلا تھا۔ اوپر کے حصے میں جنرل بک ڈویژن اور چلڈرن بک ڈویژن اور دارالمصنفین پراجیکٹ کے دفاتر تھے۔ میں یہ تینوں شعبے اپنے ساتھ کراچی سے لایا تھا۔ نچلی منزل میں ہمارا ''شوروم'' تھا۔ مذکورہ تینوں شعبوں کے نگران کی حیثیت سے میں انتظام و انصرام میں اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ نہ کسی ادبی شخصیت سے ملاقات ہوئی تھی اور نہ کہیں آنا جانا ہوا تھا۔

ایک دن صبح گیارہ بجے کے قریب دروازے پر دستک ہوئی۔ میں سمجھا دفتر کا ہی کوئی شخص اندر آنے کا خواہاں ہے۔ لہٰذا میں نے کسی زیر تدوین مسودے سے نظر اٹھائے بغیر جواباً کہا ''تشریف لے آیئے۔''

میں نے محسوس کیا کہ نہایت آہستگی سے دروازہ کھلا۔ پھر قدموں کی چاپ سنائی دی۔ یہ روزانہ کا معمول تھا'' لہٰذا میں نے چنداں اہمیت نہیں دی۔ سر جھکائے ترتیب و تدوین میں مصروف رہا۔ لیکن جیسے ہی نہایت دلنشیں انداز میں ''السلام علیکم'' کے الفاظ سنے' میرے کان کھڑے ہو گئے۔ ایسا انداز تخاطب تو یہاں کسی کا بھی نہیں۔ یہ اپنے دفتر کا کوئی بندہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے آنکھوں پر لگی عینک اتاری اور نگاہ اٹھائی۔ میں مبہوت ہو کر رہ گیا۔

سامنے ایک دراز قد انسان کھڑا تھا۔ نہایت تنومند جسم، بھرا بھرا چہرہ، سرخ و سفید رنگ، غلافی

آنکھیں، کشادہ پیشانی، لبوں پر دلاویز مسکراہٹ! حسن ورعنائی کا مرقع یہ شخص نیلے رنگ کے سوٹ میں اور بھی حسین دکھائی دے رہا تھا۔

میں فوراً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سلام کا جواب دے کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ پھر ادب سے نو وارد کو کرسی پر تشریف رکھنے کے لئے کہا۔ یہ تھے ڈاکٹر محمد ریاض، ماہر اقبالیات، مشہور محقق، معروف دانشور اور نامور فارسی داں!۔ میری ان سے یہ پہلی ملاقات تھی۔ کہنے لگے، ''اسٹیٹ بینک ہال آیا تھا۔ وہاں کسی جلسے کا افتتاح تھا۔ ادھر سے گزرنے لگا تو خیال آیا آپ سے مل لوں۔ ڈاکٹر ممتاز حسن مرحوم سے اکثر آپ کا ذکر سنا تھا۔ پھر آپ کے اسلام آباد آنے کی خبر بھی اخبارات میں پڑھی تھی۔''

میں نے ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ بہت دیر تک موصوف سے باتیں ہوتی رہیں۔ ان کا اندازِ تخاطب نہایت مشفقانہ تھا۔ بہت دھیمے اور دل میں اتر جانے والے لہجے میں اظہار خیال کر رہے تھے۔ ان کے چہرے مہرے، طرزِ بیان اور گفتار وکردار سے قطعاً آشکارا نہیں ہو رہا تھا کہ انہوں نے عالمگیر شخصیت' حضرت شاہ ہمدان پر فارسی زبان میں چھ سو صفحات پر مبنی مبسوط تحقیقی مقالہ لکھا اور تہران یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اسلام آباد کے ایک کالج کے پرنسپل رہے ہیں۔ تہران یونیورسٹی میں ۵ سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔ دس کتابوں اور ۱۵۰ مضامین اس وقت تک (۱۹۸۰ء) لکھ چکے ہیں اور ان دنوں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں شعبہ اقبالیات کے صدر نشیں ہیں۔ ان اوصاف کا ذکر تک ان کے لبوں پر نہیں آیا۔ وہ تو بس مجھے اپنا ایک عزیز جان کر باتیں کرتے رہے۔ اس کی کئی جہتیں تھیں۔ ایک تو میرے پھوپھی زاد بھائی اور ماہر غالبیات قاضی عبدالودود صاحب کا واسطہ تھا۔ دوسرے میرے تایا جناب پروفیسر شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی کی ذات گرامی تھی۔ تیسرے میرے رشتے کے چچا جناب مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن تھے جنہوں نے کچھ ہی عرصہ پہلے ''معارف'' میں ''دارالمصنفین'' کے عنوان سے میری طویل نظم شائع کی تھی اور چوتھا سلسلہ مخدومی ممتاز حسن کا تھا جنہوں نے میری تعلیم وتربیت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

جب دو گھنٹے کی نشست کے بعد محترم ڈاکٹر ریاض میرے دفتر سے اٹھے تو اپنی پر اثر شخصیت کے دیرپا نقوش میرے دل پر ثبت کر گئے۔ آج، اس ملاقات کو پندرہ سال کا عرصہ بیت چکا ہے لیکن کیفیت ہنوز وہی ہے جو جگر نے بیان کی ہے۔

وہ کب کے آئے بھی اور گئے بھی، نظر میں اب تک سما رہے ہیں
وہ چل رہے ہیں، یہ پھر رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

شومئی قسمت کہ اس یادگار ملاقات کے بعد مدتوں ڈاکٹر صاحب قبلہ سے ملنا نصیب نہیں ہوا۔ میں اگلے ہی سال نیشنل بک فاؤنڈیشن چھوڑ کر بیرون ملک چلا گیا۔ ادب اور اہل ادب دونوں سے رابطہ ٹوٹ گیا۔ دل میں البتہ ایک کسک سی رہی کہ کاش ریاض صاحب سے دوبارہ ملتا، ان کی وسعتِ علمی سے استفادہ کرتا، ان کے تجربے سے مستفیض ہوتا، ان کی پرانوار شخصیت کی گھنی چھاؤں میں سکون وطمانیت حاصل کرتا۔ واحسرتا!

یہ اپریل ۱۹۸۶ء کا زمانہ تھا۔ واپسی پر میں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ابھی متعلقہ شعبے کے فرائض سمجھنے میں مصروف تھا کہ وائس چانسلر صاحب کے معتمد شخصی الیاس احمد صاحب کا فون آیا۔ کہہ رہے تھے:

''ڈاکٹر الانا صاحب نے ایک اہم میٹنگ میں شرکت کے لئے آپ کو بلایا ہے۔ فوری آ جائیں۔ اجلاس شروع ہونے والا ہے۔''

میں تیسرے بلاک کی دوسری منزل سے بھاگم بھاگ پہلے بلاک پہنچا اور جب سیڑھیاں طے کر کے وائس چانسلر جناب الانا کے کمرے میں داخل ہوا تو سانس پھول رہی تھی۔ ان دنوں عام طور پر سبھوں کی سائنس پھولا کرتی تھی۔ غرض، میں اندر پہنچا۔ بڑی سی میز کے گرد ایک مجمع لگا ہوا تھا۔ میں ایک خالی کرسی کی طرف بڑھنا ہی چاہ رہا تھا کہ کسی نے ''السلام علیکم'' کہا۔ اندازِ تخاطب کچھ آشنا سا معلوم ہوا۔ معاً سات سال پہلے کی دلنشیں آواز یاد آ گئی۔ یہ تو ڈاکٹر محمد ریاض صاحب کا لہجہ ہے اور جو مڑ کر دیکھا تو واقعی وہ میرے دائیں جانب کھڑے تھے۔ معانقا ہوا۔ خیریت دریافت ہوئی کہنے لگے، ''مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا کہ آپ اس یونیورسٹی سے وابستہ ہو گئے ہیں۔'' گفتگو کے زیرو بم میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ البتہ ڈیل ڈول میں فرق آ گیا تھا۔ تن وتوش پہلا جیسا نہیں رہا تھا۔ پھر بھی چہرے پر رنگ اور نکھار ویسا ہی تھا۔ مسکراہٹ لبوں پر ہنوز براجمان تھی۔

اتفاق سے یہ شعبہ اقبالیات ہی کی میٹنگ تھی۔ اور عجب اتفاق کہ یونیورسٹی جوائن کرنے کے بعد میں نے سب سے پہلے ڈاکٹر ریاض صاحب کے ڈپارٹمنٹ کے منعقدہ اجلاس میں شرکت کی۔ دل کو دل سے راہ ہونے والا معاملہ تھا۔

۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۴ء تک' آٹھ سال کے عرصے میں ڈاکٹر صاحب سے اتنی بار ملاقات ہوئی

ہے کہ شمار کرنا کاردارد ہے۔لیکن ایک بات جو خاصی نمایاں ہے وہ ان کا بے پایا خلوص ہے۔ موصوف سے عموماً چھٹی کے وقت ملاقات ہوا کرتی تھی۔ وہ دور سے مجھے یونیورسٹی بس کے انتظار میں کھڑا دیکھتے تو خود ہی مجھ ہیچمدا اں کے قریب آتے، خیریت دریافت کرتے اور میرے کسی نہ کسی مطبوعہ مضمون کی تعریف کرتے، خصوصاً ''ماہ نور'' میں میرے شائع شدہ مضامین کی دل کھول کر توصیف کرتے اور یوں میرا دل بڑھاتے۔

اسی دوران میں نے یہ بات محسوس کی کہ وہ گھلتے چلے جارہے ہیں۔ میں نے ان کا جوتن و توش ۱۹۸۰ء میں دیکھا تھا وہ نوے کی دہائی میں تحلیل ہوکر رہ گیا تھا۔ میں نے جب بھی اپنی فکر ظاہر کی، وہ ہنس کر ٹال دیتے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

لیکن ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو بہت کچھ ہوگیا۔ اقبال شناسی کا مرد یکتا' شاہ ہمدان کا رموز آشنا، فکر رومی کا شناسا، ۵۰ کتابوں کا مصنف' ۲۱۵ مضامین کا خالق، ایک ہمدرد انسان، ایک شفیق استاد، ایک بے لوث مربی، ایک ہمہ گیر شخصیت، ایک ملنسار شخص، ایک باغ و بہار آدمی اور اہلِ ادب کا قدرداں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگیا۔ اس ہفت اختر کے روپوش ہونے پر میری آنکھیں اشکبار تھیں اور لب پہ اپنے مرحوم جگری دوست سرور بارہ بنکوی کا یہ شعر تھرتھرا رہا تھا۔

جن سے مل کر زندگی سے پیار ہو جائے وہ لوگ
آپ نے دیکھے نہ ہوں گے' ہاں مگر ایسے بھی ہیں

مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض..........میرے تاثرات

مقبول الٰہی

''.........زبان سادہ، لہجہ دھیما، لباس بالکل سادہ، صحت اور بینائی کمزور.........لیکن علم و آگہی اور حافظہ وسیع و توانا و حاضر.........ڈاکٹر صاحب کو کلامِ اقبال پر، اس کے سیاق و سباق پر، محل و موقع پر، دور پر، متعلقہ شخصیات پر، علامہ کی زندگی اور مشاغل کے متعلق مواد پر مکمل عبور حاصل تھا۔''

کل رات سونے سے پہلے میری اہلیہ نے مجھ سے پوچھا،'' آپ نے یہ مضمون پڑھا ہے۔ پروین شاکر کے متعلق ''اس کا چہرہ ڈھانپ دو یہ جواں مرگ ہے''۔ وہ انگریزی کا اخبار ''دی نیوز'' دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا کہ ابھی نہیں۔ پھر میں کسی اور طرف مصروف ہو گیا۔ علی الصبح خیال آیا کہ وہ مضمون تو نہیں پڑھ سکا تھا۔ تلاش پر وہ اخبار مل گیا۔ قبل اس کے کہ عنوان بالا کے تحت تحریر ملتی' میری نظر ایک اور خبر پر جا کر رک گئی اور وہ تھی ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم' صدر نشین شعبہ اقبالیات' علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد کے متعلق ایک ادبی ریفرنس کی روئیداد کے بارے میں۔ ان کے انتقال کی خبر مجھ تک اس طرح اتفاقاً پہنچی۔ دراصل میں نومبر میں عمرہ کے لئے چلا گیا تھا' دسمبر میں واپس آیا تو لاہور جانا پڑا۔ کل شام ہی واپس آیا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور سے میری غائبانہ شناسائی پہلے ان کی تحریروں سے ہوئی، گویا کئی سال بلکہ کئی دہائیاں پہلے۔ ان کا موضوع ایک ہی ہوتا، ''اقبال'' لیکن اردو' فارسی اور انگریزی میں ان کا قلم یکساں رواں تھا۔ میری اقبال سے دلچسپی یوں تو بچپن سے ہی رہی ہے لیکن اقبال کی زندگی میں نہ ان کی وفات کے کئی برس بعد تک، ان کے کلام کو باقاعدہ طور پر پڑھانے کا کوئی انتظام و اہتمام تھا۔ ۱۹۴۱ء میں یوں بھی ایک لحاظ سے میرا طالب علمی کا دور ختم ہو گیا اور میں ایک سال بعد ملازمت کے سلاسل میں گرفتار ہو چکا تھا۔ ملازمت بھی ایسی تھی جس کا ادب کے اور بالخصوص اقبال سے دور کا تعلق نہیں تھا۔ تاہم ہمہ عمر تھوڑی بہت دلچسپی ضرور قائم رہی۔ اس دلچسپی نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی تحریروں سے روشناس کرایا۔

راولپنڈی اور بعد میں اسلام آباد میں علمی ادبی محفلیں منعقد ہونے لگیں تو گاہے بگاہے بطور سامع میں بھی ان میں شامل ہونے لگا۔ دور ہی دور سے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے ساتھ شکل آشنائی ہوئی۔

ملازمت سے سبکدوشی کے بعد میرے دلچسپی اقبالیات سے قدرے بڑھی اور اسی نسبت سے مطالعہ بھی اور کچھ تحریر سے رغبت بھی۔ ان راستوں میں کئی مقامات آتے ہیں جہاں مشورے کی اور رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ترجمہ کے سلسلے میں مفہوم ومعانی، تلمیحات، شخصیات وغیرہ ایسے مقامات ہیں۔ ایسے مشوروں اور رہنمائی کے لئے وہی عالم وفاضل موزوں ہوتے ہیں جن کا مطالعہ وسیع وعمیق اور جن کی یادداشت ہمہ وقت حاضر ہو۔ میں نے اپنی حد تک ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایسا پایا۔

مثنوی ''مسافر'' کے ترجمے اور تعلیقات میں میرے لئے چند ایک اشکال تھے۔ میں نے قدرے تامل کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو فون کیا۔ میں نے اپنا تعارف کرانا چاہا تو انہوں نے میرا دل یہ کہہ کر خوش کر دیا کہ وہ مجھے جانتے ہیں اور پھر ایک دو حوالے بھی دیے۔ میرے لئے جو مفاہیم ومحاورات واضح نہیں تھے اور جو شخصیات میرے ذہن میں متعین نہیں ہو پا رہی تھیں، انہوں نے اس سلسلے کی مشکلیں آسان کر دیں۔

میں یونیورسٹی میں آپ سے ملاقات کے لئے گیا۔ کیمپس میں میں پہلی مرتبہ داخل ہوا۔ وسیع وعریض رقبہ، کئی منزلہ عمارتیں، صاف ستھری سڑکیں، سبزہ زار، قد آور درخت، استقبالیہ ....نیم کہستانی علاقے کی ترائی کی کھلی کھلی فضا میں اقبال کے ہمہ گیر تصور سے مطابقت رکھتا ہوا، اہلِ نظر کی ایک تازہ آبادبستی میں ان کے نام پر ایک تعلیمی ادارہ، اس جامعہ میں تعلیماتِ اقبال کا ایک شعبہ۔ اس میں اقبال پر تحقیق کی، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریوں تک کے حصول کے لئے انتظامات وسہولیات موجود۔ ایک الگ لائبریری۔ اور ان تمام کی اساس اور تکمیل کس کی کاوشوں کا نتیجہ؟ مرحوم ڈاکٹر محمد ریاض کی! جو، اَب خدائے قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں۔

میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو حیرانی گویا میرے چہرے پر لکھی ہوئی تھی۔ بھانپ گئے اور فرمایا کہ میں عمداً اور علالتوں کی وجہ سے جسم کے لحاظ سے وہ نہیں رہا جو کبھی ہوتا تھا اور جس کا نقشہ آپ کے ذہن میں ہوگا۔ زبان سادہ، لہجہ دھیما، لباس بالکل سادہ، صحت اور بینائی کمزور۔ لیکن علم وآگہی اور حافظہ وسیع وتوانا وحاضر۔ کچھ باتیں اقبال کی، کچھ ایران کی، کچھ وطن عزیز کی۔ میں ''اقبال اور کشمیر'' کے موضوع پر انگریزی میں ایک مختصر سا مضمون لکھ رہا تھا۔ اس کے متعلق بات

ہوئی۔انہوں نے دو کتابیں اپنے پاس سے مرحمت کیں۔لائبریری تک جانے کا مرحلہ بھی آسان ہو گیا۔

ملاقات کا شرف مجھے معدودے چند بار ہی ہوا۔ایک بار پھر یونیورسٹی میں حاضر ہوا تو کوئی مضمون املا کرا رہے تھے۔میں نے پوری ملازمت میں انگریزی میں املا کرائی۔میرے لئے اردو املا کا مشاہدہ پہلا بھی تھا اور تعجب و معنی خیز بھی۔میں سوچتا رہا کہ انگریزی کے مقابلے میں اردو کے الفاظ کس طرح ڈھلے ڈھلائے' دھلے دھلائے' ذہن وزبان سے نکلتے آتے ہوں گے۔میری ناوقت آمد کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب نے املاء کسی اور وقت تک موقوف کر دی۔میں شرمسار بھی ہوا لیکن وہاں خندہ پیشانی تھی، ٹھہراؤ تھا۔اس بار میں ''اقبال اور وسطی ایشیاء'' کے موضوع پر کچھ پڑھ لکھ رہا تھا۔ڈاکٹر صاحب نے وسط ایشیا کے ساتھ اقبال کے قلبی لگاؤ کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ کرمانی کی برسی کے سلسلے میں اپنے سفر کے متعلق بتایا اور یہ بھی فرمایا کہ تاجیکوں نے اقبال کا ایک نغمہ اپنے قومی ترانے کے طور پر اپنایا ہے۔افسوس کہ کچھ اپنوں اور کچھ استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث حالات اس نہج پر نہیں چلے جن کی دلوں میں امیدیں تھیں تاہم ابتداء تو بڑی امید افزا تھی اور کیا معلوم کہ

در یں گرد سوارے باشد!

ادارہ مستقبلیات نے غالباً دو سال قبل ایک سیمینار منعقد کیا جس کا موضوع ''اقبال اور اکیسویں صدی'' تھا۔ڈاکٹر صاحب بھی وہاں موجود تھے۔میں نے اقبال کی پیش گوئی کی گویا چھٹی حس کو پیش نظر رکھتے ہوئے انگریزی میں ایک مختصر مضمون لکھا تھا جس میں یہ مصرع بھی شامل تھا۔

شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے یہ جوئے خوں ہے

اسے میں نے جنگ عظیم دوئم کے متعلق اقبال کی پیش گوئی کہا۔ڈاکٹر صاحب مرحوم نے وہیں، اسی وقت تصحیح فرما دی۔

میری ملاقاتیں ان سے بس یہی دو چار ہی ہوئیں۔فون پر گفتگو بیشتر ان کے گھر پر مغرب کے بعد ہوتی۔میں نے یہی تاثر لیا اور یہی نتیجہ اخذ کیا کہ ڈاکٹر صاحب کو کلامِ اقبال پر، اس کے سیاق وسباق پر، محل وموقع پر، دور پر، متعلقہ شخصیات پر، علامہ کی زندگی اور مشاغل کے متعلق مواد پر مکمل عبور حاصل تھا اور وہ ان کے گوشے گوشے سے واقف تھے۔جو گوشے اقبال کی زندگی کے یا ان کے کلام، تحریر اور تقریر کے ابھی تک نظر سے اوجھل ہیں وہ ان سب کو اپنے تحقیق طلب ذہن

میں رکھے ہوئے تھے۔ کانفرنسوں کے سلسلے میں قیامِ لندن اور سفرِ مصر و فلسطین وغیرہ کے دوران میں اقبال کی تحریر و تقریر کے متن، اقبال کی تصویر کے بجائے قاہرہ کے اخبارات و جرائد میں مولانا مہر کی تصویر کی طباعت، فلسطین میں کی گئی انگریزی میں تقریروں کا متن جس کا ترجمہ ایرانی نمائندے علامہ طباطبائی اور عبدالوہاب عزام نے موقع پر ہی عربی میں کیا تھا۔ اسی طرح کی اور بھی مثالیں۔ اقبال سے کہیں واقعاتی لغزش ہوئی اسی کی مثالیں۔

یہی نہیں کہ ان کا مطالعہ اور تحقیق فقط علامہ کے متعلق ہی وسیع تھے۔ فارسی ادب سے بلاشک بالخصوص تھی لیکن اردو ادب سے وابستگی اور شناسائی بھی ڈاکٹر صاحب کو خوب تھی۔ ''جاوید نامہ'' میں اس شعلہ جوالہ قرۃ العین طاہرہ کے ذکر پر بات چلی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ انکشاف کر کے مجھے حیرت زدہ کر دیا کہ جو کلام اس سے منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل اس کا نہیں بلکہ وہ کسی مرد شاعر کا ہے جو تخلص طاہرہ ہی کرتا تھا لیکن جو اس سے پہلے ہو گزرا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اس کا نام اس کا عہد، وطن، اس پر تحقیق کرنے والے کا نام، دورِ حیات خاصی تفصیل سے فون پر بتائے۔ میں اپنے اس حافظے کا کیا کروں کہ مجھے یہ تفصیلات یاد نہیں رہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں ہے، تمام کوائف چھپ چکے ہیں۔

میں زیادہ بار فون ان کے گھر پر کرتا۔ علیل ہوتے ہوئے بھی فون تک تشریف لے آتے۔ میرا مقصد کسی نہ کسی نکتے کی وضاحت یا کسی کتاب یا موضوع کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہوتا۔ انہوں نے مجھے کبھی مایوس نہیں کیا۔ اسی گفتگو کے درمیان اِدھر اُدھر کی باتیں بھی ہو جاتیں۔ انہوں نے مجھے اپنی ابتدائی تعلیم کے بارے میں اور پھر کراچی میں تکمیلِ تعلیم اور حصولِ ملازمت کے بارے میں بھی بتایا۔ اپنے اساتذہ میں سے مرحوم پروفیسر کرم حیدری صاحب کا بڑی عزت سے نام لیا اور کراچی کے پروفیسر عبدالرشید فاضل صاحب کے تو بڑے مداح نظر آئے۔ اسی طرح شاید بہاولپور گئے یا ملتان تو وہاں بیمار ہو گئے۔ کچھ شاگردوں نے دیکھ بھال کی۔ ان کے حسنِ اخلاق کے متعلق بھی الفاظ فراخدلانہ استعمال کئے۔

نیک دل اور نیک خو پاکستانیوں کی طرح ان کا دل بھی اپنے معاشرے کے ایک خاص طبقے کی اخلاقی طور پر نہایت گری ہوئی نجی زندگیوں کے حالات پر روتا تھا۔ انہوں نے مجھے اپنے ایک قریبی عزیز کے ساتھ پیش آئے ہوئے، اس کی زبان سے سنے ہوئے واقعات مختصراً سنائے۔ ان سے اخلاقی پستی اور گراوٹ کی از حد متعفن سطح کا ثبوت ملتا ہے جس میں ہمارے معاشرے کا ایک

موثر لیکن تعداداً قلیل حصہ اتر چکا ہے اور جس کے پیچھے بہت سے بگٹٹ بھاگے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کو سنانے کا اور مجھے مزید سننے کا یارا نہ رہا۔

اسی گئے نومبر کے اوائل میں میں نے ڈاکٹر صاحب کے دفتر فون کیا۔ پروفیسر شاہین صاحب سے شرفِ گفتگو حاصل ہوا۔ ان سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب علیل ہیں اور گھر پر ہی ہیں۔ میں نے اب کے مغرب سے پہلے فون کیا۔ مل گئے لیکن فوجی ہسپتال میں معائنے کے لئے جانے کی تیاری کر کے وہاں لے جانے والے عزیزوں کے منتظر تھے۔ میں نے اپنے عمرہ پر جانے کے ارادہ اور ممکنہ تاریخ کا ذکر کیا۔ میں نے انہیں بھی بتایا کہ میں نے ''کلیات مکاتیب اقبال'' مطبوعہ اردو اکیڈمی نیو دہلی اور گیان چند کی مرتبہ ''ابتدائی کلام اقبال'' مطبوعہ دہلی خریدی ہیں۔ انہوں نے پورے اشتیاق سے مجھ سے ان کی دستیابی کے متعلق پوچھا اور پتہ وغیرہ نوٹ کر لیا اور ارادہ ظاہر کیا کہ خود بھی انہیں حاصل کریں گے۔ یہ بھی بتایا کہ حال ہی میں انہوں نے کسی ادارے کی فرمائش پر جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا تین چار مضامین اردو میں لکھے ہیں اور یہ بھی کہا کہ میرے عمرہ سے واپس آنے تک وہ ان مضامین کی نقلیں میرے لئے بنوالیں گے۔

اس سے کچھ عرصہ پہلے میری نظر سے ڈاکٹر عشرت صاحب، اقبال اکیڈئی، لاہور کا ایک مقالہ ''نوائے وقت'' میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بارے میں گزرا تھا۔ اس میں ان کی تحقیقی وعلمی سرگرمیوں اور تصانیف کا ذکر اجمالاً کیا گیا تھا۔ یہ غالباً انعامات وخطابات کے لئے دانشوروں' مصنفوں اور ہنرمندوں کے ناموں کے انتخاب سے پہلے گزرنے والے مہینوں کی بات ہے۔ لیکن ایک ایسے عالم محقق استاد کا انتخاب ایسے اعزازات کے لئے کیسے ممکن ہے جو مداح ہو اقبال کا یعنی عالم اسلام میں عہدِ صدیقؓ وفاروقؓ کی تجدید کے دل وجان سے خواہاں کا جبکہ برسرِ کار اربابِ حل وعقد اس عہد کو قرون مظلمہ کہنے والوں کے ہم نوا ہوں۔ ایسے اعزازات کے اہل وہ کیسے ہو سکتے ہیں جنھوں نے ہمہ عمر دن رات ایک کر کے، اپنی صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، صدہا تحقیقی مقالے لکھے ہوں، کتابیں تصنیف کی ہوں، ہزاروں طالبعلموں کی زندگیاں سنواری ہوں، بیرونِ ملک اپنی علمی وجاہت سے پاکستان کا نام روشن کیا ہو اور آئندہ نسلوں کے لئے شعبے اور ادارے قائم کئے ہوں؟

ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس

پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو
اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

"......مرحوم کا اقبالیاتی کام بلاشبہ برعظیم کے کسی بھی اقبال شناس سے زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ اس میں حیرت انگیز تنوع ہے۔ ایسا تنوع ہمیں شاید ہی کسی اقبال شناس کے ہاں ملے۔............"

ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم (۴ مارچ ۱۹۳۵ء۔ ۲۸ نومبر ۱۹۹۴ء) میں میرا اولین رابطہ ۱۹۵۷ء کے اوائل میں ہوا۔ یہ رابطہ اقبالیات کے حوالے سے تھا۔ میں گورنمنٹ کالج سرگودھا میں لیکچرر تھا اور مرحوم اس زمانے میں تہران میں مقیم تھے۔ انہی دنوں اقبالیات پر میری پہلی کاوش "اقبال کی طویل نظمیں" شائع ہوئی تھی۔ میں نے یہ کتاب ڈاکٹر ریاض صاحب کو بھیجی تو انہوں نے اس تحفے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جواباً لکھا: "آپ کا اسلوبِ تحریر مجھے پسند آیا۔ مجموعی طور پر آپ کی تحقیقی کاوش قابلِ داد ہے۔ جزاک اللہ" (مکتوب ۱۷ اپریل ۱۹۷۵ء بنام راقم الحروف)

اقبالیات کے سلسلے میں انہوں نے پاکستان سے مطبوعہ دو ایک کتابیں طلب کیں جو میں نے بھیج دیں۔ اسی زمانے میں میں نے "کتابیات اقبال" مرتب کرنا شروع کی تھی۔ میری درخواست پر مرحوم نے تہران سے مطبوعہ بعض نئی کتابوں کے حوالے مہیا کیے۔ یوں سلسلہ خط و کتابت جاری رہا۔ تا آنکہ دسمبر ۱۹۷۷ء میں، پنجاب یونیورسٹی لاہور کی بین الاقوامی اقبال کانگرس کے موقع پر ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ ہم دونوں کانگرس میں بطور مندوب اور مقالہ نگار شامل ہوئے۔ اس موقع پر ان کی کتاب "اقبال اور فارسی شعرا" چھپی جسے میں ان کی دو تین منتخب کتابوں میں شمار کرتا ہوں۔ میری کتاب "کتابیات اقبال" بھی "نیشنل کمیٹی برائے صد سالہ تقریباتِ ولادت علامہ اقبال" کے زیرِ اہتمام اسی سیریز میں شائع ہوئی تھی اور کانگرس کے مندوبین کو پیش کی جانے والی ۴، ۵ منتخب کتابوں میں شامل تھی۔

''کتابیات اقبال'' کے سلسلے میں مجھے تازہ ترین مطبوعات کی تلاش رہتی تھی اور فارسی کی حد تک ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم برابر معلومات مہیا کرتے رہتے ۔۱۹۸۰ء میں وہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے منسلک ہو گئے ۔اب انہوں نے پر اور زیادہ توجہ اور انہماک کے ساتھ لکھنے کا کام شروع کیا۔

شعبہ اقبالیات کی تشکیل وتعمیر اور ترقی کے سلسلے میں انہیں کچھ معاونین کی ضرورت تھی۔ راقم کے نام ۱۱ مارچ ۱۹۸۱ء کے خط میں انہوں نے لکھا: ''میں چاہتا ہوں آپ ساتھ آجائیں۔''

اس زمانے میں گورنمنٹ کالج آف سرگودھا سے میرے تبادلے (اور گورنمنٹ کالج لاہور سے منسلک ہونے) کی تجویز، پنجاب سول سڑیٹ میں زیرِ غور تھی، بلکہ احکامات صادر ہونے والے تھے۔ میں ذہناً لاہور کے لیے پابہ رکاب تھا۔ اس لیے مرحوم کی خواہش کی تعمیل نہ کرسکا۔ تاہم سرگودھا اور بعد میں لاہور آ کر میں اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات سے تعاون کرتا رہا اور اس طرح سے ایک رابطہ ان کے حین حیات قائم رہا۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے شعبہ اقبالیات سے وابستگی کے زمانے میں اقبالیات پر خصوصی توجہ دی اور اقبالیات پر ان کا بیشتر کام ان کی زندگی کے آخری آٹھ نو برسوں ہی میں سامنے آیا۔ میں نے ۱۹۸۴ء میں اقبالیاتی ادب کے سالانہ جائزے کا کام شروع کیا تھا۔ ۱۹۸۵ء کے جائزے میں لکھا:

> ''ہمارے اقبالی مصنفین میں ڈاکٹر محمد ریاض کا نام نمایاں ہے۔ وہ اقبالیاتی موضوعات پر لکھنے والوں میں سرِ فہرست ہیں۔ اقبالیات پر ان کی چھ سات کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اس برس دونئی کتابیں شائع ہوئی ہیں اور چھ زیرِ طبع کتابیں آئندہ ایک دو برسوں میں منظرِ عام پر آنے والی ہیں۔''

ڈاکٹر محمد ریاض کی کتابوں اور مضامین کی اشاعت کا سلسلہ آئندہ کئی برسوں تک بڑے تواتر اور تسلسل سے جاری رہا۔ وہ اپنے فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ اقبالیات پر کوئی نہ کوئی نئی چیز لکھنے اور ترجمہ کرنے کی حیرت انگیز اور قابل رشک صلاحیت سے بہرہ مند تھے۔ ۱۹۹۲ء میں راقم نے اقبالیاتی ادب کا تین سالہ جائزہ شائع کیا اس عرصے میں اقبالیات پر ان کی پانچ کتابیں چھپ چکی تھیں۔ جن کا ذکر میں نے اسی طرح کیا:

> ''معاصر اقبال شناسوں میں ڈاکٹر محمد ریاض کا ایک امتیاز یہ ہے کہ مضامینِ نو کے انبار لگانے میں ان کا کوئی حریف نہیں ہے۔ مرحوم کی یہ صلاحیت خداداد تھی اور میرے خیال میں تا حال، اس معاملے میں ان کی انفرادیت برقرار ہے۔''

مرحوم کا اقبالیاتی کام بلاشبہ برِاعظم کے کسی بھی اقبال شناس سے زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ اس میں حیرت انگیز تنوع ہے۔ ایسا تنوع ہمیں شاید ہی کسی اقبال شناس کے ہاں ملے۔ تنقیدی مقالات ومضامین کے علاوہ انہوں نے بہت سے تراجم بھی کیے۔ ان میں سرفہرست اور نمایاں ڈاکٹر این میری شمل کی شہرہ آفاق تصنیف Gabriel's Wing کا اردو ترجمہ ہے جو ۱۹۸۵ء میں شہپر جبریل'' کے نام سے، گلوب پبلشرز، لاہور سے شائع ہوا۔ اپنی جگہ یہ کام نہایت اہم تھا لیکن راقم کے نزدیک ترجمے میں کچھ تسامحات تھے۔ ۱۹۸۵ء کے سالانہ جائزے میں، میں نے بعض مثالوں کے ساتھ اس ترجمے کے بعض نقائص کی طرف اشارہ کیا اور لکھا:

''یہ کام ہمیں مایوس کرتا ہے۔''

مرحوم کو یہ تبصرہ پسند نہ آیا اور انہوں نے ایک خط میں اظہارِ ناراضی کیا۔ جس میں کچھ تلخی بھی تھی۔ راقم نے وضاحت کی مگر انہوں نے وہ وضاحت قبول نہیں کی۔ راقم، مرحوم کی اقبال شناسی کا قائل تھا مگر اس ترجمے کے بارے میں، میں نے قطعی بے لاگ اور دیانت دارانہ رائے ظاہر کی تھی۔ مرحوم بھی ایک پرخلوص دل کے مالک تھے۔ اس لیے ان کی خفگی زیادہ عرصہ قائم نہ رہی اور خلوص ومروت کا رشتہ پھر سے قائم ہوگیا۔ انگریزی سے اردو ترجمے کا ایک اور کام انہوں نے ''افکارِ اقبال'' کے عنوان سے کیا۔ یہ اقبال کے انگریزی مضامین کا اردو ترجمہ تھا۔ میرے خیال میں اس ترجمے میں بھی چند ایک خامیاں رہ گئی تھیں۔ میں نے ایک تبصرے میں ان کی طرف توجہ دلائی۔ مرحوم اس بار خفا نہ ہوئے۔ ہمارے تعلقات حسبِ معمول قائم رہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ میری تنقید کسی ذات پر خاش یا رنجش و ناپسندیدگی پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ اصولی اور بے لاگ رائے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۸۶ء کے سالانہ اقبالیاتی جائزے میں، میں نے ان کی کتابیات ''اقبال شناسی اقبال'' پر سخت تنقید کی تو وہ ناراض نہ ہوئے۔

تراجم کے ضمن میں انہوں نے انگریزی سے اردو، فارسی سے اردو اور اردو سے فارسی ترجمے کیے۔ راقم کے نام ۱۱ فروری ۱۹۹۲ء کے خط میں انہوں نے بتایا کہ وہ ''بالِ جبریل'' اور ''ارمغانِ حجاز'' کا فارسی نثر میں ترجمہ کرچکے ہیں اور اب اس کا مسودہ اشاعت کے لیے وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان کے پاس زیرِ غور ہے۔ اسی طرح ''جاوید نامہ'' کا سلیس ترجمہ بھی ان کے پیش نظر تھا۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء کے مکتوب میں انہوں نے لکھا:

''یہ کام میری دلچسپی کا ہے اور شاید میں بہتر کرلوں گا مگر آپ کو طباعت کا بندوبست کرنا ہوگا اور ایک

تعارف بھی لکھیں گے۔''

خدا معلوم، مرحوم یہ ترجمہ مکمل کر پائے یا نہیں؟

ترجمہ نگاری ایک خاص فن ہے۔اس کی اپنی نزاکتیں اور تقاضے ہیں۔تراجم سے قطع نظر ڈاکٹر محمد ریاض صاحب کی تنقیداتِ اقبال قابلِ قدر اور وقیع ہیں۔وہ علوم اسلامیہ، تاریخ وتہذیب اور فارسی زبانی وادب کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔اس کا اظہار ''اقبال اور فارسی شعرا'' (۱۹۷۷ء) سے ہوتا ہے۔جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، یہ ان کی اعلیٰ درجے کی اقبالیاتی پیش کش ہے۔فارسی زبان و ادب کے استاذ اجل اور معروف اقبال شناس، مرحوم پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل نے اس کتاب کے پیش لفظ میں مصنف کی کاوش کو سراہتے ہوئے لکھا ہے:

''ریاض صاحب نے.... اس موضوع کے مالہ وما علیہ کا بڑی جامعیت کے ساتھ احاطہ کیا ہے اور پھر اس کو اس خوب صورتی سے ترتیب دیا ہے کہ مضمون گوناگوں معلومات کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا دل چسپ ہوگیا ہے۔''

''جاوید نامہ'' ڈاکٹر محمد ریاض کی دلچسپی کا ایک اہم موضوع ہے، جس کا اظہار ان کی ایک ابتدائی تصنیف ''تعلیماتِ اقبال''، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں'' (۱۹۷۷ء) سے ''جاوید نامہ، تحقیق وتوضیح'' (۱۹۸۸ء) تک کے ذریعے ہوتا ہے۔یہ کتاب (جاوید نامہ) علامہ اقبال کا شعری شاہکار ہے اور ان کے بقول ان کا Life Work (حاصلِ حیات) ہے، مگر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے سوا کسی اقبال شناس نے اس کی تشریح وتوضیح پر توجہ نہیں دی۔ڈاکٹر محمد ریاض نے اس کے بنیادی موضوعات پر تحقیق کی ہے اور ان کی توضیح بھی کی۔اس طرح ریاض مرحوم کی مذکورہ کتاب اقبالیات کی ایک اہم ضرورت پوری کرتی ہے اور ''جاوید نامہ'' کے مباحث پر فکر انگیز تصنیف ہے۔ راقم نے اس کے نثری، بامحاورہ ترجمے کی تجویز پیش کی تو ریاض صاحب نے اس کا بیڑا اٹھانے کا عزم کیا (اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔) یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ''جاوید نامہ'' کی تفہیم کے سلسلے میں اس وقت جس قدر مواد ولوازمہ ملتا ہے، اس میں ڈاکٹر محمد ریاض کی یہ کتاب کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔

تنقیدِ اقبال کے ضمن میں متذکرہ بالا مستقل موضوعاتی مطالعوں (اقبال اور ابن حلاج، ان کی ایک اور یک موضوعی مختصر کتاب ہے) کے علاوہ، بیسیوں اہم موضوعات پر ان کے مقالات و مضامین کا وہ ذخیرہ ہے، جو ان کے متعدد مجموعوں کی صورت میں مدون ہوکر، ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے بہت سے نئے اور نادر موضوعات پر مقالات لکھے جن کی طرف اقبال کے نقادوں کی

نظر نہیں گئی (یا بہت کم اصحابِ سخن نے ان سے اعتنا کیا ہے) جیسے ''علامہ اقبال کا عسکری آہنگ''، ''اصنافِ سخن میں اقبال کی جدتیں''، ''تازہ بہ تازہ نو بہ نو تراکیبِ اقبال''، ''اقبال کے مترادف اشعار''، ''علامہ اقبال کی دعائیں''، ''ابیاتِ اقبال کے معانی، شاعر کی اپنی تحریروں میں''، ''اقبال کے تراجم اور ماخوذات''، ''تصانیفِ اقبال کے دیباچے اور سرنامے'' اور ''تلمیحاتِ انبیائے کرام تصانیف اقبال میں'' وغیرہ۔

ڈاکٹر محمد ریاض، ایک ہمہ جہت اقبال شناس تھے۔ مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ؛

۱۔ ان کی اقبالیاتی تحریریں، مضامین اور کتابیں مقداراً کثیر ہیں اور ان کی کاوشوں کا رقبہ، کسی بھی معاصر اقبال شناس سے زیادہ وسیع و عریض ہے۔

۲۔ ان کی اقبالیاتی کاوشوں میں حیرت انگیز تنوع ہے۔

(الف) تحقیقی کام

(ب) تنقیدی مقالات

(ج) تشریحی و توضیحی تحریریں

(د) تراجم (انگریزی سے اردو، فارسی سے اردو، اردو سے فارسی)

(ہ) ایم فل کے مقالات کے نگران کے طور پر بہت سے تحقیقی مقالے تیار کرائے۔

(و) بطور استاد اور صدر شعبہ اقبالیات، درس و تدریس اور طلبہ کی راہنمائی۔

۳۔ وہ ایک راست فکر اقبال شناس تھے۔ تشریح و تنقیدِ اقبال میں ان کے ہاں بڑا توازن ملتا ہے۔ انہوں نے اقبال کی فکر کو من مانے معنی پہنانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

۴۔ ان کے تنقیدی مقالات کی بہت سی جہتیں ہیں۔ مثلاً تقابلی مطالعے، اقبال کی شاعری کے تعارفی نکات، فکری مباحث، شعر اقبال کے فنی پہلو، اقبالیاتی رودادیں، اقبال کا فکری و تاریخی پس منظر، پاکستان اور ایران کے اقبال شناسوں کا تعارف اور ان کی اقبالیاتی خدمات۔ بے شک ڈاکٹر محمد ریاض کے ہاں پھیلاؤ زیادہ ہے مگر ان کے مقالات کے پس منظر میں مرحوم کا وسیع مطالعہ، فارسی زبان و ادب پر ان کی دسترس، علوم اسلامیہ سے مناسب واقفیت اور متعدد موضوعات پر ان کی گہری نظر کا پتا چلتا ہے۔ وہ بات کہنے اور قاری کو ایک صاف اور صریح زبان و اسلوب میں اپنا مافی الضمیر پہنچانے کا ڈھنگ جانتے تھے۔ چنانچہ باوجود تنوع اور رنگا رنگی کے، ان کی تنقید میں کسی طرح کا الہام یا پیچیدگی نہیں۔ تاہم وہ

ایک عالم تھے، سو وہ کہیں کہیں مشکل اور نامانوس الفاظ کا استعمال کر جاتے ہیں، جیسے:

''مصنف کو اس کی زلات اور لغزشوں پر متوجہ کریں۔''

''شاعر کے سحر بیان کا استحسان کرنا میسر ہے۔''

''اس مجموعے کے مضامین میں سے معتدبہ، اس عیار و محک پر، امید ہے پورے اتریں گے۔''

تحقیق و توضیح کے عمدہ و زیدہ مطالب۔۔۔''

ڈاکٹر محمد ریاض معروف اور مسلم اقبال شناس تھے۔ ان کی متنوع اقبالیاتی خدمات کا جائزہ الگ الگ دائروں میں اور بالتفصیل لینے کی ضرورت ہے۔ اقبالیات پر ان کا کچھ کام (جیسے'' جاوید نامہ'' کا ترجمہ) غیر مطبوعہ بھی ہوگا، اسے بھی مناسب طریق پر مرتب و مدون کر کے منظر عام پر لانا چاہیے۔ اس بارے میں سب سے زیادہ ذمہ داری، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، بطور خاص شعبہ اقبالیات پر عائد ہوتی ہے۔ امید ہے شعبہ اپنے ریسرچ اسکالروں کی مدد سے اس ذمہ داری سے بہ حسن و خوبی عہدہ برآ ہوگا۔

(ماہنامہ قومی زبان، جلد ۶۹، ش ۵، مئی ۱۹۹۷ء، ص ۶۰ تا ۶۳؛ سہ ماہی علم کی دستک، ص ۳۲ تا ۳۵)

ڈاکٹر محمد ریاض

ڈاکٹر صابر آفاقی

''ڈاکٹر مرحوم تحقیق کے مردِ میدان تھے۔ وہ جتنے بڑے عالم و محقق تھے اتنے ہی بڑے انسان دوست اور دوست پرور تھے۔ وہ ایک جن کی طرح لکھتے تھے اور دیو کی مانند کانفرنسوں پر چھاجاتے تھے۔''

فارسی کا یہ مصرعہ ضرب المثل کے طور پر بولا اور لکھا جاتا ہے: ''عدو شری برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد'' یہ ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ آزاد کشمیر کے ناظم تعلیمات سے جو میرے در پردہ عدو تھے مگر میں ان کا آشکار بہی خواہ تھا۔ آتش انتقام کو بجھانے کے لئے مجھے مظفر آباد سے تبدیل کر کے میرپور کے ایک کالج میں بھیج دیا۔ یہ میرے لئے ایک چیلنج تھا۔ کئی دن سوچتا رہا کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ اللہ تعالی نے میرے ذہن میں یہ خیال ڈال دیا کہ سکالرشپ کیلئے سفارت ایران کو درخواست دینی چاہیے۔ چنانچہ سادہ کاغذ پر فارسی میں درخواست لکھ کر سفارت خانے کو ارسال کر دی۔ میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم رکھ لی اور وہ درخواست منظور ہوگئی۔ اور میں ایران جانے کی تیاری کرنے لگا۔ میرے محسن جناب صاحبزادہ حسن شاہ ایک دن صدر بازار راولپنڈی میں مل گئے۔ میں ان سے پہلے ملاقات کر چکا تھا۔ آپ نے مبارک باد دی اور ڈھارس بندھاتے ہوئے یہ مصرعہ پڑھا۔ ''سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے'' صاحبزادہ صاحب نے دعائیں دی۔ مشورے دیئے اور ایک خط لکھ کر دے دیا۔ صاحبزادہ صاحب ماہر کشمیریات ہیں اور میں ان کو بجا طور پر مورخِ کشمیر کہتا اور مانتا ہوں۔ آپ نے ہی مجھے تحقیق کا موضوع دیا تھا کہ میں راج ترنگنی پر کام کروں۔ بعد میں آپ ہمیشہ میری راہنمائی فرماتے رہے۔

میں تہران پہنچا تو دوسرے دن صاحبزادہ صاحب کا وہ خط جیب میں ڈالے خوشی خوشی باشگاہ (ہاسٹل) پہنچا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ایک بھاری بھرکم اور وجیہہ آدمی نے مسکراتے ہوئے استقبال کیا اور خط پڑھ کر مسرور ہوا اور ہر طرح کی مدد و راہنمائی کا یقین دلایا۔ ڈاکٹر محمد ریاض سے میری یہ پہلی ملاقات تھی۔ پھر یہ رشتہ مؤدب ایسا استوار ہوا کہ موت بھی اسے توڑ نہ سکی۔ میری نظر میں

کوہسار مری سے علم وادب کے حوالے سے چار بڑے آدمی پیدا کیئے ہیں۔ شاعری میں جناب کرم حیدری، ڈرامے میں حمید کاشمیری، افسانے میں لطیف کاشمیری اور تحقیق میں ڈاکٹر محمد ریاض۔ ڈاکٹر مرحوم تحقیق کے مرد میدان تھے۔ وہ جتنے بڑے عالم محقق تھے اتنے ہی بڑے انسان دوست اور دوست پرور تھے۔ تہران میں تقریباً میرا اور ان کا ایک سال ساتھ رہا۔ ایران کے بڑے بڑے دانشمند انہیں خوب جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب ایک جن کی طرح لکھتے تھے اور دیو کی مانند کانفرنسوں پر چھا جاتے تھے۔ پاکستان اور کشمیر کے حوالے سے انہوں نے سب سے زیادہ فارسی میں لکھا اور یہ تحریریں وہاں کے ادبی مجلّات میں شائع ہوئیں۔ پہاڑی ہونے کے ناطے وہ مجھ سے خاص محبت رکھتے تھے۔ وہ علمی شخصیات سے ملنے جاتے یا کسی کانفرنس میں شرکت کرتے تو مجھے ضرور ساتھ سے لے جاتے۔ جہاں جاتے محبوبیت پیدا کر لیتے۔ آپ محیط طباطبائی، ڈاکٹر حسین نصر، پرویز ناتل خانلری، بدیع الزمان فروز انفر، جلال ہمائی اور ذبیح اللہ صفا کے میری طرح ارادتمندوں میں تھے۔ بعض دانشجو یان پاکستان سے ان کی چھیڑ چھاڑ خوب رہتی تھی۔ ان میں ڈاکٹر کلیم سہسرامی اور مرحوم صالح اویس قابلِ ذکر ہیں۔ ریاض صاحب کا اکثر وقت لائبریریوں میں گزرتا۔ مرحوم ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی کے بعد ڈاکٹر ریاض دوسرے محقق ہیں جنہوں نے کشمیر پر زیادہ لکھا اور حضرت شاہ ہمدان کے اولیں معرف بھی وہی ہیں۔ ان کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ حضرت شاہ ہمدان کے احوال وآثار تھا۔

تہران یونیورسٹی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دینے کے لئے دانشجو یان خارجی سے ایک بھرپور دفاعی جلسے کا انتظام کرتی تھی۔ مقالہ انہوں نے ٹائپ کروایا۔ پھر ہم سے مل کر پروف ریڈنگ کی۔ جلسہ کا اعلان ہوا۔ ان کے گائیڈ ڈاکٹر حسن منوچہر تھے اور حسن اتفاق یہ کہ میرے بھی گائیڈ وہی تھے۔ ہال ایرانی اور بیرونی طلبہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پندرہ بیس پاکستانی طلبہ بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر ریاض نے تعارف مقالہ پڑھا۔ پھر ان سے سوال کئے گئے مگر انہوں نے کمال وقار سے ان کے جوابات دئے۔ جناب ڈاکٹر حسن منوچہر نے اپنے خطاب میں فرمایا۔ یونیورسٹی نے کوئی امتیاز مقرر نہیں کیا۔ ورنہ ہم ڈاکٹر ریاض کے مقالہ کو ممتاز قرار دیتے۔ اس جلسہ دفاع کی یادگار تصویر آج بھی میرے البم میں لگی ہوئی ہے تاکہ یہ بھی تصاویر تیاک کے ساتھ محفوظ رہے۔ اس دن ڈاکٹر ریاض قدرتی طور پر بہت خوش تھے۔ یونیورسٹی کے مین گیٹ سے پاکستانی طلبہ کے جلو میں وہ باہر نکلے تو چپکے سے مجھے کہا، دوڑ کر جائیں اور سٹال سے اخبار ''کیہان،، خرید کر لائیں۔ اس اخبار میں ان کے جلسہ دفاع کی خبر چھپی تھی۔ اس کے بعد ایران سے پاکستان آنے تک میرا ساتھ رہا۔

وہ پاکستان آ کر اسلام آباد کے ایک کالج میں تعینات ہوئے تھے۔ لیکن ہماری خط و کتابت برابر جاری رہی۔ فرمائش ان کی ایک ہی ہوتی تھی فلاں کتاب بھیج دو۔ فلاں مجلّہ بھجوا دو میں تعمیل کرتا رہا۔

میں پی ایچ ڈی کر کے ۱۹۷۲ء میں ایران سے واپس آیا تو مکاتبت کی جگہ ملاقاتیں ہونے لگیں۔ پھر پاکستان کے مختلف شہروں میں متعدد کانفرنسوں میں ہم ایک ساتھ شرکت کرتے رہے۔ ان کی موت سے چند ماہ قبل میں ڈاکٹر طفیل ہاشمی صاحب سے ملنے کیلئے اوپن یونیورسٹی گیا تو قبل اس کے کہ میں حاضری دوں آپ اور ڈاکٹر صدیق شبلی صاحب ہاشمی صاحب کے آفس میں آ گئے، جی بھر کر باتیں کیں پاکستان و کشمیر کے بارے اور ایران و توران کے متعلق بھی۔

آخری مرتبہ ڈاکٹر محمد ریاض مجھے آبپارہ میں نظر آئے۔ کمزور و نحیف ہو گئے تھے۔ میں بس میں تھا اس لئے اتر کر ملاقات نہ کر سکا۔ مگر ماضی کے سارے سال ایک فلم سکرین کی طرح آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ کہاں وہ موٹا تازہ پہلوان نما اور وجیہہ ریاض اور کہاں یہ کمزور اور مشت استخواں ریاض۔ ڈاکٹر محمد ریاض بے حد زود نگار تھے۔ فارسی ادبیات اور اقبال ان کا خاص موضوع تھا۔ ان کے فارسی و اردو مقالات اگر جمع کئے جائیں تو کئی جلدیں بن جائیں۔ ان کی تصانیف کی تعداد بھی تین درجن سے زیادہ بنتی ہے۔ وہ زیادہ تر فارسی اور اردو میں لکھتے تھے اور برصغیر پاک و ہند کے ہر پرچے میں چھپتے تھے کہ بقول مرحوم حسام الدین راشدی ڈاکٹر ریاض تین روپے کے پرچے میں بھی چھپتے تھے۔ کشمیر اور اقبال کو متعارف کرانے میں ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ کشمیر اور اقبال کے ارادتمند سالہا سال ڈاکٹر محمد ریاض کے احسان مندر ہیں گے۔ کہتے ہیں ڈاکٹر ریاض مر گیا۔ میں کہتا ہوں وہ اسی طرح ہنستا چہکتا ہے۔ تہران کے کوچوں میں۔ سعدی حافظ کی سرزمین میں، شاہ ہمدان کی جنم بھوی میں۔ اس کی روح خراماں ہے۔ وہ ایرانِ صغیر اور ایران کبیر اور پاکستان و ایران کے درمیان صراطِ محبت اور زنجیر دوستی تھا اور رہے گا۔ موت اس زنجیر کو کہاں کاٹ سکے گی!۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں......

ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی
صدر انجمن فارسی، اسلام آباد

''اقبال، رومی، ایران، فارسی اور فتوت ان کے خاص و پسند موضوع تھے اور فتوت کی کتابیں اور رسالے پڑھتے پڑھتے ان میں خود بھی ایک خاص قسم کی جوانمردی، فیاضی اور وسیع القلمی پیدا ہو گئی تھی۔،،

ڈاکٹر محمد ریاض ایک باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے اور علاوہ اس قابلیت اور علمیت کے جو انہوں نے محنتِ شاقہ کے بعد حاصل کی تھی، شوخی و ظرافت میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ اردو فارسی کے بڑے بڑے شاعروں کے اشعار ان کی زبان پر بے ساختہ آتے تھے اور ازراہِ تفنن موقع اور محل کی رعایت سے الفاظ کا ردو بدل بھی مزاحاً کر جاتے تھے جس سے معنی کیا سے کیا ہو جاتے تھے لیکن محفل زعفران زار بن جاتی تھی۔

میری ان کی پہلی ملاقات کراچی میں ہوئی جہاں وہ نرسری پر ایک مختصر سے حجرے میں قیام پذیر تھے۔ آس پاس کے لوگ کاروباری اور ناہموار تھے مگر انہوں نے اپنی شوخی گفتار سے ان کو بھی خوش رفتار بنا دیا تھا اور زندگی کو خوشی و خرمی سے بسر کرنے کا طریقہ سکھا دیا تھا۔ وہ ہمیشہ طالب علم رہے اور ہمیشہ استاد رہے۔ ان کو ابلاغ اور اصلاح کا بہت شوق تھا اور اس مشکل کام کو ان کے اندازِ بیاں نے آسان بنا دیا تھا ورنہ لوگ جلدی تھک جاتے ہیں اور خاموش ہو جاتے ہیں مگر وہ خاموش ہونیوالے انسان نہ تھے بولتے اور بہت اونچی آواز میں بولتے اور بڑی محکم دلیلوں کے ساتھ یہاں تک کہ ان کا مقابل قائل اور قانع ہو جاتا۔ وہ مری کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے مگر بڑے وجیہہ اور دلکش شکل وصورت کے حامل تھے۔ ان کی سیرت بھی اسی طرح بڑی دوست داشتنی اور پر کشش تھی۔ اگرچہ کوہستانی علاقے کے باشندے تھے مگر بڑے ملائم، خلیق، ملنسار اور کھلے دل کے آدمی تھے۔ بات سیدھی، صاف اور بے باکی سے کرتے تھے اور دماغی تحفظ کے قائل نہ تھے۔

اقبال، رومی، ایران، فارسی اور فتوت ان کے دل پسند موضوع تھے اور فتوت کی کتابیں اور

رسالے پڑھتے پڑھتے ان میں خود بھی ایک خاص قسم کی جوانمردی، فیاضی اور وسیع القلبی پیدا ہوگئی تھی جس نے ان کی تقریر اور تحریر کو اور بھی مقبول بنا دیا تھا۔ وہ فی البدیہہ اردو، پنجابی، فارسی اور انگریزی میں تقریر کرتے تھے اور نہایت روانی اور آسانی سے انہیں زبانوں میں لکھ سکتے تھے۔ ایران کے قومی اسمبلی کے سپیکر نے جب اسلام آباد میں نیشنل اسمبلی میں فارسی میں تقریر کی تو ڈاکٹر ریاض نے فوراً اس کا لفظ بہ لفظ ترجمہ انگریزی میں پیش کیا۔ اسی طرح وہ فارسی کا اردو میں اور اردو کا فارسی میں فوراً ترجمہ کر دیا کرتے تھے۔ اقبال شناسی کا تو یہ عالم تھا کہ آپ جس شعر کے متعلق پوچھتے وہ فوراً فون ہی پر بتا دیا کرتے تھے کہ یہ فلاں مجموعہ میں فلاں نظم کا شعر ہے۔ ان کا حافظہ اس غضب کا تھا کہ گھنٹوں نظموں کی نظمیں اقبال کی اور دیگر بڑے شاعروں کی سنایا کرتے تھے اور پھر موازنہ کیا کرتے تھے کہ کس کا شعر اس موضوع پر زیادہ اچھا ہے۔ زبان وقلم دونوں خوب چلتے تھے۔ زبان قلم سے زیادہ اور قلم زبان سے زیادہ رواں تھا۔ تقریروں کا تو شمار نہیں ہوسکتا۔ البتہ سو کے لگ بھگ رسالے اور کتابیں اور ہزار کے قریب مقالے اردو، فارسی اور انگریزی میں جو ملکی وغیر ملکی جریدوں میں شائع ہو چکے ہیں، شمار کئے جاسکتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ ان کی ایک شاگردہ ان پر پی ایچ ڈی کرنے کے لئے مواد جمع کر رہی ہیں۔ اگر یہ کام پایا تکمیل کو پہنچ جائے تو بڑی خدمت ہوگی۔

حیران کن توانائی

شاہد اقبال کامران
صدر شعبہ اقبالیات
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

''زندہ ہونا ایک بات ہے اور شدت کے ساتھ زندہ رہنا دوسری بات۔ یہی دوسری بات ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں تھی۔ ڈاکٹر ریاض کا کام قطب مینار کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ مقدار بھی اور معیار بھی، یہی تناسب عظمت کو جنم دیتا ہے۔

ہاں بیمار رہنا کچھ عادت اور کچھ شوق سا بن گیا تھا اور سچ تو یہ ہے کہ اب ان کی بیماری کاسن کر تشویش بھی نہیں ہوتی تھی۔ بس یوں لگتا کہ یہ سب کچھ ان کی بھرپور اور انتہائی متحرک زندگی کا لازمی حصہ ہو۔ لکھ رہے ہیں تو بس لکھتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک مقالہ، دو مقالے اور یہ لیجئے اقبالیات پر کتاب تیار ہے۔ وہ تو سوچتے بھی اقبال کے بارے میں تھے، بولتے بھی اقبال کے بارے میں اور لکھتے بھی اقبال ہی کے بارے میں تھے۔ میں حیران ہوتا، اقبال سے اتنا عشق؟ میر نے مذہبِ عشق اختیار کرنے والوں کو کافر بلکہ سخت کافر کہا ہے لیکن اس کفر میں کیا مزہ ہے یہ صرف وہی جان سکتا ہے جو خود عشق اختیار کرے۔ میں نے کئی بار کہا بھی کہ آپ ذرا ستا لیا کیجئے، آپ کو آرام بھی کرنا چاہیے۔ کہتے میرا آرام یہی ہے، اسی میں سکون ملتا ہے۔

ایک بار صاحبِ فراش تھے، ہسپتال میں مقیم۔ میں شعبہ اقبالیات میں نیا نیا آیا تھا۔ ۱۹۸۵ کی بات ہے تیمارداری کرنے گیا۔ میں نے انہیں پہلے نہیں دیکھا تھا اور وجہ اس کی یہ تھی کہ جب میں پہلی بار شعبہ اقبالیات میں لیکچرار ہو کر آیا تو شعبے میں میری پہلی ملاقات ڈاکٹر رحیم بخش شاہین سے ہوئی۔ میں انہیں بھی نہیں جانتا تھا۔ کمرے کے باہر لگی نام کی تختی پڑھ کر میں نے قیاس کر لیا کہ یہی ڈاکٹر ریاض ہو سکتے ہیں۔ کافی دیر ڈاکٹر ریاض سمجھ کر انہیں دیکھتا رہا میری اس غلط فہمی کو ڈاکٹر شاہین صاحب نے یوں دور کیا کہ فون پر میری ڈاکٹر ریاض سے بات کروا دی۔ ڈاکٹر صاحب نے فون پر بڑی کمزور سی آواز میں خوش آمدید کہا، مجھے اپنے شعبے میں ایک خوشگوار

اضافہ قرار دیا۔ حیران ہوں کہ وہ آخر دم تک اپنے اسی تاثر پر قائم رہے۔ تو بات تیمارداری کی ہو رہی تھی۔ میں سول ہسپتال راولپنڈی گیا۔ تصور یہ تھا کہ ایک نہایت غمگین، کمزور اور بے زار شخص سے ملاقات ہو گی، جس سے زیادہ بات نہ کرنے کی تلقین کر دی جائے گی۔ ہم اسے رحم بھری نگاہوں سے دیکھیں گے اور اچھی دعاؤں کا وعدہ کر کے واپس آ جائیں گے۔ پر یہ سب کچھ نہ ہوا۔ وہاں تو کچھ اور ہی منظر نظر آیا۔ بستر پر ٹیک لگائے ایک صاحب جو صاحبِ فراش معلوم نہیں ہوتے تھے، نیم دراز ہیں۔ گود میں کسی امتحان کی جوابی کاپیاں پڑی ہیں۔ وہ انتہائی اطمینان و سکون اور ایک طرح کی بیان نہ کی جا سکنے والی مسرت چہرے پر سجائے پرچے دیکھ رہے ہیں، گویا ساحل سمندر پر پام کے دو درختوں کے درمیان لگے جھولنے میں لیٹا آسودہ حال شخص آنکھیں بند کر کے ناریل کا شربت پی رہا ہو۔ واہ، ان کے ہاتھ میں پکڑی پنسل خودکار طریقے سے پرچوں پر چل رہی تھی اور پرچے مارک ہوتے چلے جا رہے تھے۔ یہ ہیں ڈاکٹر محمد ریاض جنہیں ڈاکٹر آرام کرنے کا مشورہ دیتے رہے خود بے آرام ہو چلے تھے، لیکن یہ ہار ماننے کو تیار نہیں تھے۔ زندہ ہونا ایک بات ہے اور شدت کے ساتھ زندہ رہنا دوسری بات، یہی دوسری بات ڈاکٹر صاحب کی زندگی میں تھی۔ وہ زندگی سے پورا پورا حصہ وصول کرنا چاہتے تھے۔ آخری بار ان سے ملاقات ہوئی۔ یہ ان کی وفات سے قریباً ایک مہینہ پہلے کی بات ہے۔ یہ بیماری کا آخری حملہ تھا۔ بیماری ہار گئی ڈاکٹر صاحب جیت گئے۔ پھر کیا ہوا بزدل بیماری نے موت کو آواز دی کہ تم آؤ اور اس حیران کن توانائی کو سمیٹ لو۔ میں ان کے گھر گیا۔ ڈاکٹر نعیم رشید میرے ساتھ تھے۔ بڑے پیار سے ملے۔ بے حد کمزور اور قدرے پیلے پیلے نظر آ رہے تھے۔ آنکھوں کی چمک نگاہیں خیرہ کئے دے رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی روشن آنکھیں پورا منظر پکڑ لیتی ہوں۔ میزبانی کرنے کے لئے کسی بچے کو آواز دی پھر باتیں کرنے لگے۔ وہ خوش تھے کہ اب ان کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو چکی ہے۔ بس انہوں نے بتایا کہ یہ ٹانگ پر کچھ نکل آیا ہے، چلنے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ ان کے آس پاس کتابیں کاغذ، کچھ خالی، کچھ لکھے ہوئے اور قلم پن کی روشنائی ہزاروں لفظوں میں ڈھلنے کو بے چین معلوم ہوتی تھی اور پھر وہ پتلی پتلی لمبی لمبی انگلیاں جو لرزتے ہاتھوں کے ساتھ منسلک ہونے کے باوجود ہار نہ مانتیں اور لکھتی چلی جاتی تھیں۔ مجھ سے پوچھنے لگے بھئی آپ شعبے میں آ کیوں نہیں جاتے؟ میں ہنسا اور کہا ''آیا ہوا تو ہوں۔،، آج گیا تھا کل پھر جاؤں گا۔ کھل کر ہنسے۔ کہنے لگے بھئی ایسے نہیں۔ مستقل طور پر آنا چاہیے۔ اچھا میں کچھ کرتا ہوں آپ کا سلیکشن تو ہو چکا ہے کوئی مسئلہ نہیں۔ ہاں تو

آپ آجکل کیا لکھ رہے ہیں، کیا پڑھ رہے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر پریشان تو ضرور ہوا لیکن میرا اندازہ یہی تھا کہ اب کی بار بھی ڈاکٹر صاحب بیماری کو برت کر فارغ کر دیں گے اور کچھ ہی دنوں کے بعد شعبے میں بیٹھے اورنگ زیب سے پوچھ رہے ہوں گے کہ بھئی وہ جو بل آپ ابھی جمع کروا کر آئے ہیں اس کے چیک کا پتہ تو کریں۔

سچی بات یہ ہے کہ میں نے ایک ثانیئے کو بھی محسوس نہ کیا کہ ڈاکٹر صاحب سے یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ وہ آہستہ سے اٹھے اور دھیرے دھیرے چلتے ہوئے ایک الماری سے اپنا ایک مقالہ نکالا جو حال ہی میں غالباً مجلّہ اقبالیات میں چھپا تھا، اس پر اپنے لرزتے ہاتھوں سے میرے نام پیش کش لکھی اور مجھے تھما دیا۔ یہ آپ کے لئے ہے۔ اپنی کتابوں میں سے بیشتر انہوں نے مجھے اسی محبت اور شفقت سے پیش کی تھیں جواب میرے پاس ایک بیش قدر سرمائے کے طور پر محفوظ ہیں۔ سوچتا ہوں ہم اس جسم کے ساتھ تو باقی رہ ہی نہیں سکتے لیکن ہماری شخصیت اور اس کی بے پناہ قوت زندہ رہ سکتی ہے۔ شخصیت جو بدن کا نام نہیں، یہ کچھ اور ہے۔ بدن تو رقیب ہے یا شاید ناگزیر ذمہ داری۔ اس کے بارے میں کیا کہیں، ہاں ''ہم'' ہمیشہ باقی رہ سکتے ہیں اس کی مختلف ومتنوع صورتوں میں سے ایک ہمارا کیا ہوا کام بھی ہے۔ آج بھی اقبالیات پر ڈاکٹر ریاض کا کام قطب مینار کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ مقدار بھی اور معیار بھی یہی تناسب عظمت کو جنم دیتا تھا۔

سنا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا جب ڈاکٹر صاحب حد درجہ تنومند، صحت مند اور پھر اسی تناسب سے خوراک کے ضرورت مند رہتے تھے۔ ان کے بے تکلف دوست جن میں سے بعض ظریف ہیں اور بعض ستم ظریف، ان کی بسیار خوری کے واقعات کو مبالغے کے ساتھ ضرب دے کر سنایا کرتے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ تب وہ پوری دنیا نہیں تو ایشیا کے سب سے زیادہ جسیم شخص تھے جو اتنے پڑھے لکھے بھی ہوں، خوش خوراک تھے۔ بلا کے خوش خوراک۔ چکن کارن سوپ، ہارٹ اینڈ سار سوپ اور چکن تکہ اولین ترجیح تھی۔ باقی جو بھی ہو دیکھ لیا اور کھا لیا کرتے تھے۔ میں اکثر کہا کرتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب! اسلام آباد میں پولٹری کا کاروبار محض آپ کی وجہ سے جما ہوا ہے۔ خوب ہنستے۔ کوئلوں پر بھنا ہوا چکن لیگ پیس یعنی وہی مرغ کی ایک ٹانگ بہت مرغوب اور ڈاکٹروں کی طرف سے سختی کے ساتھ منع تھی۔ لیکن کیا ثابت قدمی ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ اپنی رغبت کو زیادہ اہمیت دیتے۔ وہ یقیناً بڑے فاضل اور پڑھے لکھے پروفیسر تھے۔ کیفیت اور کمیت دونوں کے اعتبار سے پروفیسر۔ میں انہیں پڑھتے ہوئے تو نہ دیکھ سکا ہاں البتہ انہیں لکھتے ہوئے

دیکھنے کا تجربہ مجھے بارہا ہوا ہے۔ اور پھر تحریر کے جو مسائل ہوا کرتے، کوئی لفظ غلط املا ہو گیا یا لکھنے سے رہ گیا ہو، کوئی سطر صفحے سے محو کرنا ہو، سب کے لئے انہوں نے ایجادات کر رکھی تھیں۔ قینچی سے کاغذ کے ننھے منے پرزے کاٹ کر چپکا دیا کرتے اور لفظ یا سطر سب مٹ جاتے اور اس پر جو لکھنا ہوتا لکھ لیتے۔ انہیں کوئی صفحہ دوسری بار نہ لکھنا پڑتا۔ یہ سب چیزیں میں نے ان سے سیکھیں اور سب سے بڑی بات جو میں ان سے سیکھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے کام اور پیشے سے محبت کس طرح کی جاتی ہے۔ ایک پروفیسر کا سرمایہ افتخار اس کا تحقیقی کام ہوا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے ڈاکٹر صاحب بہت بڑے سرمایہ دار اور صاحبِ افتخار پروفیسر تھے۔

ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں

آقائی محمود رضا مرندی
رائزن فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد

''وہ ایک نہ تھکنے والے ادیب، دانشور، مصنف، مولف اور مترجم تھے اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ انہوں نے فارسی سے اردو میں کیا۔ ایران میں تدریس اردو اور پاکستان میں تدریس فارسی کے میدان میں انہوں نے بڑا کام کیا ہے اور اس طرح پاکستان اور ایران کے فرہنگی اور ادبی روابط کو مضبوط کیا ہے۔،،

ڈاکٹر محمد ریاض کی وفات سے علمی اور ادبی دنیا میں ایک ایسی کیا کمی واقع ہوگئی ہے جس کی خانہ پری مشکل سے ہو سکے گی۔ وہ فارسی، اردو، پاکستان شناسی اور اقبال شناسی کے ایک ممتاز استاد تھے۔ اور دانش گاہ تہران سے ''میر سید علی ہمدانی،، کے موضوع پر انہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ وہ دانش گاہ علامہ اقبال میں شعبہ اقبالیات کے سربراہ تھے اور آخر وقت تک وہ فارسی زبان و ادب کی خدمت کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی دانش گاہ میں فارسی زبان کی تدریس کا آغاز کیا۔

وہ ایک نہ تھکنے والے ادیب، دانشور، مصنف، مولف اور مترجم تھے اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ انہوں نے فارسی سے اردو میں کیا۔ خود ان کی پچاس سے سے زیادہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور پاکستان اور ایران کے موقر جریدوں میں ان کے مقالات اکثر چھپتے رہے ہیں۔ ایران میں تدریسِ اردو اور پاکستان میں تدریسِ فارسی کے میدان میں انہوں نے بڑا کام کیا ہے اور اس طرح پاکستان وایران کے فرہنگی اور ادبی روابط کو مضبوط کیا ہے۔ خانہ فرہنگ ایران راولپنڈی میں برسوں تدریسِ فارسی کی ہے اور ان کے سینکڑوں طلبا اور طالبات اب پاکستان کی مختلف درسگاہوں میں تدریس فارسی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا ہے اور شمع سے شمع روشن ہوتی ہے۔ آج ڈاکٹر ریاض ہم میں موجود نہیں مگر ان کے روشن کئے ہوئے چراغ اپنی روشنی پھیلا رہے ہیں اور ان کے مشن کی تکمیل میں سرگرم ہیں۔ فروغ زبان و ادبیاتِ فارسی کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم کی کاوشوں اور خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ خداوند عالم مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے دوستوں اور شاگردوں کو صبرِ جمیل مرحمت فرمائے۔

خوشبو کی ہجرت

ڈاکٹر نثار احمد قریشی

''رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت وعقیدت کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ ایسے واقعات کے اکثر احباب شاہد ہیں کہ ڈاکٹر صاحب علامہ اقبال کے وہ اشعار جو حُبِّ رسولؐ سے متعلق ہیں نہایت ذوق وشوق کے ساتھ محفل احباب میں پڑھا کرتے تھے اور شعر مکمل ہونے سے پہلے خود بھی آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ علامہ اقبال سے ڈاکٹر صاحب کی ذہنی وعلمی قربت کی ایک وجہ دونوں شخصیات میں حُبِّ رسولؐ ایک قدرِ مشترک تھی۔''

محترم ڈاکٹر ریاض صاحب جیسی گراں قدر علمی وادبی شخصیت کے بارے میں اظہارِ خیال کے لئے میں کسی طور بھی اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا۔ یہ کسرِ نفسی نہیں بلکہ ایاز قدرِ خود بشناس۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ڈاکٹر صاحب کی شخصیت پر اظہارِ رائے کی اہلیت کے تقاضے پورا کرنا ایک بات ہے جبکہ فرطِ عقیدت کے تقاضے مختلف ہیں اور عقیدت ہمیشہ اندھی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ریاض بلاشبہ مسلسل ریاض ومحنت سے ڈاکٹر ریاض بنے۔ ایک عمر کے ریاض کے بعد انہوں نے یہ مقام حاصل کیا تھا۔ خود ساختہ یا سیلف میڈ انسان کا لفظ ان پر لفظی ومعنوی اعتبار سے صادق آتا تھا۔ ڈاکٹر ریاض صاحب کے خاندان میں بھرپور علمی روایت کا سراغ نہیں ملتا اور علمی وادبی مرکز سے بھی دور ہو کر مری کی سنگلاخ چٹانوں میں ایسی چنگاری کا پیدا ہو جانا بجائے خود ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ انہوں نے میٹرک کے بعد تعلیم کے اکثر مدارج بطور پرائیویٹ امیدوار طے کئے اور ساتھ ساتھ ملازمت بھی کی جو بجائے خود دوہری مشقت کا کام تھا جس نے ڈاکٹر صاحب کو شروع سے ہی سخت محنت کا عادی بنا دیا تھا۔ علم وتحقیق سے بے پناہ شغف کے باعث ڈاکٹر صاحب نے مختلف میدانوں میں متعدد کتب اور مقالات تحریر کئے۔

ڈاکٹر صاحب کی ذات میں علاوہ دیگر خوبیوں کے جو خصوصیات میرے نزدیک زیادہ نمایاں تھیں ان میں ایک عشقِ رسول اور دوسری انسان دوستی ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت وعقیدت کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ ایسے واقعات کے اکثر احباب شاہد ہیں کہ ڈاکٹر

صاحب علامہ اقبال کے وہ اشعار جو حُبِّ رسولؐ سے متعلق ہیں نہایت ذوق وشوق کے ساتھ محفل احباب میں پڑھا کرتے تھے اور شعر مکمل ہونے سے پہلے خود بھی آب دیدہ ہو جاتے تھے۔ علامہ اقبال سے ڈاکٹر صاحب کی ذہنی و علمی قربت کی ایک وجہ دونوں شخصیات میں حُبِّ رسولؐ ایک قدر مشترک تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی انسان دوستی کا سب سے بڑا ثبوت ان کی اقبال دوستی ہے۔ احترامِ آدمیت اور انسانیت سے محبت کا پیام جس طرح علامہ اقبال کی تعلیمات میں جگہ جگہ موجود ہے، ڈاکٹر صاحب کی تحریریں بھی اس کی گواہ ہیں۔ اوپن یونیورسٹی میں ڈاکٹر صاحب کا چودہ سالہ قیام بھی اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ آپ اس تمام عرصے کے دوران ایک سکالر کے طور پر تحقیقی کاموں میں مصروف رہے اور کسی غیر علمی کام یا سیاسی سرگرمیوں سے اپنے آپ کو دامن کشیدہ رکھا۔ اس دوران آپ چند سال تک بستر علالت پر رہے مگر پھر بھی کاغذ و قلم سے رشتہ برقرار رکھا۔

ڈاکٹر صاحب بلاشبہ برصغیر کے ممتاز اقبال شناس، دانشور اور سکالر تھے۔ ادبی دنیا ان کے ادبی کارناموں کی معترف ہے۔ ایسی علمی شخصیت میں تحقیق کی خشکی عموماً مزاج کا حصہ بن جاتی ہے اور ایک خاص طرح کی سنجیدگی ایسے سکالر کا جزوِ طبیعت بن جاتی ہے مگر ڈاکٹر صاحب کے مزاج میں ایسی خشکی ہرگز داخل نہ ہو سکی۔ آپ ایک پر بہار اور محفل ساز مزاج کے حامل تھے۔ محفلِ احباب میں لہک لہک کر لطائف سناتے اور محفل کو زعفران بنا دینے کا فن جانتے تھے۔ اسی خوبی کی بنا پر ڈاکٹر صاحب محفل آرا ہی نہیں جانِ محفل سمجھے جاتے تھے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی کمزوریاں عام انسانوں کی کمزوریاں تھیں مگر آپ کی خوبیاں عام انسانوں سے کہیں بلند تھیں۔ میرے نزدیک ان کی زندگی اس پھول کی مانند تھی جو جب تک کھلا رہتا ہے خوشبو بکھیرتا رہتا ہے اور جب مرجھا جاتا ہے تو اس کا آخری پیغام بھی خوشبو ہی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ریاض کی وفات بھی خوشبو کی ہجرت ہے وہ اپنے سیرت وکردار کی خوشبو سے انسانیت کے ایوان کو مہکا گئے ہیں۔

کیا دولتِ نایاب لٹی موت کے ہاتھوں وہ قافلہ سالار تو غیرت کا بھرم تھا

میرے محترم رفیق کار........ڈاکٹر محمد ریاض

نورینہ تحریم بابر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

''..... لکھنا لکھنا مدام لکھنا ہی ان کا مشغلہ تھا۔ عمر بھر کی کمائی یہی شوق تھا۔ اقبال سے وابستگی ہی ان کی تفریح تھی۔ وہ اپنے دوست احباب، واقف کاروں اور اپنے رفقاء کار غرض ہر شخص سے بلا امتیاز وعہدہ بڑے خلوص سے پیش آتے۔ بڑے غیر رسمی انداز میں کسی بات پر تبصرہ کرتے۔ پریشانی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو بتانے والے کو اپنے دھیمے دھیمے ٹھہر ٹھہر کر بات کرنے کے انداز سے بتا دیتے کہ اپنی پریشانیوں کو ایک طرف رکھ کر اپنے آپ کو مصروف کر کے دیکھو کہ عمل میں بڑی راحت ہے۔''

'' آیئے آیئے بسکٹ کھایئے چائے پیجئے''۔ یہ کہنے والے لمبی سی میز کے پیچھے بیٹھے گہری ذہین آنکھوں والے ڈاکٹر محمد ریاض تھے جنہیں ایک دنیا ان کی کتابوں کے حوالے سے جانتی ہے۔ میں جب بھی ان کے دفتر جاتی بڑی آؤ بھگت کرتے۔ نہایت متواضع، متین اور بہترین حسِ مزاح کے مالک تھے۔ میں نے انہیں ہمیشہ اقبال کے حوالے سے کام کرتے دیکھا۔ پہلی بار ان سے ملاقات ہوئی تب سے ہر مرتبہ وہ چائے اور بسکٹ پیش کرتے۔ میں بسکٹ مروڑتی (کھاتی) اور چائے پیتی جاتی تھی اور وہ اپنی کتابوں، اپنے لکھنے کے انداز اور یونیورسٹی میں اپنے آنے سے متعلق گفتگو کرتے جاتے۔ ایک بار انہوں نے مجھے اپنی ایک کتاب کے پیچھے چھپی اپنی تصویر دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ دیکھئے اور بتایئے کہ کس کی تصویر ہے، میں نے دیکھا تو ایک صحت مند اور خاصا تنومند چہرہ تھا مگر نین نقش ڈاکٹر صاحب کے چہرے کے نقوش سے ملتے جلتے تھے۔ میں نے ذرا دیر سوچنے کے بعد پہچان لیا تو کہنے لگے بھئی آپ نے تو کمال کر دیا ورنہ اس تصویر میں اور مجھ میں بہت فرق آچکا ہے اور واقعی اگر وہ تصویر میں نے پہلے دیکھی ہوتی اور پھر ڈاکٹر صاحب کو دیکھا ہوتا تو میں ہرگز نہ پہچان سکتی کہ یہ ان کی تصویر ہے وہ تو چوں کہ انہوں نے یہ کہہ کر کہ دیکھئے کس کی تصویر ہے؟ تصویر کی طرف توجہ دلائی تو ذہن فوراً اس طرف چلا گیا کہ ممکن ہے یہ ان ہی کی ہو۔ تصویر والی

شخصیت کی صحت اور سامنے بیٹھی شخصیت کی صحت میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ پھر انہوں نے مختصراً بتایا کہ وہ طویل عرصے سے صحت کی خرابی برداشت کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی خرابی صحت کے ہاتھوں مجبور ہو کر آرام کرنا بھی گوارا نہ کیا تھا۔ لکھنا لکھنا مدام لکھنا ہی ان کا مشغلہ تھا۔ عمر بھر کی کمائی بھی یہی شوق تھا۔ اقبال سے وابستگی ہی ان کی تفریح تھی۔ مضامین لکھنا، انہیں ہم سے کاپی کرانا اور چھپوانے کو بھجوا دینا ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ تھا۔ وہ اپنے دوست احباب، واقف کاروں اور اپنے رفقائے کار غرض ہر شخص سے بلا امتیاز وعدہ بڑے خلوص سے پیش آتے، بڑے غیر رسمی انداز میں کسی بات پر تبصرہ کرتے۔ پریشانی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو بتانے والے کو اپنے دھیمے دھیمے ٹھہر ٹھہر کر بات کرنے کے انداز سے بتا دیتے کہ اپنی پریشانیوں کو ایک طرف رکھ کر اپنے آپ کو مصروف کر کے دیکھو کہ عمل میں بڑی راحت ہے۔

یونیورسٹی کے ایک خاص حلقے میں ڈاکٹر صاحب کی کفایت شعاری کا بڑا تذکرہ ہوتا بطور تفننِ طبع اس میں مبالغہ آرائی اور کسی حد تک غلو بھی شامل کر لیا جاتا کہ جی ڈاکٹر صاحب سات روپے کے چیک کے لئے ۲۷ افراد کو چیک سیکشن بھجواتے ہیں۔ ایک بار میں نے یہ بات ڈاکٹر صاحب کے روبرو کہہ دی۔ وسطِ ایشیاء کے حوالے سے مضمون تحریر کرتے ہوئے انہوں نے نہایت توجہ سے یہ بات سنی اور ایک ہلکی مسکراہٹ چہرے پر لا کر بولے نورینہ صاحبہ! اپنے کاموں کی طرح اپنے حساب کتاب کو بھی ٹھیک رکھنا چاہیے اور میں نے اندازہ کر لیا کہ یہ بھی ان کے احساسِ ذمہ داری کا ایک انداز ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے لباس پر بعض اوقات میں تبصرہ کر جاتی تو وہ بھی برا نہ مناتے۔ سردیوں میں سردی سے بچنے کے لئے خصوصی اہتمام کرتے۔ اس میں ان کی ویسی احتیاط پسندی کو دخل ہوتا جوان کے قلم میں بھی تھی اور طبیعت میں بھی۔ ہمیشہ یوں لگا کہ ڈاکٹر صاحب کے دو ہی شوق رہے ایک اقبال اور دوسرا فارسی۔ وہ فارسی زبان نہایت عمدگی اور بلا تکلف (یا بلا تکان) بولتے تھے۔ جدید اور قدیم فارسی پر انہیں عبور حاصل تھا۔

ڈاکٹر صاحب مضمون بولتے جاتے اور مجھ سے لکھنے کو کہتے۔ مجھے اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے۔ اس کا فائدہ اٹھا کر کبھی کبھار میں بسکٹ اور چائے تو پی لیتی مگر ان کا مضمون لکھنے سے صاف بچ جاتی تھی۔ اب سوچتی ہوں لکھنے کی مشق کرانا، لکھنا سکھانا تو ان کا ایک ایسا احسان تھا اپنے شعبے کے دیگر اساتذہ پر کہ جس شخص کو بھی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا، اس شخص نے

پھر زندگی میں کہیں بھی لکھنے میں مار نہ کھائی۔

ڈاکٹر صاحب کی ایران سے واپسی پر ہمیں سفرِ ایران کے قصے بھی سننا پڑتے اور پستے بھی کھانے کو ملتے۔ ہر بار جب وہ تہران جاتے تو خوب صورت منقش ومزین، دیدہ زیب چھپائی اور خوبصورت جلد والی فارسی کتابیں جو کہ مختلف موضوعات پر ہوتیں کے ساتھ ساتھ بڑے اعلیٰ قسم کے پستے ضرور لاتے اور اس سے بھی مجھے پتہ چل جاتا کہ ڈاکٹر صاحب ایران سے ہو آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مجھے اکثر اپنی کتابیں پڑھنے کو دیتے۔ میرے پاس ڈاکٹر صاحب کی لکھی ہوئی کتابیں خود ان کے اپنے ہاتھ کی دی ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی یاداشت غضب کی تھی۔ کتاب دے کر بھولتے نہ تھے اور کتاب پر تبصرہ کرنے کو بھی کہتے اور میں جیسا بھی تبصرہ کرتی جاتی وہ نہایت توجہ سے سنتے اور ان سب اعتراضات کی وضاحت ساتھ ساتھ کرتے جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ ان کی کتاب دوستی ہی پہلی بار میرا ان کے دفتر میں جانے کا سبب تھی۔ یہ اتفاق کلیاتِ اقبال میں چند اشعار دیکھنے کے لئے تھا۔ مجھے یاد ہے انہوں نے میرے استفسار پر نہ صرف کلیات میں بعض چیزوں کے بارے میں میری راہنمائی کی بلکہ اپنے ہاتھ سے کلیاتِ اقبال کا ایک نسخہ مجھے دیا کہ آپ پڑھنے والی بنیں کتابوں کی کوئی کمی نہیں۔ یہاں یہ تاثر بھی غلط ہوگیا کہ ڈاکٹر صاحب اپنی کتابوں کے پاس کسی کو پھٹکنے نہیں دیتے تھے۔ ایک کلیاتِ اقبال تو میری ذاتی لائبریری میں پہلے سے موجود تھا مگر اس کلیاتِ اقبال کو میں نے بڑی حفاظت سے رکھا ہے جس پر خود ڈاکٹر صاحب کا نام ان کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے۔

''سفرنامہ روم، مصر، شام''، شبلی نعمانی کا یہ سفرنامہ ڈاکٹر صاحب نے ایڈٹ کیا۔ جب یہ چھپا تو مجھے دیتے ہوئے بطور خاص کہا کہ اسے پڑھو۔ اور اسی طرح ''جاوید نامہ تحقیقی وتوضیحی مطالعہ'' چھپی تو بڑا اصرار کیا کہ اس پر ضرور تبصرہ کرو۔ کہتے تھے میری شمل نے بھی مجھے اس کے بارے میں لکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب سے میری پہلی مختصر ملاقات میرے ایک انٹرویو میں ہوئی تھی جب انہوں نے مجھے بالِ جبریل سے چند اشعار پڑھنے کو کہا میں نے پڑھ لئے۔ پھر انہوں نے اقبال سے اور اقبال کے افکار سے متعلق چند سوالات کئے۔ میں نے جن کے خاطر خواہ جواب دیئے۔ بس یہ پہلی ملاقات تھی اور تب میں انہیں ڈاکٹر ریاض کی حیثیت سے نہ جانتی تھی۔ صرف یہی خیال ہوا کہ اقبالیات کے کوئی ماہر ہوں گے جیسا کہ میرا وہ انٹرویو اقبالیات کے لئے تھا۔ یہ اور بات کہ میں

نے اقبالیات کے بجائے شعبہ اردو کے ایک انٹرویو میں کامیابی پر شعبہ اردو ہی جوائن کیا اور ڈاکٹر صاحب ہمیشہ کہتے رہے کہ آپ کو شعبہ اردو نے ہم سے چھینا ہے۔ آپ تو ہمارے ہاں بھی انٹرویو میں کامیاب ہوئی تھیں۔

ان کی بڑی خواہش تھی کہ انہوں نے اب تک جو کام کیا ہے کوئی اسے سنبھالنے والا ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی خواہش اسی طرح پوری ہوئی ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات نے اپنے ہاں ریسورس سنٹر قائم کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب کے کئے کام کا ریکارڈ بھی موجود ہے اوران کی ذاتی لائبریری کا بڑا حصہ بھی ہے جو ان کے فرزندوں نے شعبہ اقبالیات کی نذر کیا ہے۔ ایک بار ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ وہ ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے اور اتنے بڑے نہیں جتنے نظر آتے ہیں۔ پھر انہوں نے یونیورسٹی میں ان لوگوں کے نام گنوائے جو عمر میں ان سے کہیں بڑے تھے لیکن دیکھنے میں ان سے بہت چھوٹے نظر آتے تھے۔ ان میں ایک دو نام ان خواتین کے بھی لیا کرتے جن کے ذکر پر مجھے واقعی بڑی حیرت ہوتی۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب اپنی عمر کے حساب سے اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں سے کافی بڑے نظر آتے تھے۔ شاید اس بڑے پن کی ایک وجہ ان کی علمی قدوقامت بھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب کی بڑی خواہش ہوتی کہ اقبال کے موضوع پر ان سے گھنٹوں گفتگو کی جاتی رہے، پوچھا جاتا رہے اور وہ بتاتے رہیں۔ فارسی زبان وادب سے لگاؤ، اہل زبان سے فارسی بول کر قلبی مسرت واطمینان محسوس کرنا، ایرانی ادبیات سے In Touch رہنا، مختلف فارسی پرچوں میں لکھنا بھی ان کی مسرت کا سامان تھا۔ وہ کام ایسے کرتے جیسے تفریح کر رہے ہوں، محظوظ ہو رہے ہوں۔ اپنے علمی کام سے اتنی بے تکلفی انتہا درجے کی محبت کے بغیر ممکن نہیں اور یہی محبت ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا خلاصہ ہے۔

خدا انہیں غریقِ رحمت کرے۔ یادوں کے سائے جب دائرہ در دائرہ ہاتھ باندھے سامنے آنے لگتے ہیں تو لگتا ہی نہیں کہ وہ ایک شخص اب ہم میں نہیں جس کا اعتراف سب اقبال شناسی کے حوالے سے اب صرف محفلوں اور کتابوں کا حصہ ہو کر رہ گیا ہے لیکن جن کا کام ہمیشہ کے لئے اقبال شناسوں کی تاریخ میں محفوظ ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض اوران کی علمی وادبی خدمات

ہارون الرشید تبسم

''ان کا شماران چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا تھا جنھوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔علامہ اقبال کے افکار کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو کشتگان علم تک پہنچا نے میں ڈاکٹر صاحب نے کوشش نہ کی ہو۔''

میرے استادمحترم ڈاکٹر محمد ریاض اس دنیائے فانی میں نہیں لیکن علم وفضل کی جو شمع انہوں نے روشن کی تھی وہ آج بھی فروزاں ہے۔گلشن ادب ان کے لگائے ہوئے پھولوں سے مہک رہا ہے جس کی خوشبو متلاشیان علم وادب کو معطر کر رہی ہے۔

بعض شخصیات اپنے ماحول کی خوبصورتی کا بھرپور عکس ہوتی ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض کا شمارہ بھی ایسی ہی دلآویز شخصیات میں ہوتا ہے۔آپ نے ۴ مارچ ۱۹۳۵ء کومری کی سرسبز حسین وادی کے ایک گاؤں ''گہل'' میں جنم لیا۔مری جو جنگلات سے مرصع' بلند و بالا سبز پوش کوہساروں سے مزین ایک دلفریب اور مظاہرِ فطرت سے بھرپور صحت افزا مقام ہے' رنگا رنگ پھول' چہچہاتے پرندوں کی نغمہ ریزیاں' ابلتے ہوئے شیریں وشفاف ٹھنڈے پانی کے چشمے' روانی سے بہتی گنگناتی آبشاریں اور گردوپیش کے ماحول کو معطر بنانے والی زندگی بخش جڑی بوٹیاں اس مقام کی خوبصورتی اور حسن کو دوبالا کرتی ہیں اور مری کا یہ تمام تر حسن اور رعنائی ڈاکٹر محمد ریاض کی شخصیت میں رچی بسی ہے۔جس طرح اس علاقے کے بلند و بالا پہاڑ اوجِ ثریا کو چھو رہے ہیں اسی طرح ڈاکٹر صاحب بھی علم وادب اور تنقید و تحقیق کے میدان میں ستاروں کی بلندیوں تک رسائی حاصل کر چکے ہیں اور آج کل ڈاکٹر صاحب اپنے عمدہ اخلاق و گفتار' ملنساری اور قابلِ رشک کردار کا حسن علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد کی فضاؤں میں بکھیر رہے ہیں۔

درویش صفت پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض چیئرمین شعبہ اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا شماران چند گنے چنے دانشوروں میں ہوتا ہے جنہوں نے فکرِ اقبال کو عام فہم بنانے میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔علامہ اقبال کے افکار کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسے کشتگانِ علم تک

پہنچانے میں ڈاکٹر صاحب نے کوشش نہ کی ہو۔مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ اقبال شناسی اور ڈاکٹر محمد ریاض لازم وملزوم ہیں۔ڈاکٹر محمد ریاض نے کراچی یونیورسٹی سے بی ایڈ اور ایم اے اردو فارسی کی ڈگریاں حاصل کیں۔اس کے بعد تہران یونیورسٹی سے فارسی زبان وادب میں ڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کیا۔آپ اردو،انگریزی، جدید ایرانی فارسی اور عربی زبان پر بھی عبور رکھتے ہیں۔اندرون و بیرونِ ملک تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں۔آپ نے ملازمت کی ابتداء گورنمنٹ کالج کراچی سے کی جہاں پر بطور اردو اور فارسی لیکچرار کے آپ کا تقرر ہوا۔اسی دوران تحقیق کے میدان میں قدم رکھا اور ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۸ء تک تہران میں ریسرچ سکالر رہے۔واپسی پر فیڈرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد میں بطور لیکچرار خدمات انجام دیں۔۱۹۷۰ء میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے پر ترقی پائی اور تہران یونیورسٹی برائے تدریس اردو اور پاکستان سٹڈیز میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء تک فیڈرل گورنمنٹ کالج اسلام آباد میں انچارج پرنسپل کے عہدے پر فائز رہے اور ۱۹۸۰ء سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں صدر شعبہ اقبالیات کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔جس طرح مری کے سرمئی بادل، کالی گھٹائیں اور سفید برف کے ہواؤں میں اڑتے ہوئے کالے بادل مری کی سرزمین کو سیراب کرتے رہتے ہیں اسی طرح ڈاکٹر صاحب اپنے علم وفن سے اس علم وہنر کی پیاسی دھرتی کی پیاس بجھا رہے ہیں اور تشنگانِ علم کو اپنے اخلاق وکردار کی چاندنی اور عقل ودانش کی ٹھنڈک بخش رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تحقیقات کی ابتداء ۱۹۵۶ء میں مقالہ نگاری سے کی۔اردو،انگریزی اور جدید ایرانی فارسی تینوں زبانوں میں تحقیقی مقالے لکھے۔ادب، تاریخ اور دینی افکار پر بھی آٹھ سو سے زائد مقالے لکھ چکے ہیں۔آپ نے ابتداء میں انگریزی اور فارسی کے کئی مقالہ نگاروں سے استفادہ کیا۔اردو میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ محمد اقبال، پروفیسر خورشید احمد، پروفیسر مرزا محمد منور، سید عبدالقدوس ہاشمی اور ڈاکٹر وحید قریشی وغیرہ جیسے مقالہ نگاروں کا بغور مطالعہ کیا۔ڈاکٹر محمد ریاض کی حضرت علامہ اقبال میں دلچسپی کی ابتداء اقبال کی نظم ونثر کے دینی پہلو سے ہوئی۔آٹھویں جماعت میں اقبال فہمی کا شوق پیدا ہوا جو گردشِ ایام کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا گیا۔علامہ اقبال کی شخصیت اور افکار کے مختلف پہلوؤں پر درجنوں کتابیں اور مقالات لکھے۔علامہ اقبال کے فکر وفن اور شخصیت کے بارے میں جو کتابیں لکھیں ان میں ''اقبال اور فارسی شعراء''، ''اقبال اور ابن حلاج''، ''اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی''، ''تعلیمات اقبال جاوید نامہ میں''، ''برکات اقبال''، ''افاداتِ اقبال''، ''اقبال

اور تقدیر امم‘‘، ’’ہم اور اقبال‘‘، ’’اقبال اور شاہ ہمدان‘‘، ’’شہپرِ جبریل‘‘، ’’آفاقِ اقبال‘‘، ’’تفسیرِ اقبال‘‘، ’’جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)‘‘، ’’خطبات و مواعظ رومی‘‘، ’’اقبال اور معارفِ اسلامی‘‘، ’’جہاتِ اقبال‘‘، ’’اقبال اور تصوف‘‘، ’’یادداشت ہائے پراگندہ (فارسی)‘‘، ’’اقبال اور احترامِ انسانیت‘‘، ’’اقبال کے تعلیمی نظریات‘‘، ’’ریاض مقالات‘‘، ’’اقبال اور آئینِ جوانمردی‘‘، ’’اقبال اور اتحادِ مسلمین‘‘، ’’رسالہ فتوتیہ از سید علی ہمدانی‘‘، ’’فارسی ادب کی مختصر تاریخ‘‘، ’’حضرت سید علی ہمدانی شاہ ہمدان‘‘، ’’کشف الابیات فارسی اقبال‘‘، ’’دیوان فارسی علامہ شبلی نعمانی (تدوین و توضیح)‘‘، ’’سفر نامہ روم و مصر و شام شبلی‘‘، ’’احوال و آثار و اشعار سید علی ہمدانی مع چھ رسائل‘‘، ’’فارسی ترجمہ بالِ جبریل و ارمغانِ حجاز‘‘، ’’حضرت شہاب الدین سہروردی کے دو فتوت نامے مع اردو ترجمہ‘‘ اور ’’افکار اقبال (علامہ اقبال کی تحریروں کا ترجمہ)‘‘ شامل ہیں۔ علامہ اقبال کی حیات و خدمات پر یہ فکر انگیز تجزیاتی‘ محققانہ اور جزئیات نگاری سے بھرپور کتابیں کئی سال کی محنتِ شاقہ‘ طویل تحقیق اور انتھک کاوش کے نتیجے میں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ کتب نہ صرف مزید تحقیق کی راہیں اجاگر کرتی ہیں بلکہ زبردست تاریخی و بین الاقوامی اہمیت کی حامل ہیں۔

اس وسیع اور محتاط تحقیق پر مبنی وقیع علمی کتب میں سے بعض کتب تین بار شائع ہوئیں اور بعض کے مختلف زبانوں میں تراجم بھی ہوئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کے تحقیقی مقالات مختلف ادیبوں نے اپنی کتابوں میں شائع کئے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے بعض غیر ملکی محققین کی کتابوں کے تراجم بھی کئے مثلاً اقبال اور ابن حلاج کے ساتھ کتاب الطّواسین کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کی کتاب کا ترجمہ ’’ہم اور اقبال‘‘ کی شکل میں منظرِ عام پر آیا۔ اسی طرح ’’شہپر جبرئیل‘‘ ڈاکٹر این میری شمل کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ ’’یادداشت ہائے پراگندہ‘‘ علامہ اقبال کی انگریزی ڈائری کا فارسی ترجمہ ہے اور ’’افکار اقبال‘‘ علامہ اقبال کی تحریروں کا ترجمہ ہے۔ ترجمہ کرنا بذاتِ خود ایک بڑا فن ہے جس کے لیے مترجم کو دونوں زبانوں پر مکمل عبور حاصل ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد ریاض نے جو تراجم کیے ہیں ان میں آپ نے اصل مصنف کے بیش بہا علمی و فکری مقالات کو بڑے دلکش اسلوب میں ڈھال کر اردو میں پیش کیا ہے مثلاً ڈاکٹر محمد ریاض نے علامہ اقبال کے انگریزی مقالات کا بڑی مہارت سے اردو ترجمہ کیا ہے۔ یوں تو کئی اور اہلِ علم نے علامہ اقبال کی انگریزی تحریروں کو اردو میں پیش کر کے بڑی خدمت انجام دی ہے لیکن ترجمہ کرنے کا جو حسن ڈاکٹر محمد ریاض کے ہاں پایا گیا ہے وہ نہ صرف اقبال اشناسی کے لیے ضروری ہے بلکہ اقبال کی روح کو ہمیشہ کے لیے زندہ رکھنے کا ایک

طریقہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے شاعرِ مشرق کی سوچ اور فکر کو جن موضوعات کے حوالے سے قارئین کے لیے پیش کیا ہے یہ اقبال شناسی کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

علامہ اقبال کے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۳۷ء تک کے انگریزی مقالات کے سہل ترین ترجمہ سے علامہ اقبال کی عالمگیر فکری اساس اور اس سے متصادم مغربی تصورات کا بخوبی احاطہ کیا جاسکتا ہے اور ایک تقابلی جائزے سے فکرِ اقبال کی ہمہ گیری اور مستقل حیثیت کا تعین ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ان انتہائی سنجیدہ اور خالصتاً علمی وفکری مباحث کو اردو میں منتقل کرتے وقت بہترین اسلوب اختیار کیا ہے۔ ان کے اندازِ تحریر سے قاری اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ عام طور پر تراجم میں یہ کمی رہ جاتی ہے کہ انداز تحریر میں سادگی، روانی اور بے ساختگی کا شدید فقدان محسوس ہوتا ہے اور خیالات کی وہ گہرائی اور شدت جو اصل مضمون یا کتاب میں پائی جاتی ہے ترجمہ کرتے وقت مترجم کوشش کے باوجود وہ تاثر پیدا نہیں کرسکتا جو اصل کتاب کے پڑھنے سے میسر آتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض کی تصنیف وتالیف پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں اور پاکستان سے باہر ان کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے نام کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھے گی۔ کیونکہ فنکار مر جاتا ہے اور اس کا فن اسے ہمیشہ زندہ رکھتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ریاض اپنی علمی و ادبی خدمات کے اعتبار سے آج بھی ہمارے دلوں میں بجا طور پر زندہ ہیں۔

ہارون الرشید تبسم، مفسرِ اقبال، ڈاکٹر محمد ریاض (فن اور شخصیت کے آئینے میں) (لاہور: نوائے وقت، ۲۵ اپریل ۱۹۹۲ء)

آثار ریاض

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
سابق صدر شعبہ اقبالیات
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۔ تصانیف

(۱) اقبال اور فارسی شعراء، ۱۹۷۷ء

(۲) اقبال اور ابن حلاج، کتاب الطّواسین اور تصانیفِ اقبال کا تقابلی مطالعہ، ۱۹۷۷ء

(۳) اقبال اور برصغیر کی تحریکِ آزادی، ۱۹۷۸ء

(۴) تعلیماتِ اقبال، مطالعہ جاوید نامہ کی روشنی میں، ۱۹۷۸ء

(۵) برکاتِ اقبال، ۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۶) افاداتِ اقبال، ۱۹۸۳ء (مجموعہ مضامین)

(۷) تقدیر امم اور اقبال، ۱۹۸۲ء (مجموعہ مضامین)

(۸) حضرت شاہ ہمدان اور اقبال، ۱۹۸۵ء

(۹) آفاقِ اقبال، ۱۹۸۷ء (مجموعہ مضامین)

(۱۰) کتاب شناسی اقبال (فارسی)، ۱۹۸۶ء

(۱۱) تفسیرِ اقبال، ۱۹۸۸ء (مجموعہ مضامین)

(۱۲) ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ، ۱۹۸۸ء (کتابچہ)

(۱۳) جاوید نامہ (تحقیق و توضیح)، ۱۹۸۸ء

(۱۴) اقبال اور احترامِ انسانیت، ۱۹۸۹ء (مجموعہ مضامین)

(۱۵) رومی کا تصورِ فقر اور دوسرے مضامین، ۱۹۹۰ء (مجموعہ مضامین)

(۱۶) فارسی ادب کی مختصر تاریخ بااشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، ۱۹۷۴ء

۲۔ تدوین و ترتیب

(۱) کشف الابیات فارسی اقبال باشتراک ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، ۱۹۷۷ء
(۲) سفر نامہ روم ومصر وشام شبلی نعمانی، ۱۹۸۸ء
(۳) کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی

بحثییت مترجم انہوں نے بڑی ناموری اور مقبولیت حاصل کی وہ اردو، انگریزی اور فارسی کے مشتاق مترجم تھے۔

۲۔ تراجم

جرمنی کی مشہور مستشرق پروفیسر ڈاکٹر این میری شمل Gabriel's Wing کا شہپرِ جبریل کے نام سے جوانہوں نے ترجمہ کیا وہ بہت مقبول ہے۔این میری شمل کی اقبال شناسی کا زمانہ معترف ہے لیکن ان کے مداحوں کی اکثریت انگریزی خواں اصحاب پر مشتمل تھی۔''افکارِ اقبال،، کے نام سے علامہ اقبال کے چھوٹے بڑے ۱۱۶نگریزی مقالات کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ مقالات علامہ اقبال نے ۱۹۰۰ء-۱۹۳۷ء کے عرصے میں تحریر کئے تھے۔مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور نے یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں پہلی بار شائع کی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے فارسی کی متعدد کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اقبال اور ابنِ حلاج (مع اردو ترجمہ کتاب الطوّاسین)
۲۔ تمدنِ انسانی پر انبیاءؑ کے اثرات اردو ترجمہ (نقش پیغامبران در تمدنِ جہاں مولفہ فخر الدین حجازی)، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور
۳۔ مفکرِ اسلام علامہ اقبال (ترجمہ مولفہ ڈاکٹر علی شریعتی) خانہ فرہنگ ایران، راولپنڈی، ۱۹۸۲ء
۴۔ مثنوی ''پس چہ باید کرد'' اردو ترجمہ مع حواشی، علی شریعتی فاؤنڈیشن، لاہور،۱۹۸۲ء

انگریزی سے فارسی جدید میں اہم تراجم کی تفصیل یہ ہے۔:

علامہ اقبال کی کتاب Stray Reflections کا ''یادداشتہای پراگندہ،، کے نام سے فارسی میں ترجمہ کیا جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔

چند ایک اردو کتب کا فارسی میں ترجمہ کیا جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بالِ جبریل

۲۔ ارمغان حجاز (حصہ اردو)

یہ دونوں فارسی تراجم مرکز تحقیقات فارسی، اسلام آباد کے زیر اشاعت ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریاض کو ان کے مقالے ''اقبال اور اتحادِ عالم اسلامی'' پر حکومتِ ایران نے ۱۹۸۳ء میں عمرہ کا واپسی ٹکٹ دیا۔ انہوں نے ایران میں تیار ہونے والے انسائیکلو پیڈیا جلد دوم کے لئے فارسی میں تین مقالے لکھے۔

تاثرات

(پروفیسر ڈاکٹر گوہر نوشاہی)

ڈاکٹر محمد ریاض نفیس، بھولے، طنز و مزاح اور گفتگو میں بادشاہ تھے۔ شاہِ ہمدان پر ان کا کام بہترین تھا۔ جب وہ فوت ہوئے تو مجھے بہت دکھ ہُوا۔ جس سے مجھے محبت ہو میں اس کے بارے میں لکھ نہیں سکتا۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین اور ڈاکٹر صدیق شبلی' ڈاکٹر محمد ریاض کے قریبی دوست تھے۔ ڈاکٹر رحیم بخش شاہین وفات پا چکے ہیں۔ ڈاکٹر صدیق شبلی آج کل بیمار ہیں۔ ان سے کوئی خاطر خواہ معلومات حاصل نہیں ہوسکیں گے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر کی یادیں ہوں گی۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے ایران میں فارسی کے رسالے کو مضمون کو بھیجا۔ اس مضمون پر ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھ کر مجھے مطالعہ کے لیے بھیجا کہ یہ مضمون کسی پاکستانی کا لکھا ہُوا ہے۔ آپ پڑھ کر خوش ہوں گے۔ وہ فارسی بہت اچھی لکھتے تھے۔ (ڈاکٹر گوہر نوشاہی؛ ۱۶ستمبر ۲۰۱۵ء، ۱۱:۵۵)

Dr. Riaz Paid Rich Tributes

ISLAMABAD (PR)---A literary reference was held in AIOU Tuesday in the memory of late Professor Dr Mohammad Riaz, Chairman Department of Iqbaliat. Paying tributes to the literary genious of the deceased scholar the Vice-Chancellor Professor Javcd Iqbal Syed announced that in the memory of Dr M Riaz, his name plate will be fixed outside his room. Moreover, a special issue of the university journal "Ilm Ki Dastak" will be devoted to Dr. Riaz.

Earlier, welcoming the Guests Dr Rahim Bukhsh Shaheen, the present chairman of the Department of Iqbaliat asserted that no stone would be left unturned to further promote the work done by Professor Riaz for the department. The personal library of the deceased scholar would be shifted to the department for the use of researchers and some M. Phil students will be asked to write a research thesis on him, Dr Shaheen added.

Professor Dr S A Siddiqui recalled that earlier the name of Dr Riaz was recommended for award of Pride of Performance in literature and added that the matter should again be taken up with the concerned authorities. Dr. Azhar Hameed paid tributes to the deceased scholar by maintaining that he had won international recognition for his highly valuable work on Iqbal and Syed Ali Hamadani.

Dr Nisar Qureshi's article entitled "Journey of Fragrance" gave a sketchy account of Dr Riaz's life-long struggle for excellence. Professor Dr S A Shirazi asserted that we should give due recognition to the scholars of Dr Riaz's status during their life time.

Dr M Siddique Khan Shibli recalled his 30 years long personal ties with late Dr Riaz and observed that the deceased had a very profound understanding of both Urdu & Persian literature. "Study of Iqbal, Rumi and Syed Ali Hamadani was a

matter of faith and conviction with Dr Riaz", remarked Dr Shibli.

Dr Professor Khalid Masood of Islamic Research Institute observed that Dr Riaz was so devoted in his literary pursuits that he continued his work even on his death bed. Dr Ali Raza Naqvi lamented the irrepairable loss of Professor Karam Haidri, Dr Anwar lqbal & Dr Riaz during 1994.

Dr Mahmood Ahmad Ghazi, Vice-President International Islamic University expressed the view that late Dr Riaz had given such a direction to the department of Igbaliat that in future nobody will succeed in creating any confusion about our poet philsopher.

(Pakistan Observer: December 28, 1994)

AIOU Holds Reference

Tributes Paid To Dr. Riaz

ISLAMABAD A literary reference was held in Allama lqbal Open University (AIOU) on Tuesday in memory of late Professor Dr Mohammad Riaz, Chairman Department of lqbaliat. Paying tributes to the literary genius of the deceased scholar, the Vice Chancellor of AIOU Professor Javed lqbal Syed announced that in the memory of Dr M. Riaz his name plate will be fixed outside his room. Moreover,. a special issue of the University journal Ilm Ki Dastak will be devoted to Dr Riaz, says a AIOU Press release.

Earlier, welcoming the guests, Dr Rahim Bukhsh Shaheen, the present Chairman of the Department of lqbaliat, asserted that no stone would be left unturned to further promote the work done by Professor Riaz for the department. The personal library of the deceased scholar would he shifted to the department for the use of researchers and some M. Phil students will be asked to write a research thesis on him, Dr. Shaheen added.

Professor Dr S.A Siddiqui recalled that earlier the name of Dr Riaz was recommended for award of Pride of Performance in literature and added that the matter should again be taken up. Dr Azhar Hameed paid tributes to the deceased scholar by maintaining that he had won international recognition for highly valuable work on lqbal and Syed Ali Hamadani.

Dr Nisar Qureshi's article entitled Journey of Fragrance gave an account of Dr Riaz's lifelong struggle for excellence. Professor Dr S. A Shirazi asserted that we should give due recognition to the scholars of Dr Riaz's stature during their life time.

Dr M Siddique Khan Shibli recalled his 30-year-long personal ties with late Dr Riaz and observed that the deceased

had a very profound understanding of both Urdu and Persian literatures. "Study of lqbal, Rumi and Syed Ali Hamadani, was a matter of faith and conviction with Dr Riaz", remarked Dr Shibli. Dr Professor Khalid Masood of Islamic Research Institute observed that Dr Riaz was so devoted in his literary pursuits that he continued his work even on his death bed. Dr Ali Raza Naqvi lamented the irreparable loss of Professor Karam Haidri, Dr Anwar lqbal and Dr Riaz during 1994.

Dr Mahmood Ahmed Ghazi, Vice-President of International Islamic University, said late Dr Riaz had given such a direction to the department of lqbaliat that in future nobody will succeed in creating any confusion about our poet-philosopher.

(The Nation: December 28, 1994)

AIOU Reference For Late Professor

Dr. Riaz's Services For Literature Lauded

ISLAMABAD. Dec. 27: A literary reference was held in AIOU today in the memory of late Prof. Dr. Muhammad Riaz, Chairman Department of Iqbaliat.

Paying, tributes to the literary genius of the deceased scholar the Vice-Chancellor Prof. Javed lqbal Syed announced that in the memory of Dr. M. Riaz, his name plate would be fixed outside his room. Moreover, a special issue of the university journal "Ilam Ki Dastak" would be devoted to Dr. Riaz.

Earlier, welcoming the guests Dr. Rahim Bukhsh Shaheen, the present Chairman of the Department of lqbaliat asserted that no stone would be left unturned to further promote the work done by Prof. Riaz for the department.

The personal library of the deceased scholar would be shifted to the department for the use of researchers and some M.Phil students would be asked to write a research thesis on him, Dr. Shaheen added.

Prof. Dr. S.A. Siddiqui recalled that earlier the name of Dr. Riaz was recommended for award of Pride of Performance in Literature and added that the matter should again be taken up with the concerned authorities. Dr. Azhar Harneed paid tributes to the deceased scholar by maintaining that he had won international recognition for his highly valuable work on lqbal and Syed Ali Hamadani. Dr. Nisar Qureshi's article entitled "journey of fragrance" gave a sketchy account of Dr. Riaz's lifelong struggle for excellence. Prof. Dr. S.A. Shirazi asserted, "We should give due recognition to the scholars of Dr. Riaz's stature during their life time."

Dr. M. Siddique Khan Shibli recalled his 30 years long personal ties with late Dr. Riaz and observed that the deceased

had a very profound understanding of both Urdu and Persian literature. "Study of lqbal, Rumi and Syed Ali Hamadani was a matter of faith and conviction with Dr. Riaz", remarked Dr. Shibli.

Dr. Prof. Khalid Masood of Islamic Research Institute observed that Dr. Riaz was so devoted in his literary pursuits that he continued his work even on his death bed. Dr. Ali Raza Naqvi lamented at the irreparable loss of Prof Karam Haidri, Dr. Anwar Iqbal and Dr. Riaz during 1994.

Dr. Mahmood Ahmad Gazi, Vice-President International Islamic University expressed the view that late Dr. Riaz had given such a direction to the department of Iqbaliat that in future nobody would succeed in creating any confusion about our poet philosopher.--PPI

(Pakistan Times: December 28, 1994)

روزنامہ پاکستان

(اسلام آباد 28 دسمبر 1994)

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مرحوم کے شعبہ اقبالیات سے متعلق منصوبے جاری رکھے جائیں گے

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مرحوم کی یاد میں ادبی ریفرنس سے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید کا خطاب

اسلام آباد (پ ر) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس منعقد ہوا جس کی صدارت کرتے ہوئے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید نے ڈاکٹر ریاض مرحوم کی ادبی عظمت کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ڈاکٹر ریاض کے آفس کے باہر مستقل طور پر ان کے نام کی تختی آویزاں کر دی جائے گی اور یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّہ علم کی دستک کا ایک خصوصی شمارہ مرحوم کے لئے وقف کیا جائے گا۔ قبل ازمہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے شعبہ اقبالیات کے موجودہ صدر نشین ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض نے شعبہ اقبالیات میں جن منصوبوں کا آغاز کیا تھا ان پر کام کو آگے بڑھانے کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کی ذاتی لائبریری کو محققین کے استفادہ کیلئے شعبہ اقبالیات میں منتقل کر دیا جائے گا اور ایم فل کی سطح پر مرحوم کے بارے میں تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جائے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر شوکت صدیقی نے یاد دلایا کہ ادب میں تمغہ حسن کے لئے ڈاکٹر ریاض کے نام کی سفارش کی گئی تھی۔ لہٰذا اس معاملے کو ایک مرتبہ پھر متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھایا جائے۔ ڈاکٹر اظہر حمید نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا اعتراف ہوسکتا ہے کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے ادبی کام کی بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر پروفیسر ایم طفیل ہاشمی نے کہا اگرچہ مرحوم بہت بڑے سکالر تھے تاہم عاجزی اور انکساری ان کے مزاج کا جو ہر خاص تھیں۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ علم کی جستجو میں بسر ہوا۔ ڈاکٹر نثار قریشی نے خوشبو کی ہجرت کے عنوان کے تحت مقالہ پڑھا اور خیال ظاہر کیا کہ مرحوم نے محض اپنے ذاتی جدوجہد سے علم کی دنیا میں ایسا منفرد مقام حاصل کیا تھا۔ ڈاکٹر پروفیسر ایس اے شیرازی نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ڈاکٹر ایم صدیقی خان شبلی نے ڈاکٹر ریاض مرحوم کے ساتھ اپنی تیس سالہ ذاتی رفاقت کے حوالے سے مرحوم کے مزاج کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر علامہ اقبال، مولانا روم اور سید

علی ہمدانی کے فکر و فلسفہ کا دقیق مطالعہ ڈاکٹر ریاض مرحوم کیلئے ایمان و ایقان کا مرتبہ رکھتا تھا۔ اسلامی تحقیقی ادارے کے پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود نے بتایا کہ علم سے ڈاکٹر ریاض کے شغف کا یہ عالم تھا کہ بستر مرگ پر بھی انہوں نے اپنا علمی کام جاری رکھا۔ ڈاکٹر علی رضا نقوی نے 1994ء کے دوران میں پروفیسر کرم حیدری، ڈاکٹر انور اقبال اور ڈاکٹر ریاض کی رحلت کو علم و ادب کی دنیا کے لئے عظیم نقصان قرار دیا۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی غائب صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا خیال تھا کہ ڈاکٹر ریاض مرحوم نے شعبہ اقبالیات کو ایسی سمت دے دی ہے کہ آئندہ کوئی بھی ہمارے فلسفی شاعر ڈاکٹر اقبال کے بارے میں فکری انتشار پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو پائے گا۔ تقریب میں ڈاکٹر ریاض مرحوم کے صاحبزادے ظفر احمد نے بھی شرکت کی۔

(روزنامہ پاکستان، اسلام آباد: ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء)

نوائے وقت

(28 دسمبر 1994)

شعبہ اقبالیات میں ڈاکٹر ریاض کے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جائیگا

ڈاکٹر ریاض مرحوم کی یاد میں ادبی ریفرنس سے وائس چانسلر اے آئی او یو کا خطاب

اسلام آباد (خبرنگار) علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں مرحوم پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض کی یاد میں ادبی ریفرنس منعقد ہوا جس کی صدارت کرتے ہوئے وائس چانسلر پروفیسر جاوید اقبال سید نے ڈاکٹر ریاض مرحوم کی ادبی عظمت کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ڈاکٹر ریاض کے آفس کے باہر مستقل طور پر ان کے نام کی تختی آویزاں کردی جائے گی اور یونیورسٹی کے تحقیقی مجلّہ ''علم کی دستک'' کا ایک خصوصی شمارہ مرحوم کے لیے وقف کیا جائے گا۔ قبل ازیں مہمانوں کو خیر مقدم کرتے ہوئے شعبہ اقبالیات کے موجودہ صدر نشین ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض نے شعبہ اقبالیات میں جن منصوبوں کا آغاز کیا تھا ان پر کام کو آگے بڑھانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کی ذاتی لائبریری کو محققین کے استفادہ کے لئے شعبہ اقبالیات میں منتقل کردیا جائے گا اور ایم فل کی سطح پر مرحوم کے بارے میں تحقیقی مقالہ بھی لکھوایا جائے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر شوکت صدیقی نے یاد دلایا کہ ادب میں تمغہ حسن کارکردگی کے لئے ڈاکٹر ریاض کے نام کی سفارش کی گئی تھی لہٰذا اس معاملے کو ایک مرتبہ پھر متعلقہ حکام کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ڈاکٹر اظہر حمید نے کہا کہ ڈاکٹر ریاض کی عظمت کا اس سے بڑھ کر اور کیا اعتراف ہوسکتا ہے کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے ادبی کام کی بین الاقوامی سطح پر پذیرائی ہوچکی تھی۔ تقریب میں ڈاکٹر ریاض مرحوم کے صاحبزادے ظفر احمد نے بھی شرکت کی۔

(روزنامہ نوائے وقت، اسلام آباد: ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء)

پیشِ گفتار

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی مقبولیت پر اظہار نظر کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ۱۹۷۷ء میں ان کی ولادت کو ایک صدی ہورہی ہے اوران کی وفات کو ۳۹ برس ہی گزرے ہیں، مگر ان کی مقبولیت اور کلامِ اقبال کے اثرات کئی صدیوں کو خاطر میں لا رہے ہیں۔ علامہ مرحوم نے قرآن مجید کے ازلی وابدی حقائق کو اپنے کلام میں جذب فرمایا۔ انہوں نے انسانی احترام وعلو کے راز بتائے۔ ان کی خودی وبیخودی عشقِ رسولؐ کے ایمان زار سے مستفیض ہے۔ اس لیے یہ امید کرنا عبث نہیں کہ اقبال کا کلام ہمیشہ زمان ومکان کی حدود سے بے نیاز اور عالم سپر رہے گا۔

پس از من شعر خوانند و دریا بند و می گویند
جہانے را دگرگوں کرد یک مرد خود آگاہے

کلام اقبال کی یہ عجیب تاثیر ہے کہ ہزاروں اقبالؔ خوانوں کو یہ کلام تقریباً ازبر ہے۔ فارسی شاعری میں ان کے کلام کے تداول کا حال شاہنامہ فردوسی اور مثنوی رومی کا سا ہے۔ شاہنامہ اور مثنوی معنوی کمیت کے اعتبار سے ضخیم کتابیں ہیں مگر ان کے تداول نے ان کے کشف الابیات تیار کروائے ہیں۔

اقبالؔ کے کلام کا کشف الابیات تیار کرنا کوئی معذرت طلب کام نہیں۔ اقبالؔ خوانوں کی خاطر اس کتاب کی بے حد اہمیت ہے۔ اقبالؔ کے ابیات کے دوتین آغازی الفاظ طلبہ علماء کو عموماً یاد ہی ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی مدد سے مطلوبہ شعر یا اشعار کی فوری دریافت آسان ہوگئی ہے۔

راقم الحروف کو ان اصحاب سے اتفاق نہیں جو اقبال پر نئی تحقیقات کو تمام شدہ جانتے ہیں یا علامہ مرحوم کے ضمن میں کشف الابیات ایسے کام انجام دینے کو ایک معمولی اور غیر ضروری کام قرار دیتے ہیں۔ اقبالؔ اگر ایک بڑے مسلمان مفکر اور شاعر ہوں (راقم کے نزدیک وہ ایسے ہی ہیں) تو ان کے بارے میں ہمیشہ لکھا جاتا رہے گا اور ان کے ضمن میں انجام دی جانے والی ہر تحقیق قابلِ توجہ رہے گی۔ میرے عزیز دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی اس جدت آمیز کام کی تکمیل پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ یہ کلیاتِ اقبال اردو کا پہلا کشف الابیات ہے۔ اقبال کے اردو کلیات کو ایک دو بار بھارت میں بھی یکجا شائع کیا گیا، مگر یہ کشف الابیات لاہور سے اشاعت پذیر کلیات پر

مبنی ہے (شیخ غلام علی اینڈ سنز) جو بار اول ۱۹۷۳ء میں اور بار دوم ۱۹۷۵ء میں طبع ہوئی ہے۔ اقبالؔ کا فارسی کلام بھی اردو کلام کی طرح مقبول اور دلپذیر رہا ہے۔ افغانستان، ایران اور دیگر ممالک میں بھی اس کلام کو قبول خاص و عام حاصل ہے، اس لیے کلیات اقبالؔ اردو کے کشف الابیات کے مرتب اور یہ راقم الحروف جداگانہ طور پر کلیات اقبال فارسی کا کشف الابیات بھی تیار کر رہے ہیں۔ خدا کرے کشف الابیات مرتب کرنے کی یہ کوشش، جو اردو زبان میں ایک نئی کوشش ہے، اقبال شناسی کے سلسلے میں مفید ثابت ہو۔

ڈاکٹر محمد ریاض

اسلام آباد

۱۰ستمبر ۱۹۷۷ء

☆ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پیش گفتار''، مشمولہ: اشاریہ کلام اقبال (اردو)، مرتبہ: ڈاکٹر صدیق شبلی (فیصل آباد: کتاب مرکز، بار اول، دسمبر ۱۹۷۷ء)، ص، س تا ص

تعارف

دسمبر ۱۹۷۷ء میں اوپن یونیورسٹی، علامہ اقبال کے نام نامی سے موسوم ہوئی اور اس وقت سے یہاں یومِ اقبال کی تقریبات باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جانے لگیں۔ جو منتخب مقالے اس مجموعے میں شامل ہیں یہ ان ہی تقریبات میں پڑھے گئے ہیں اور بعض صورتوں میں مقررین نے زبانی خطبے پیش کیے جن کے کیسٹ سن کر انہیں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا گیا ہے۔ تاہم تدوین کے دوران بعض ضمنی باتیں حذف کر دی گئی ہیں۔ اس مجموعے میں کل ۷ اتقریریں ہیں جن میں سے صرف دو انگریزی میں ہیں اور باقی اردو میں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد نے اب تک علامہ اقبال کے فکروفن کے بارے میں انٹرمیڈیٹ اور بی۔ اے کی سطح پر چار کورس پیش کیے ہیں اور دیگر کورس مرتب کیے جارہے ہیں۔ ''اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے'' کے عنوان سے ایک مختصر کتاب اردو میں مدون ہوکر شائع ہوئی ہے جس کے دیگر پاکستانی زبانوں اور انگریزی میں بھی تراجم پیش کیے جائیں گے۔ ۱۹۸۰ء میں یونیورسٹی نے علامہ اقبال پر لکھی جانے والی بہترین اردو، انگریزی اور دوسری پاکستانی زبانوں کی کتابوں پر انعامات دلوائے اور اب یہ کام وفاقی وزارت تعلیم نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ یونیورسٹی چند سالوں سے قومی سطح پر علامہ اقبال کے بارے میں طلباء کے درمیان ریڈیائی مقابلے اور مقالہ نویسی کے مقابلے منعقد کرا رہی ہے۔ اب علامہ اقبال کے بارے میں نایاب ہوجانے والی مطبوعہ کتب کی طبع ثانی کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ موجودہ کتاب کی تدوین واشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اقبال کے فکروفن کے بارے میں ماہرین اور دانشوروں کے خیالات پر مبنی ایک مجموعہ پیش کیا جائے کیونکہ ہر سنجیدہ کوشش کا ریکارڈ اگر محفوظ ہوجائے تو اس سے ایسی دوسری کوششوں کو بارآور ہونے میں مدد ملتی ہے۔

اس مجموعے کی تدوین میں میرے شعبے کے جناب رحیم بخش شاہین اور مسز نرجس خاتون نے بڑی محنت اور تن دہی سے میرا ہاتھ بٹایا ہے۔ میں ان کا ممنون ہوں۔ یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر غلام علی الانا ہمارے خصوصی شکریے کے سزاوار ہیں کیونکہ اس شعبے کی توسیع اور اس کی مطبوعات کی اعانت کے سلسلے میں وہ بڑی سرگرمی سے ہماری حوصلہ افزائی کر رہے ہیں اور ہمیں

توقع ہے کہ ان کی رہنمائی میں شعبہ اقبالیات جہاں تحقیق کے کام کو آگے بڑھائے گا اور ایم۔فل وغیرہ کے کورس پیش کرے گا وہاں علامہ اقبال کے فکر وفن پر مبنی بعض مفید کتابوں کا اضافہ بھی کرتا رہے گا۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد — ڈاکٹر محمد ریاض

مئی 1984ء — چیئرمین شعبہ اقبالیات

☆ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''تعارف''، مشمولہ: ا''تقاریر بیادِ اقبال''، مرتبہ: ڈاکٹر محمد ریاض (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باردوم، دسمبر ۱۹۹۹ء) ص ۴ تا ۵

پیش لفظ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا شمار وطنِ عزیز کے اہم تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ یونیورسٹی کا قیام ۱۹۷۴ء میں عمل میں آیا اور اس نے مختصر سی مدت میں فاصلاتی نظام تدریس کے تحت علوم وفنون کی اشاعت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں ہیں۔ ۱۹۷۷ء کو سالِ اقبال قرار دیا گیا اور اس سال یونیورسٹی کو علامہ اقبال کے نام سے منسوب کیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ دیگر تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی علامہ اقبال کے فکر وپیغام کو عام کرنے کی مقدور بھر کوشش بھی کرے گی۔

یونیورسٹی نے انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی سطح پر اقبالیات کے مختلف نصابات تیار کیے ہیں جن سے ہزاروں طلبہ وطالبات مستفید ہو رہے ہیں۔ مزید نصابات تیاری اور طباعت کے مراحل میں ہیں۔ ان کورسوں میں اقبالیات میں ایم فل کی سکیم بھی شامل ہے، جو تیاری کے مراحل میں ہے۔ علاوہ ازیں یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام ہر سال قومی سطح پر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں میں اقبال پر ذہنی آزمائش کے ریڈیائی اور مضمون نویسی کے مقابلے بھی منعقد ہو رہے ہیں ان کے ذریعے اقبال شناسی کے رجحان کو بہت تقویت ملی ہے۔

۱۹۸۱ء میں یونیورسٹی نے اردو اور انگریزی کے علاوہ پاکستان کی علاقائی زبانوں میں علامہ قبال پر تحقیقی کام کرنے والوں کو پہلی مرتبہ انعامات دلوائے حکومت پاکستان نے اس کام کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور صدرِ پاکستان کے خصوصی احکامات کے تحت اب یہ انعامات وفاقی وزارتِ تعلیم کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔

فروغِ اقبالیات کے ضمن میں یونیورسٹی نے کچھ اور اقدامات بھی کیے ہیں۔ مثلاً یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں گوشہ اقبال قائم کیا گیا ہے جس میں اقبال کے بارے میں سینکڑوں مفید کتابیں اور مجلّے جمع ہو چکے ہیں۔ اس میں اقبال کی نادر تصاویر اور خطوط وغیرہ بھی محفوظ کیے جا رہے ہیں جن سے محققین کو یقیناً بہت فائدہ پہنچے گا۔ کوشش ہوگی گوشۂ اقبال جلد اقبال آرکاوز بن جائے۔

یونیورسٹی نے کچھ عرصہ پیشتر اقبال کو نئی نسل سے متعارف کرانے کے لیے ایک کتاب ''

اقبال، بچوں اور نئی نسل کے لیے'' تیار کی ہے جس میں اقبال کے اردو کلام کے انتخاب کے علاوہ ان کی منظوم کتابوں میں بیان کی گئی کہانیوں کو آسان اردو نثر میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب زیرِ اشاعت ہے اور اسے بعد میں دوسری پاکستانی زبانوں میں بھی ترجمہ کر کے شائع کیا جائے گا۔ ہمارے ہاں ہر سال یومِ اقبال کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ ان میں ملک اور بیرونِ ملک کے نامور ماہرینِ اقبالیات کو مقالہ اور خطبہ پیش کرنے کی دعوت دی جاتی رہی ہے۔ ہم نے طے کیا ہے کہ ان مقالات وخطابات کو ایک مجموعے کی صورت میں شائع کریں گے۔ یہ مجموعہ تیار ہو رہا ہے اور بہت جلد منظر عام پر آجائے گا۔

نئی مطبوعات:

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم   لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

اب ہم نے ارادہ کیا ہے کہ یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے ذریعے ایسی کتابوں کی از سرِ نو طباعت کا کام شروع کیا جائے جو اقبال شناسی میں خاص اہمیت رکھتی ہیں لیکن وہ کسی وجہ سے نایاب ہو چکی ہیں ''حرفِ اقبال'' ایسی ہی ایک کتاب ہے جو علامہ اقبال کی تقاریر، بیانات اور اہم نگارشات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کو اس بنا پر فوقیت حاصل ہے کہ اس میں پہلی بار لاہور سے ۱۹۴۵ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اسی سال اس مجموعے کے مشمولات کو انگریزی میں (Speeches and Statements of Iqbal) کے نام سے شائع کیا گیا۔ لیکن مرتب نے اس پر اپنے اصل نام لطیف احمد خان شروانی کی بجائے قلمی نام ''شاعر'' درج کیا تھا۔

''حرف اقبال'' کو جو قبول عام ہوا اس کا اندازہ، اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت ۱۹۶۱ء تک اس کے چار اڈیشن شائع ہو چکے تھے اور اکثر تحقیقی کتابوں اور مقالوں میں ''حرفِ اقبال'' کے حوالے سے ملتے ہیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء کے بعد سے اس کا کوئی ایڈیشن شائع نہ ہو سکا۔ گو اقبال کی تقاریر اور بیانات وغیرہ کے کئی انگریزی مجموعے اس دوران شائع ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ فاضل مرتب نے ہمیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور ہم اقبال شناسی کے فروغ کے ضمن میں اسے اپنے اشاعتی پروگرام میں شامل کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ اہلِ ذوق اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

کسی کتاب کی اشاعت کا کام اس کی اشاعت اول کا سا کٹھن ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں

میرے شعبے کے جناب رحیم بخش شاہین نے میری پوری معاونت کی ہے اور میں ان کا شکر گزار ہوں۔ شیخ الجامعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پرفیسر ڈاکٹر غلام علی الانا کا شکریہ محض رسمی نہ سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارے شعبے کی توسیع و ترقی کے لیے غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور کم یاب کتب اقبالیات کی اشاعت کے سلسلے میں انہوں نے ہی ہماری رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ امید ہے ان کی متحرک شخصیت ہمارے امورِ شعبہ کو مسلسل تحریک دیتی رہے گی۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ڈاکٹر محمد ریاض

اسلام آباد صدر شعبہ اقبالیات

۱۲اپریل ۱۹۸۴ء

☆ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پیش لفظ''، مشمولہ: ''حرفِ اقبال''، مرتبہ: لطیف احمد خان شروانی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، اگست ۱۹۸۴ء)، ص۳ تا ٦

پیش گفتار

علامہ اقبال کے مکاتیب مظہر ہیں کہ انہوں نے تصوف کے سلسلہ قادری میں بیعت بھی کر رکھی تھی۔ فلسفہ تصوف سے ان کی دلچسپی بدیہی ہے۔ چنانچہ ان کا پہلا مقالہ جو بزبانِ انگریزی لکھا گیا، وہ عبدالکریم الجیلی کے نظریہ انسان کامل کے بارے میں ہے۔ یہ ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ اور بعد میں حضرت علامہ کے ڈاکٹریٹ کے مقالے ''ایران میں مابعد الطبیعات کا ارتقاء'' (طبع اول، ۱۹۰۸ء) کا جز و بنا۔ یوں بھی تصوف کا باب اس تحقیقی مقالے کا مفصل تر جز و ہے اور اس سے بھی مقالہ نگار کے رجحان پر روشنی پڑتی ہے۔ علامہ مرحوم کی بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے تصورِ خودی پر کوئی پندرہ برس غور کیا اور پھر اسے ضبطِ تحریر میں لانے لگے۔ یوں گویا تصورِ خودی کا ہیولیٰ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے قبل ان کے ذہن وقاد میں تیار ہو رہا تھا۔ ۱۹۱۰ء میں انہوں نے انگریزی میں جو تاثرات قلم بند فرمائے۔ ان میں خودی کو ''شخصیت'' کا نام دیا گیا ہے۔ اس دوران ان کا تفکر فرد و ملت کے ربط و ضبط پر کام کرتے نظر آتا ہے اور وہ محسوس کرتے ہیں کہ تصور نے عجمی اثرات قبول کر کے مسلمانوں کو فکر کی رنگینیوں سے مالا مال تو کیا مگر ان کے قوائے عمل کو مفلوج کر دیا۔

غلام قوموں کے علم و عرفان کی ہے یہی رمزِ آشکارا
زمین اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردوں ہے بیکرانہ

اس فکری سیاق و سباق میں مثنوی اسرارِ خودی ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی جس میں عجمی تصوف کے دو اہم نمائندوں پر برملا انتقاد کیا گیا تھا۔ ان میں ایک افلاطونِ یونانی ہے اور دوسرا فارسی غزل کا گلِ سر سبد خواجہ حافظ جس کا ''قال'' صوفیہ کا ''حال'' بنتا رہا ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ پہلی جنگ کے دوران (۱۹۱۴ء۔۱۹۱۸ء) علامہ اقبال کو بھی ایک عظیم معرکہ سر کرنا پڑا۔ اس معرکے کا مرحلہ اول ''اندرونی جنگ'' تھی۔ یعنی مثنوی اسرارِ خودی کا منصۂ شہود پر لانا اور دوسرا مرحلہ وحدت الوجود اور حافظ کی حمایت کے پردے میں اور علامہ کو مخالفِ تصوف جان کر ان کے خلاف جو نبرد آزمائی کی گئی۔ اس کے دفاع میں ان کی وہ قلمی جنگ، جو تین چار سال تک خاصی باقاعدگی کے ساتھ جاری رہی:

مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ ''الست''
فقیہہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگِ دست بدست
گریز کشمکشِ زندگی سے مردوں کی اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست؟

علامہ مرحوم کے کئی خطوط اور ''وکیل'' امرتسر میں ان کے شائع ہونے والے مقالے اس ''جنگ دست بدست'' کے غماز ہیں۔ اس زمانے کے خطوط میں حضرت علامہ تصوف کے بارے میں وہ امور کا حوالہ دیتے نظر آتے ہیں۔ ایک سلسلہ مضامین جو مخالفوں کی باتوں کے جواب میں انہیں لکھنا پڑ رہا تھا اور دوسرے تاریخِ تصوف پر ایک مفصل تر تحریر جو امکاناً کتاب کی صورت اختیار کر سکتی تھی۔ مضامین تو ''وکیل'' وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ مگر تاریخ تصوف کے سلسلے میں حضرت علامہ کے تحریر کردہ اشارے اور چند ابواب اب پہلی بار منصۂ شہود پر آ رہے ہیں۔ مکاتیب کے قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ تصوف کے یہ اجزاء ۱۹۱۵ء کے اواخر سے ۱۹۱۹ء کے اوائل تک مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ اس دوران میں مثنوی اسرارِ خودی کی طبع ثانی ہوگئی تھی۔ حضرت علامہ نے حافظ کے خلاف اشعار حذف کر کے ادبِ اسلامی کے اصولوں پر مبنی دوسرے اشعار لکھ دیئے۔ ۱۹۱۸ء میں مثنوی رموزِ بےخودی شائع ہوئی اور گو اس میں عراقی ہمدانی کے مستی اموز اشعار پر انتقاد آیا ہے کہ ۔

صوفی پشمینہ پوشِ حال مست از شرابِ نغمہ قوال مست
آتش از شعرِ عراقی دردلش در نمی سازد بہ قراں محفلش

مگر بالعموم اس وقت تک خودی و تصوف کی آشتی ہونے لگی تھی اور صاحب نظر صوفیہ شاعرِ اسلام کے نقطۂ نظر کو گویا صائب ماننے لگے تھے کہ ۔

یہ حکمتِ ملکوتی ، یہ عالمِ لاہوتی حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور تیری خودی کے نگہباں نہیں، تو کچھ بھی نہیں

اس صورت حال میں حضرت علامہ نے ''تاریخ تصوف'' کے ناتمام مسودے کو تمام نہ کیا بلکہ ابنِ حلاج، ابن عربی اور حافظ وغیرہم کے نظریات کے خلاف جو کچھ مسالہ جمع کر کے شائع کرنا چاہتے تھے، اس سے بھی وہ منصرف ہوگئے۔ انہوں نے دیکھا کہ گلبانگ خودی عالمگیر ہوتا جارہا ہے۔ لہٰذا مخالفانہ جوابات میں قوت کا صرف کرنا انہوں نے مناسب نہ جانا اور ان کا یہ فیصلہ مصاب تھا۔ البتہ بعد میں ابنِ حلاج کے نعرہ انا الحق کے بارے میں علامہ مرحوم کے خیال میں

تغیر رونما ہوا۔ خطبات، مثنوی گلشن رازِ جدید اور جاوید نامہ وغیرہ انا الحق خودی ہے کے مترادف بن گیا لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ اقبال خودی سوز تصوف کے ہمیشہ مخالف رہے۔ جب کہ خودی آموز تصوف اور فقرِ غیور، ان کے نزدیک اسلام کا ایک دوسرا نام رہا ہے۔

پروفیسر صابر کلوروی نے تصوف کے بارے میں علامہ اقبال کے لکھے ہوئے ان چند ابواب اور یادداشتوں کو شائع کر کے ایک لائقِ تحسین خدمت انجام دہی ہے۔ اس سے قبل انہوں نے داستانِ اقبال (یاد اقبال)، اشاریہ مکاتیبِ اقبال اور مکتوباتِ اقبال پر نقد وتبصرہ کا جو کام کیا ہے وہ محنت اور تحقیق کا عمدہ نمونہ ہے اور تحقیق وتدوین کا ان کا موجودہ کام بھی عمدہ معیار کا آئینہ دار ہے۔ یہ مجموعہ جہاں تصوف پر حضرت علامہ کے وسیع وعمیق مطالعہ کا مظہر ہے وہاں ان کی روشن تحقیق و تدوین کا بھی ایک نمونہ ہے اور اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔

راقم الحروف نے اس مجموعے کو چند سال قبل اقبال میوزیم لاہور میں ملاحظہ کیا تھا۔ مگر اب بے حد خرسندی کا احساس ہو رہا ہے کہ ایک جواں سال اور جواں ہمت محقق نے اسے مدون کر کے شائع کروانے کا اہتمام کیا ہے۔☆

گماں مبر کہ بپایاں رسید کارِ مغاں   ہزار بادۂ ناخوردہ دررگِ تاک است

(اقبال)

اسلام آباد   ڈاکٹر محمد ریاض

چہارشنبہ   صدر شعبہ اقبالیات

۱۶ جنوری ۱۹۸۵ء   علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

☆ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''پیش گفتار''، مشمولہ: ''تاریخِ تصوّف''، مرتبہ: ڈاکٹر صابر کلوروی (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، باراول، اگست ۱۹۸۴ء)ص، ۹ تا ۱۱